BOOK HOME

ذاتوں کا انسائیکلوپیڈیا

ای ڈی میکلیگن/ایچ اے روز



ذاتوں کا انسائیکلوپیڈیا

ای۔ڈی میکلیگن ،ایچ اے روز

ترجمہ: یاسر جواد

BOOK HOME

A Glossary
of the
Tribes and Castes
of the
Punjab and North-West Forntier Porvinces

By: E.D. MacLagan & H.A. Rose

ذاتوں کا انسائیکلوپیڈیا

ای-ڈی میکلیگن، ایچ اے روز

ترجمہ: یاسر جواد

اہتمام رانا عبدالرحمٰن

پروڈکشن ایم سرور

کمپوزنگ محمد انور

پرنٹرز حاجی حنیف پرنٹرز، لاہور

اشاعت 2014ء

قیمت 800روپے

ناشر بک ہوم لاہور



بک سٹریٹ 46- مزنگ روڈ لاہور، پاکستان

فون:042-37231518-37245072 فیکس:042-37310854

bookhome1@hotmail.com - bookhome_1@yahoo.com

www.bookhomepublishers.com

فہرست

چ

گ

ماہی گیر ________ ”
متر ________ ”
مترو ________ ”
متڑو ________ ”
متھی ________ ”
متھے ________ ”
متی ________ ”
متّی ________ ”
متیانا ________ ”
مٹ ________ ”
مٹو ________ ”
مٹھا یا متھا ________ ”
مجذوب ________ ”
مجواتھا ________ ”
مجوکا ________ ”
مجھیانا ________ ”
مجھیرو ________ ”
مچھیرا ________ ”
مخدوم، (مخدومانہ) ________ 401
محمد خیل ________ ”
مداری ________ ”
مدوکے ________ 402
مدھ ________ ”
مدہ ________ ”
مدھول ________ ”
مدھے ________ ”
مڈیر ________ ”
مذبی (مذہبی) ________ ”
مراثی ________ ”
مرالی ________ ”
مرانا ________ ”
مرائی ________ ”

مرجانا ________ ”
مُروانا ________ ”
مرریامرار ________ ”
مرکندا ________ ”
مرکھا ________ ”
مرکے ________ ”
مرّل ________ ”
مرل ________ 403
مروت ________ ”
مروک ________ ”
مرئی ________ ”
مری ________ ”
مریال ________ 404
مریانا ________ ”
مڑوک ________ ”
مڑل ________ ”
مڑہیل ________ ”
مزاری ________ ”
مڑو ________ ”
مستانہ ________ ”
مستانی ________ ”
مُستدی (یامُسدی) ________ ”
مستیانا ________ ”
مسر ________ ”
مُسریرا ________ ”
مُسلا ________ 405
مسن ________ ”
مسندہ، مسنڈو ________ ”
مسن کے ________ ”
مسوان ________ ”
مسوکے ________ ”
مُسیانی یا مُوسیانی ________ ”

مُشانی ________ ”
مشوانی ________ ”
مشہدی ________ ”
مشوانی ________ ”
مصلہ نشین ________ ”
مُصلی ________ ”
مغل (مُگل) ________ 406
مکول ________ 407
مکوہا ________ ”
مکّل ________ ”
مکسی ________ 408
مکھ ________ ”
مکھیانا ________ ”
مکیانا ________ ”
مگے ________ ”
مل ________ ”
مُلّا ________ ”
ملاح ________ ”
مُلاغوری ________ 409
ملان ________ ”
ملانا ________ ”
ملتانی ________ ”
ملک ________ ”
ملکا ________ ”
ملک دین ________ ”
ملکیار ________ ”
ملن ہانس ________ ”
ملنے ________ ”
ملوائی ________ ”
ملوترا ________ 410
ملود ________ ”
ملہہ ________ ”

نہنگ	"
نیچ، نیچ	"
نیاریا	"
نیازی	"
نیایک	"
نے پال، نیپال	"
نیر	443
نیکوکارا	"
نیں	"
نیولا	"

و

واتل	444
واج ورہ	"
واران	"
وارہ	"
واسلی	"
واگھ	"
واگی	"
والر	"
والوٹ	"
وام مارگی	"
وان ڈو	"
واہٹی	"
واہگہ	"
والہہ	"
واہل	445
وباوہ	"
وٹارہ	"
وٹو	"
وڈو	"
وٹوزئی	446
وجیا	"
وجر	"
وجلا	"
وجوکا	"
وچھل	"
ودھرا	447
ودھل	"
ودھن	"
ودھوا	"
وڈالا	"
وڈاہ	"
وڈوال	"
وربھو	"
ورپال	"
ورک	"
وِرک	"
وروال	448
ورہ	"
ورھے	"
وریا	"
وریاہ	"
وریا	"
وریہ	"
وریے	"
وڑائچ	"
وزیری یا وزیر	450
وسیر	451
وگ	"
وگڑ	"
وگن	"
وگھ	"
وگھا	"
وگھل	"
وُلانا	"
ولانا	"
ولانہ	"
وِلسری	452
ولّو وانا	"
ولیرائے	"
وِمک	"
وناتک	"
ونجو	"
وندر	"
ونڈا	"
ونگری گریا بنگیرا	"
ونکھایا	"
وہالا	"
وہانڈی	"
وہروکا	"
وہوجہ	"
ویرار	"
ویری	"
ویشیہ، ویش	"
ویہا	"
وہیوال (بہیوال)	453
ویریے	"
وینس	"

ہ

ہارل	454
ہارنی	"
ہاسل	"
ہال	"
ہالی	"
ہانڈا	"
ہانس	"

پیش لفظ

یہ کتاب A Glossary of the Tribes and Castes of Punjab and N.W.F.P کا ترجمہ ہے۔ اصل کتاب تین جلدوں پر مشتمل تھی۔ پہلی جلد میں پنجاب کے مختلف گروہوں اور مذہبی فرقوں کے رواج، رسوم، لوک کہانیاں، اعتقادات وغیرہ بیان کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب ای۔ڈی میکلیگن سی ایس آئی نے سر ڈینزل ابٹسن KCSI کی پنجاب مردم شماری رپورٹ 1892ء کی بنیاد پر لکھی۔ ایچ اے روز نے اسے مرتب کیا اور یہ پہلی مرتبہ 1911ء میں شائع ہوئی تھی۔

ای۔ڈی میکلیگن نے کئی جگہوں پر سر ڈینزل ابٹسن کی کتاب سے اقتباسات لیے اور ان میں اضافے اور ترامیم کیں۔

ایک اور قابلِ وضاحت امر یہ ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ کرتے وقت کچھ حصوں کو ایڈٹ بھی کیا گیا ہے۔ ہمارے خیال میں آج سے 100 سال قبل کے پنجاب میں انتظامی طور پر شامل کچھ علاقے آج ہر طرح سے الگ ہو چکے ہیں۔۔۔ مثلاً پہاڑی ریاستیں (مالیر کوٹلہ، نابھا، جنڈ وغیرہ)، روہتک، حصار، انبالہ اور اسی طرح کچھ دیگر حصے۔ حتیٰ کہ یہ علاقے اُس دور میں بھی پنجاب کی تاریخی حدود میں شامل نہیں تھے۔ یوں تو کسی بھی خطے یا صوبے کو اُس کے پڑوسی علاقوں سے الگ نہیں کیا جا سکتا اور ایک نسل یا گروہ کے ڈانڈے بہت دور دراز خطوں تک جاتے ہیں، مگر تاریخی و ثقافتی حوالہ اِس قسم کی ''حد بندی'' کے لیے معاون ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم نے اُن ذاتوں پر خصوصی توجہ دی ہے جو ''موجودہ'' مشرقی اور مغربی پنجاب میں پائی جاتی تھیں۔ تاہم، پہاڑی ریاستوں وغیرہ کی ذاتوں کو بھی کلیتاً نظر انداز کرنے کی بجائے مختصراً نمائندگی ضرور دی گئی۔

تقریباً اڑھائی ہزار ذاتوں کو حروف تہجی کی ترتیب دینا ایک نہایت دقت طلب کام تھا۔ اگر کمپیوٹر کی مدد حاصل نہ ہوتی تو شاید یہ کام چند ماہ کی بجائے کئی سالوں میں مکمل ہوتا اور صرف ایک آدمی ہی اسے سرانجام نہ دے سکتا۔ مگر کمپیوٹر کے اردو پروگرامز کی صلاحیتیں محدود ہیں۔ مثلاً وہ اندراجات کو حروف تہجی کی ترتیب دیتے وقت اعراب والے الفاظ کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتے ہیں۔ لہٰذا ترتیب کو کئی مرتبہ درست اور تبدیل کرنا پڑا۔

یاسر جواد
جنوری 2004ء
yjavvad@yahoo.com

آ

آجری (اریالی، ایالی، اجاری)...... اجر یعنی بھیڑ بکریوں کے ریوڑ سے مشتق۔ یہ راولپنڈی اور جہلم وغیرہ میں ہیں۔ جہلم میں یہ شورش پسند اعوانوں کی ایک شاخ کا نام بھی ہے۔

آدپنتھی...... غالباً ان سکھوں کا ایک لقب جو اصل (آدی) عقیدے (یا آدی گرنتھ) کے ماننے والے ہیں۔

آدم خیل...... آفریدی پٹھانوں کے آٹھ نمایاں قبیلوں میں سے ایک۔ ان کی چار شاخیں ہیں: حسن خیل، جواکی، گلی اور اشو خیل۔

آریا...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

آریہ سماج...... ابھی تک پنجاب میں اہم ترین جدید ہندو فرقہ۔ اس کی بنیاد 1847ء میں کاٹھیاواڑ کے ایک برہمن پنڈت دیانند سرسوتی نے رکھی۔ دیانند 1824ء میں پیدا ہوا۔ وہ بت پرستی اور شادی بیاہ کی رسوم سے یکساں نفرت کرتا تھا۔ اس نے روایات کی گہری تحقیق کے بعد لاہور میں ایک ''سماج'' کی بنیاد رکھی اور پھر بقیہ پنجاب میں بھی شاخیں قائم کیں۔ اس کی باقی زندگی یوپی اور راجپوتانہ میں سفر کرتے ہوئے گزری۔ اپنے عہد کے ہندومت کے خلاف اس کے حملوں نے شدید مخالفت کو جنم دیا۔ اس نے ویدوں کی ایک خصوصی تفسیر پر زور دیا اور ایک کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' لکھی جس میں آریہ مذہب کا دیگر مذاہب کے ساتھ فرق بیان کیا۔

آزاد...... اسلام کے ''بے شرع'' فرقوں کے لیے استعمال ہونے والی اصطلاح۔ انہیں مجذوب بھی کہتے ہیں، جبکہ ان کا متضاد سالک ہیں۔ قلندر بھی آزاد کہلاتے ہیں۔ آزاد کہتے ہیں کہ شرع صرف عام عوام کے لیے ہے، ان لوگوں کو اس کی ضرورت نہیں جنہوں نے معرفت حاصل کر لی ہو۔

آسن دھاری (مت دھاری)...... گوسینوں کا ایک فرقہ یا سلسلہ۔ (دیکھیں ''گوسین'')۔

آغا خیل...... مروت پٹھانوں کا ایک اہم قبیلہ۔ بنوں میں ملتا ہے۔

آگری (اگری یا اگریا)...... ''نمک مزدور'' آگرہ کا مطلب نمک کا برتن (Salt-pan) ہے۔ آگری راجپوتانہ اور مشرقی و جنوب مشرقی پنجاب کے نمک بنانے والے ہیں اور ایک حقیقی ذات معلوم ہوتے ہیں۔ مگر آگریوں کو محض کمہاروں کی ایک گوت بھی بتایا جاتا ہے۔ یہ امر یقینی نہیں کہ آگرہ کا نام آگریوں سے ماخوذ ہے یا نہیں، کیونکہ وادیٔ پشاور میں بھی ایک آگرہ ہے۔ گڑگاؤں کے آگری چتوڑ کے راجپوتوں کے ساتھ تعلق کے دعویٰ دار ہیں۔ یہ سب کے سب ہندو ہیں۔

آلواَجیا...... ''کلال'' کا ہم معنی۔

آلووالہ (آلووالیہ، آلوواری)...... (دیکھیں ''آہلووالیہ'')۔

آنندی...... کچھ سنیاسیوں کا لقب۔

آہلووالیہ...... سکھوں کی مِسلوں میں سے ایک جو لاہور کے قریب آہلو سے تعلق رکھنے والے جسا سنگھ نے قائم کی۔ کپورتھلہ کا حکمران خاندان اس کا نمائندہ ہے۔

آہن گر...... لوہار کے لیے فارسی نام۔

آہوجا...... ملتان میں ملنے والا ایک زرعی جٹ قبیلچہ۔ ڈیرہ کے اروڑوں کی ایک شاخ کا نام بھی آہوجا ہے۔

آہولانا...... روہتک وغیرہ میں پائے جانے والے جٹوں کے دو بڑے دھڑوں یا حصوں میں سے ایک۔

آہیر (اہیر)...... بلاشبہ یہ نام سنسکرت کے ابھیر سے ماخوذ ہے جس کا مطلب گوالا ہے۔ آہیروں کی اپنی روایت ہے کہ ایک مرتبہ کسی برہمن نے ایک ویش لڑکی سے شادی کی اور ان کی اولاد کو امت سنگیہ یعنی ذات باہر قرار دیا گیا۔ پھر امت سنگیوں کی ایک بیٹی نے ایک برہمن سے شادی کی اور اس کی اولاد ابھیر کہلائی (یعنی گوپے یا چرواہا) اور بعد میں یہ لفظ بگڑ کر آہیر بن گیا۔

آہیر بالخصوص دہلی کے جنوب، گڑگاؤں اور روہتک کے علاوہ پھلکیاں ریاستوں سے ملحقہ علاقوں میں بھی ملتے ہیں۔ وہ مغل دور میں دہلی سے آکر یہاں آباد ہوئے۔



ا

اباخیل...... اکوزئی یوسف زئی پٹھانوں کے بائیزئی قبیلے کی چھ شاخوں میں سے ایک۔ یہ پشاور میں ملتے ہیں۔

ابازئی...... یوسف زئی پٹھانوں کی ایک شاخ، جو بُنیر میں ملتے ہیں۔

ابدال یا عبدل...... ایک زرعی ارائیں قبیلہ۔ منٹگمری میں پایا جاتا ہے۔

ابدالی...... (1) ایک دور میں تمام افغانوں کو ابدالی کہا جاتا تھا۔ (2) افغانستان میں پہلی افغان سلطنت قائم کرنے والے سدوزئی پٹھانوں کا ایک مشہور خاندان۔ اب انہیں دُرانی کہتے ہیں۔ یہ خاندان افغانوں کی سربانی یا سربنی شاخ سے تعلق رکھتا ہے۔ انہیں یقین ہے کہ یہ نام ابدال یا اودال بن ترین بن شرخبوں بن سربان بن قیس سے ماخوذ ہے۔

ابدال...... کانگڑا میں ملنے والی ایک چھوٹی سی مسلمان ذات۔ یہ ہوشیار پور کے جسوان دُون میں بھی ملتے ہیں۔ ابدالوں کی بارہ ٹولیاں یا شاخیں ہیں۔ کانگڑا کے ابدال خود کو سنکھار اور نور پور کے ساتھ منسلک نہیں کرتے۔ ابدال گداگر اور گھوم پھر کر گانے والے ہیں۔ یہ بالخصوص راجپوتوں کے جنازوں میں بین پر سوگ کے راگ بجاتے ہوئے سب سے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ راجاؤں کے دور میں جب کوئی راجپوت کسی لڑائی میں مارا جاتا اور اس کی موت کی خبر گھر پہنچتی تو وہ اس کے کپڑے پہن لیتے اور بین بجاتے تھے۔ اسی طرح انہوں نے نور پور کے وزیر رام سنگھ اور شام سنگھ اٹاری والا (جو انگریزوں کے خلاف لڑا تھا) اور چمبہ کے راجا رائے سنگھ کے لیے برلاپ (نغمہ ہائے سوز) بجائے۔ آج کل کے ابدال مختلف گیت گاتے اور راجپوتوں کی شادیوں میں جاتے ہیں۔ وہ دروں زواجی یعنی اپنی ذات گوت کے اندر ہی شادی کرتے ہیں۔ لفظ ابدال کا مطلب ''لیفٹیننٹ'' ہے۔ مسلمان جہاں گرد مرتاضوں کا ایک طبقہ ابدال بھی ہے۔ یہ امر واضح نہیں ہو سکا کہ آیا اسلامی اسطوریات کے چہیل ابدال اور ابدالوں کے نام کے درمیان کوئی تعلق ہے۔

ابدلکے......ایک زرعی کھرل قبیلچہ۔منٹگمری میں۔

ابدُھوت (اودُھوت)...... تارک الدنیا گوسینوں کا ایک طبقہ جو بھیک مانگ کر گزارا کرتے ہیں۔مت داری (دھاری) یا آسن داری طبقے کے برعکس ابدُھوت سیلانی ہیں (دیکھیں ''گوسین'' کے ضمن میں)۔ایک وشنوفرقے کا نام بھی اودُھوت ہے۔تلسی داس کا تعلق بھی اسی سے تھا۔

ابڑا......سندھ اور ریاست بہاولپور میں ملنے والے جٹوں کا ایک قدیم قبیلہ۔خیال کیا جاتا ہے کہ جنوب مغربی پنجاب اور سندھ میں زراعتی فنون انہوں نے ہی متعارف کروائے تھے۔اس قبیلے کو سموں کی ایک شاخ بھی بتایا جاتا ہے اور بہاولپور میں ان کی تعداد کافی ہے۔

ابکال...... راجپوتوں کی ایک شاخ جو کہلور کے 16ویں راجا سنگر چند کے بیٹے واہگل کی اولاد ہیں۔

ابلانا...... (1) ملتان میں ایک زرعی جٹ قبیلچہ۔ (2) منٹگمری اور بہاولپور کی منچن آباد نظامت میں ملنے والے کھرلوں کی ایک شاخ۔

ابوانی......امرتسر میں ملنے والا ایک زرعی پٹھان قبیلچہ۔

ابوئی......ملتان میں ملنے والا ایک زرعی جٹ قبیلچہ۔

ابھ پنتھی......جوگیوں کے 12 سلسلوں میں سے ایک۔

ابھیر......جدید آہیر۔

اُپل......منٹگمری اور امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلچہ۔یہ لدھیانہ میں بھی ہیں، جہاں شادی کے موقع پر ان کا دلہا جنڈ کی ڈالی کاٹتا ہے۔اُپل اپنے جٹھیرا مدا کی پوجا کرتے اور برہمنوں کو خیرات میں سوا پانچ سیر کا روٹ اور چاول دیتے ہیں۔

اُپیرا......کھرلوں کے مرکزی مُہینوں یا قبیلچوں میں سے ایک، جس کا صدر مقام منٹگمری میں جھمرہ اور دانا باد ہے۔سولہویں صدی کے وسط میں اس نے وِرکوں کو بے دخل کرنے کے ذریعہ راوی کے آس پاس اہمیت حاصل کر لی تھی۔

اُترا......شاہ پور اور زیریں ڈیرہ جات میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔وہ ''رانا'' کا لقب استعمال کرتے ہیں۔

اُترادھی......داؤد پنتھی فرقہ کی ایک ذیلی شاخ۔ان کا ''گرو'' حصار میں راٹھیا کے مقام پر رہتا ہے۔

اُتمان خیل......ایک طاقتور قبیلہ۔ یہ غالباً کرلانزی کی کودئی شاخ کے پٹھان ہیں جو اس وقت یوسف زئی اور مندنر کے ساتھ منسلک ہو گئے جب موخر الذکر نے ہجرت کر کے موجودہ ضلع پشاور میں پہاڑوں کے دامن میں لُنڈ خوار کے آس پاس رہائش اختیار کی۔

اُتمان زئی......(1) بنوں میں وزیر پٹھانوں کی دو مرکزی شاخوں میں سے ایک۔اس کی اپنی بھی مزید دو شاخیں بکا خیل اور جانی خیل ہیں۔(2) مندنر پٹھانوں کی چار شاخوں میں سے ایک۔ یہ پشاور اور ہزارہ میں ملتے ہیں۔اتمان ابن منوا ابن مندور کی دو بیویاں تھیں۔پہلی بیوی میں سے اکازئی، کنی زئی اور علی زئی کا سلسلہ چلا جنہیں بحیثیت مجموعی اتمان زئی کہتے ہیں۔دوسری بیوی کی اولاد سدوزئی کہلائی۔کالے پہاڑ کا قبیلہ اکازئی بالکل الگ ہے۔

اُتھنگل......ملتان تحصیل کے جنوب میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔وہ مغل دور میں جموں سے آ کر وہاں آباد ہوئے۔

اِتھوال یا اُتھوال......سر ڈینزل اِبٹسن کے مطابق یہ مرکزی طور پر انبالہ، لدھیانہ، جالندھر اور پٹیالہ کے ملحقہ علاقے میں ملتے ہیں۔لیکن اگر یہ دو الگ الگ نام گڈمڈ نہ ہوں تو دہلی میں ان کی ایک کافی بڑی آبادی ہے جو انبالہ والی آبادی سے بالکل علیحدہ معلوم ہوتی ہے۔انہیں سورج بنسی راجپوت مہاراج کی اولاد بتایا جاتا ہے جسے اونٹ کی سواری کے شوق کی وجہ سے اونٹھوال کا لقب ملا۔

اُتھیرا......ضلع ملتان کی لودھراں تحصیل میں ایک قبیلہ۔''آئینِ اکبری'' لکھے جانے کے دور سے پہلے ہی یہ دُنیا پور کے آس پاس آباد ہو چکے تھے۔

اُٹھوال......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان قبیلہ۔

اجودھا پنتھی......(1) ایک ہندو وشنو فرقہ جس کا یہ نام اس لیے پڑا کیونکہ رام چندر اجودھیا (اودھ) میں رہتا تھا، (2) ایک وشنو۔غالباً موخر الذکر ہی درست ہے۔

اچارج......''برہمن'' کے ضمن میں دیکھیں۔

اچران......ایک زرعی قبیلہ۔شاہ پور میں پایا گیا۔

اِچھر......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

اِچھرل......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

اِچھیادھاری......تمام چیزوں میں صرف اپنی خواہشات پر عمل کرنے والا۔ یہ غالباً گلاب داسی ہیں۔

احمدانی......ڈیرہ غازی خان کے ہٹھاڑ (Low lands) میں ملنے والا ایک غیر منظم بلوچ قبیلہ۔

احمدزئی......درویش خیل وزیریوں کی دو مرکزی شاخوں میں سے ایک۔

احمدزئی، امازئی......اُشترانہ پٹھانوں کے دو مرکزی قبیلچوں میں سے ایک۔

اخوندخیل......ملیزئی یوسف زئی پٹھانوں کی پائندہ خیل شاخ کا حصہ جس سے دیر کے خوانین تعلق رکھتے ہیں۔ یہ وادیٔ دیر کے زیریں حصے میں رہتے ہیں جہاں دیر گاؤں واقع ہے۔ اس کا بانی مُلا الیاس یا اخوند بابا تھا جو بزرگ کا درجہ رکھتا ہے۔ (اس اخوند بابا کو سوات کے اخوند سے نہیں ملانا چاہیے جو 1784ء میں پیدا ہوا تھا)۔

اخوندزادہ یا پیرزادہ......محض مقامی یا قبائلی ساکھ کے حامل ایک بزرگ کی اولاد (سوات اور دیر کے پٹھانوں میں)۔ ملا مشکی عالم کی اولادیں اخوندزادہ کہلاتی ہیں کیونکہ وہ اس رتبے کا حامل تھا، وگرنہ وہ محض صاحبزادہ ہی ہیں۔ (دیکھیں ''صاحبزادہ'')

اُداسی...... نانک پُتر کا ہم معنی۔ سکھوں کا مرکزی مذہبی سلسلہ۔ یہ بلاشبہ تمام سکھ سلسلوں سے پرانے ہیں اور اپنا بانی گورونانک کے بڑے بیٹے سری چند کو بتاتے ہیں۔ ''اُداسی'' کا مطلب وہی بتایا جاتا ہے جو آج اردو میں مستعمل ہے یعنی دکھ، رنج، اداس ہونا۔ اصل میں اُداس سنسکرت کا لفظ ہے۔ انہیں تیسرے گورو امرداس نے دین بدر کیا تھا۔ کچھ آراء کے مطابق یہ کام گوروارجن نے کیا۔ اداسی عقائد ہندو مرتاضیت کے رنگ میں رنگے ہونے کے باوجود بنیاد پرست گورو ہرگوبند کے پیروکاروں کے خیالات سے ملتے جلتے ہیں۔ اداسی مجرد ہیں اور ان کی برہنہ رہنے والی شاخ کا اداسی ''اُداسی ننگا'' کہلاتا ہے۔ ان کا تعلق تمام ذاتوں سے ہے اور کسی بھی ہندو کے ہاتھ سے کھالیتے ہیں۔ وہ عموماً مقدس زیارت گاہوں کی جانب آتے جاتے دکھائی دیتے ہیں، مثلاً امرتسر، ڈیرہ نانک، کرتارپور وغیرہ۔ یہ کہنا غلط ہے کہ انہیں عام طور پر سکھ نہیں سمجھا جاتا۔ وہ آدی گرنتھ کا خصوصی احترام کرتے لیکن گووند سنگھ کے گرنتھ کو بھی مانتے اور سکھوں کی حیثیت میں ہی مقدس مقامات پر جاتے ہیں۔ عبادت کے دوران وہ

گھنٹیاں بجاتے، بھجن گاتے اور آدی گرنتھ اور بابا نانک کی تصویر کے سامنے چراغ لہراتے ہیں۔ کچھ کیس اور کچھ پٹے رکھتے ہیں۔ کچھ اپنے مُردوں کو عام ہندو طریقے سے جلاتے ہیں، کچھ انہیں جلانے کے بعد سمادھ یا یادگاریں بنا دیتے ہیں جبکہ دیگر مُردوں کو دفن کرتے ہیں۔

ادمال...... گکھڑوں کی ایک شاخ۔

ادویت...... ایک ہندو فرقہ جو یقین رکھتا ہے کہ موت کے بعد روح خدا میں سما جاتی ہے۔

اُدھانا...... زیریں ڈیرہ جات میں ملنے والا جٹ قبیلہ۔ یہ اپنے نام کے ساتھ جام لگاتے ہیں۔

ادھ ناتھ...... جوگیوں کے بارہ سلسلوں میں سے ایک۔

اُدے...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

اراڑ، ارڑ...... دیپال پور تحصیل میں جٹ کے درجے کے حامل مسلمانوں کا ایک قبیلہ۔ وہاں وہ خانوادہ راجباہ کے بالائی بہاؤ پر لاہور سرحد کے ساتھ ساتھ آباد ہوئے۔ وہ مغل نسل سے ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنا اصل وطن عرب بتاتے ہیں۔ وہ کافی اچھے کاشتکار ہیں۔ ان کا جدامجد دہلی سے آیا، جہاں وہ 500 سال قبل دربار کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ جٹوں کے ساتھ باہمی شادیاں کرنے کے بعد پست ہو کر جٹ کے ہم رتبہ ہو گئے۔ بہاولپور کی منچن آباد نظامت میں وہ وٹووں کے ساتھ بھی باہمی شادیاں کرتے یا انہیں اپنی بیٹیاں دیتے ہیں۔ یہ شاہ پور میں بھی ملتے ہیں اور زراعت پیشہ ہی شمار کیے گئے۔

ارائیں، رائیں...... اس نام کی موخرالذکر صورت (رائیں) وادئ جمنا میں ہے۔ یہ اصطلاح کم از کم دو مطلب رکھتی ہے: وادئ ستلج اور سارے مشرقی میدانوں میں ارائیں ایک حقیقی ذات ہیں، لیکن باقی دو صوبوں میں کسی بھی سبزی اگانے والے کو ارائیں کہتے ہیں اور یہ نام باغبان، مالی، ملیار اور حتیٰ کہ جٹ کا ہم معنی ہے (جنوب مغربی پنجاب میں)۔ ارائیں کہتے ہیں کہ وہ اُچ سے آئے اور کمبوہوں کے ساتھ ان کی قرابتیں ہیں۔ دوسری جانب کچھ ایک ارائیں اور ہندو سینی قبیلچوں کے نام ایک جیسے ہیں۔ وہ اُچ سے سرسا گئے اور وہاں سے پنجاب میں آئے۔ سرسا اور ستلج میں ارائیں گھاگھرا کے ارائیوں سے ملے۔ یہ باہمی شادیاں نہیں کرتے لیکن وادئ گھاگر کے ارائیں کہتے ہیں کہ وہ پنجند (نزد ملتان) میں آباد راجپوت تھے اور تقریباً 400 سال قبل اُچ کے سید جلال الدین نے انہیں وہاں سے نکالا۔ وہ جیسلمر کے

ساتھ ایک تعلق کے دعویدار ہیں۔ 1759ء اور 1783ء کے قحطوں تک وہ چویا اور گھاگر کی زیریں وادیوں پر قابض تھے لیکن بعد میں بھٹیوں نے سومروں کے خلاف شورش انگیزی کی، علاقے میں ابتری پھیلی اور بہت سے ارائیں گنگا پار ہجرت کر کے بریلی اور رام پور کے قریب آباد ہو گئے۔ گھاگر اور بریلی کے ارائیوں کی طرح وہ بھی ہندو کمبوہوں کے ساتھ نسلی تعلق رکھتے ہیں۔

مسٹر ولسن کے خیال میں غالباً یہ دونوں طبقات اصل میں کمبوہ ہی ہیں جو مسلمان ہو گئے، اور گھاگر کے ارائیوں نے ایک جتھے کی صورت میں ملتان سے ہجرت کی۔ فیروز پور، لدھیانہ، انبالہ اور حصار کے ارائیں بھی اُچ یا اس کے گرد و نواح کے ساتھ اپنا تعلق جوڑتے ہیں، البتہ حصار کے ارائیوں کو محض مسلمان مالی بتایا جاتا ہے۔

بحیثیت مجموعی یہ لگتا ہے کہ ارائیں بالاصل زیریں دریائے سندھ سے آئے اور پنجاب کے پانچ دریاؤں کے ساتھ ساتھ پھیل گئے۔ مالیوں کے ساتھ ان کے مبینہ تعلق کی وجہ غالباً ان کا مشترکہ پیشہ ہے، لیکن کمبوہوں کے ساتھ ان کی قرابت داری کی بات بے وجہ نہیں۔ جالندھر میں 19 فیصد سے زائد افراد نے اپنا اندراج بطور ارائیں کروایا۔ ان کی مختلف شاخوں کے نام یہ ہیں: ارکی (سیالکوٹ)، بگا (گجرات)، باغبان (بہاولپور)، برار، بھٹ، بھمبھانی (ڈی جی خان)، بھٹی (ڈیرہ اسماعیل خان اور بہاولپور)، بھٹہ (بہاولپور)، چنیال، چندوڑ، ڈھینگا (سیالکوٹ)، جنجوعہ (گجرات)، کیر، مہمانیا، منڈو، میتلا، ندھی، کمبوہ، قریشی، راں یا رامی، سیال، سندھو، سوہنا، تھندا، تھیرکی، واہند — گجرات میں واہند، کھوکھر، بگا اور نین کمبوہوں کے ساتھ باہمی شادیاں نہیں کرتے کیونکہ انہیں کمتر سمجھتے ہیں۔ اس ذات کا اصل نیوکلیس غالباً ہندو سینی یا کمبوہ کاشت کاروں کا ایک گروہ تھا جو کافی عرصہ پہلے مسلمان ہو گئے۔ لیکن رسوم اور لباس کے لحاظ سے ارائیں دیگر مسلمانوں سے زیادہ مختلف نہیں۔

ارک..... جنڈ میں مسلمان جٹوں کا ایک قبیلہ۔ بتایا جاتا ہے کہ اس قبیلے کے ارکان اب بھی اپنے جٹھیرا سین داس کی درگاہ پر حاضری دیتے ہیں، اور اپنی شادیوں کے موقع پر اس کے نام پر ایک روپیہ ''دھیانی'' بھی نذر کرتے ہیں۔

اروڑا (یا روڑا)...... یہ جانگی بولنے والوں یا جنوب مغربی پنجاب کی سرکردہ ذات ہے، یعنی ان کا علاقہ پنجند سے آگے سندھ کے اندر تک جاتا ہے۔ دریاؤں کے ساتھ ساتھ اوپر کی طرف اروڑے کھتریوں کے ہم مقام ہیں۔ یہ ذات بھاٹیا کی نسبت زیادہ وسیع اور کثیر التعداد ہے، لیکن اروڑوں کی نصف آبادی ملتان ڈویژن اور ڈیرہ جات میں ہے۔ اگرچہ کھتریوں کی طرح یہ ذات بھی سارے افغانستان اور حتیٰ کہ ترکستان میں بھی ملتی ہے۔ کھتریوں کی ہی طرح اور بانیوں کے برعکس، اروڑا محض تاجر ہی نہیں، بلکہ وہ کوئی بھی پیشہ اختیار کر لیتا ہے۔ وہ ایک قابل تعریف کاشتکار ہے اور زیریں چناب پر اروڑوں کا ایک خاصا بڑا حصہ خالصتاً زراعت پیشہ ہے، جبکہ مغربی پنجاب میں وہ کپڑے سیتا، چٹائیاں بنتا، ٹوکریاں بناتا، تانبے اور پیتل کے برتن بناتا اور سنیارے کا کام کرتا ہوا بھی ملتا ہے۔ وہ اپنی کمتر جسمانی حالت کے باوجود مستعد، پھرتیلا، محنتی اور جفاکش ہے۔ ضرب المثل ہے: ''لک بدّھا اروڑیاں، تے مُنا کوہ لہور'' یعنی اروڑوں کے کمر کسنے کی دیر ہے، اور لاہور بس پونے میل ہی دور رہ جاتا ہے۔

بہاولپور میں اروڑوں کی تعداد کافی زیادہ ہے اور وہاں کی ساری تجارت سنبھالے ہوئے ہیں۔ وہ ہر چیز کا کاروبار کرتے ہیں، حتیٰ کہ جوتے اور سبزیاں بیچنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ کچھ ایک ٹھیکے دار، بینک کار یا سود پر روپیہ دینے والے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے رہن کے ذریعہ مسلمان زمینداروں سے بہت سی زمین حاصل کر لی ہے۔ البتہ 40 یا 50 برس پہلے وہ ایک ایکڑ قابلِ کاشت زمین کے مالک بھی نہیں تھے۔ مسلمانوں کی آبادی اروڑوں سے چھ گنا زیادہ ہونے کے باوجود وہ (اروڑے) زیادہ تعداد میں ریاستی ملازم ہیں۔ چنانچہ ریاست بہاولپور میں یہ محاورہ عام ہے: ''کراڑ ہوری یار، دشمن دھار نہ دھار'' یعنی جس کا دوست کراڑ ہو اسے دشمن کی ضرورت نہیں۔

مذہب کے اعتبار سے اروڑوں کی اکثریت ہندو ہے، لیکن متعدد سکھ بھی ہیں۔ اروڑوں کی ذیلی شاخیں (بالکل کھتریوں کی طرح) مندرجہ ذیل ہیں: اُترادھی (شمالی)، دکھنا یا دکھنادھاین (جنوبی)، ڈیہرا (مغربی) اور سندھی۔ دکھنا اور ڈیہرا شاخیں جھنگ میں تو باہمی شادیاں کرتی ہیں مگر اب فاضلکا میں بھی انہوں نے ایسا کرنا شروع کر دیا ہے۔ شادیوں کے موقع پر فیروزپور کے اُترادھی ایک رسم ''دوراتے پھیرے'' پر عمل کرتے ہیں یعنی اگر شادی

6 تاریخ کو طے ہوئی ہو تو لڑکے والوں کا ٹولہ 5 تاریخ کی دوپہر کو پہنچ جاتا ہے اور ''ملنی'' 5 اور 6 کی درمیانی رات کو ہوتی ہے۔ اس کے برعکس دکھنا شاخ کے اروڑے 6 تاریخ کی دوپہر کو یا دوپہر سے پہلے پہنچتے ہیں۔

اروَل یا اروال...... ڈیرہ اسماعیل خان کی سانگھڑ تحصیل میں ایک جٹ قبیلہ۔ منجوٹھوں اور سانگھیوں کی طرح اروَل بھی شادی سے متعلقہ تمام معاملات میں بلوچ روایات پر عمل کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اس تحصیل کے دیگر تمام جٹ قبائل سے مختلف ہیں۔ یہ ملتان میں ہی ملتے ہیں اور وہاں انہیں زراعت پیشہ شمار کیا گیا ہے۔

اڑکے...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

اِسپیرکا...... بنوں میں آباد وزیر پٹھانوں کی احمد زئی شاخ کے پانچ قبیلچوں میں سے ایک۔ اس کی مرکزی تقسیمات مہند خیل اور سُندن خیل ہیں۔

استاور...... سنیاسیوں کا ایک خطاب۔

اسحاق زئی...... پشاور میں خلیلوں کے چار مرکزی قبیلچوں میں سے ایک۔

اَسر، اسرا...... ملتان میں زَراعت پیشہ جٹ قبیلچے۔

اسرا...... (دیکھیں ''اَسر'')

اسرام...... سنیاسیوں کا ایک خطاب۔

اسماعیل زئی...... پشاور میں مندور پٹھانوں کی عثمان زئی شاخ کا ایک کمال زئی قبیلچہ۔

اِسوت، سوت...... افغانوں کے بڑے پنّی قبیلے کی ایک شاخ جو قبل ازیں سیوی یا سیہستان کے ایک بڑے خطّے پر قابض تھے۔ ان کی زمینیں ڈیرہ اسماعیل خان کی سرحد پر جعفر پٹھانوں کے مغرب میں واقع ہیں۔

اسیال...... منج راجپوتوں کا ایک قبیلچہ۔

اعوان...... یہ ایک اہم مسلمان قبیلہ ہے۔ اعوان زیادہ تر کوہستان نمک میں ملتے ہیں جہاں وہ ''اعوان کاری'' کے مالک ہیں، لیکن اس علاقے کے مشرق، جنوب اور مغرب میں بھی ان کی کافی تعداد ہے۔ سندھ پار کے بنوں میں وہ جزوی اور ڈیرہ اسماعیل خان میں مکمل طور پر جٹوں کے ساتھ مدغم ہو گئے ہیں (ان علاقوں میں جٹ سے مراد محض کاشتکار ہے)۔ پشاور کے

اعوان ''ہمسایہ'' یا ''فقیر'' طبقے میں شامل ہیں۔ کوہاٹ میں خوشحال گڑھ کی طرف جاتے ہوئے ملنے والے اعوان کوہستانِ نمک کے اعوانوں جیسے ہیں، لیکن ضلع کے دیگر حصوں میں وہ بنگش اور نیازیوں سے جدا نظر نہیں آتے۔ قبل ازیں وہ مغربی کوہستان نمک کی وادی میں موجود سارے میدانی علاقے کے مالک ہوا کرتے تھے، لیکن دریائے سندھ سے آنے والے پٹھانوں اور جہلم سے آنے والے ٹوانوں نے انہیں پہاڑیوں میں دھکیل دیا۔

لفظ اعوان غالباً ''اہوان'' یعنی مددگار سے مشتق ہے لیکن اس کے ماخذ کے حوالے سے مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق اعوان (جو عرب ماخذ کے دعویدار ہیں) قطب شاہ کی اولاد ہیں اور ہندوستان پر حملہ آور ہونے والی مسلمان افواج کے ساتھ بطور ''مددگار'' گئے۔ کپورتھلہ میں ایک اور روایت انہیں علوی سادات ثابت کرتی ہے جنہوں نے عباسیوں کی مخالفت کی اور بھاگ کر سندھ آ گئے، بالآخر وہ سبکتگین کے حلیف بنے جس نے انہیں اعوان کا خطاب دیا۔ لیکن اس قبیلے کے بارے میں دستیاب بہترین بیان یہ ہے: اعوان یقیناً عرب ماخذ رکھتے ہیں اور قطب شاہ کی نسل سے ہیں۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ ہرات پر حکومت کرتا تھا اور ہندوستان پر محمود غزنیؒ کے حملے کے وقت اس کے ساتھ مل گیا۔ اس کے بیٹوں میں سے چھ ساتھ آئے: گوہر شاہ یا گورارا جو سکیسر کے قریب آباد ہوا؛ کلان شاہ یا کلگان جو دھن کوٹ (کالا باغ) کے قریب آباد ہوا؛ چوہان جس نے دریائے سندھ کے قریب پہاڑیوں کو بسایا (اٹک کے کھٹڑ اسی کی اولاد ہیں)؛ کھوکھر یا محمد شاہ جو چناب کے کنارے مقیم ہوا؛ توری اور جھجھ جن کی اولادیں اب بھی تیراہ اور گردونواح میں آباد بتائی جاتی ہیں۔

ان ناموں کا ہندی تاثر مصدقہ ہے اور یہ امر ان کے اس بیان کی وضاحت نہیں کرتا کہ چوہان اور کوکھر نے اپنی ماؤں کے نام اپنائے۔ گجرات میں عام روایت کے مطابق قطب شاہ کی تین بیویاں تھیں جن سے کھوکھر اور اعوانوں کے تین ''مُہین'' یا قبیلچے پیدا ہوئے۔ پہلی بیوی بارتھ نے کھوکھر کو جنم دیا؛ دوسری بیوی سہد کھراڑا یا گراڑا کی ماں بنی؛ اور تیسری بیوی فتح خاتون کے تین بیٹے تھے ـــ کلگان، چوہان اور کندن۔

ان چار قبیلچوں کی مزید متعدد شاخیں ہیں جن میں گوجر، جٹ اور دیگر قبائلی شاخوں کے

نام بھی ملتے ہیں۔ چنانچہ سیالکوٹ میں اعوانوں کی 24 مُہین یا شاخیں بتائی جاتی ہیں لیکن گجرات میں کھراڑا قبیلچہ 21 ذیلی شاخوں پر مشتمل ہے (مثلاً جالپ، بھگری)۔ کلگان قبیلچے کی 43 شاخیں ہیں (ڈڈیال، اندر، پاپین)۔ چوہان تین شاخوں میں منقسم ہیں: لُدین، بُھوسَن اور گھـٹـر۔ اور کندن قبیلچے میں پچی، مہر، ملکا، مایان اور سرویا شاخیں ہیں۔ ان میں سے چند ایک نام ہی اسلامی لگتے ہیں۔

قطب شاہ کی اولاد ہونے کے دعویدار ہونے کے باعث اعوانوں کو اکثر قطب شاہی بھی کہا جاتا ہے۔ گجرات میں وہ صرف دروں زواجی ہی کرتے ہیں، اور چھوں کو اپنی بیٹیاں نہیں دیتے اور نہ کھوکھروں کے ساتھ رشتے کرتے ہیں۔ جہلم میں بھی اعوان اصولی طور پر صرف اعوانوں کے ساتھ ہی شادیاں کرتے ہیں، لیکن چکوال کے کچھ سرکردہ قبیلوں کو بیٹیاں دینے کی کچھ مثالیں ملتی ہیں۔ تاہم یہ کہا جاتا ہے کہ کالا باغ کے ملک نے اپنی بیٹی کی شادی راولپنڈی کے گھیبوں کے سردار محمد علی کے ساتھ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

اعوانوں کا سرکردہ گھرانہ کالا باغ کے ملک کا ہے۔ کسروں، جنجوعوں اور کھوکھروں کی طرح، لیکن گکھڑوں کے برعکس اعوانوں کے ہاں ''سرداری'' کی روایت موجود ہے جس کے تحت سردار کا سب سے بڑا بیٹا اضافی حصہ لیتا ہے۔ دیگر حوالوں سے ان کی روایاتِ وراثت اردگرد کے دیگر مسلمان قبیلوں جیسی ہی ہیں۔ تاہم شاہ پور اور جہلم کے اعوان بیٹی کو بھی باپ کی جگہ سردار بننے کا حق دیتے ہیں۔ تلہ گنگ تحصیل کے اعوان دیہات میں تمام قبروں کے سرہانے اور پائینتی کی طرف ایک ایک سِل لگائی جاتی ہے، جبکہ عورت کی قبر کے درمیان میں بھی ایک نسبتاً چھوٹی سِل لگی ہوتی ہے۔ اعوان لڑکی ماتھے پر مینڈھیاں کرتی ہے اور شادی کے بعد کانوں میں بُندے پہنتی ہے۔

افغان...... (جمع افاغنہ)، روہیلہ اور پٹھانوں کے ہم معنی۔ افغانوں کا قدیم ترین تاریخی ذکر 1024ء میں اس موقع پر ملتا ہے جب محمود غزنوی نے افغانیوں کی آبادی والے پہاڑوں پر حملہ کیا (ہندوستان سے واپس غزنی جاتے ہوئے)، انہیں لوٹا اور بہت سامال ساتھ لے گیا۔ افغان روایت کے مطابق کاشی گھر یا شوال ان کا ابتدائی ترین صدر مقام تھا اور ''افغانستان'' کی اصطلاح قندھار اور ڈیرہ جات، جلال آباد اور وادیٔ خیبر کے درمیانی کوہستان خطے پر لاگو

ہوتی ہے۔ لیکن آج کل عموماً اس سے مراد سلطنت افغانستان ہے۔ مذہبی لحاظ سے افغان کلیتاً مسلمان ہیں اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو ولی مانتے ہیں۔ غالباً دہلی کا قطب مینار اسی بزرگ کے نام پر ہے۔

اکا خیل.....آفریدیوں کے آٹھ مرکزی قبیلچوں میں سے ایک۔

اکازئی.....(1) اتمان زئی پٹھانوں کی مرکزی شاخوں میں سے ایک، (2) ایک کالا پہاڑ قبیلہ، یوسف زئی پٹھانوں کے عیسیٰ زئی قبیلچے کی ایک شاخ۔

اکالی.....اکالی فرقہ ایک عسکریت پسند تنظیم ہونے کے ناطے دیگر تمام سکھ سلسلوں سے مختلف ہے۔ ان کا بانی گورو گوبند (آخری سکھ گورو) کو بتایا جاتا ہے اور انہوں نے بندہ بیراگی کی اختراعات کی بڑی ثابت قدمی کے ساتھ مخالفت کی۔ کچھ لوگ اس لفظ کو ''اکالی پرش'' (ابدی کا پجاری) سے مشتق بتاتے ہیں۔ لیکن اکال کا مطلب لافانی یعنی خدا ہے، لہٰذا اکالی سے مراد ''خدا کا پجاری'' بنتا ہے۔ اکالی لوگ خانے دار نیلا لباس اور کڑا پہنتے ہیں۔ وہ اپنی نیلی پگڑیوں کے اونچے نوکدار شملے پر بھی چھلے، چھوٹی چھوٹی کٹاریں، خنجر اور زنجیریں لگاتے ہیں۔ اکالیوں کی عسکریت پسندی کی حوالے سے انہیں نہنگ یا ناقابل شکست کہا جاتا ہے۔ انہوں نے سکھ تاریخ میں کافی نمایاں کردار ادا کیا۔ 1818ء میں محاصرۂ ملتان کے موقع پر کچھ اکالی سکھوں نے جسا سنگھ کی زیر قیادت اچانک دھاوا بولا اور قلعے کو شکست دینے میں مدد کی۔

پھولا سنگھ کا کیریئران کی خصوصیات اور نقائص دونوں کا غماز ہے۔ یہ عظیم اکالی پہلی مرتبہ اس وقت نظروں میں آیا جب اس نے 1809ء میں امرتسر کے مقام پر مٹکاف کے ہمراہ جانے والے دستے پر حملے کی قیادت کی۔ تب رنجیت سنگھ نے اسے وادیٔ سندھ کی قیادت سونپی جہاں وہ مسلمان آبادی پر سنگین مظالم کا مرتکب ہوا۔ انجام کار پھولا سنگھ اور اس کے اکالیوں نے 1823ء میں تیری (Teri) کے مقام پر یوسف زئی کے خلاف رنجیت سنگھ کو فتح دلائی۔ اس جنگ میں پھولا سنگھ دادِ شجاعت دیتا ہوا مارا گیا اور اب نوشہرہ میں اس کا مزار ہندوؤں اور سکھوں دونوں کے لیے ایک زیارت گاہ بن گیا ہے۔

پھولا سنگھ کی قیادت کے ابتدائی دنوں میں یا غالباً اس سے پہلے بھی اکالی اپنے دوستوں اور دشمنوں کے لیے ایک ہی طرح باعثِ دہشت بن گئے تھے۔ 1823ء کے بعد رنجیت سنگھ

نے ان کا اثر ورسوخ کافی گھٹایا اور اکالی اپنی اہمیت کھو بیٹھے۔
اکالیوں کا ہیڈ کوارٹر اکال بنگا (امرتسر) میں تھا جہاں انہوں نے گرومت کو رائج کیا۔ درحقیقت وہ خالصہ کی ایک عمومی قیادت منوانے کے دعویدار تھے۔ اکالی گوشت کھاتے اور نہ ہی شراب پیتے ہیں۔ البتہ ان کے نزدیک بھنگ کا نشہ جائز ہے۔
اکرا..... جہلم میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔
اِکوان..... منٹگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔
اکوخیل..... پشاور میں ملنے والے رزر پٹھانوں کے رزر قبیلچے کی شاخ۔
اکورا یا اکوڑا..... خٹکوں کی ایک شاخ جس کا بانی ملک اکوڑ تھا۔ وہ اکبر کے دور میں پشاور ضلع میں دریائے کابل کے قریب رہتا تھا۔ خٹکوں کا اکوڑا یا مشرقی دھڑا مغربی یا تیری دھڑے کا مخالف ہے۔
اکوزئی یوسف زئی..... یوسف زئی پٹھانوں کا قبیلہ جو اس وقت بالائی اور زیریں سوات پر قابض ہے۔
اکیرے..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔
اکے زئی..... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔
اُککھے..... منٹگمری میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔ (دیکھیں "اکوکے")
اُکوکے..... منٹگمری اور ملتان میں جوئیوں کی ایک بڑی شاخ۔ ریاست بہاولپور میں بھی ان کی خاصی تعداد ہے۔
اگروال..... بنیوں کی ایک گوت۔
اگوانا..... ملتان میں پایا جانے والا ایک زرعی جٹ قبیلچہ۔
اگیر..... غالباً آگری کی ایک بدلی ہوئی صورت۔
الزئی یا اللہ زئی..... اُتمان زئی پٹھانوں کی مرکزی شاخوں میں سے ایک۔ تین اتمان زئی شاخوں (اکازئی، الازئی اور کنازئی) میں سے الازئی ہزارہ میں سب سے زیادہ ہے اور تین قبیلچوں خوش حال خانی، سید خانی اور ترخیلی پر مشتمل ہے۔ سرکردہ خاندانوں کا تعلق سید خانی شاخ سے ہے۔ اہم ترین خاندان خلابت ہے جس کے ساتھ میر زمان خان (سر جیمز ایبٹ کا

بہادر اور وفادار ترین ساتھی) کا تعلق تھا۔

الپاہ......منٹگمری اور ملتان میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

الپیال......راولپنڈی میں مسلمان راجپوتوں کا ایک قبیلہ۔ یہ فتح جنگ کے جنوبی کونے پر قابض ہیں۔ ان کی شادی کی رسوم میں اب بھی ہندو رنگ موجود ہے، اور لگتا ہے کہ وہ اپنے موجودہ مقامات پر آباد ہونے سے پہلے خوشاب اور تلہ گنگ میں بھی کچھ عرصہ رہے ہیں۔ وہ بہادر، اچھی جسمانی ساخت کے مالک اور جرائم پیشہ ہیں۔

الڈنگ......بشہر ریاست کے علاقہ کناور میں لبرنگ گاؤں میں ملنے والی کنیتوں کی ایک شاخ۔

اللہ دادی......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔

الور......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

امازئی......اتمان زئی یوسف زئی پٹھانوں کی ایک شاخ۔ یہ اتمان زئیوں کے شمال میں ہیں۔ ان کا علاقہ دریائے سندھ کے اس پار امب کے تناولی خان کے علاقہ کے ساتھ ساتھ ہے۔

اِمامیا، امامیہ......شیعہ کا ہم معنی لفظ۔ یہ ایمان رکھنے والا شخص کہ حقیقی امام کو ماننا ہی اصل اسلام ہے۔

امرتسریا......ایک سکھ، بالخصوص امرتسر کے گولڈن ٹمپل میں پوجا کرنے والا۔

املاوت......املا نامی راجپوت کی نسل ہونے کے دعویدار جٹوں کا قبیلہ۔ یہ جنڈ میں ملتے ہیں۔

اندار......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

اندوال......ہزارہ میں ڈھنڈ قبیلے کی ایک شاخ۔

اِندوریا......(1) کانگڑا میں درجہ دوم ہندو راجپوتوں کی ایک شاخ، جو تمام بیٹوں کو جاگیر میں مساوی حصہ دیتے ہیں جبکہ باقیوں میں سب سے بڑے بیٹے کو زیادہ حصہ ملتا ہے۔ (2) گڑگاؤں میں گوڑ برہمنوں کی ایک اَل یا شاخ۔

انصاری......حضرت محمدؐ کی مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت انہیں وہاں خوش آمدید کہنے اور مدد کرنے والے مسلمان۔ ان مسلمانوں سے تعلق کے دعویدار خود کو انصاری کہلواتے ہیں۔ جالندھر کے انصاری شیخ پنجاب کے نہایت دلچسپ انصاری خاندانوں میں سے ہیں۔ وہ اپنا تعلق خالد انصار (ابو ایوبؓ) سے بتاتے ہیں جن کے گھر میں آپؐ ٹھہرے تھے۔ ان کے شجرے میں دو

اہم نام شیخ یوسف اور سراج الدین (شیخ درویش) ہیں۔ ریورٹی نے ان شیخوں کو تاجک نسل کا بتایا۔ وہ جالندھر کے برکیوں سے دروں زواجی کرتے ہیں (جو پٹھان ہیں)۔

انصاری...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

انگر (انگرا)...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

انوال...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

انوجا...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

اوایسی...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

اوبھائی...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

اوتر...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

اوترا...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

اُوٹھوال...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ یہ جھنگ بار کا ایک قبیلہ ہے۔ اِس کا اُس بلوچ سے کوئی تعلق نہیں جسے صرف اونٹ بان ہونے کی وجہ سے اونٹوال کہہ دیا جاتا ہے۔ اوٹھوال کی دو شاخیں ہیں: راوی کے دونوں کناروں پر ایک ایک۔ وہ خود کو دہلی سے آئے ہوئے چغتا بتاتے ہیں۔ ان علاقوں میں ان کا صدر مقام سیال والا ہے۔ ایک اور بیان کے مطابق وہ ملتان کی سمت سے آئے ہوئے پنوار ہیں۔ وہ کھرلوں میں اپنی بیٹیاں بیاہتے ہیں لیکن بلوچ یا چدھڑوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم نہیں کرتے۔

اوجلا...... ملتان اور کپورتھلہ میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

اوجلا...... ہجو آ راجپوت کی نسل سے تعلق رکھنے والے جٹوں کا قبیلہ۔ یہ سیالکوٹ کے علاوہ منٹگمری میں بھی ملتے ہیں۔ منٹگمری میں وہ مسلمان ہیں اور زراعت پیشہ شمار کیے گئے۔

اوجھ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

اوڈ، اوڈھ یا بیلدار...... بیلدار محض ایک پیشہ کا موزوں نام ہے۔ یہ بیل (یعنی کدال) سے مشتق، اور اس کے ساتھ کام کرنے والوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ لیکن صوبہ میں عام مزدور کھدائی کے کام میں ہاتھ نہیں ڈالے گا۔ اوڈ پنجاب کا ''پیشہ ور'' تعمیراتی مزدور ہے۔ کم از کم ایک قبائلی نام کی حیثیت میں لفظ بیلدار کسی بھی دوسری ذات کے ارکان کے لیے شاذونادر ہی استعمال

ہوتا ہے، تاہم مشرق میں زیادہ عام نظر آتا ہے۔ وہاں مغرب کے اوڈ کو بالعموم بطور بیلدار جانا جاتا ہے۔

اوڈیا اوڈھ ایک آوارہ گرد قبیلہ ہے جس کا اصل گھر مغربی ہندوستان اور راجپوتانہ نظر آتا ہے۔ کم از کم پنجاب کے اوڈ بالعموم ان علاقوں سے آئے۔ وہ اپنے کنبوں کے ہمراہ کھدائی کے کام کی تلاش میں ادھر ادھر گھومنے والے سیلانی ہیں۔ اصولی طور پر وہ چھوٹے موٹے کام نہیں لیں گے لیکن شاہراہوں، نہروں، ریلویز وغیرہ پر چھوٹے معاہدوں یعنی کوئی رہائشی مکان تعمیر کرنے، تالاب کھودنے یا حتیٰ کہ ایک کنواں کھودنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ مرد کھدائی کرتے ہیں، اور عورتیں گدھوں پر (جو اُن کے پاس ہمیشہ ہوتے ہیں) مٹی لاد کر لے جاتی ہیں اور بچے گدھوں کو مٹی پھینکنے کے لیے ہانک کر لے جاتے ہیں۔ خطہ کوہستان نمک میں وہ کانکنی اور پتھر نکالنے کا کام کرتے ہیں اور شمال مغربی صوبوں کے علاقوں میں انہیں خوانچہ فروش بھی بتایا گیا۔ وہ ہر کوئی شے کھا لیتے ہیں۔ اگرچہ بالعموم مسلمان لیکن خصوصاً مغرب میں بہر صورت اچھوت ہیں۔ ان کی بولی ''اوڈکی'' ہے جس کے بارے میں مجھے کچھ بھی معلوم نہیں، لیکن وہ شاید ان کے آبائی مقام کا ایک عام لہجہ ہی ہوگا۔ وہ اُونی کپڑے یا کم از کم ایک اونی کپڑا پہنتے ہیں۔ وہ بھاگیرت کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جس نے یہ قسم کھائی تھی کہ ایک کنوئیں سے دو مرتبہ پانی نہیں پیے گا۔ لہٰذا وہ ہر روز ایک نیا کنواں کھودتا، یہاں تک کہ ایک دن وہ کھودتا رہا اور کھودتا رہا اور کبھی واپس نہ آیا۔ اسی کے افسوس میں وہ اون پہنتے اور اس کی تقلید میں (حتیٰ کہ ہندو ہونے کی صورت میں بھی) اپنے مُردوں کو دفن کرتے ہیں۔ تاہم شادی ہندو رسومات کے مطابق ہی کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بھاگیرت کے ظہورِ نو تک وہ اچھوت ہی رہیں گے۔ وہ راجپوت یا کشتر یہ ماخذ اور مارواڑ سے آئے ہوئے ہونے کے دعویدار ہیں اور پشکارنا (پشکرنا) برہمنوں کے رام اور شیو کی پوجا کرتے ہیں۔ (دیکھئے مسٹر ولسن ''انڈین کاسٹس'' جلد دوم، صفحات 114، 139 اور 169)۔ ایک سیلانی قبیلہ ہونے کے باوجود وہ عدیم المثال طور پر جرائم کے تمام الزامات سے پاک ہیں۔ وہ مرکزی طور پر جمنا اضلاع میں پائے گئے۔

اوڈھانا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

اورک زئی......تیراہ میں آفریدیوں کی ایک شاخ۔(دیکھیں ''اورکزئی'')۔

اورک......(دیکھیں ''اولکھ'')۔

اور ماڑ......افغانوں کا ایک قبیلہ (دیکھیں ''اُرمُر'')۔

اورے......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

اوغان، اغوان......افغان کا مترادف۔(دیکھیں ''افغان'')۔

اولکھ (اورک)......ایک جٹ قبیلہ جس کا صدر مقام ضلع امرتسر میں ہے جہاں وہ بارہ دیہات کے مالک ہیں۔لیکن وہ شمالی مالوہ اور مانجھا میں بھی پائے گئے۔انہیں سورج بنسی بتایا جاتا ہے اور ان کا جدامجد اولکھ مانجھا (ماجھا) میں رہتا تھا۔لیکن ایک اور روایت کے مطابق ان کا جدامجد ایک چندربنسی راجپوت لُوئی لاک تھا۔وہ سیکھو اور دیو قبیلوں کے قرابت دار ہیں اور ان کے ساتھ باہمی شادیاں نہیں کرتے۔امرتسر کے اولکھ اپنا شجرہ یہ بتاتے ہیں: رام چندر——کسب——دھول——رگھوپت——اُودے روپ——پورا——مجنگ——مرکھنب——گوئے——مندل——دھیلیچ——اولکھ۔اس طرح وہ پنوں کے رشتہ دار بنتے ہیں۔راوی کے مغرب میں لیہ تک کے علاقہ میں وہ ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلے کے طور پر بھی ملتے ہیں۔منٹگمری میں وہ ہندو اور مسلمان دونوں ہیں۔

لیہ کے مسلمان اولکھ ایک دلچسپ روایت رکھتے ہیں۔ہمایوں سے شکایت کی گئی کہ پیر محمد راجن نے شریعت کو مسترد کرتے ہوئے بھنگ پی تھی۔چنانچہ شہنشاہ نے بزرگ کو دہلی بلوایا اور اسے ایک تنگ راستے پر چلنے کو کہا جس کے دونوں طرف زہریلی تلواریں لگائی گئی تھیں، جبکہ ایک غضب ناک ہاتھی پیچھے چھوڑ دیا گیا۔لیکن پیر محمد کے پیروں تلے آنے والا لوہا پانی بنتا گیا اور اس کے ایک شاگرد نے لاٹھی کے ایک ہی وار سے ہاتھی کو بھی مار ڈالا۔درباریوں میں ایک پنوار راجپوت راجا اولکھ بھی موجود تھا جس نے یہ معجزہ دیکھتے ہی اسلام قبول کر لیا۔پیر محمد راجن واپس راجن پور آیا۔راجا اولکھ بھی اس کے پیچھے پیچھے آ گیا۔اس نے بلوچ قبیلہ کو شکست دے کر علاقہ فتح کیا اور پیروں کے حوالے کر دیا۔تب شہنشاہ نے بھی یہ علاقہ بطور جاگیر منظور کر لیا۔

اولک......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

اومرا.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

اُونٹوال......یہ ایک خالصتاً پیشہ ورانہ اصطلاح ہے اور اس کا مطلب ''اونٹ والا'' سے زیادہ کچھ نہیں۔ شتربان اور ساربان کو بھی اس عنوان کے تحت شامل کیا گیا۔ ان دونوں الفاظ کا مطلب بھی ''اونٹ والا'' ہی ہے۔ لیکن ''ملک'' کو بلوچ کے ساتھ شمار کیا گیا کیونکہ بنیادی طور پر یہ نام بلوچ اونٹ سوار کے لیے مخصوص ہے۔ سارے وسطی اضلاع میں بلوچ کی اصطلاح کسی بھی مسلمان اونٹ سوار کے لیے مستعمل ہے، اس لیے درحقیقت وسطی پنجاب سے اندراج کردہ بلوچوں میں متعدد افراد غالباً زیادہ موزوں طور پر اونٹوال بتائے گئے ہوں گے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ اونٹوال کا اندراج صوبہ کے صرف ان حصوں سے ہوا جہاں بلوچ کا حقیقی مفہوم لیا جاتا ہے۔ ان علاقوں میں ان سب کو جٹ بتایا جاتا ہے لیکن دریائے سندھ پر جٹ یا اس کی بجائے کسی بھی چیز کا مطلب بہت کم ہے۔

اہاری......غالباً اہیری کا ہم معنی۔

اہلاوت......ایک جٹ قبیلہ جسے تقریباً 30 پشت قبل جے پور میں سانبھر سے آنے والے ایک چوہان راجپوت کی نسل بتایا جاتا ہے۔ ان میں سے اہلاوت، اولیان، برما، مارے اور جُون جٹوں کی شاخیں نکلیں جو آپس میں شادی نہیں کرتے۔ یہ قبیلہ روہتک، دہلی اور کرنال میں ملتا ہے۔ اس کے ارکان سدودیب نامی مشترکہ جدامجد کی پوجا کرتے ہیں۔

اہیری......جنوب مشرقی پنجاب کا ایک چرواہا قبیلہ۔ اس قبیلے کے نام کا ماخذ ہیر یعنی مویشیوں کا ریوڑ بتایا جاتا ہے، لیکن پنجاب میں بالعموم ہیری کہلانے والے اہیری موروثی طور پر شکاری ہیں۔ تقریباً سبھی اہیری ہندو ہیں لیکن پھلکیاں ریاستوں میں کچھ ایک سکھ اہیری بھی ملے۔ یہ لوگ بیوہ کی شادی کر دیتے ہیں۔

ایاسی......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ایبک...... ضلع ملتان میں کہروڑ کے قریب واہند سرمانا کے مقام پر ملنے والی ایک چھوٹی سی شاخ جو اپنے ترک نام کے باوجود جوئیہ قبیلے کے ساتھ تعلق کی دعویدار ہے۔

آئیپنتھی...... جوگی سلسلہ ائیپنتھ (Aipanth) کا پیروکار۔

ایٹلی یا ایٹلے...... کنیتوں کی ایک شاخ۔ یہ کلجوں پرگنہ اور شملہ پہاڑیوں میں ملتے ہیں۔

اِیرانی...... اِیران کے رہنے والے۔ کبھی کبھی یہ لفظ قزلباش کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

اِیسیکے...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

اینوکے...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔



ب

باب...... منٹگمری اور ملتان میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔
بابالال دریائی...... ایک سادھو کے پیروکاروں کا فرقہ جس کا مقبرہ وزیرآباد تحصیل میں دریائے چناب کے کنارے واقع ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ اس نے معجزانہ طور پر سیلاب کو روک دیا تھا۔
بابالالی...... متعدد بابالال میں سے ایک کا پیروکار۔ بابالال ٹاہلی والا پنڈ دادنخان کا ایک بیراگی تھا جو سوکھی چھڑیوں کو شیشم (ٹاہلی) کے درختوں میں تبدیل کر سکتا تھا۔ اور ایک بابالال کا مرکز بھیرہ میں تھا، اور ایک کی درگاہ گورداسپور میں واقع ہے۔
بابر...... شیرانیوں سے منسلک ایک چھوٹا سا قبیلہ۔ اسے شیرانی کے پوتے ڈوم کی نسل بتایا جاتا ہے۔ ان کی دو مرکزی شاخیں محسند اور گھوراخیل ہیں۔ بابر ایک مہذب قبیلہ ہیں اور ان میں سے زیادہ تر پڑھ اور لکھ سکتے ہیں۔ یہ صرف تجارت کرتے ہیں اور زیریں کوہ سلیمان میدانوں کا سب سے امیر اور ایماندار قبیلہ شمار ہوتے ہیں۔ ایڈورڈز انہیں سندھ پار کے تمام اضلاع کی سب سے اعلیٰ نسل قرار دیتا ہے۔ محاورہ ہے: ''بابر کا احمق گنڈاپور کا ولی ہے۔'' ان کا مزاج نہایت جمہوری ہے۔ ان کا کبھی کوئی تسلیم شدہ سردار نہیں بنا۔ اس قبیلے کے بہت سے ارکان قندھار اور خراسان کے دیگر علاقوں میں بطور تاجر آباد ہیں۔ چند ایک اب بھی پاوندہ کا کام کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بابروں نے چودھویں صدی میں جٹوں اور بلوچوں کو میدانوں سے بےدخل کر کے اپنے موجودہ مقامات پر قبضہ کر لیا اور پھر اشترانی خاص نے انہیں شمال کی جانب دھکیلا۔ وہ خود بہت کم کاشتکاری کرتے ہیں۔ جٹ اور بلوچ ان کے مزارے ہیں۔
باتھیکے...... منٹگمری اور بہاولپور میں وٹو راجپوتوں کی ایک شاخ۔
باتی...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔
بات...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ کشمیری پنڈت کی ایک شاخ بھی بات یا بٹ ہے جنہوں نے اسلام قبول کیا اور پنجاب کے شمال مغربی دامنی اضلاع میں

آباد ہوئے۔

باٹ، باتھ...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ مسٹر کراوتھر نے باٹ کی مندرجہ ذیل شاخیں بتائی ہیں: بٹ، ڈھول، جھندول، پوپھرت، جھندیر، دیکی، تتلہ، اوجلا، گھمن، گھمان، کھک، دھاول، جانوآ (جنجوعہ)، رندھیر، مدری، سدری، ہوتی، سیتی، کربت۔ ان تمام شاخوں کا مورث اعلیٰ سین پال بتایا جاتا ہے جو 800 برس پہلے مالوہ سے آیا تھا۔ پہلے وہ لاہور میں اودھیارا کے مقام پر آباد ہوئے۔ منٹگمری کے باٹ ہندو اور مسلمان جٹ دونوں ہیں۔

باجوہ...... سیالکوٹ، امرتسر اور ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ، اور منٹگمری میں ایک ہندو جٹ قبیلہ۔ باجوہ جٹ بجو راجپوتوں سے نسلی قرابت رکھتے ہیں۔ سیالکوٹ کے باجوے منگنی اور شادی کے درمیان رسو آیا لگن اور بھوج کی رسوم مناتے ہیں۔

باجوہ کا جٹھیر ابابا مانگا ہے اور شادیوں کے موقع پر اس کی تعظیم کے لیے جنڈیاں اور چھتر جیسی رسوم پر عمل کیا جاتا ہے۔ ضلع سیالکوٹ میں جموں پہاڑوں کے دامن میں واقع علاقے بجوات کا نام باجوہ جٹوں اور بجو راجپوتوں کے حوالے سے ہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ سورج بنسی راجپوت ہیں اور ان کے جدامجد راجا شلیپ کو سکندر لودھی کے عہد میں ملتان سے بے دخل کیا گیا تھا۔ اس کے دو بیٹے کلس اور لیس عقاب پالنے والوں کے بھیس میں فرار ہوئے۔ لیس جموں کی طرف گیا اور وہاں ایک کاٹل راجپوت عورت سے شادی کی، جبکہ کلس نے پسرور میں ایک جٹ لڑکی کو بیوی بنایا۔ دونوں کی اولادیں بجوات میں رہتی ہیں لیکن وہ خود کو تمیز کرنے کے لیے بجو راجپوت اور باجوہ جٹ کہلاتے ہیں۔ ایک اور کہانی کے مطابق اس کے جدامجد جس یارائے جیسن کو رائے پتھورا نے دہلی سے باہر نکالا اور وہ سیالکوٹ میں کربلا کے مقام پر آباد ہوا۔ تیسری کہانی کے مطابق جموں کے راجا نارو نے اسے ایک طاقتور پٹھان میر جگوا کو مارنے کے لیے علاقہ گھول میں 84 دیہات دیئے تھے۔ بجو راجپوت باجوہ جٹوں کے ساتھ اپنی قرابت تسلیم کرتے ہیں۔ کلس کے ایک بیٹے داوا کے بیٹے دیوا کے تین بیٹے مدا، وسرا اور نانا عرف پچرہ تھے۔ نانا کے تمام بچے مر گئے تو جوتشی نے اسے بتایا کہ اس کا صرف وہی بچہ زندہ رہے گا جو پچری درخت کے نیچے پیدا ہوگا۔ اس کی نصیحت پر عمل کیا گیا اور نانا کے اگلے بیٹے نے پچرہ شاخ کی بنیاد رکھی جو نارووال میں ملتے ہیں۔ بجو راجپوتوں کی ایک رسم

چونڈا اونڈ ہے اور بتایا جاتا ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کی شادی چھ، بھاؤ اور منہاس راجپوتوں میں اور بیٹوں کی راجپوتوں میں کرتے ہیں۔ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ کچھ ہی عرصہ پہلے تک بجو راجپوتوں کے ہاں ایک رسم رائج تھی جس کے تحت کسی لڑکی کی شادی کرنے کے لیے اسے ہندو بنایا جاتا تھا۔ اس مقصد کے تحت اسے ایک زیر زمین کمرے میں عارضی طور پر دفن کر کے اوپر پڑی مٹی میں ہل چلایا جاتا۔ ان کی بہت سی رسوم ساہی جٹوں جیسی ہیں۔ وہ تقریباً سبھی کے سبھی سیالکوٹ میں ملتے ہیں، البتہ ان کی تھوڑی بہت تعداد مشرق کی سمت پٹیالہ تک پھیلی ہوئی ہے۔

بادی...... ایک خانہ بدوش قبیلہ جو اپنی عورتوں سے جسم فروشی نہیں کرواتا۔ لفظی ''بادی'' کو ''بازی'' (گر) کی تبدیل شدہ صورت بتایا جاتا ہے۔

بارکزئی...... ابدالی یا درانی افغانوں کا ایک مشہور قبیلچہ۔ اس کے مشہور ترین افراد فتح خان اور اس کا بھائی دوست محمد تھے۔ قندھار پر قبضہ کے لیے (1834ء) شاہ شجاع کی مہم ناکام ہونے کے بعد دوست محمد نے امیر کا لقب اختیار کیا اور افغانستان کا موجودہ حکمران خاندان قائم کیا۔

بارِک...... عرب نسل کا دعویٰ کرنے والے پٹھانوں کا ایک قبیلچہ۔ وہ انصاری شیخوں کے ہمراہ کابل اور غزنی کے درمیان واقع لوگر وادی سے ہجرت کر کے جالندھر میں آباد ہوئے۔

باری...... باول میں ایک ذات جس کے کچھ ارکان ہندو راجپوتوں کے خانسامے ہیں۔ وہ راجپوتانہ سے ہجرت کر کے آئے اور خود کو راجپوت نسل سے بتاتے ہیں۔

باڑھی...... جمنا اضلاع میں ترکھان کا ہم معنی۔

بازید خیل...... بائیزئی، کوہاٹ میں ملنے والے جواکی آفریدیوں کی ایک شاخ۔

بازی گر...... کرتب دکھانے والے۔ بازی گر عموماً مسلمان اور نٹ ہندو ہوتے ہیں۔ بازیگر عورتیں اور مرد دونوں کھیل دکھاتے ہیں لیکن نٹوں کے صرف مرد ہی ایسا کرتے ہیں۔ کچھ آراء کے مطابق بازی گر صرف کرتب دکھاتا جب کہ نٹ رسے پر چلتا ہے۔ مشرقی پنجاب میں بازی گر کو بادی کہتے ہیں۔ (دیکھیں ''نٹ'')

فیروز پور میں ساد ھے والا کے مقام پر بازی گروں کی ایک زیارت گاہ ہے۔ یہ درگاہ ایک بوڑھی عورت کے احترام میں تعمیر کی گئی تھی۔ اس مقبرے میں ایک کپ نما سوراخ میں شراب

ڈال کر پی جاتی ہے۔ بازی گروں کا ایک راجا اور اس کی بیوی بانی ہے۔ دونوں تنازعات کا فیصلہ کرتے ہیں۔ ان کی پوجا بھی کی جاتی ہے۔ بازی گروں کے کیمپ نرسل سے بنی قطار دار جھونپڑیوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس ''ذات'' کو مختلف ذاتوں، حتیٰ کہ برہمنوں اور جٹوں پر بھی مشتمل بتایا جاتا ہے، لیکن ہر شاخ صرف آپس میں ہی شادیاں کرتی ہے۔ درحقیقت بازی گر ایک پیشہ ورانہ طبقہ ہیں۔

باسن...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ، منٹگمری میں بسن۔

باشا...... بھانڈ کا ہم معنی۔ نقال یا مسخرے کو باشا کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایکٹر بھی باشا ہیں۔ سیالکوٹ میں پرنوں کی ایک شاخ باشا بتائی جاتی ہے۔ باشا عموماً مسلمان ہیں لیکن وہ اصل میں غالباً میراثی ہی ہیں۔ میراثی اور باشا آپس میں شادیاں نہیں کرتے۔ باشا کپ اور کھلونے بھی بنا کر بیچتے ہیں۔

باشرع...... لفظی مطلب باقاعدہ یا پابند۔ سنی مسلمانوں کے چار باقاعدہ بڑے سلسلوں کو باشرع کہتے ہیں: چشتی، قادری، سہروردی اور نقشبندی۔ ان کے برعکس بے شرع ہیں۔

باغبان، باغ وان...... مالی کے لیے فارسی لفظ۔ مغربی پنجاب میں عموماً ارائیوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ باغبانوں کو ایک باقاعدہ ذات کی بجائے محض مالی یا ملیار وغیرہ کے برابر ایک طبقہ خیال کرنا چاہیے۔

باکھری...... بہاولپور کے شہر فرید علاقہ میں ایک قبیلچہ۔ وہ سومرا نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں، اور ان کے چارن گویے ایک راجپوت ماخذ کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ باکھری بھکر سے ہجرت کر کے ملتان آئے اور وہاں غوث بہاؤالدین زکریا کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ وہ اپنے ہندو رشتہ داروں میں واپس جانے سے ڈرتے تھے لہٰذا ملتان میں ہی جولاہوں کے طور پر آباد ہو گئے۔ اس کے بعد وہ نور پور، پاکپتن اور دیگر مقامات پر گئے۔ نور پور میں سے کچھ ایک کو فرید خان اول نے شہر فرید میں آباد کیا۔ وہ لنگیاں بناتے ہیں۔ آج کل باکھری کو بھاکھری بولا جاتا ہے۔

باگڑی...... (1) باگڑ یا بیکانیر کی چراگاہوں سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی ہندو راجپوت یا جٹ۔ گورداسپور میں باگڑی سلہریا ہیں جو اپنا قبیلچہ باگڑ یا بھاگڑ بتاتے ہیں، اور غالباً حصار اور اس

کے گردونواح کے باگڑیوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔(2) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ بہاولپور میں جیسلمر یا بیکانیر کے کسی بھی ایسے مسلمان یا ہندو کو باگڑی کہتے ہیں جو باگڑی بولی بولتا ہو۔

بالمیکی، والمیکی...... چوہڑوں کی ایک شاخ۔ انہیں بالمیک، بالرکھ یا بالاشاہ کی نسبت سے یہ نام ملا جس نے رامائن لکھی تھی۔ بالمیک شاعر کمتر ذات سے تھا اور روایات اسے کرنال میں نارد ک کا ایک پست ذات شکاری بتاتی ہیں۔ یا پھر اسے بھیل ڈاکو بھی بتایا جاتا ہے جو ایک رشی کو لوٹنے کے دوران تائب ہو گیا۔ ایک اور روایت کے مطابق وہ شاہی درباروں میں جھاڑو دیتا تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ غزنی میں پاک بازی کی زندگی گزارتا تھا (دیکھیں ''لال بیگی'')۔

بالو...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بالو پنتھی...... ایک چھوٹی سی بیراگی ذیلی شاخ۔ بالاتھپہ یا بالا صاحب جٹ نسل کا ایک بیراگی سادھو تھا جو سیالکوٹ کی ڈسکہ تحصیل میں رہتا تھا۔

بالی...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

بالی...... مُہیال برہموں کی ایک شاخ۔ یہ جنوب مغربی پنجاب کے دھن پوتروں سے مطابقت رکھتے ہیں۔

بام مارگی، وام چاری...... کالی دیوی کے ''بائیں ہاتھ والے'' پجاری اور شاکتوں کا بدنام ترین حصہ۔ کہا جاتا ہے کہ یہ فرقہ جوگی کنیپا نے قائم کیا جس میں سنیاسی اور جوگی شامل ہوئے۔ یہ زیادہ تر کانگڑا اور کشمیر میں ملتے ہیں۔

باموزئی...... ملتان میں آباد ایک افغان خاندان۔ یہ احمد شاہ ابدالی کے دور میں خراسان سے یہاں آئے تھے۔

بانوا...... غالباً ''بے نوا'' کی ایک بدلی ہوئی صورت۔ (دیکھیں ''بے نوا'')

بانیا...... لفظ بانیا سنسکرت کے بانیہ یا تاجر سے مشتق ہے۔ بانیے تجارت کے ذریعہ ہی روزی کماتے ہیں۔ صوبے کے مشرق میں ان کے پاس کافی علاقہ ہے لیکن وہ شاذ و نادر ہی تجارتی پیشوں کے علاوہ کسی اور پیشے میں ہاتھ ڈالتے ہیں۔ یہ کاروباری معاملات میں بہت ذہین اور سمجھ دار ہیں۔ دہلی، بیکانیر اور مارواڑ کے بڑے بانیا گھرانے بہت بڑے بڑے سودے کرتے ہیں

لیکن گاؤں کا بانیا کافی غریب مخلوق ہے۔ وہ اپنی ساری زندگی دکان میں ہی گزارتا ہے، نتیجتاً اس کا قد وقامت پست اور مزاج بزدلانہ ہے۔ کسان لوگ اسے پیسے کا پجاری ہونے کے ناطے بہ نظر تحقیر دیکھتے ہیں، لیکن ایک حوالے سے بانیے کا سماجی رتبہ کسانوں سے کافی بہتر ہے کیونکہ وہ ایک راسخ العقیدہ ہندو ہے۔ عموماً بانیے کو ویش نسل سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ وہ جانیو (جنیو) یا مقدس دھاگہ پہنتا ہے، بیوہ کی شادی نہیں کرتا اور نہ ہی بیواؤں کے ہاتھ سے لے کر کچھ کھاتا پیتا ہے۔ بانیے کا ذکر روزمرہ مقولوں میں ملتا ہے: ''جس کا بانیا دوست ہوا سے دشمن کی کوئی ضرورت نہیں۔''، ''پہلے بانیے کو اور پھر چور کو مارو۔'' مگر گاؤں کی معیشت میں بانیے کا کردار مرکزی نوعیت کا ہے۔

بانی، بل......ایک خاتون ملازمہ، دائی۔

باوا......(مونث باوی) سکھوں کے پہلے تین گوروؤں کی نسل سے تعلق رکھنے والوں کا لقب۔ اس کے علاوہ فقیر یا سادھو اور بھکشوؤں کے کسی سلسلے کے سربراہ کو بھی باوا کہتے ہیں۔

باورے......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

باوڑی......منٹگمری میں جٹوں کے رتبے کے حامل مسلمانوں کا قبیلہ۔

باوڑیا، باوریا......باوڑیا گروپس کے بارے میں سر ڈینزل ابٹسن لکھتے ہیں: ان کو تین حصوں میں منقسم بتایا جاتا ہے۔ بیکانیر کے بیداوتی، جو اپنا ماخذ جے پور میں بیداوت سے جوڑتے ہیں، مردار نہیں کھاتے، چھوٹی موٹی چوریوں سے نفرت کرتے مگر تشدد کے شوقین ہیں۔ وہ گائیں یا بیل نہیں چراتے اور باقیوں پر برتری رکھتے ہیں۔ دوسرے جنگلی یا کال کملیا اکثر سکھ ریاستوں، فیروز پور اور سرسا کے جنگل دیس میں ملتے ہیں اور ان کی عورتیں کالے کمبل (کملی) اوڑھتی ہیں۔ تیسرے کاپڑیا، جن کی تعداد دہلی کے گرد و نواح میں سب سے زیادہ ہے اور یہ بدنام جرائم پیشہ قبیلہ ہیں۔ یہ تینوں شاخیں باہم شادیاں کرتی اور نہ ہی اکٹھا کھاتی ہیں۔ کال کملیا واحد شاخ ہیں جن کا پیشہ ابھی تک شکار کرنا ہے۔ دیگر شاخیں اس پیشے کو بہ نظر تحقیر دیکھتی ہیں۔ کاپڑیا زیادہ ترسیلانی ہیں، جبکہ بیداوتی عموماً مستقل مساکن میں رہتے ہیں۔

باوریا اپنی ہی گوت میں شادی نہیں کرتے اور کہا جاتا ہے کہ دلہے کی عمر دلہن سے زیادہ ہونا لازمی ہے۔ اندھے یا کانے کی شادی اندھی یا کانی عورت سے ہی ہوتی ہے۔ اسی طرح

خوبصورت یا بدصورت عورتیں اپنے ہی جیسے مردوں سے شادی کرتی ہیں۔ کسی اور ذات کی عورت سے میل ملاپ رکھنے والے مرد کو برادری میں بیٹھ کر حقہ کشی کی اجازت نہیں دی جاتی۔ بے وفائی کرنے والی عورت کی زبان پر سرخ گرم لوہار کھا جاتا ہے۔

بائی زئی (بائیزئی)...... اکوزئی یوسف زئی کے دو قبیلچوں میں سے ایک۔ اصلاً یہ لنڈ خوار وادی (پشاور کے انتہائی شمالی حصے میں) سے تعلق رکھتے تھے اور دریائے سوات تک کا علاقہ ان کا تھا۔ یہ اب بھی پہاڑوں پر قابض ہیں لیکن اب ان کے پاس بہت کم علاقہ رہ گیا ہے۔ ان کی چھ شاخیں یہ ہیں: اباخیل، عزیز خیل، بابوزئی، متورے زئی، موسیٰ خیل اور رزنگی خیل۔ ان میں سے صرف پہلی تین شاخیں برطانوی مقبوضہ علاقہ میں املاک رکھتی ہیں۔

باہمن...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

باہی...... پٹھانوں کا ایک قبیلہ جو ہوشیار پور کے قریب 12 دیہات کا مالک ہے (اس کی تصدیق نہیں ہوئی)۔

بب...... ایک چھوٹا اور کمتر زراعت پیشہ قبیلچہ جو ہزارہ ضلع کی ایبٹ آباد تحصیل میں ایک یا دو گاؤں پر قابض ہیں۔ غالباً ان کا تعلق اعوانوں سے ہے۔

ببائی...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ببر...... ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور میں ایک جٹ قبیلہ۔ بہاولپور کے ببر اپنا شجرۂ نسب یوں بتاتے ہیں: راجا کرن — کمدو — پارگو — جنجوہان — کھکھ۔ اس آخری کھکھ کے چار بیٹے ببر، گوبر، راہر اور جھگر تھے۔

ببلا...... بھاٹیوں کا ایک حصہ جس سے شجاع آباد، ملتان کے چودھریوں کا تعلق ہے۔

بپر...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بپھلا...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بتی...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ (''بوسن'' بھی دیکھیں)

بتکزئی...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

بتہرا...... (بتاہر) پتھر کا کام کرنے والے مستری۔ یہ کانگڑا پہاڑیوں میں ملتے ہیں۔

بٹر...... ایک جٹ شاخ۔

بُٹر ...... مرکزی طور پر بالائی ستلج پر ملنے والا ایک چھوٹا سا جٹ قبیلہ۔ انہیں ایک سوریہ بنسی راجپوت کی اولاد بتایا جاتا ہے جو لکی جنگل سے آیا اور گوجرانوالہ میں آباد ہوا۔ یہ منٹگمری میں ایک ہندو جٹ قبیلچے کے طور پر بھی ملتے ہیں۔

بٹی ...... منٹگمری میں کمبوہوں کا زراعت پیشہ ہندو قبیلچہ۔

بجارہ ...... قطب شاہ کے بیٹے کلوگن کی نسل سے تعلق رکھنے والے 15 اعوان خاندانوں میں سے ایک۔

بجاڑ ...... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

بجُو ...... سیالکوٹ میں ملنے والا اور باجوہ جٹوں سے منسلک ایک راجپوت قبیلہ۔

بُچ ...... ملتان تحصیل میں ایک جٹ یا راجپوت قبیلچہ جہاں انہیں شاہ جہاں کے دور میں ملتان کے حاکم شہزادہ مراد بخش نے بسایا۔

بچل ...... نارائن گڑھ تحصیل (انبالہ) کے بھیروگ پرگنہ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ یہ تاؤنی راجپوت کی ایک جٹ بیوی سے پیدا ہوئے۔

بخاری ...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ سید قبیلچہ۔ (دیکھیں ''سید'')

بخت مل سادھ ...... بخت مل کا قائم کردہ ایک سکھ فرقہ۔ جب گورو گوبند سنگھ نے مسندوں یا مُحصلوں کا خاتمہ کیا تو ان میں سے ایک بخت مل نامی نے ایک گوجر عورت ماتا کے پاس پناہ لی اور عورت کا بھیس اپنانے کی خاطر چوڑیاں اور نتھ بھی پہن لی۔ بعد میں اس نے یہ حلیہ مستقل طور پر اپنا لیا۔ اس کی گدی کے مہنت اب بھی چوڑیاں پہنتے ہیں۔ اس کے پیروکاروں کو بخشیش سادھ بھی کہا جاتا ہے لیکن یہ امر مشکوک ہے۔

بختیار ...... فارسی ماخذ کا حامل ایک چھوٹا سا پٹھان قبیلہ۔ یہ ڈیرہ اسماعیل خان کے میاں خیل پٹھانوں سے منسلک ہیں اور اب ان کا ایک مرکزی حصہ تشکیل دیے ہوئے ہیں۔ تاہم، ریورٹی بختیاروں کو سید بتاتا ہے۔ شیرانی پٹھانوں کے جدامجد شیران نے اپنی ایک بیٹی کی شادی سید اسحاق سے کی تھی جس کا ایک بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام حبیب ابوسعید (بخت یار) رکھا گیا۔ اس بیٹے کو اس کے سوتیلے باپ میانی بن ڈوم بن شیراز نے گود لیا۔ بختیاروں میں کافی بزرگ پیدا ہوئے جن میں مخدوم عالم خواجہ یحییٰ کبیر بن خواجہ الیاس بن سید محمد بھی

شامل تھا۔ وہ 1333ء میں فوت ہوا اور اس کی اولاد شیخ زئی کہلائی)۔ ریورٹی کے بقول فارسی بختیار دوسرے بختیاروں سے الگ ہیں۔

بخشیال...... وہورا کھتریوں کا ایک خاندان جو جہلم میں بھون (Bhaun) کے مقام پر آباد ہے۔ یہ فوجی خدمات کی ایک روایت رکھتے ہیں۔

بدانہ...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بداہ...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بدر...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بدرو...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بدلی، بدنی...... افغان مہاجرین کی آمد سے قبل ننگرہار سے لے کر دریائے سندھ تک کے علاقے پر آباد لوگ جو اب دوسروں میں جذب ہو چکے ہیں۔ وہ سات قبائل میں منقسم تھے اور اخوند درویزہ نے انہیں بطور کافر بیان کیا لیکن وہ ان کا ذکر بطور بدھسٹ نہیں کرتا۔

بدو، بدوں...... وسطی پنجاب، اور بالخصوص ستلج و بیاس کی بالائی وادیوں میں ملنے والے مسلمانوں کا ایک خانہ بدوش قبیلہ۔ کیہلوں کی طرح وہ بھی امام شافعیؒ کے پیروکار ہیں۔ یہ نرسل سے مختلف اشیاء بناتے ہیں۔ ان کے تین مرکزی قبیلچے دھرا، واہلہ اور بلارا ہیں۔ یہ عرب نسل ہونے کے دعویدار ہیں۔ ان کے ہاں چچا، ماموں اور خالہ زاد آپس میں شادی نہیں کر سکتے۔

بدوال...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

بدوزئی...... ملتان، ڈیرہ جات اور ریاست بہاولپور میں ملنے والا ایک پٹھان خاندان۔

بدون...... دیکھیں "بدو"

بدوہل...... جٹوں کا ایک قبیلہ جو شادیوں کے موقع پر جسراں اور نابھا میں ستی کی درگاہ پر کھانا نذر کرتے ہیں۔ یہ ہر ماہ کی 9 تاریخ کو دودھ بھی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ بدوہل جنڈ میں ملتے ہیں۔

بدھ...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔

بدھر...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

بدھن یا پکھائی......جٹوں کا ایک قبیلہ جو سرد آرا جپوت کے ساتھ اپنی نسبت جوڑتے اور جموں کے کالا نامی شخص کو اپنا جد امجد مانتے ہیں۔ یہ سیالکوٹ میں ملتے ہیں۔

بُدھ وال......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

بدھور......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

بَدھی......گدیوں میں ہل اور دیگر غیر پیچیدہ لکڑی کی چیزیں بنانے والا۔ (کلہاڑے یا آری سے کٹائی کرنے کو "بدھنا" کہتے ہیں)۔ (دیکھیں "بڑھئی۔")

بُدھی کے......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

بر......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بُرا......ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور میں ایک جٹ قبیلہ۔ وہ اپنے ناموں کے شروع میں "جام" لگاتے ہیں۔ غالباً وہ سندھی ماخذ سے ہیں۔

بُرا......جِنڈ میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلہ۔ اس کے مورث اعلیٰ کی سمادھ پٹیالا میں کلوکوٹلی کے مقام پر ہے اور شادیوں کے موقع پر اس کی عبادت کی جاتی ہے۔

برار......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

برار......(1) ملتان اور منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ (منٹگمری میں ان کا تعلق اسلام اور ہندو مت دونوں مذاہب سے ہے)، (2) منٹگمری میں ایک ہندو اور مسلمان کبوہ قبیلہ۔

براڑ......گداگری اور ڈاکہ زنی کرنے والی ایک پست ذات۔ جالندھر میں براڑ چھج اور چھاننے بناتے ہیں۔ وہ کتوں کی مدد سے شکار بھی کرتے ہیں۔ ان کی رسومات چوہڑوں جیسی ہیں۔ کسی شادی کے موقع پر ان میں سے ایک آدمی آگے بڑھ کر آگ روشن کرتا ہے جس کے گرد پھیرے لیے جاتے ہیں۔ رخصتی کے وقت لڑکی کا باپ اسے جہیز دیتا ہے۔ عورتیں گیت گاتی اور مرد گوگا یا گُگا نامی گیت پڑھتے ہیں۔ براڑ لال بیگ کو مانتے اور ہر ربیع میں اسے اڑھائی سیر کا روٹ اور گھی میں ڈوبا ہوا پرندہ نذر کرتے ہیں۔ اس ذات کے کچھ لوگ سیلانی ہیں اور سانسیوں اور چوہڑوں کے درمیان تعلق بناتے ہیں۔

برج پانی......بام مارگی کی ایک بدنام ذیلی شاخ۔

بُرڑا......بُرڑوں کا اصل نام ہوجالی تھا۔ کچھ ایک خود کو سمہ شاخ بتاتے ہیں لیکن دیگر کے مطابق وہ

ایک علیحدہ قبیلہ ہیں۔ ان کی روایت کے مطابق وہ جونا گڑھ کے قریب گرنار کے راجا کی اولاد ہیں جو ہجرت کر کے سندھ آیا اور اسلام قبول کر لیا۔ اس سے اسلام قبول کروانے والے بزرگ نے اسے بُر (جُبہ، چغہ) کا نام دیا۔

بِرکا...... پست ذات کے مسلمان۔

بُرکزئی...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

برکنداج...... عربی لفظ برق انداز کی بگڑی ہوئی صورت۔ اس سے پولیس والا، کانسٹیبل اور گاؤں کا چوکیدار مراد ہے۔

برکیزئی...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

برگھٹ...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

برلاس...... (برلیسی) امرتسر میں ایک مغل قبیلچہ۔

برمہند...... (دیکھیں "مہمند")

برہم چری...... مذہبی طالب علم، جب کوئی برہمن برہمنی دھاگا پہن لے۔ روحانی استاد کی زیر نگرانی ویدوں کا مطالعہ کرنے والا، مرتاض، ہندو سادھوؤں کا ایک طبقہ۔

برہمن...... (باہمن، باہمن) ہندوستان کے برہمن دو جغرافیائی گروپس میں تقسیم ہیں: ایک اُترا ہک جو وندھیا کے شمال میں رہتے ہیں، اور دوسرے دکشنت جو جنوب میں رہتے ہیں۔ اُترا ہک کے اندر مزید پانچ گروپ ہیں: سارسوت، کن کبج، گوڑ، اُتکل اور میتھل۔ ان پانچوں کو مجموعی طور پر گور یا گوڑ برہمن بھی کہا جاتا ہے۔ جنوبی گروپ کی بھی پانچ شاخیں ہیں: دراوڑ، مہاراشٹری، سوراشت یا کرناٹک، تیلنگ اور گورجر۔ پنجاب میں ان میں سے صرف پشکرنا برہمن ہیں جو مہاراشٹری گروپ سے نکلے۔ پنجاب کے زیادہ تر برہمن سارسوت ہیں لیکن صوبے کے مشرقی اضلاع میں گوڑ برہمن بھی ملتے ہیں۔

پشکرنا برہمن پنجاب کے جنوب مغرب میں پائے جاتے ہیں۔ وہ سندھو اور مارواڑی گروپوں میں منقسم ہیں۔ پشکرنا تمام بھاٹ راجپوتوں کے پروہت ہونے کے دعوے دار ہیں۔ وہ عموماً اپنی بیٹیاں ایک ہی خاندان اور اگر ممکن ہو تو بھائیوں کے ساتھ بیاہتے ہیں؛ یعنی اگر کسی پشکرنا برہمن کی تین بیٹیاں ہیں تو وہ تینوں کو ایک ہی خاندان کے تین بیٹوں سے

بیاہنے کو ترجیح دے گا۔ ان کی دسا شاخ کی دو گوتیں متر اور وٹو ہیں۔ وٹو گوت سب سے کمتر ہے۔ مثل مشہور ہے کہ: برہمنوں میں وٹو، گھوڑوں میں ٹٹو۔

برہمنوں کا دوسرا قابل ذکر گروہ مُہیال ہے۔ بھاٹ اور جاجک انہیں اپنی شادیوں کے موقع پر ایک رقم مُہن دیتے ہیں (5، 7 یا 12 روپے) اور اسی سے ان کا یہ نام پڑ گیا لیکن اس نام کا ماخذ "مکھیا" بھی بتایا جاتا ہے۔ مُہیال بالاصل یقیناً سارسوت ہیں اور اب بھی گجرات میں اس گروپ کی عورتوں سے شادی کرتے ہیں لیکن راولپنڈی میں بنجاہی سارسوت کی پانچ برتر شاخیں (سِندھان، سِکھان، بھکلال، بھوگ اور کالی) بھیم وال اور دیگر مہیال سارسوت شاخوں میں بھی اپنی بیٹیاں بیاہتے ہیں۔

بریا، دریا...... ایک راجپوت قبیلہ۔ جالندھر کے بریوں کو مہابھارت کے راجا کرن کی نسل سے ہونے کے ناطے سورج بنسی بتایا جاتا ہے۔ ان کا جدامجد مل تقریباً 500 برس پہلے پٹیالہ کے علاقہ جل کاہرا سے آیا تھا۔ البتہ سیالکوٹ میں پائے جانے والے چند ایک بریے راجپوت کی بجائے جٹ شمار ہوتے ہیں، اور وہ اپنا نسب ایک چندر بنسی راجپوت کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ یہ قبیلہ پٹیالہ اور نابھا تک ہی محدود ہے۔

بریار...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بَریاں...... جٹوں کا ایک قبیلہ جو جلیر، ساہی اور لکھی خاندانوں کے سورج بنسی راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کے جدامجد کی نسل سے ایک توک نامی شخص سیالکوٹ میں آباد ہوا تھا۔

بریے...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

بُڑانا...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بڑگوجر...... برہمنوں، راجپوتوں، میوؤں اور دیگر قبائل کے ساتھ ساتھ عموماً گوجروں میں ملنے والا ایک طبقہ (یا غالباً عہدہ)۔ ان کا تعلق گڑگاؤں سے ہے لیکن ڈینزل ابٹسن کے مطابق بڑگوجر 36 شاہی راجپوت خاندانوں میں سے ایک ہیں، اور گہلوت کے علاوہ صرف یہی رام کے بیٹے لاوا کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ یقیناً سورج بنسی ہیں۔ ان کا قدیمی صدر مقام راجوڑ تھا جس کے کھنڈرات اب بھی الور کے جنوب میں موجود ہیں۔

بڑھئی...... پہاڑی علاقوں کے ترکھان۔ کولُو میں بڑھئی اور بادھی ایک ہی ہیں، لیکن کانگڑا خاص

میں نہیں۔ کولو کے بڑھئی مردار بھی کھالیتے ہیں۔ کانگڑا کے راٹھیوں کی ایک شاخ کا نام بھی بڑھئی ہے۔

بڑیے......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بزاز......(1) کپڑا فروخت کرنے والا،(2) اروڑوں کی ایک شاخ۔

بُزدار......سرحد سے پرے، قصرانی علاقے کی پچھلی طرف واقع ایک خودمختار بلوچ قبیلہ۔ ڈیرہ غازی خان میں ملنے والے بُزدار راجن پور کے آس پاس اِدھر اُدھر دیہات میں رہتے ہیں اوران کا اپنے اصل قبیلے سے کوئی رابطہ نہیں۔

بساطی......پھیری والا، چھوٹے پیانے کا تاجر، چھابڑی فروش۔

بسرا......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بسی......جٹوں کا ایک قبیلہ جس کا جدامجد تُلا کالدھیانہ میں گوپال پور کے مقام پر ایک ''مل'' تھا۔ وہاں بیٹے کی پیدائش اور دیوالی کے موقع پر اس کے نام پر زمین کھودی جاتی ہے۔

بشگالی......سیاہ پوش کافروں کا ایک قبیلہ۔

بشنوئی......ایک پہلا دبانسی فرقہ جس کا بانی جھامب جی 15ویں صدی کے اواخر میں گزرا ہے۔ بشنوئی کا دوسرا تلفظ وشنوئی ہے، یعنی وشنو دیوتا سے تعلق رکھنے والے۔ درحقیقت بشنوئی اور وشنو میں امتیاز کرنا بہت مشکل ہے۔ بشنوئی کبھی کبھار خود کو پراہلد بنسی یا پراہلد پنتھی بھی کہتے ہیں کیونکہ وشنو اپنے پراہلد بھگت کو خوش کرنے کی خاطر جھامب جی کی ذات میں مجسم ہوا تھا۔ روایت کے مطابق پراہلد کے ساتھ 33 کروڑ دیگر انسان (ہستیاں) تخلیق ہوئے تھے۔ ان میں سے 5 کروڑ کو مکار ہرناکش نے مار ڈالا، اور جب وشنو نے نرسنگھ اوتار کے روپ میں پراہلد کی زندگی بچائی اور اس سے کوئی خواہش پوچھی تو اس نے درخواست کی کہ باقی 28 کروڑ کو مکتی دلا دی جائے۔ یہ کام کرنے کے لیے ایک اور اوتار کی ضرورت تھی۔ لہٰذا جھامب جی نے جنم لیا۔

بشیرا......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

بک......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ماہتم قبیلہ۔

بکرکی......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بگنیرا......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

بکھڑ......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

بکھر......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بگٹی......(یا زرکنی) ایک منظم بلوچ تمن جس نے پنجاب اور بالائی سندھ کی سرحدوں کے درمیان تکونے علاقے پر قبضہ کیا۔ اس کے قبیلچے مندرجہ ذیل ہیں: رہیجا، نوتھانی، مسوری، کلپھور، پھونگ یا موندرانی اور شمبانی یا کیازئی۔ بگٹی لوگ مختلف عناصر پر مشتمل ہیں (مرکزی طور پر رند)۔ کیازئی خود کو میر چاکر کے بیٹے گیاندار کی نسل سے بتاتے ہیں۔ ان کے مطابق گیاندار کے بیٹے رہیجا کے نام پر ہی ان کی ایک شاخ کا نام ہے، البتہ یہ نام ہندوستانی آواز رکھتا ہے۔

بگدر......منٹگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔

بگرانا......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔

بگراہ......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بگھیلا......لفظی مطلب ''شیر پالنے والا۔'' یہ کاٹھیوں کی ایک مرکزی شاخ ہیں۔ یہ کمالیہ کے گرد ونواح تک ہی محدود ہیں اور زراعت پیشہ راجپوت شمار ہوتے ہیں۔

بگیانہ......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

بلائی......گھسیاروں کی ایک پست پور یا ذات۔

بل فروش...... بھاٹ کا ہم معنی (راولپنڈی میں)۔

بلما......شاہ پور میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔ پنجاب کے مشرق میں بلکا (بالکا) چیلے کا ہم معنی ہے۔

بلنگن......جٹوں کا ایک قبیلہ۔ یہ جموں راجپوتوں کے ساتھ نسلی تعلق کے دعویدار ہیں اور سیالکوٹ میں ملتے ہیں۔

بل......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بل...... بیاس اور بالائی ستلج کا ایک جٹ قبیلہ۔ اسے سکھو قبیلے کا ایک قبیلچہ بتایا جاتا ہے جس کے ساتھ وہ باہمی شادیاں نہیں کرتے۔ ان کے جدامجد کا نام بھی بیا بل بتایا جاتا ہے جو مالوہ سے

آنے والا ایک راجپوت تھا۔ ''بل'' کا لفظی مطلب طاقت ہے۔ قدیم ہندوستانی تاریخ میں یہ نام کافی مشہور ہے اور یہ مختلف صورتوں اور مقامات پر نظر آتا ہے۔ امرتسر کے بل کہتے ہیں کہ وہ بلم گڑھ سے آئے اور ڈھلوں کے ساتھ شادیاں نہیں کرتے۔

بلوترہ...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ ہے۔

بلُوچ، بل اُچ...... ایک پٹھان شاخ (دیکھیں ''بلُوچ'')

بلوچ...... سر ڈینزل ابٹسن نے بلوچ کو یوں بیان کیا:

بلوچ کا مفہوم: پنجاب میں لفظ ''بلوچ'' جن افراد کی نشاندہی کرنے کے لیے مختلف انداز میں استعمال ہوتا ہے ان میں مندرجہ ذیل شامل ہیں: (1) خاص بلوچ، ایک قوم جو اپنا ماخذ مکران سے ملاتی ہے اور اس وقت وہ کوہ سلیمان کی ترائی میں آباد ہے۔ (2) ایک جرائم پیشہ قبیلہ جو تھانیسر کے نیچے گھنے جنگلوں میں مقیم ہے۔ (3) پنجاب کے انتہائی مشرق اور انتہائی مغرب کے علاقوں کے علاوہ کوئی بھی اونٹ سوار مسلمان۔ (4) ڈیرہ اسماعیل خان کا ایک پٹھان قبیلہ زیادہ تر بلوچ (بل+اوچ۔ Baluch) کہلاتا ہے۔ جرائم پیشہ قبیلے کا ذکر سیلانی اور خانہ بدوش قبائل کے تحت کیا جائے گا۔ یہ تقریباً قطعی طور پر بلوچ نسل کا ہے۔ یہ امکان بھی ہے کہ یہ محض حقیقی بلوچیوں کا ہی ایک چھوٹا سا گروہ ہو جو پٹھانوں کے ساتھ منسلک ہو گئے۔ زیادہ تر تعداد کا تعلق زیریں سرحد کے حقیقی بلوچیوں اور پنجاب بھر میں بکھرے ہوئے ان کے نمائندوں سے ہے لیکن مغربی میدانوں کی بالائی چراگاہوں میں بلوچ پناہ گزینوں نے کاشتکاری کی بجائے اونٹ پالنے اور چرانے کا کام اپنا لیا ہے، اور یوں لفظ بلوچ اونٹوں کی پرورش کرنے کے لیے مخصوص ہو گیا۔ یہاں تک کہ سارے پشاور، راولپنڈی، لاہور، امرتسر اور جالندھر اضلاع میں لفظ بلوچ کا استعمال صرف مسلمان اونٹ سوار کے لیے ہی ہوتا ہے، چاہے اس کی ذات کچھ بھی ہو۔ ہر بلوچ کا اونٹ سوار ہونا اور ہر مسلمان اونٹ سوار کا بلوچ ہونا فرض کر لیا گیا ہے۔ سرسا میں ملتان سے آنے والے پنوار راجپوت صرف اونٹ پالنے کی وجہ سے بطور بلوچ جانے جاتے ہیں اور متعدد ڈپٹی کمشنروں نے منظوری دی ہے کہ اونٹوال، ساربان اور بلوچ کو ایک ہی ذات شمار کرنا چاہیے۔ ان کا سردار ''ملک'' کہلاتا ہے۔

بلوچ اپنے پڑوسی پٹھان کے مقابلہ میں متعدد حوالوں سے واضح فرق پیش کرتا ہے۔

دونوں کی سیاسیاتی تنظیم قبیلوی ہے، لیکن ایک کسی سردار کی حاکمیت کو اعلیٰ ترین تسلیم کرتا ہے جو ایک لحاظ سے محدود فرمانروا ہے، جبکہ دوسرا قبیلے کی مجلس مشاورت کے سوا کوئی حاکمیت تسلیم نہیں کرتا۔ دونوں میں ایک وحشی اور نیم مہذب زندگی والی متعدد خوبیاں اور خامیاں ہیں۔ دونوں کے لیے مہمان نوازی مقدس اور مہمان کی حفاظت کرنا بہرصورت لازمی ہے، لیکن ''خون کا بدلہ خون'' لینا ہر شخص کا اولین فرض ہے۔ دونوں بڑی سختی کے ساتھ اپنے اپنے اخلاقی معیاروں پر کاربند ہیں، اگرچہ یہ معیار جدید یورپ والے اخلاقی معیار سے بہت مختلف ہیں۔ دونوں خدائے واحد ''اللہ تعالیٰ'' اور ''محمدؐ رسول اللہ'' پر ایمان رکھتے ہیں لیکن ان میں سے ایک اپنے دشمن پر سامنے سے حملہ کرتا ہے تو دوسرا عقب سے، ایک اپنے وعدے کا پابند ہے تو دوسرا مفاد پرست۔

المختصر، بلوچ پٹھان کی نسبت کم شورش پسند، کم دھوکے باز، کم خونخوار اور کم متعصب ہے۔ شمال کی سمت میں اپنے پڑوسی کی نسبت اس کا قدوقامت پست، جسم گٹھیلا اور زیادہ دبلا مگر زوردار ہے۔ اگرچہ پشتون کی خودمختاری نے اسے زیادہ دلیر اور مردانہ وضع ودیعت کی ہے۔ وہ اپنے رکھ رکھاؤ میں زیادہ صاف گو اور کھلا اور کمینے پن سے مبرا، ہماری عدالتوں کے ہاتھوں بے ایمان نہ ہو جانے کی صورت میں سچا اور کھرا، قول کا پکا، معتدل مزاج اور باحوصلہ اور ہمت کو اعلیٰ ترین وصف قرار دینے والا ہے۔ ڈیرہ جات کی سرحد کا حقیقی بلوچ ایسا انتہائی خوشگوار ترین شخص ہے، جس سے پنجاب میں ہمارا سابقہ ہوا۔ مالیہ کی ادائیگی میں وہ اطمینان بخش نہیں۔ جفاکشی کے لیے اس کی خواہش زبردست ہے لیکن محنت مشقت کو حقیر نظر سے دیکھنے والا اس کا تفاخر اسے ایک غریب کاشتکار بنا رہا ہے۔

وہ ایک مشاق گھڑسوار ہے اور گھڑدوڑ اس کا قومی کھیل ہے۔ سارے شمالی انڈیا میں گھوڑیوں کی بلوچ نسل اپنی شہرت رکھتی ہے۔ کچھ عرصہ قبل تک وہ بچھیروں کو پیدا ہوتے ہی مار دیتا تھا، اور گھوڑیوں کے لیے اس کی ترجیح اس مقولے سے عیاں ہوتی ہے: ''گھوڑی کی کاٹھی پر بیٹھا ہوا شخص اصل میں گھوڑے پر سوار ہے، اور گھوڑے کی کاٹھی پر بیٹھے ہوئے کی کاٹھی اس کے سر پر ہے۔'' اگر اس میں پوری گھوڑی کا خرچ برداشت کرنے کی استطاعت نہ ہو تو وہ کسی گھوڑی کی ٹانگیں اپنی استطاعت کے مطابق لے لے گا۔ بلوچ گھوڑی کی چار

ٹانگیں ہوتی ہیں، لہٰذا وہ اپنی زیرِ ملکیت ایک ٹانگ کے لیے سال میں تین ماہ گھوڑی اپنے پاس رکھتا ہے۔ اس کے بعد گھوڑی باقی ٹانگوں کے مالکان کے پاس چلی جاتی ہے۔ وہ نسلی اور روایتی چور ہے، کیونکہ وہ کہتا ہے، ''چوری یا لوٹ مار نہ کرنے والے بلوچ پر خدا کی مہربانی نہیں ہو گی۔'' اور ''چوری کرنے والا بلوچ اپنی سات پشتوں کے لیے بہشت حاصل کرتا ہے۔'' لیکن ہمارے آج کے مہذبانہ اثرات کے تحت وہ زیادہ ایمانداری سیکھتا جا رہا ہے۔

اس کا چہرہ لمبا اور بیضوی، نقوش تیکھے اور ناک باز جیسی ہے۔ اس کے بال سیاہ اور روغن میں تر لہراتے ہوئے، داڑھی اور گل مچھے بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ شخصیت میں کافی غلیظ واقع ہوا ہے اور صفائی کو زنانہ پن کی نشانی سمجھتا ہے۔ عموماً اس کے پاس ایک تلوار، چاقو اور ڈھال ہوتی ہے۔ اس کے لباس میں ٹخنوں تک پہنچتا ہوا کڑھائی والا چولا، جس پر کمر کے نزدیک پلیٹ (چنٹیں) ہوتے ہیں، ڈھیلا سا زیر جامہ اور لمبا اونی گلوبند شامل ہے۔ یہ سب لازماً سفید ہوتے ہیں۔ بہرحال وہ خاکی مائل بھی قبول کر لے گا۔ حتیٰ کہ ہماری فوج میں وہ محض اس وجہ سے بھرتی نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں اسے رنگین وردی پہننا پڑے گی۔

اس کی عورت سر پر چادر اوڑھتی ہے، اس کا چولا ٹخنوں تک اور زیر جامہ بڑے گھیر والا ہوتا ہے۔ اس کے کپڑوں کا رنگ سرخ یا سفید ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے بالوں کو لمبی لمبی مینڈھیوں کی صورت میں گوندھتی ہے۔ حقیقی بلوچ اپنی عادات و خصائل میں خانہ بدوش ہے، اس لیے وہ اپنی عورتوں کو خانہ نشین نہیں رکھتا، لیکن احترام نسواں سے وہ بہت جلتا ہے۔ بدکاری پکڑے جانے کی صورت میں مرد کو مار دیا جاتا ہے اور عورت حکم کی اطاعت میں خود کو پھانسی دیتی ہے۔ حتیٰ کہ جنگ کے دوران دشمن کی عورتیں اور بچے بلوچ سے محفوظ ہوتے ہیں۔

پہاڑیوں کا بلوچ جھونپڑوں یا عارضی ڈیروں میں رہتا اور اپنے گلوں کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ پھرتا ہے۔ میدانی علاقوں میں وہ چھوٹے دیہات میں آباد ہو گیا ہے لیکن ان کے گھر بہت ہی غریب ہیں۔ جب اسکے گھر میں لڑکے کی ولادت ہوتی ہے تو اسے ماں کا دودھ پلانے سے قبل استقلال کی علامت کے طور پر گدھی کی لید ملا پانی تلوار کی نوک سے اس کے منہ میں ٹپکایا جاتا ہے۔ مختلف قبائل یا خاندانوں میں واجب زندگیوں کا باقاعدہ حساب کتاب رکھا جاتا ہے، لیکن جب اس میں پیچیدگی پیدا ہو جائے تو اسے منگنیوں یا حتیٰ کہ

مویشیوں کی ادائیگی سے درست کرتے ہیں۔ ان کے قوانین وراثت شرعی نہیں بلکہ ان کا مقصد جائیداد کو ددھیالی عزیزوں کے نام کر دینے کے ذریعہ خاندان کے اندر ہی رکھنا ہے۔ تاہم، کہا جاتا ہے کہ کچھ سرکردہ اور پڑھے لکھے افراد اپنے قبیلوں میں ''شرع'' متعارف کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بلوچی نام کو تو مسلمان ہیں لیکن انفرادی حیثیت میں اپنے مذہب سے لاعلم اور مذہبی رسم ورواج اور فرائض سے بے پروا ہیں۔ تاہم وہ کبھی خود کو ''محبانِ علیؑ'' کہتے تھے (بعد میں تاریخ نویسوں نے بھی کہا)، اس لیے ان کے عربی النسل ہونے کا دعویٰ درست ہونے کی صورت میں وہ لازماً شیعہ ہوں گے۔ بہرحال اب ان کا تعلق بلا استثنیٰ سنی فرقہ سے ہے۔ سرحد کی دیگر متعدد مسلمان نسلوں کی طرح وہ قریشی عرب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن کچھ اپنے آپ کو ترکمان نسل سے قرار دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کی روایات موخرالذکر نظریہ کے حق میں ہیں: جبکہ ان کے خدوخال قطعی طور پر اول الذکر کے نمائندہ ہیں۔ مسٹر فرائر کی ''ڈیرہ غازی خان سیٹلمنٹ رپورٹ'' کے صفحہ 19 پر اس سلسلے میں کافی بحث کی گئی ہے۔ ان کی زبان پرانی فارسی کی ایک شاخ اور بدیہی طور پر کچھ ایسی متروک روایت بھی لیے ہوئے ہے جن کی جدید شکل ان کے ماخذ پر روشنی ڈالتی ہے۔ جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے تو ڈیرہ غازی خان کے بلوچیوں کی قبائلی تنظیم سے پرے اب یہ بمشکل ہی بولی جاتی ہے، حتیٰ کہ ان میں بھی میدانوں کی ملتانی یا جاتکی اس پر غالب آ گئی ہے۔ ایک ایسا بلوچ سردار بھی ہمارے علم میں ہے جس نے انگریز حکام سے بات چیت کی خاطر انگریزی زبان سیکھی۔ ان کی کوئی بھی تحریری کتاب ہے نہ ادب۔ لیکن وہ شاعری کے زبردست شائق ہیں، خصوصاً ایسی شاعری جس میں قومی یا قبائلی تاریخ کے واقعات اور محبت کے نغموں پر مشتمل قصے بیان کیے گئے ہوں۔ مقامی شاعر بھی ان میں بہت عام ہیں۔

بلوچ کا کہنا ہے کہ وہ قریشی عرب اور آنحضورؐ کے چچا امیر حمزہ کی اولاد ہیں۔ جب اموی خلافت کے دوسرے خلیفہ یزید نے حضرت امام حسینؓ کو بیدخل کیا تو وہ شام کے علاقہ حلب (Aleppo) میں قیام پذیر اور حسینؓ کے حمایتی تھے۔ یہ قریباً 680 عیسوی کی بات ہے۔ وہ ایران میں ملک کرمان کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور کچھ عرصہ تک وہیں امن کے ساتھ مقیم

رہے۔ اس عرصہ میں ان کی تعداد اس قدر زیادہ ہوگئی کہ شاہ انہیں اپنے ساتھ شادی کے بندھن میں باندھنے کا خواہشمند ہوا۔ لہٰذا اس نے تمام کے تمام 44 بولکوں یا قبیلوں سے ایک ایک بیوی مانگ لی (روایت کے مطابق اس وقت بلوچ ان 44 قبیلوں میں تقسیم تھے، تاہم ان کے نقوش کافی عرصہ ہوا مندمل ہو چکے تھے)۔ لیکن باپ اپنی بیٹیاں کسی اجنبی کو نکاح میں نہیں دیا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے 44 لڑکوں کو لڑکیوں کے کپڑے پہنا کر بھیج دیا اور یہ فریب پکڑے جانے سے پہلے ہی وہاں سے بھاگ نکلے۔ وہ جنوب مشرق کی طرف کیچ مکران یا افغانستان اور بحیرہ عرب کے ساحل کی درمیانی پٹی پر آگے بڑھے، لیکن پھر جزوی طور پر سکونت اختیار کی اور بالآخر اس علاقے میں آن بسے جو اب بلوچستان کہلاتا ہے۔ آخری ہجرت کے وقت ان کا سردار جلال خان تھا، جس کے چار بیٹے رند، ہوت، لاشاری اور کورائی اور ایک بیٹی جاتو (Jato) تھی۔ بلوچیوں کے پانچ قبیلوں کے نام اب بھی یہی ہیں لیکن رند اور لاشاری غالب نظر آتے ہیں۔ اور بلوچی (یا ہماری سرحد کے شمال کی طرف بڑھنے والا اس قوم کا آخری حصہ) ان ناموں کے تحت دو بڑی شاخوں میں تقسیم تھا۔ مجھے یقین ہے کہ تمام بلوچ قبائل ابھی تک خود کو ان دونوں شاخوں میں سے کسی ایک کے ساتھ متعلق سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہوت سے اپنا سلسلہ جوڑنے والے مزاری اور دریشک رند شاخ سے تعلق کے دعویدار ہیں۔

کیچ مکران میں اپنی پناہ گزینی کے کوئی پانچ سو سال بعد رند، لاشاری اور جتوئی قلات کے قریبی علاقہ میں شمال کی طرف بڑھے، جو زیریں کوہ سلیمان کے مغرب میں ہے۔ رند شوران میں، لاشاری گنداوہ میں، جتوئی سیوی اور ڈھادون میں بس گئے، جبکہ کھوسہ کیچ اور ہوت مکران میں ہی رہے۔ کہا جاتا ہے کہ انہیں سندھ میں ہانک دیا گیا جہاں ایک ہندو شہزادہ باسم ننداوا سندھی لقب ''جام'' کے تحت حکمران تھا۔ اس کا مرکزی مقام قلات تھا۔ رند اور لاشاری شاخوں کے سرداروں میں میر چاکر اور مہر گہرام خان کے بھتیجوں میں ایک معشوقہ ہزار غمزہ واداء، ایک آفت عاشقاں کی وجہ سے رقابت پیدا ہوگئی۔ انہوں نے اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لیے رند علاقہ میں ایک گھوڑ دوڑ کرائی جس میں میزبانوں نے مخالفین کے گھوڑے کا زیر بند ڈھیلا کر دیا۔ نتیجتاً جنگ وجدل شروع ہوگئی اور رند (جو شروع میں خسارہ میں رہے)

نے حاکم خراسان کے سلطان حسین سے مدد مانگی اور لاشاریوں کو سندھ میں حیدرآباد اور ٹھٹھہ تک دھکیل دیا، جہاں وہ زیادہ دیر تک اپنے قبیلے کی انفرادی حیثیت برقرار نہ رکھ سکے۔ بلوچی اپنی موجودہ قبیلوی تنظیم بننے کا وقت اس واقعہ کے حوالے سے بتاتے ہیں اور چونکہ اب وہاں رند نام کا کوئی مقامی قبیلہ موجود نہیں اور ہماری سرحد کے قریباً سبھی قبیلے رند کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ امکان غالب ہے کہ رند (جو قلات کے پہاڑی علاقے کے بلاشرکت غیرے مالک بن گئے تھے، کیونکہ جتوئی بھی خود کو قوم کی رند شاخ سے خیال کرتے ہیں) مرحلہ وار مختلف قبیلوں میں بٹ گئے جو اب ہمیں ڈیرہ غازی خان کی سرحد پر ملتے ہیں۔ ان میں سے متعدد قبیلوں نے اپنے نام ان نواحی مقامات کے ناموں پر رکھے جن پر وہ رہتے تھے۔ اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ان کے نام ان علاقوں کے ناموں سے زیادہ پرانے نہیں جو ان کے قبضہ میں ہیں۔

بلوچی شمال میں بولان تک پھیل گئے تھے، لیکن بدیہی طور پر انہوں نے ابھی تک کوہ سلیمان میں مداخلت شروع نہیں کی تھی جو ان کے مشرق پر بسیط ہے اور جس پر پٹھان قابض ہیں۔ تاہم، وادی سندھ اور کوہ سلیمان اور دریائے سندھ کی درمیانی پٹی پر ایک جٹ بستی تھی۔ لیکن پندرھویں صدی کے وسط میں ترکوں (یا مغلوں) نے اپنے ارغون سربراہ کی زیر قیادت کچھ اور سندھ پر حملہ کیا، اور 1479ء اور 1511ء میں سبی کو دو مرتبہ تسخیر کیا۔ تقریباً اسی دور میں براہوئی (ایسا قبیلہ جس کے دراوڑی النسل ہونے کا یقین کیا جاتا ہے اور جو ان کے راستوں کی پیروی کرتا نظر آتا ہے) نے بلوچ کو قلات کی زرخیز وادی سے نکال باہر کیا اور ان کے شمالی قبائل پر اپنی حاکمیت قائم کی۔ قلات کے قبائل دباؤ پڑنے پر سلسلہ کوہستان کے ساتھ ساتھ پٹھانوں کو اپنے آگے ہانکتے ہوئے مشرق میں زیریں کوہ سلیمان کی سمت چلے گئے، جبکہ سندھ کے بلوچیوں نے وادی میں پھیلنا شروع کر دیا۔ ان میں سے متعدد نے بعد از اں ملتان کے لنگاہ حکمرانوں کی ملازمت کر لی اور دریا کے ساتھ جاگیریں حاصل کیں۔ تقریباً 1480 عیسوی میں ملک سہراب خان کے بیٹوں اسماعیل خان اور فتح خان اور حاجی خان کے بیٹے غازی خان (سبھی دودائی بلوچی اور رند شاخ کے) نے تین ڈیروں کی بنیاد رکھی، جن کے نام ہنوز وہی ہیں۔ انہوں نے سیت پور کے لودھیوں پر غلبہ حاصل کیا اور زیریں ڈیرہ جات

ومظفر گڑھ کے آزاد حکمران بن گئے۔ ان کا یہ رتبہ آنے والی نسلوں نے 300 برس تک برقرار رکھا۔ چنانچہ جنوبی بلوچی مرحلہ بہ مرحلہ وادئ سندھ، چناب وستلج میں پھیل گئے، جبکہ ڈیرہ غازی خان کے قبائل اپنی پہاڑیوں سے اتر کر نیچے پچھاڑ یا دامن کوہ خطہ میں آئے اور ایک جٹ آبادی کو بے گھر کر کے دریا سے نیچے کی جانب دھکیلا، جہاں پر وہ آج ان قطعات میں بھی آبادی کا ایک اہم عنصر ہیں جن پر بلوچیوں کی ملکیت ہے۔

1555ء میں جب ہمایوں دوسری مرتبہ انڈیا میں بطور فاتح آیا تو بلوچیوں کا ایک بہت بڑا جتھا اس کے ساتھ چلا گیا، حالانکہ اس سے قبل وہ بلوچ داستان کے عظیم رند ہیرو میر چاکر کی زیر قیادت شکست سے دوچار ہوتے ہوئے اسے بہت پریشان کر چکے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس جتھے میں مرکزی طور پر لغاری، دریشک، گوپانگ اور جتوئی شامل تھے۔ انجام کار میر چاکر منٹگمری میں رہنے لگا، جہاں اسے مہربان حاکم نے ایک خاصا بڑا خطہ (جس پر اب بھی بلوچی آباد تھے) عطا کیا۔ وہ وہیں فوت ہوا اور ست گھرا (ضلع اوکاڑہ) میں اسے دفن کیا گیا۔ یہ امکان ہے کہ صوبہ کے مشرقی اضلاع کی متعدد بلوچ نو آبادیاں ہمایوں کے ملازمین کی ہوں۔ بلوچیوں کے قبیلوں کی تنظیم اب ہماری جنوبی سرحد سے لے کر شمال میں دو ڈیروں کے درمیان سرحد تک بسیط ہے۔ زیادہ تر حصے پہاڑیوں اور ان کے فوراً بعد کی زمینوں تک محدود ہیں، لیکن دریائے سندھ کے مشرق کی طرف راجن پور کے نواح تک پھیلی ہوئی ہے۔ دونوں ڈیروں اور دریائے سندھ کی ساری دریائی زمینوں میں بھی کافی بڑا بلوچ عنصر موجود ہے، خصوصاً ڈیرہ غازی کے جنوبی اور شمالی حصہ میں اور ڈیرہ اسماعیل کی سرحد سے ذرا اوپر جبکہ بہاولپور اور مظفر گڑھ میں کل آبادی کے تناسب میں وہ کافی زیادہ ہیں۔ ملتان میں دریائے ستلج پر، راوی کے شمال کی طرف منٹگمری میں، جھنگ میں جہلم کے ساتھ اور چناب کے دائیں کنارے پر اور شاہ پور میں دریائے جہلم کے ساتھ ان کے پاس خاصے بڑے علاقے ہیں لیکن ضلع ڈیرہ غازی خان سے باہر، اور درحقیقت اس ضلع کی دریائی سرحد کے ایک بہت بڑے حصے کے ساتھ بلوچ پناہ گزین کسی قبائلی سردار کے مطیع نہیں اور بحیثیت مجموعی قوم کی سیاسی تنظیم سے خارج ہیں اور اپنے پڑوسیوں میں وہ ممتاز حیثیت نہیں رکھتے جو ڈیرہ غازی کے منظم قبائل کو حاصل ہے۔ ان میں سے متعدد نسبتاً حالیہ وقتوں میں اپنی موجودہ مقبوضہ اراضی

پر آباد ہوئے ہیں۔ یا مسٹر ٹکر (Tucker) کے الفاظ میں ''انہوں نے ایک عسکری ذات کی بجائے ایک زراعتی مالک کے طور پر اپنا اکتساب کر لیا لیکن زمین کا پیشہ جٹوں پر چھوڑ دیا۔

ایک رند قبیلے ڈومکی کا سردار سہراب خان بلوچیوں کا برائے نام سربراہ ہے، یا بہر صورت ہماری سرحد کے بلوچیوں کا۔ لیکن ہماری سرحد سے پرے کے تمام شمالی قبائل قلات کے'' براہوئی خان کی حاکمیت تسلیم کرتے ہیں، ایک حاکمیت جس کی حقیقت ہمیشہ خان کے ذاتی کردار کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہے، اور جسے شاید ہماری اپنی سرحد پالیسی نے مکمل معدوم ہونے سے بچا لیا ہے۔ لیکن تمام عملی حوالوں سے سرحدی قبائل باہر والوں اور ایک دوسرے سے آزاد و خود مختار ہیں۔ وہ صرف باہر والوں کے خلاف ہی مشترک قومیت کے تحت یکجا ہوتے ہیں۔ قبیلہ کم از کم اپنی موجودہ صورت میں نسلی نہیں۔ سیاسی اکائی اور مشترک سردار کی اطاعت میں باہم مربوط قبیلچوں پر مشتمل ہے۔ غالباً ہر قبیلہ ایک مورث اعلیٰ کی نسل کے دو، تین یا زائد قبیلچوں کا ایک مرکزہ رکھتا ہے۔ لیکن ان کے اردگرد متعدد ملحق حصے جمع ہو گئے کیونکہ کسی قبیلے یا قبیلچے کی مختلف شاخوں کے درمیان ربط ہمیشہ مضبوط نہیں اور کسی قبیلچے یا اس کی ایک شاخ کا اپنی ہی برادری سے جھگڑ پڑنا اور اپنا قبیلہ چھوڑ کر پڑوسی سردار کے پاس پناہ لینا عام ہے۔ اس کے بعد وہ اس کے ہمسائے بن جاتے ہیں اور پناہ دینے والے ان کی حفاظت کرنے، جبکہ وہ اس کی اطاعت کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ اسی انداز میں لغاری قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک شاخ (جس کا نام بدستور وہی ہے) نے خود کو قیصرانی کے ساتھ منسلک کر لیا ہے، جبکہ دونوں دریشک اور گورچانی قبیلوں میں ایک جسکانی شاخ موجود ہے۔ اس کے علاوہ رند قبائل بھی عموماً لاشاری قبیلچوں کو اپنے ساتھ منسلک کرتے ہوئے دیکھے گئے۔ لہٰذا دہلی پر دھاوا بولنے میں احمد شاہ کی مدد کرنے والے قلات کے بہت بڑے خان ناصر خان نے جب حسانی قبیلے کو کم کیا اور انہیں ان کے علاقہ سے بے دخل کر دیا تو انہوں نے کھیتران کے پاس پناہ لی اور اب اس قبیلے کا ایک قبیلچہ ہیں۔ حتیٰ کہ اجنبیوں کو بھی اکثر اسی طریقے سے شامل کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ لغاری قبیلے میں ناہر پٹھانوں کی ایک شاخ (وہ خاندان جس سے دہلی کی لودھی سلطنت پھوٹی) بھی شامل ہے جو بلوچ نہیں بلکہ کھیتران ہیں اور گورچانی قبیلہ میں ایسی شاخیں بھی شامل ہیں، جن کے نام اور زبان اگرچہ بلوچی ہے، جن کا بلوچ نسل سے ہونا جائز

نہیں سمجھا جاتا اور وہ تقریباً یقینی طور پر جٹ ہیں۔ قبیلہ (تمن) اپنے سردار وسالار یا تمندار کے تحت مزید قبیلچوں (پاڑوں) کی ایک مختصر تعداد میں تقسیم ہے۔ ان پاڑوں کے سربراہ "مقدم" کہلاتے ہیں۔ ہر قبیلچے کی متعدد شاخیں (پھلیاں) ہوتی ہیں۔ پھلی سے نیچے خاندان ہے، جن کی تعداد کبھی کبھی درجن بھر ہوتی ہے۔ قبیلچوں کی بنیاد مشترک نسل ہے، اور حتیٰ کہ دو مختلف قبیلوں میں قبیلچے کے نام کی مماثلت ایک طرح سے یقینی طور پر ایک مشترک مورث اعلیٰ کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ "پھلی" یقیناً ایک توسیع شدہ خاندان ہے۔ قبائلی نام عموماً آبائی لقب ہیں جو بلوچی اصطلاح "انی" پر ختم ہوتے ہیں، (مثلاً گورچانی، بلکانی) یا کچھ صورتوں میں ان کے آخر میں پشتو کا "زئی" بھی آتا ہے۔ پھلی کے اندر ہی شادی کرنا ممنوع ہے اور یہ واحد پابندی معلوم ہوتی ہے۔ بلوچ کسی جٹ عورت کے ساتھ آزادانہ شادی کرتے ہیں، تاہم کسی سردار کی پہلی بیوی ہمیشہ بلوچن ہی ہوتی ہے۔

بلہارا...... اسے گدھے پالنے والا بتایا جاتا ہے۔ درحقیقت بلہارا ملاح یا موہانا گروپ کی ایک شاخ ہے۔ بہاولپور میں وہ ملاح کے ساتھ ساتھ کاشت کار بھی ہے۔ چناب اور دریائے سندھ پر ان کے کئی دیہات ہیں۔ وہ ملتان، مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان میں زمین داروں کے طور پر بھی ملتے ہیں۔

بلہم...... ملتان میں ملنے والا زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بُلیدھی (بلیدی، بلتھی، بُردی)...... ڈیرہ غازی خان میں ایک منظم بلوچ تُمن۔ یہ بالائی سندھ میں دریائے سندھ کے قریب بُردکا خطے اور قلات کے کچی علاقے میں بھی ملے ہیں۔

بمبا...... کشمیر میں ایک اہم قبیلہ۔ ہزارہ میں دو خاندان اس کی نمائندگی کرتے ہیں۔ (دیکھیں ڈسٹرکٹ گزیٹیر 1907، صفحہ 34)

بمبر...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

بن ورا...... منٹگمری میں ایک مسلمان زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بنب...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بنجارہ...... بنجارہ اور لبانہ ذات کو عموماً ایک جیسی بتایا جاتا ہے۔ وہ مشرقی اضلاع میں بنجارہ اور خاص پنجاب میں لبانہ کہلاتے ہیں لیکن بنجارہ کا ماخذ "بنیج" (اجنبی) یا شاید "بانجی" (چھابڑی والا)

ہے۔ بنجارہ کی ایک اور صورت ونجارہ بھی ہے۔ مسلمان بنجارے تقریباً سبھی پھیری والے ہیں۔ بنجارہ پارٹیوں کے سربراہ کو نائیک کہتے ہیں۔ ریلویز کی وجہ سے ان لوگوں کی خدمات صرف پہاڑی خطوں تک ہی محدود ہو کر رہ گئی ہیں۔ بنجاروں کے ہم معنی نام بساطی یا منیار، کھوجا اور پراچا بھی ہیں۔ امرتسر کے بنجاروں کی گوتوں میں منہاس، کھوکھر اور بھٹی شاخیں بتائی جاتی ہیں۔ ان کی روایت ہے کہ اکبر نے چودھری شاہ قلی کو دربار سے برخواست کر دیا جس کے بعد وہ تاجر یا بنجارہ بن گیا۔

بندل...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بندیال...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

بندیجاہ...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

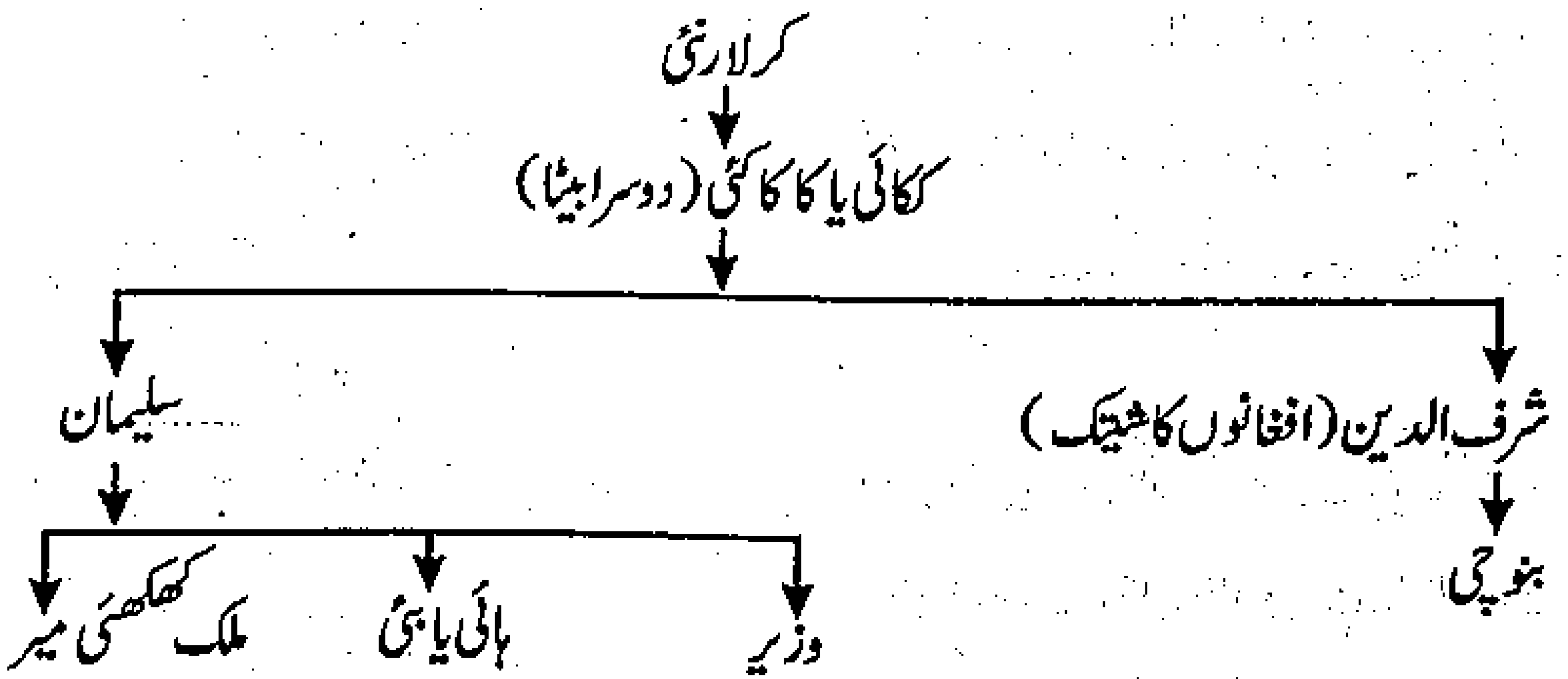
بندیچھ...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بنڈ...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بنگالی...... (1) بنگال کا رہنے والا، (2) ایک سیلانی قبیلہ جو سانسیوں کا قرابت دار ہے (جن کے ساتھ وہ شادیاں کرتے ہیں)۔ یہ کانگڑا میں ملتے ہیں۔ غالباً وہ کریمنل ٹرائبز ایکٹ لاگو ہونے کے بعد ہوشیار پور سے یہاں آئے۔

"بنگالی ایک چھوٹا سا گروپ ہیں لیکن وہ مسلسل سپیروں اور میدانوں کے دیگر جرائم پیشہ قبائل سے رابطہ رکھتے ہیں۔ وہ بھیک مانگ کر گزارا کرتے، سانپوں کا تماشہ دکھاتے، چوری اور شکار کرتے ہیں لیکن وہ غالباً سنگین جرائم کے عادی نہیں۔ وہ شکار کے لیے کتے پالتے ہیں اور کوئی بھی جنگلی جانور، حتیٰ کہ لگڑ بگڑ بھی کھا لیتے ہیں لیکن وہ عموماً اپنے اردگرد کے لوگوں کے تعصبات کی بنا پر بڑا گوشت یا سور کا گوشت کھاتے ہیں۔ ایک خصوصی بنگالی ارگوت بتائی جاتی ہے جو صرف قبیلے کو ہی معلوم ہوتی ہے۔ ان کی عورتیں جسم فروشی کے علاوہ رقص اور سنگیت بھی جانتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بنگالی حضرت سخی سرورؒ کو لکھ داتا کے طور پر خصوصی احترام دیتے اور ناصر آباد کے قریب دھرم کیت کے مقام پر ان کی درگاہ پر حاضری دیتے رہتے ہیں۔ (3) کچھ اضلاع میں کنجر اور دیگر میں سپادھا (سپیرا) کو بھی بنگالی کہا جاتا ہے۔ پہلی اور دوسری قسم کے بنگالیوں کا تعلق بنگال سے ہونے کی کوئی شہادت موجود نہیں۔

بنگش.....متعدد پٹھان قبائل کو یہی نام دیا گیا ہے۔قبل ازیں ان کے ایک لاکھ خاندان شمار ہوئے تھے اور یہ ایک پہاڑی علاقے پر قابض تھے۔ یہ خطہ بالا اور پائیں (زیریں) بنگش کے درمیان منقسم تھا اور اسی لیے اسے بنگشات کہا جاتا تھا۔بنگشات کا اولین تاریخی تذکرہ بابر کی تزک میں ملتا ہے، لیکن یہ دونوں علاقے کافی عرصہ تک غزنوی سلطنت کے ترک اور مغل حکمرانوں کے کنٹرول میں رہے کیونکہ یہ غزنی اور کابل سے ہندوستان میں جانے کے نہایت موزوں راستے ہیں۔ایک دور میں جب خٹکوں اور کرزیوں کا ذکر شاذ ہی ملتا ہے، ہم بنگش کے افغانوں کا متواتر ذکر دیکھتے ہیں۔موٹے موٹے انداز میں بات کی جائے تو بالائی بنگش کرم اور زیریں بنگش کوہاٹ کے اردگرد ہیں، لیکن تمن کی بدلتی ہوئی سرحدوں کا تعین کرنا مشکل ہے۔آئین اکبری کے مطابق تمن یا تمان کابل سرکار اور صوبہ کا حصہ تھا۔بنگش کے افغان قبیلے کرلانی (کڑلانری) ماخذ کے تھے۔ان کا روایتی نسب نیچے دیا گیا ہے:



بائی کی نسل یعنی بائی زئی اور ملک میری یا میرانزئی کا جدامجد میر ہے۔یہ بنگش کے افغانوں کے پدری قبائل تھے۔سرداری ملک میر کی اولادوں کو ملی اور بعد میں بائیزئیوں کے ہاتھ میں چلی گئی۔موخرالذکر کی متعدد شاخیں ہیں۔

بنگش بھی افغانوں کے دیگر کڑلانری قبائل کی طرح پیر روشان کے مرید تھے، اور اس الحاد پرستی نے انہیں تباہی سے دوچار کر دیا۔مغل حکومت نے متواتر ان کے خلاف مہمات بھیجیں۔جب خٹک کوہ شوال کے شمال مشرق کی سمت نقل مکانی کر گئے تو بائیزئی، ملک میری اور کاغذی (کاکھئی) بالائی بنگش میں آباد ہوئے، زیریں کوہاٹ پر حملہ کیا اور خٹکوں کے ساتھ

گٹھ جوڑ کر کے اور کرزئی کو مغرب کی سمت میں تیراہ کی جانب نکال دیا۔ یہ نقل و حرکت اکبر کے دور تک جاری رہی۔

بنگش قبائل اور روشنائیوں کے خلاف مغلوں کی کارروائیوں میں ان کی حصہ داری کی تاریخ مبہم ہے۔ غالباً ان کے اپنے اندر بھی تقسیم موجود تھی، لیکن کرم وادی میں ہی رہ جانے والے بنگش روشانیہ عقائد کے پیروکار معلوم ہوتے ہیں۔

بنگش پٹھانوں کے ہاں لڑکے اور لڑکی کی سگائی نجی طور پر طے ہوتی ہے۔ لڑکے کا باپ مقررہ دن کو اپنے دوستوں کے ہمراہ لڑکی کے باپ سے ملنے جاتا ہے۔ وہاں نمازیں پڑھی اور مٹھائیاں بانٹی جاتی ہیں۔ کبھی کبھی نکاح بھی اسی موقع پر پڑھا دیتے ہیں۔ لیکن اصولی طور پر لڑکی اپنے منگنی شدہ ہونے کی علامت کے طور پر سونے یا چاندی کا ایک سکہ وصول کرتی ہے۔ اگر شادی کی تاریخ کافی دور ہو تو منگنی کے موقع پر درمانیہ یا دلہن کی قیمت ادا کی جاتی ہے۔ یا پھر اس کی ادائیگی شادی کے موقع پر بھی ہو سکتی ہے۔ بہر حال ادائیگی لازمی ہے اور اس کی رقم 100 تا 1000 روپے تک ہوتی ہے۔ شادی کے انتظامات کا خرچ بھی لڑکے کا باپ ادا کرتا ہے۔ منگنی کے اگلے روز دونوں گھرانے ایک دوسرے کے ساتھ دودھ کے مٹکوں کا تبادلہ کرتے ہیں۔

بنوت...... ہندو راجپوتوں کی ایک شاخ جو ہوشیار پور ضلع میں گڑھ شنکر کے قریب ایک ''بارہ'' (12 دیہات) کے مالک ہیں۔ بنوت کے مطابق ان کا ماخذ ناروؤں والا ہی ہے۔ لفظ بنوت کا مطلب ''بان کا سایہ'' یا شوالکوں کے جنگل (جہاں وہ کبھی آباد تھے) بتایا جاتا ہے۔

بنوچی...... پٹھانوں کی ایک شاخ جو بنوں تحصیل کے وسطی حصے، کرم اور ٹوچی دریاؤں کے درمیان آباد ہیں۔ یہ خطہ انہوں نے 16 ویں صدی میں حاصل کیا جب وزیریوں نے انہیں شوال سے بے دخل کیا۔ خود انہوں نے بھی مینگل اور ہانی قبائل کو کوہاٹ اور کرم کی جانب دھکیلا۔ بہت سے سید اور اسلام کے دیگر پیشوا بنوچیوں کی جانب مائل ہوئے اور وہ ان کے ساتھ باہمی شادیاں بھی کرتے ہیں۔ ان کے خطہ میں آباد تمام مسلمان بنوچی کہلاتے ہیں۔ سر ہربرٹ ایڈورڈز کے بقول ''بنوچی افغانوں کا برا نمونہ ہیں۔'' کیا کسی نسل کے بارے میں اس سے زیادہ بری بات کہی جا سکتی ہے؟ ان میں پٹھانوں والی تمام برائیاں ہیں۔ تاہم، ان کے

ایساکھی(Isakhi) قبیلے کی عورتوں کا حسن مشہور ہے۔ ''جو ایساکھی عورت سے شادی نہ کرے وہ گدھی کے ساتھ شادی کرنے کا حقدار ہے۔''

بنہور...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بنیچ...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلہ۔

بواہ...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بُوبک...... ملتان اور بہاولپور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بوپاہرے...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بوپیرائے...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلہ۔

بوت...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

بوٹر، بٹر...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بوجک...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بوچہ...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بودلہ...... بودلے وٹو راجپوتوں کا ایک چھوٹا سا حصہ ہیں (زیریں اور وسطی ستلج کے علاقہ میں)۔ کچھ پشتوں سے انہیں ایک مخصوص تقدس حاصل ہے اور اب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے قریشی ماخذ کے دعویدار ہیں۔ متعدد خود کو قریشی کہلواتے ہیں۔ وہ اب بھی وٹو لڑکیوں سے شادی کرتے ہیں لیکن اپنی بیٹیاں صرف بودلوں کو ہی دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے تک بھی وہ ایک سیلانی قبیلہ تھے۔ اب ایک جاگیر کے مالک ہیں۔ وہ ملتان سے بہاولپور اور پھر منٹگمری آئے۔ مسٹر پرسر کے مطابق وہ ''کاہل، بے وقوف اور احمق ہیں۔'' منٹگمری سے وہ سرسا گئے اور پھر بابک پرگنہ پر قبضہ کرلیا جو اب تک ان کے ماتحت ہے۔ انہیں جادو منتر کے ذریعہ بیماریاں دور کرنے کی طاقت کا مالک بتایا جاتا ہے۔ وہ بالخصوص سانپ کے کاٹے، آب ترسی یا ہڑک کا علاج کرتے ہیں۔ ان کی بددعا بڑی موثر سمجھی جاتی ہے۔

آس پڑوس کے دیگر قریشیوں کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں، لہٰذا ان کا وٹو ہونا مشکوک ہے۔ ممکن ہے کہ وہ قریشی نسل سے ہوں لیکن اب وٹوؤں کی لڑکیاں لینے کے باعث ان کے ساتھ اس قدر منسلک ہو گئے ہیں کہ تمیز کرنا مشکل ہے۔ ان کی سانپ کے کاٹے کا علاج

کرنے کی اہلیت ایک تاریخی امر سے مربوط ہے۔ جب حضرت محمدؐ اور ان کے ساتھی حضرت ابوبکرؓ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کرتے وقت ایک غار میں پناہ لی تو حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کی حفاظت کی خاطر اپنی پگڑی کے ٹکڑے کر کے مختلف کونوں کھدروں اور سوراخوں کو بند کر دیا تھا، اور ایک سوراخ پر اپنا پاؤں رکھ دیا جس میں موجود سانپ نے ڈس لیا۔ حضرت محمدؐ نے فوراً آپ کا زہر نکال دیا۔ سیلانی گرہستی فقیروں کے ایک طبقے کا نام بھی بودلہ ہے۔ اس کے علاوہ سنیاسیوں میں اس نام کا ایک فرقہ ہے۔ (دیکھیں ''قریشی'')

بوسن...... ملتان میں، وینس کے جنوب میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ ان کے جدامجد کو بہاول حق کا مرید بتایا جاتا ہے، اور اسے ملتان کے حاکم نے کچھ زمین سے نوازا تھا۔ وہ حیدر آباد سندھ سے آئے اور بہاولپور میں زمینداروں کے طور پر بھی ملتے ہیں۔ بہی (جن کے ساتھ وہ ازدواج کرتے ہیں) اور سنگی کو ایک ہی نسل سے بتایا جاتا ہے۔

بوکھیا...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ اسے بوکھے بھی کہتے ہیں۔ یہ بہاولپور میں کاشتکار اور اونٹ پالنے والوں کے طور پر ملتے ہیں۔

بولا...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بوی...... راجپوتوں کی ایک شاخ۔

بوں، بونا...... چمار ذات کا جولاہا۔

بُونا، بُنیا...... (دیکھیں ''چمار'')

بونہ...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بوہرا...... بوہرا میں دو الگ الگ گروہ شامل ہیں: ایک تو مارواڑ کے سودخور برہمن جو جمنا کے کنارے اضلاع میں آباد اور بدنام ہیں۔ یہ بوہرے بانیوں سے لڑکیاں تو لے لیتے ہیں لیکن اپنی لڑکیاں انہیں نہیں دیتے۔ پہاڑوں میں بوہرا سے کوئی بھی دکاندار یا سودخور مراد ہے۔ گورداسپور میں بوہرا نامی تاجروں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے بارے میں بتایا جاتا ہے جو جٹ ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنی لڑکیوں کی شادی کے ذریعہ روپیہ بٹورنے کے لیے بدنام ہیں۔ وہ جہیز کے نام پر روپیہ وصول کرتے اور پھر لڑکی سمیت بھاگ جاتے ہیں۔

بہادر کے...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔ ایک جوئیہ شاخ کا نام بھی یہی ہے۔

بھاڑ......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

بھالی......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

بہروپیا......بہروپیا اصل میں سنسکرت کے "بہو" (بہت سے) اور "روپ" پر مبنی اصطلاح ہے۔ اس سے مراد ایک اداکار، یا مسخرہ، یا مختلف شکلیں اور کردار بدلنے یا متعدد پیشے اپنانے والا شخص ہے۔ بہروپیے عموماً بازار میں آ کر کسی شخص سے رقم کا مطالبہ کرتے ہیں، اور اگر وہ انکار کر دے تو شرط لگاتے ہیں کہ وہ اسے روپ بدل کر دھوکا دینے میں کامیاب ہو گئے تو رقم ہر حال میں ادا کرنا پڑے گی۔ کچھ روز بعد بہروپیا کسی گوالے، پھیری والے یا کسی اور شخص کے روپ میں اس کے پاس آتا اور اپنی اصلیت ظاہر کیے بغیر سودا کرنے کے بعد ایک دم سب کچھ اتار پھینکتا اور مقررہ انعام وصول کر لیتا ہے۔ ان کا تعلق کسی بھی ذات سے ہو سکتا ہے، لیکن روہتک میں چوہڑے بہروپیے ملتے ہیں۔ کچھ اضلاع میں بہروپیوں کی ایک آبادی یا خاندان نے کچھ زمین حاصل کر لی اور ایک ذات بن گئے۔ چنانچہ پانی پت میں ایک بہروپیا خاندان لگان سے مستثنیٰ گاؤں کا مالک ہے، البتہ وہ اب خود کو شیخ کہلواتے ہیں۔ سیالکوٹ اور گجرات میں ماہتم کو عموماً بہروپیوں کے طور پر جانا جاتا ہے۔ گجرات کے بہروپیے چتوڑ کے راجوں کے ساتھ تعلق کے دعویدار ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ وہ پٹھانوں کے خلاف ایک مہم میں اکبر کے ساتھ تھے۔ مہم کے بعد وہ چناب کے کناروں پر کاشت کاری کرنے لگے۔ ان کے چار قبیلے راٹھور، چوہان، پنوار اور سیاوت ہیں جو آپس میں شادیاں نہیں کرتے۔ اس ضلع میں سب کے سب بہروپیے سکھ ہیں۔ دوسری جگہوں پر ان کا تعلق ہندومت یا مسلمان مذاہب سے بھی ہے۔ بہروپیا بھانڈ سے مختلف ہے۔ بہروپیے عموماً سیلانی ٹولوں کی صورت میں رہتے ہیں۔

بھابڑا......جینیوں کی ایک ذات جو زیادہ تر تجارت سے وابستہ ہیں۔ بھابڑا کی اصطلاح اشوک کی کندہ تحریروں میں بھی ملتی ہے۔ غالباً یہ نام بھاؤ بھلا (نیک نیت والا) سے مشتق ہے، لیکن جالندھر میں بھابڑے بتاتے ہیں کہ پیر سوامی کی پیروی میں مقدس دھاگہ یا جنیو پہننے سے انکار اس نام کی وجہ ہے۔ کیونکہ پیر سوامی نے ان کے عقیدے کو بھو (عظیم) قرار دیا تھا۔

تاہم، غیر لوگ کسی بھی بانیے کو بھابڑا کہتے ہیں۔ راولپنڈی اور سرسا میں پٹیالہ سے آئے ہوئے سکھ مہاجرین یقیناً اوسوال بانیوں کو بھابڑا کہتے ہیں۔

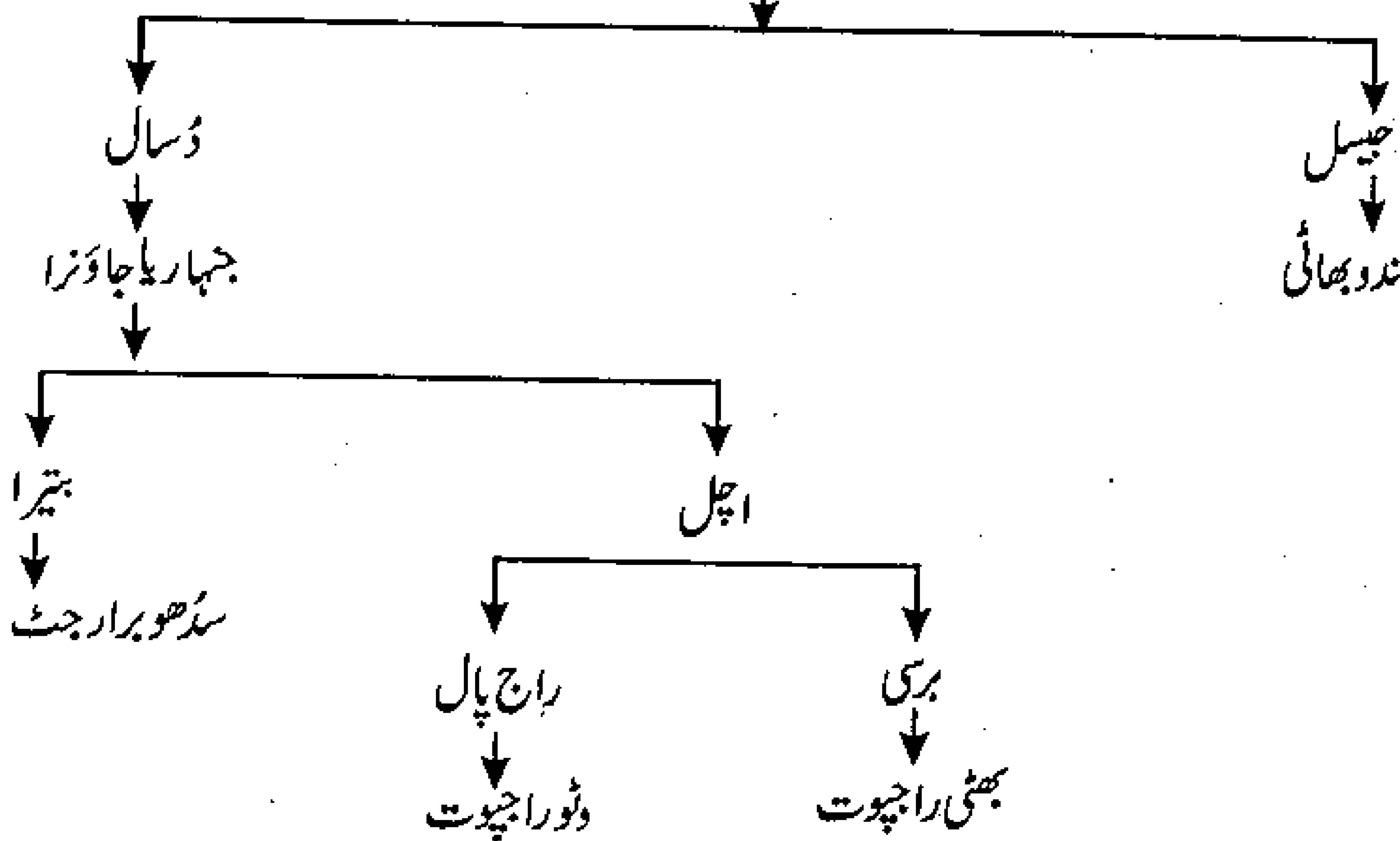
بھابھا..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ؛ بہاولپور میں سموؤں کی ایک شاخ۔

بھاٹ..... (دیکھیں ''بھٹ'')

بھاٹڑا..... منیار، بنجارہ اور دیگر کی طرح بھاٹڑا بھی پھیری والا ہے۔ وہ برہمن ماخذ کا دعویدار ہے، اور اس کی روایات بتاتی ہیں کہ ایک برہمن رشی مادھول نے ایک گانے والی لڑکی کام کندل سے محبت اور شادی کی۔ ان کے ملاپ سے مادھوے اور بھاٹڑے پیدا ہوئے۔ بھاٹڑا کا لفظ سنسکرت کے بھٹا (یعنی گویا) سے مشتق لگتا ہے۔ بہرحال بھاٹڑوں کے پنجاب میں آباد ہونے اور سکھ مت قبول کرنے کے حوالے سے ایک دلچسپ روایت موجود ہے۔ مادھو سائیلون میں پیدا ہوا اور وہیں مر گیا لیکن بابر کے دور حکومت میں گورونانک نے وہاں کا دورہ کیا اور چنگا بھاٹڑہ نامی ایک شخص کو اپنا شاگرد بنایا جو مادھو کی اولاد تھا۔ آدی گرنتھ کے مطابق چنگا کے بہت سے پیروکاروں کے لیے روزانہ 20 من نمک درکار ہوتا تھا۔ متعدد نے سکھ مت قبول کیا اور گورونانک کے ہمراہ ہندوستان چلے آئے۔

تاہم، مادھوے سب سے پہلے پنجاب میں آباد نہ ہوئے۔ ان کا اصل وطن یوپی میں دادر دیس تھا۔ وہاں سے وہ ہجرت کر کے ہوشیار پور اور سیالکوٹ میں آ گئے، لیکن اب وہ بڑے شہروں اور ہندوستان بھر کے مقامات زیارت میں آباد ہیں۔ ہوشیار پور کے سبھی بھاٹڑے سکھ ہیں (البتہ بارہ برس سے کم عمر کے لڑکے سر مونڈتے ہیں) اور یہاں وہ ایک قسم کے ساحروں کی طرح تیل کے کپ کی مدد سے مستقبل کا حال بتاتے ہیں۔ بھاٹڑوں کے 22 گوتوں میں سے 13 سیالکوٹ میں ملتی ہیں: بھینس (بَینس) بھٹی، بھوتیوال، دِگوا، گی، گوجرا، گگ، کسبا، لندے، لر، لوہی، راٹھور، رود۔

بھاٹی..... ہندو راجپوتوں کا ایک قبیلہ جو بھٹی راجپوتوں اور سدھو برار جٹوں کے جدامجد ہونے کے ناطے باعث دلچسپی ہے:



بھاٹیا.....دہلی کے آس پاس سے تعلق رکھنے والی ذات۔ اب ان کا تعلق بھٹنیر اور راجپوتانہ صحرا سے ہے اور یادو بنسی نسل کے راجپوتوں سے تعلق کا دعویٰ کرتے ہیں۔ نام سے لگتا ہے کہ وہ بھاٹی (پنجاب کے بھٹی) ہوتے تھے، البتہ ان کا راجپوت ماخذ غیر مشکوک ہے۔ سندھ اور گجرات میں ان کی تعداد کافی ہے اور وہاں ان کا مقام وہی ہے جو دریائے سندھ کے کنارے آباد اروڑوں کا ہے۔ ان کا رتبہ کھتری سے بلند ہے اور یہ چھوٹی موٹی دکانداری ہی کرتے ہیں۔ دوسری طرف ڈیرہ اسماعیل خان کے بھاٹیوں کو "ایک محنتی تجارتی برادری" بتایا جاتا ہے۔ یہ نہایت راسخ العقیدہ ہندو ہیں اور شراب و گوشت سے سخت پرہیز کرتے ہیں۔ وہ بیوہ کی شادی نہیں کرتے۔

بھاٹیوں کے 84 مکھ یا شاخیں ہیں جن کے دو بڑے گروپ ہیں۔ پہلے "باری" گروپ میں ببلا، ڈھگا، اندا، بلاہا، جاو، سونی، گندھی، پچرا، چبک، کندل، کھنگل اور کورے۔ پہلی تین شاخیں "ڈھائی گھر" اور پہلی چار شاخیں مل کر "چار گھر" بناتی ہیں۔ ڈھائی گھر اپنی لڑکیاں صرف ڈھائی گھر میں بیاہتے ہیں، البتہ چار گھر والوں سے لڑکیاں لے ضرور لیتے ہیں۔ دوسرے گروپ "بنجاہی" میں باقی کی تمام شاخیں آتی ہیں، مثلاً بیلا، چوتاک، دھولیا اور نائیدہ۔

بھائی واد.....سیالکوٹ میں جٹوں کا ایک قبیلہ جو سوریہ بنسی راجپوت نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے

ہیں۔ وہ اپنا اصل وطن اجودھیا بتاتے ہیں۔ ان کا جدامجد اجودھیا سے امرتسر آیا جہاں وہ ایک جٹ زراعت پیشہ قبیلے کے طور پر بھی ملے ہیں۔

بھار......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بھاکھری......(دیکھیں ''باکھری'')

بھاگت......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

بھانڈ، بھنڈ......بھانڈ یا نقال داستان گو اور مسخرہ ہے، اور اسے اکثر باشا بھی کہتے ہیں۔ بھانڈ لفظ ہندی کے بھانڈا (مسخراپن) سے مشتق ہے۔ بھانڈ بہروپیے سے علیحدہ اور کمتر رتبے کا ہے۔ ان دونوں کو عموماً راجے یا دیگر امیر کبیر لوگ تفریح طبع کے لیے رکھتے ہیں۔ بھانڈ اپنی ذات میراثی بھی بتاتے ہیں۔ ایلیٹ کے خیال میں بہروپیا ایک ذات جبکہ بھانڈ ایک پیشہ ہے، مگر پنجاب میں بہروپیا بھی ذات کی حیثیت نہیں رکھتے۔

بھانی وال......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بھائی......(دیکھیں ''باہٹی'')

بُھتا......شاہ پور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بھٹ......(مونث بھٹن، بھٹنی، بھاٹنی، بھٹانی)۔ پہاڑوں میں اس کا تلفظ بھاٹ ہے۔ حصار میں ان کی دو ذیلی ذاتیں برہم اور راج ملتی ہیں۔ ملتان کی تحصیل شجاع آباد میں صرف برہم اور کاٹی مار گروپ ملتے ہیں۔ برہموں کی 7 گوتیں ہیں: چندی داس، مہل، سُوترک، چنگر، پلسا، چندریا اور چانن۔ کاٹی مار ایک ذرا مختلف ذیلی ذات ہے۔ وہ عموماً شادیوں کے موقعوں پر طے شدہ رقم وصول کرتے ہیں۔ وہ گیت کمپوز کرتے ہیں۔ دوسری طرف شاہ پور کے بھاٹ بنجاہیوں اور کھوکھروں میں منقسم ہیں۔ مسلمان بھاٹوں کی تعداد نسبتاً کم ہے اور ان کی تنظیم بھی زیادہ پیچیدہ نہیں۔ حصار میں وہ اپنے قبول اسلام کا واقعہ عالمگیر کے دور حکومت سے جوڑتے اور اب بھی مغلوں اور پیرزادوں کے ساتھ ساتھ مہاجنوں اور دیگر ہندوؤں کے لیے بھی خدمات انجام دیتے ہیں، لیکن شیخ اپنی بیٹیوں کی شادی پر انہیں فیس ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح تیلی اور جولاہے بھی انہیں آٹھ آنے دیتے ہیں لیکن وہ بیٹے کی پیدائش پر بھی رقم لیتے ہیں۔ شاہ پور کے مسلمان بھاٹوں کی مندرجہ ذیل شاخیں ہیں: مجرال، پنج، سمیت اور گدرال۔

صوبے کے مختلف علاقوں میں بھاٹ مختلف خدمات انجام دیتے ہیں۔ جنوب مشرقی اضلاع میں ان کو کوئی بھی مذہبی کام نہیں سونپا جاتا لیکن کپورتھلہ میں بھاٹ منگنی کے موقع پر مبارکبادی نظمیں گاتا ہے۔ کسی گھر میں وفات ہونے پر بھاٹ 13 روز تک وہیں رہتا اور چھوٹے موٹے کاموں میں ہاتھ بٹاتا ہے۔ مغربی اضلاع میں بھٹنی بین ڈالنے کا کام کرتی ہے۔ چنانچہ شاہ پور میں وہ مرنے والے کی برادری کی عورتوں کی قیادت کرتے ہوئے آہ وبکا کرتی اور ایک روپیہ فیس لیتی ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں اس کی فیس اڑھائی آنہ فی یوم ہے۔

بھٹاہر ہارا، بھٹیار آرا...... کھیت مزدوروں کے لیے کھانا تیار کرنے والا شخص۔

بُھٹہ...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

بھٹی...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ، ارائیں، گوجر اور راجپوت قبیلچہ۔ ملتان میں اس نام کا ایک جٹ اور راجپوت قبیلچہ بھی ہے۔

بھٹی...... اس ذات کے نام کا تعلق بھاٹ، بھٹ، بھاٹی اور بھاٹیا کے ساتھ ہونا یقینی ہے۔ جس طرح پنجاب میں جاٹ جٹ، اور کام کم کی صورت اختیار کر لیتا ہے اسی طرح بھاٹیا یا بھٹ نے بھٹی کی صورت اختیار کر لی۔ ایک قبیلے کی حیثیت میں بھٹی کافی پرانے، کثیر التعداد اور وسیع علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بھٹیانہ اور بھٹیورہ کے علاوہ بھٹنڈا، بھٹنیر، پنڈی بھٹیاں اور غالباً بھٹیاٹ (چمبہ میں) جیسے مقامات کے نام بھٹیوں سے ہی منسوب ہیں۔

تاریخ میں بھٹیوں کا اولین ذکر تاریخ فیروز شاہی (مصنف شمس سراج عفیف) میں ملتا ہے۔ تاہم، اس کتاب میں بیان کردہ تاریخ کی توثیق بھٹیوں کی روایات سے نہیں ہوتی۔ اس کی بجائے روایات میں قبیلے کا ماخذ برسی سے ہو کر اچل سے جوڑا جاتا ہے جس نے اپنی مطیع سلطنت کو بھٹنیر کے جنوب میں وسعت دی۔ قبیلہ اب زیادہ تر گھاگر وادی کے ساتھ ساتھ بھٹنیر تک ملتا ہے۔

تاہم، متعدد دیگر روایات بھی مختلف علاقوں میں موجود ہیں۔ حصار میں موجود کہانی یہ ہے کہ بہت قدیم زمانے میں انہیں سندھ کے اس پار بھگا دیا گیا لیکن وہ واپس آئے اور کوئی 700 برس قبل لنگاہ، جوئیہ اور دیگر قبائل کو زیر یں ستلج کے جنوب کی طرف نکال کر جیسلمر کی بنیاد رکھی اور اب بھی اس ریاست پر قابض ہیں۔ دریائے سندھ پار کرتے وقت ان کے رہنما بھٹی کے

دو بیٹے داسل اور جیسل تھے۔ داسل بھٹیانہ میں آباد ہوا اور سدھو برار جٹ اسی کی نسل سے ہیں۔ نیز اس کا پوتا راجپوت وٹوؤں کا مورثِ اعلیٰ تھا۔ اس روایت کا موازنہ بہاولپور کے بھٹیوں کے مندرجہ ذیل تفصیلی بیان سے کرنا چاہیے:

رانا راج ودھن کا ایک بیٹا کلیار تھا جس کے چار بیٹے اتیرا، نون، کانجوں اور ہتار تھے۔ روایت کے مطابق راج ودھن کے آباؤ اجداد قدیم وقتوں میں گھجنی کے قریب رہتے تھے اور وہاں سے ہجرت کر کے دہلی آئے، اور پھر کچھ عرصے بعد بھٹنیر چلے گئے۔ ساتویں صدی ہجری میں راج ودھن نے اپنے قبیلے کے ہمراہ بھٹنیر کو خیر باد کہا اور چھمب کلیار (جواب ملتان کی لودھراں تحصیل میں ہے) میں آباد ہو گیا جو ان دنوں ستلج کے جنوبی کنارے پر واقع اور شہر کے حکمران رائے بھٹہ کی قلمرو میں شامل تھا۔ ستلج کی طغیانی نے شہر کا بڑا حصہ تباہ کر ڈالا تھا لیکن تباہی کی باقیات اب بھی گھارا (تحصیل لودھراں میں) کے دائیں کنارے پر نظر آتی ہیں۔ رانا راج ودھن کی ایک خوبصورت بیٹی تھی جسے رائے بھٹہ اپنی بیوی بنانا چاہتا تھا۔ راج ودھن کے سب سے بڑے بیٹے کلیار نے درخواست مسترد کر دی، اور نتیجتاً ہونے والی جنگ میں رائے بھٹہ مارا گیا۔ یوں کلیار اس علاقے کو فتح کرنے میں کامیاب ہوئے اور اس کا نام چھمب کلیار پڑ گیا (اب بھی یہی نام ہے)۔ تب شیر شاہ سید جلال اُچ میں مقیم تھے جہاں رانا راج ودھن اور اس کے بیٹے ملاقات کرنے گئے اور اسلام قبول کر لیا۔ راج ودھن اُچ میں ہی رہا، اُتیرا نے ''دیاہ'' پر قبضہ کیا، نون نے راوی کے کنارے مسکن بنایا، کانجوں دونارمری آ گیا اور کلیار نے چھمب کلیار میں رہائش اختیار کر لی۔ ہتار کو ترکے میں کوئی حصہ نہ ملا۔

گجرات کے بھٹی بتاتے ہیں کہ وہ پنڈی بھٹیاں کے راجے دلا بھٹی کے دور میں آباد ہوئے۔ دلا بھٹی کو اکبر نے مار ڈالا۔ اس کا سارا خاندان جہلم میں اکبر کے کیمپ میں تھا۔ بالآخر ایک فقیر کے کہنے پر انہیں چھوڑ دیا گیا۔ دلا کے بیٹے کمال خان کو گھمان کے قریب ویران زمینوں پر آباد ہونے کی اجازت دی گئی جبکہ باقی لوگ واپس پنڈی بھٹیاں آ گئے۔

گوجرانوالہ بار کے بھٹی ورک کے فطری دشمن ہیں۔ وہ اپنا جدامجد دھیر کو بتاتے ہیں جو 18 پشتیں قبل بھٹنیر سے نکلا اور نارمحل جنگلوں میں رہنے لگا۔ اس کا پوتا راوی کے کناروں تک گیا اور اس کے بیٹے نے گوجرانوالہ کی بالائی زمینوں میں قدم رکھا۔ سیالکوٹ کے بھٹیوں کے

مطابق وہ بھونی کی اولاد ہیں جو بھٹی کی ساتویں پشت میں سے تھا۔ بھونی بیکانیر سے گوجرانوالہ آیا اور پھر وہاں سے سیالکوٹ پہنچا۔ بار کے ان بھٹیوں میں کوئی بھی اپنی بیٹیاں پڑوسی جٹ قبیلوں کو نہیں دیتا، لیکن ان کی عورتیں بخوشی قبول کرلی جاتی ہیں۔(مزید تفصیل کے لیے دیکھیں ''راجپوت'')۔ منٹگمری میں ایک بلوچ قبیلے، ایک مسلمان کمبوہ قبیلے اور ایک مسلمان جٹ قبیلے کا نام بھی بھٹی ہے۔

بھٹے......امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں اور راجپوت قبیلہ۔

بھٹیانی...... یہ قبیلہ 40 میل لمبے اور 12 تا 16 میل چوڑے کوہستانی علاقے پر قابض ہے۔ یہ علاقہ بنوں ضلع کی مروت تحصیل سے وادی گومل تک ہے۔ بھٹیانی چھوٹے چھوٹے دیہات میں رہتے ہیں۔ ان کے جھونپڑے کچے اور نہایت خستہ حال ہیں، اور کچھ لوگ تو پہاڑی غاروں میں بھی مکین ہیں۔

بھٹیانی......ڈیرہ اسماعیل خان میں گدھے کا مالک جو روٹیاں بھی پکاتا ہے جبکہ عورتیں دائیوں کا کام کرتی ہیں۔ان کا تعلق کہاروں اور کمہاروں کے ساتھ بتایا جاتا ہے۔ بھجوکا......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

بھچر......شاہ پور میں ایک کھوکھر قبیلہ۔

بھچنگی......اکالیوں کا ایک خطاب۔ بھچنگ کا مطلب کالا ناگ ہے۔

بھداہ......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بھدر......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

بھدرو......امرتسر اور منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

بھدھل......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

بھدیار......سیالکوٹ میں جٹوں کا ایک قبیلہ جو سورج بنسی راجپوت کی نسل ہونے کے دعوے دار ہے۔ بھدیار نامی راجپوت کی ساتویں پیڑھی میں سے اٹو اجودھیا سے آیا اور جموں کے راجاؤں کے پاس ملازمت کرلی۔

بھرائی......ان صوبجات میں پھیلے ہوئے بھرائی لوگ پرھائیں بھی کہلاتے ہیں جس کی وضاحتیں مندرجہ ذیل ہیں۔(1) ایک بگن جٹ سخی سرور کا بھگت تھا جس نے ایک دن سخی سرور سے کہا:

''تجھے پری دی'' (یعنی تم پر بزرگ کا منہ پڑے) تبھی سے یہ نام پڑھائی پڑ گیا۔(2) ایک اور روایت کے مطابق شیخ سید احمد دھونکل سے روانہ ہو کر ملتان گیا اور شاہ کوٹ کے جنوب میں واقع ایک مقام پَرہیں پر ستایا جو اس کی والدہ کے آباؤاجداد کا وطن تھا۔ ملتان میں ایک افغان سردار رہتا تھا جس کی بیٹی کے ساتھ شاہ کوٹ کے بہت سے نوجوان شادی کرنا چاہتے تھے مگر کوئی بھی اس لائق نہ تھا۔ تاہم ایک روز افغان سردار نے سید احمد کو دعوت پر بلایا اور اپنی بیٹی کا ہاتھ تھامنے کو کہا۔ بزرگ نے پیش کش قبول کر لی۔ اس موقع پر لکھا گیا سہرہ آج بھی سید احمد شہید کے احترام میں گایا جاتا ہے۔ تاہم جٹوں اور پٹھانوں کے کہنے پر میراثی قصداً دیر سے پہنچا۔ بزرگ نے اسے ڈیڑھ گز لمبا نیلا کپڑا دیا جو اس نے قبول نہ کیا۔ یہ سن کر بزرگ نے وہی کپڑا ایک جٹ شیخ بدھا کو دے دیا اور کہا: ''یہ ایک بندی (تمغہ) ہے، اسے اپنے سر پر باندھ لو ڈھول بجاؤ۔ ہمیں میراثی کی ضرورت نہیں، اور جب تمہیں مشکل پڑے تو ان الفاظ کے ساتھ مجھے یاد کر لینا: دیم جی ربدیا سواریا، بوہڑ کالی لکی والیا۔ (یعنی اے کالی لکی والے مشکل میں میری مدد کر) تم اور تمہاری اولاد میری پناہ میں ہے اور تم پناہی کہلاؤ گے۔'' وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ لفظ بدل کر پرہین بن گیا۔

بھرائیوں کو ایک باقاعدہ ذات قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ وہ ایک پیشہ ورانہ یا روحانی بھائی چارے کا گروہ ہیں جس میں متعدد ذاتوں کے آدمی شامل ہیں ــــ ڈوگر، راوت، ڈوم، راجپوت، موچی، گوجر (گجر)، ترکھان اور جٹ بھی۔ ان کا مذہب اسلام ہے لیکن وہ شادیوں میں ہندو رسومات پر عمل کرتے ہیں۔ جٹ بھرائی صرف جٹ عورت سے ہی شادی کرتے ہیں۔ جٹ بھرائیوں کی تعداد کافی ہے۔ وہ سخی سرور کی درگاہ کے ایک ہندو خدمتگار گاربا جٹ کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جسے بزرگ نے خواب میں اسلام قبول کرنے کو کہا تھا۔ قبول اسلام کے بعد وہ شیخ گاربا کہلانے لگا۔ جٹ بھرائیوں کی کئی گوتیں ہیں ــــ ڈھلوں، دیو، ریوال گریوال، مان، رندھاوا، جھم، کرہی اور بدیچا۔

بھرائی صرف بکرے کا گوشت کھاتے ہیں۔ ان کے خیال میں اگر انہوں نے کسی اور چیز کا گوشت کھایا تو انہیں کوڑھ ہو جائے گا۔ بھرائیوں کے گائے کا گوشت سے اجتناب کرنے کی وجہ ان کا ہندو ماخذ سے ہونا بھی ہے۔

بھربھونجی......منتر کے ذریعہ بچھو کا زہر نکالنے والے جوگیوں کا ایک طبقہ۔

بھرت......جہلم میں ایک قبیلہ جو اپنی بیٹیاں جالپوں میں بیاہتا ہے۔

بھرتھ......گجرات میں ملنے والی ایک راجپوت شاخ، جن کا نام اپنے مورث اعلیٰ کے نام پر ہے۔

بھرگوَدھُوسر، دُھونسر...... گوڑ برہمنوں کی ایک ذیلی شاخ، جو اب زیادہ تر تجارت یا کلرکی کرتے ہیں۔

بھروال......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بھروانہ......(1) منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ، (2) بھیرو کی نسل سے تعلق رکھنے والے سیالوں کا قبیلچہ۔

بھروئی (مونث بھروئیا)......بھرو کے موقع پر مسافروں کی دیکھ بھال کرنے والا۔

بھرہ، بھارہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بھرہی......ایک قبیلہ جو گوڑ برہمنوں کی نسل سے ہونے کا دعویدار ہے اور انہی والی رسوم پر عمل کرتا ہے، لیکن وہ شادیوں کے موقع پر چار کی بجائے سات پھیرے لیتے ہیں۔ گڑگاؤں میں وہ سنگ تراش ہیں۔

بُھریال......طبقات اکبری میں اسے گکھڑوں کا ایک ماتحت قبیلہ بتایا گیا ہے، لیکن واقعات جہانگیری میں انہیں گکھڑوں والے ہی ماخذ کی نسل بتایا گیا ہے۔ یہ روہتاس اور ہتیہ کے درمیان آباد تھے۔ بگیال کا نام انہی کے نام پر ہے۔

بھریچ (بریچ)...... پٹھانوں کی شاخوں میں سے ایک۔ جھجر کے نوابوں کا خاندان اسی شاخ سے ہے۔

بھریڑا......اس اصطلاح کا مطلب چاندی کا کام کرنے والا بتایا جاتا ہے۔ (شملہ پہاڑوں میں)۔ یہ لوہاروں کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔

بھڑال......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بھڑانج......جنڈ میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلچہ۔ یہ سندھ میں بھی ملتے ہیں۔

بھڑبھونجا......لفظی مطلب ہے "بھٹی میں اناج بھوننے والا۔" یہ ایک پیشہ ورانہ ذات ہیں جو 4 گوتوں پر مشتمل ہے: (1) جادوبنسی — ایک آہیر گوت، (2) بھٹناگر اور (3) سکسیم — دو

کائیتھ گوتیں، اور (4) باسدیو — ایک برہمن گوت۔

بھڑ بھونجے ہندو اور مسلمان دونوں ہیں۔ بھڑ بھونجا بیوی کانچ کی چوڑیاں، نیلے کپڑے اور لونگ نہیں پہنتیں۔ وہ صرف برہمنوں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھاتے اور مقدس دھاگا پہنتے ہیں۔

بھڑیار...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بہشتی...... لفظی مطلب جنت کا رہنے والا۔ مسلمان پانی بردار کے لیے اصطلاح۔

بھک...... منٹگمری، فیروز پور اور ریاست بہاولپور میں ایک زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔ ریاست میں وہ خود کو جٹ بتاتے ہیں۔

بھکرال...... ضلع راولپنڈی کے جنوب مشرق میں خاصے وسیع علاقوں پر قابض قبیلوں میں سے ایک گروہ۔ جہلم اور گجرات میں بھی کچھ بھکرال ملتے ہیں۔ بدھال کی طرح وہ بھی غالباً دریائے جہلم کے اس پار جموں کے علاقہ سے آئے تھے۔ وہ بیوہ کی شادی نہیں کرتے۔ قبیلے کے بہت سے افراد نے راولپنڈی میں خود کو پنوار بھی بتایا، اور اس قبیلے کو راجپوت شمار کیا جا سکتا ہے۔

بھکری...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ سید قبیلچہ۔

بھکاری...... بھیک مانگنے والا۔

بھگت بھگوان...... (''اُداسی'' کے ضمن میں دیکھیں۔)

بھگت پنتھی...... نانک پنتھیوں کی ایک شاخ جو بھگتیوں یا راولپنڈی کی کہوٹہ تحصیل کے چاہا بھگتائی کے بابا سورج کے پیروکاروں سے بالکل الگ لگتے ہیں۔ بھگت پنتھی بنوں ضلع، پہاڑپور اور ڈیرہ اسماعیل خان تحصیل میں پائے گئے۔ نانک پنتھی عموماً اپنی شادیوں یا اموات کے موقع پر عام ہندو رسوم پر عمل کرتے ہیں جبکہ بھگت پنتھی ایسا نہیں کرتے۔ وہ اپنے گھروں میں گرنتھ لے جاتے اور شادیوں کے مواقع پر ان کے مخصوص حصے پڑھتے ہیں۔ وہ اپنے مُردوں کو جلانے کی بجائے دفن کرتے ہیں۔ وفات کے کچھ روز بعد تک گرنتھ کی تلاوت کی جاتی ہے، اور خوشی و غمی کے موقع پر کڑاہ پرشاد تقسیم کیا جاتا ہے۔ بھگت پنتھی کوئی خاص زیارت نہیں کرتا، بت پرستی سے اجتناب کرتا ہے اور نہ ہی متوفی کے لیے کوئی شرادھ انجام دیتا ہے۔ روزانہ عبادت ایک فرض ہے۔ وہ دن میں چھ مرتبہ گرنتھ کی تلاوت کرتے ہیں — طلوع آفتاب

سے پہلے، دو پہر سے پہلے، دو پہر کو، غروب آفتاب سے پہلے، شام اور پھر رات کو۔ عبادت کے دوران وہ آٹھ مرتبہ بیٹھتے، آٹھ مرتبہ اٹھتے اور آٹھ مرتبہ ہی جھکتے ہیں۔ یوں یہ شاخ سکھ مت پر سختی سے کاربند اور برہمنی بالا دستی سے آزادی کے لیے کوشاں ہے۔

بھگتی...... ایک گوسین سلسلہ۔ اس کا بانی سین داس کا بھائی کانشی رام بتایا جاتا ہے۔ سین داس ایک برہمن بیراگی تھا جس کے بیٹے رامانند کا مقبرہ گوجرانوالہ ضلع میں بدوکے کے مقام پر تھا۔ نسبتاً زیادہ قابل احترام، لاہور کے کھتریوں اور برہمنوں میں اس کے متعدد پیروکار ہیں۔

بھگتیا...... ناچنے والے لڑکوں کے ساتھ سنگت کرنے والا مغنی۔

بھگرو...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بھگو...... جٹوں کی ایک ذیلی شاخ۔

بُھلر...... بھلر، ہیر اور مان قبائل خود کو "اصل" جٹ کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مہادیو (جس کا لقب بھولا ہے) کی جٹ سے پیدا ہوئے۔ ان کے بقول مالوہ ان کا اصل وطن تھا اور بالعموم انہیں اڑھائی قبیلے خیال کیا جاتا ہے۔ یعنی ہیر نصف شمار ہوتے ہیں۔ لیکن مان قبیلے کے گویے کہتے ہیں کہ راجپوتوں کے مان، بھلر اور نصف ہیر قبائل راجپوتانہ سے پنجاب آنے والے اولین کشتریہ مہاجرین تھے۔ بُھلر کا صدر مقام لاہور اور فیروز پور میں معلوم ہوتا ہے لیکن دہلی اور راولپنڈی کے سوا تقریباً سبھی اضلاع سے ان کا اندراج ہوا۔ غالباً یہ قبیلہ کافی مخلوط ہے۔ منٹگمری میں بُھلر ہندو اور مسلمان جٹ ہیں اور انہیں زراعت پیشہ شمار کیا گیا۔

بھلرو...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بھلکا...... سندھ، بہاولپور اور ڈیرہ اسماعیل خان میں بلوچ کی ایک شاخ جسے ڈاکہ زنی کا عادی بتایا جاتا ہے۔

بھلووانا...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

بھلیڑاہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بھمرائی...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بھمن...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بھمیے...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

بھن......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

بھنجرا...... ہوشیار پور اور گورداسپور کی زیریں پہاڑیوں میں ڈومنا کا ہم معنی۔ یہ گھاس اور بانس سے مختلف چیزیں تیار کرتا ہے۔ سرالیہ اور داولی کی طرح بھنجرا کو بھی ڈومنا کا ایک پیشہ ور گروہ تصور کیا جا سکتا ہے۔ وہ ڈومنوں کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔

بھندر...... چندر بنسی راجپوتوں کی چندر شاخ کے جٹوں کا قبیلہ۔ یہ سیالکوٹ میں ہیں۔

بھندل......سورج بنسی راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرنے والے جٹوں کا قبیلہ۔ ان کے جد امجد بھندل کی اولاد میں سے بدر نے اسلام قبول کیا۔ بھندل سیالکوٹ میں پانچ دیہات کے مالک ہیں۔

بھندیر......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بھندیلا......سرمور میں ملنے والی ایک کمتر ذات جو میدانوں کے صقلی گر سے مطابقت رکھتی ہے۔ وہ مغل دور میں مارواڑ سے آئے اور مخصوص بولی بولتے ہیں۔ یہ سکھ مذہب کے پیروکار اور اسلحے کے ڈیلر ہیں۔ انہیں جرائم کا عادی بتایا جاتا ہے۔

بُھنڈا......ایک نہایت قدیمی قبیلہ۔

بھنڈر......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بھنرانیے......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

بھنرائے......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بھنگو......ایک جٹ قبیلہ جو راجپوت ماخذ کا دعویدار ہے۔ بھنگو اور نول ضلع جھنگ کے ابتدائی ترین باشندے ہیں اور شورکوٹ کے قریب علاقے کے مالک ہیں۔ جھنگ کے آس پاس کا علاقہ سیالوں کی آمد سے قبل نول کے پاس تھا۔ سیالوں نے آکر بھنگو اور نول دونوں کو شکست دی۔ غالباً بھنگو اور بھنگو ایک ہی ہیں۔

بھنگو......سیالکوٹ میں جٹوں کا ایک قبیلہ جو سورج بنسی راجپوت ماخذ کے دعویدار ہیں اور ان کا جد امجد نیپال سے آیا تھا۔ یہ امرتسر اور منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلے کی صورت میں بھی ملتے ہیں۔

بھنگی......(مونث بھنگن) خاکروب ذات کا آدمی، یا بھنگی مسل سے تعلق رکھنے والا۔

بھنگیا......بھنگ بیچنے والا۔

بھنوالا......جنڈ میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلہ۔
بھنوت......ایک راجپوت قبیلہ جو گڑھ شنکر کے عین شمال میں پدراوا، سالپور اور پوسی کے گرد ایک بارہ (12 دیہات) کا مالک ہے۔ غالباً بن (جنگل) کے قریب آباد ہونے کی وجہ سے ان کا یہ نام پڑ گیا۔ وہ ناروؤں کی ایک اَل معلوم ہوتے ہیں۔
بھنگن......جس کا کوئی مستقل ٹھکانہ نہ ہو، خیرات مانگ کر گزارہ کرنے والا فقیر۔
بھنی وال......بالخصوص حصار اور پٹیالا میں ملنے والا ایک جٹ قبیلہ۔ یہ منٹگمری میں زیریں ستلج پر بھی ملتے ہیں۔ 1881ء کی مردم شماری میں منٹگمری کے بھنی والوں نے غالباً اپنا اندراج بطور بھٹی راجپوت کروایا تھا۔ وہ تعداد میں تو کم ہیں لیکن ڈاکہ زنی کی وارداتوں میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ 1857ء میں انہوں نے انگریز حکومت کو کافی مشکل میں ڈالا۔
بھو......رگھ بنسی راجپوتوں کی ایک شاخ (گجرات میں) یہ اجودھیا سے جمنا اور پھر وہاں سے گجرات کے دامن کوہ میں آئے۔ غالباً اس نام کا ماخذ راجپوتانوی ہے۔ بھو کا رتبہ اعلیٰ ہے اور وہ، منہاس اور جرال ایک دوسرے سے ملتے وقت ''جے دیو'' کہتے ہیں۔ وہ کدھالے اور امبریالا کے پچھوں کے ساتھ شادیاں کرتے ہیں، لیکن باقی کے پچھوں کے ساتھ نہیں جس کی وجہ ایک قدیم تنازعہ ہے۔
بھوانہ......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔
بُھوت......بہاولپور کی صادق آباد کارداری میں ایک قبیلہ۔ یہاں یہ زمیندار اور مزارعے ہیں۔ وہ دو الگ الگ گروپوں پر مشتمل ہیں — ایک بلوچ اور دوسرا جٹ۔ بلوچ شاخ کی تعداد کم اور جٹ کی بہت زیادہ ہے۔ بُھوت جٹ غالباً ابراہوں کی ایک شاخ ہیں جن کے ساتھ وہ باہمی ازدواج کرتے ہیں لیکن انہیں بھٹیوں کی شاخ بھی بتایا جاتا ہے۔
بھوٹر......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ (دیکھیں ''بُھٹر'')۔
بھوٹو......جاہل پہاڑیا، سادہ لوح آدمی۔
بھوجکی......دیوی کی مرکزی زیارت گاہوں (مثلاً جوالا مکھی، بھون، ہوشیار پور میں) کے پجاریوں کے لیے اصطلاح۔ مسٹر بارنز کے مطابق ''بھوجکی برہمن نہیں حالانکہ وہ ان مشہور مندروں کے موروثی پجاری ہیں۔ وہ سب مقدس دھاگا پہنتے، صرف آپس میں شادیاں کرتے، گوشت

کھاتے اور شراب پیتے ہیں۔ ان کے مرد ہر وقت مقدمات کے سلسلے میں عدالتوں میں ہوتے ہیں اور عورتیں اپنی اخلاقی کمزوری کی وجہ سے بدنام ہیں۔" کرنل جینکنز کے خیال میں بھوجکی کانگڑہ، پہاڑیوں کا ایک بے مثال کردار ہیں۔ وہ سارسوت برہمن ہونے کے دعویدار ہیں، لیکن اگر ایسا ہے بھی تو اب وہ سماجی رتبے میں اس قدر گر گئے ہیں کہ کوئی بھی عام برہمن ان کے ساتھ کچی رسوئی نہیں کھاتا۔ ان کے نام کا ماخذ بلاشبہ سنسکرت لفظ بھوج (یعنی کھلانا) ہے اور ان کے فرائض کی بنیاد پر یہ نام پڑا۔ وہ آپس میں اور بودھ پنڈت جوگیوں کے ساتھ شادیاں کرتے ہیں۔

بھوجوانا......سیالوں کا ایک قبیلچہ۔

بھوجیا......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

بھوکے......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

بھولا......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

بھولر......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ (یہ بھلر ہی ہے)

بھُون......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بھوناہ......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بھونیے......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

بھووانا......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

بھیکھ دھاری، بھیکھی......فقیر یا سادھو کو کہتے ہیں۔

بھینس......امرتسر میں ایک جٹ قبیلچہ (زراعت پیشہ)۔

بھٹہ......مسٹر ای او برائن کے مطابق بھٹہ کی روایت ان کا تعلق ہندوستان سے جوڑتی ہے اور وہ سورج بنسی راجپوتوں کی نسل ہونے کے دعویدار ہیں۔ لیکن ملتان کے پیرزادہ مراد بخش بھٹہ کی سرفرازی کے بعد سے بہت سے بھٹوں نے خود کو پیرزادہ کہلوانا شروع کر دیا۔ ایک بیان کے مطابق وہ بھوٹان سے ہجرت کر کے آئے تھے — لیکن یہ رائے قائم ہونے کی وجہ صرف ان کے نام کی بھوٹان سے مماثلت ہے۔ وہ عموماً زراعت کے علاوہ برتن سازی اور کپڑا بننے کا کام بھی کرتے ہیں۔ انہیں سیدوں کی آمد سے قبل اُچ پر قابض بتایا جاتا ہے۔ وہ زیادہ تر

زیریں دریائے سندھ، چناب، جہلم، شاہ پور، جھنگ، ملتان، مظفر گڑھ اور ڈیرہ اسماعیل خان میں ملتے ہیں۔ جھنگ میں بیشتر نے خود کو راجپوت درج کروایا۔ مشرقی میدانوں میں پھیلے ہوئے بھٹے غالباً مالوہ جٹوں کے بُھتنا یا بُھترا قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ بہاولپور کی ایک روایت کے مطابق بُھٹہ اور بھاٹیا ایک ہی ماخذ سے ہیں۔

بھیدا......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

بی بیزئی......امرتسر میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلہ۔

بیٹو......داغی کا ہم معنی۔ کولو تحصیل میں سراج کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

بیٹھی......امرتسر میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ سید قبیلہ۔

بیدا......(1) لداخ میں ایک گانے بجانے والی ذات۔ (2) بالائی وادی ستلج میں ہندا قربانیوں کے موقع پر رسے پر چڑھنے والے زیادہ تر لوگ اسی ذات کے ہیں۔

بید......اوسوال بھابھڑوں، مُہیال برہمنوں اور دیگر ذاتوں کی ایک گوت۔ ویدک طب سے منسلک تمام افراد کو بید (وید) کہا جاتا ہے۔

بید......مُہیالوں کا ایک حصہ۔

بیدوان......انبالہ میں ایک ہندو۔ سکھ جٹ قبیلہ۔

بیدی (مونث بیدن)......کھتری ذات کی ایک شاخ جس سے گورونانک کا بھی تعلق تھا۔ اس کی مزید چار شاخیں ہیں جو باہمی شادیاں کرتی ہیں۔

بیراگی...... بیراگی یا ویراگی کا ماخذ سنسکرت کا لفظ ''ویراگیہ'' یعنی جذبات سے پاک ہے۔ یہ وشنو کے ماننے والے ہیں۔ بیراگی غالباً ہندوستانی مذہب کے ایک نہایت قدیم عنصر کے نمائندہ ہیں، کیونکہ ان کے جو فرقے چیتے کی کھال اوڑھتے ہیں وہ بلاشبہ وشنو کے چیتے اوتار نرسنگھ کے ماننے والے ہیں۔ (بھگتی فقیر بھی کرشن کے لباس، رقص وغیرہ کی پیروی کرتے ہیں)

دیوتا کی نمائندگی کرنے والا پروہت ہر غیر مہذب یا خام مذہب میں ملتا ہے۔ رام اور کرشن کے مسالک سے وابستہ سلسلے بیراگی کہلاتے ہیں اور ان کی تاریخ کا آغاز رامانج سے ہوتا ہے جو گیارھویں اور بارھویں صدی کے دوران جنوبی ہند میں پرچار کرتا تھا۔ لیکن رامانند کے دور یعنی چودھویں صدی میں ہی اس فرقے نے شمالی ہند میں اہمیت حاصل کی۔ بیراگیوں

کے چار مرکزی سلسلے ہیں: رامانندی، وشنوسوامی، نیمانندی اور مادھواچاری۔ پنجاب میں صرف دو سمپردایا سلسلے ملتے ہیں، یعنی (1) رامانندی جو وشنوسوامیوں کی طرح رام چندر کے بھگت ہیں اور اس کی سالگرہ رام نومی مناتے، رامائن کا مطالعہ کرتے ہیں اور اجودھیا کی زیارتیں کرتے ہیں۔ وہ اپنے ماتھے پر سفید رنگ کا تین شاخوں والا نشان بناتے ہیں۔ (2) نیمانندی سلسلے کے بیراگی مادھواچاریوں کی طرح کرشن کے بھگت ہیں۔ وہ بھی بھادوں کی 8 تاریخ کو کرشن اوتار کا دن مناتے ہیں، لیکن وہ سری مدھ بھگوت اور گیتا پڑھتے، برندابن اور متھرا اور دوارکا ناتھ کو مقدس مقامات مانتے ہیں۔ وہ اپنے ماتھے پر سفید رنگ سے دوشاخہ نشان بناتے ہیں۔

تاہم، پنجاب خاص میں رامانندی اور نیمانندی کے درمیان فرق زیادہ اہم نہیں اور غالباً اس کے بارے میں زیادہ لوگ جانتے بھی نہیں۔ تمام بیراگی جت یا لمبے بال رکھتے، کھردرے کپڑے کی لنگوٹی کستے اور عموماً اپنے نام کے ساتھ داس لگاتے ہیں۔ سنیاسیوں کے برعکس وہ خود کو لال پادری کی بجائے سیتاپادری یعنی سیتارام کے پجاری بتاتے ہیں۔

عام طور پر بیراگیوں کے پانچ بنیادی اصول بتائے جاتے ہیں___(1) دوارکا کی زیارت کرنا اور وہاں دائیں بازو پر لوہے کا کڑا پہننا، (2) ماتھے پر گوپی چندمٹی سے نشان بنانا، (3) کرشن کے کسی ایک اوتار پر یقین رکھنا، (4) تلسی کے پھولوں کی مالا پہننا، اور (5) وشنو کے اوتاروں کے حوالے سے کچھ منتر پڑھنا۔

بیراگیوں کے مرتاض سلسلے بڑے منظم ہے۔ کچھ کے پاس بہت سی دولت ہے اور وہ بڑی مہمان داری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ہوشیار پور میں ان کی تعداد کافی ہے۔ کچھ ایک مہنت بہت پڑھے لکھے اور عالم فاضل ہیں، اور چند ایک سنسکرت بھی جانتے ہیں۔

بیراگیوں کے ذیلی فرقوں میں سے مشہور مندرجہ ذیل ہیں: ہری داس روہتک میں، کیشوپنتھی ملتان میں، تلسی داسی گوجرانوالہ میں، مُرارپنتھی اور بابالالی۔ بیراگیوں کا ایک نسبتاً جدید فرقہ چرن داسی ہے جو 1703ء میں الور کے چرن داس نے قائم کیا۔

بیرگ......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پیروال......جٹوں کا ایک قبیلہ جو برکھن نامی چوہان راجپوت کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس راجپوت نے دوسری شادی ایک جٹ لڑکی سے کی اور یوں اس کا رتبہ گر گیا۔ یہ نابھا کی باول نظامت میں ملتے ہیں۔

بیسکو......انارج کی فصل کا رکھوالا۔

بے شرع......اسلام کے غیر مقلد سلسلوں کے لیے استعمال ہونے والی اصطلاح۔ ان سلسلوں کے پیروکار خود کو مسلمان کہلوانے کے باوجود کسی بھی مسلک کے اصولوں کے مطابق زندگی نہیں گزارتے۔ بے شرع سلسلوں میں بے نوا، گرز مار، مداری اور رسول شاہی شامل ہیں۔

بیگے کے......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔ بہاولپور میں جوئیوں کی ایک شاخ کا نام بھی یہی ہے۔

بیلدار......بیلچے سے کھدائی کرنے والا۔ مغربی پنجاب میں اوڈ کے لیے عام اصطلاح (دیکھیں ''اوڈ'')۔

بے نوا (بانوا)......غالباً بے شرع کا ہم معنی۔ (2) یا بانوا جو مسٹر میکلیگن کے مطابق اسلام کے نہایت ممتاز بے شرع سلسلوں میں سے ایک ہے۔ انہیں خواجہ حسن بصری کے پیروکار بتایا جاتا ہے۔ کبھی کبھی اس اصطلاح کا اطلاق ڈھیلے ڈھالے انداز میں قادری اور چشتی فقیروں پر بھی ہوتا ہے لیکن مخصوص مفہوم میں صرف بھکاریوں کا ایک نہایت پست گروہ ہی مراد ہے۔ وہ کھانے کے سوا کچھ بھی چیز مانگ لیتے ہیں اور اس کام کے لیے بڑی زوردار زبان استعمال کرتے ہیں۔ ضلع گوجرانوالہ میں بہت سے دیہات کے نام ان بھکاریوں سے منسوب ہیں جنہیں خیرات دینے سے انکار کیا گیا تھا۔ پنجاب کے مغرب میں بے نوا شاذونادر ہی ملتے ہیں۔

بینس (وَینس)......ایک جٹ قبیلہ جس کا صدر مقام ہوشیار پور اور جالندھر میں معلوم ہوتا ہے، البتہ وہ مغرب کی سمت میں راولپنڈی تک پھیل چکے ہیں، اور مشرق میں انبالہ اور ملحقہ مقامی ریاستوں تک۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ بالاصل جنجوعہ راجپوت ہیں اور ان کا جدامجد بینس فیروز شاہ کے عہد میں مشرق کی طرف آیا تھا۔ بینس راجپوتوں کے 36 شاہی خاندانوں میں سے ایک

ہیں لیکن ٹوڈ کے خیال میں یہ محض سورج بنسی شاخ کا ایک ذیلی حصہ ہیں۔ گنگا جمنا دوآب کے انتہائی مشرقی حصے بیسواڑا کا نام انہی کے نام پر ہے۔ جالندھر میں الاول پور کے سردار بینس ہیں جن کا جد امجد ہوشیار پور سے جلا نزد سرہند آیا۔ یہ تقریباً بارہ پشت قبل کا واقعہ ہے۔

بیوہڑ...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ یہ بہاولپور، بیکانیر اور جیسلمر ریاستوں کے علاوہ ملتان اور مظفر گڑھ میں بھی پھیلے ہوئے ہیں۔ جنوب مغربی پنجاب میں یہ مزدور، مزارعے اور اونٹ پال ہیں، اور پنوار ماخذ کی پلیار، دہا، اور پرہار شاخوں کے ساتھ باہمی ازدواج کرتے ہیں۔



پ

پادھا......شادیوں کے موقع پر رسوم انجام دینے والا برہمن۔
پاڈی......امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلہ۔
پارسی......بمبئی پریذیڈنسی سے پنجاب میں تاجروں اور دکانداروں کی حیثیت میں آنے والا زرتشتی طبقہ۔
پاک رحمانی......ایک مسلمان فرقہ یا سلسلہ اور نوشاہیوں کی ایک شاخ۔ یہ گوجرانوالہ میں مدفون شاہ رحمان کے پیروکار ہیں۔ ان میں اور نوشاہیوں کے درمیان بس یہی ایک فرق ہے کہ یہ وجد کی حالت میں چھتوں سے الٹے لٹک جاتے اور جسموں کو آگے پیچھے جھلاتے ہوئے اللہ ہو کا ورد کرتے اور آخر کار تھک کر گر پڑتے ہیں۔ ان کی روایت ہے کہ پاک رحمان ایک مرتبہ آسمان پر گئے اور اسے نوشوہ نے بلوا بھیجا۔ اس نے اپنے استاد کے احترام میں سر کے بل جانا بہتر خیال کیا۔ تاہم، بتایا جاتا ہے کہ فرقے کے جاہل لوگ ہی ایسا کرتے ہیں۔
پالی......(1) مشرقی پنجاب میں مویشی پالنے والا (2) ملتان ڈویژن اور ڈیرہ جات میں وہ تیلی سے مشابہہ ہے۔ لیکن کچھ کی رائے میں وہ ایک الگ ذات ہیں اور تیلی کے علاوہ دیگر کاروبار بھی کرتے ہیں۔ انہوں نے کچھ ہی عرصہ پہلے اسلام قبول کیا اور ان کی شادی کی رسوم میں ہندومت اور اسلام دونوں کا اثر نظر آتا ہے۔
پاندہ......ضلع ملتان کی کبیر والا تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ وہ اس خطہ کے چار قدیم ترین قبائل میں سے ایک ہیں۔
پاندھا......سکول ماسٹر یا برہمن جو شادیوں اور دیگر خاندانی تقاریب کی صدارت کرتا ہے۔ لنڈے رسم الخط یا ریاضی کا استاد۔
پاندھو......منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو کمبوہ قبیلہ۔
پاندی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پانڈا...... قسمت کا حال بتانے والا۔ قنوج کے برہمنوں کی ایک شاخ کا بھی یہی نام ہے۔

پاوندہ...... پاوندہ اصطلاح کے تحت شمار ہونے والے جنگجو تاجروں کے تقریباً سبھی قبائل کا تعلق غلزئی اور لودی (بالخصوص لودھی) سے ہے۔

لفظ پاوندہ فارسی کے لفظ ''پروندہ'' سے ماخوذ ہے جس کا مطلب سامان کی گٹھڑی ہے۔ یا شاید اس کا ماخذ پشتو لفظ ''پوول'' ہوگا جس کا مطلب ''چروانا'' ہے۔ ہندوستان، افغانستان اور وسط ایشیاء کی شمالی ریاستوں کی تقریباً تمام تجارت انہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہر موسم خزاں میں غزنی کے شمالی میدانوں میں اپنے کنبوں، ریوڑوں، گلوں اور بخارا و قندھار کی مصنوعات سے لدے ہوئے اونٹوں کی لمبی قطاروں کے ساتھ جمع ہوتے ہیں اور بڑے بڑے کثیر التعداد کارواں بنا کر سپاہیانہ انداز سے کاکڑ اور وزیری علاقہ سے ہو کر کوہ سلیمان میں سے درہ گومل اور ژوب سے گزرتے ہیں۔ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں داخل ہو کر وہ اپنے کنبوں، ریوڑوں، گلوں اور تقریباً دو تہائی جنگجو مردوں کو وسیع وعریض چراگاہوں میں چھوڑ جاتے ہیں جو دریائے سندھ کے دونوں کناروں پر مقیم ہو جاتے ہیں، اور چند ایک تلاش روزگار کے لیے اِدھر اُدھر آوارہ گردی کرتے ہیں۔ باقی اپنے تجارتی سامان سے لدے اونٹوں کو لے کر ملتان، راجپوتانہ، لاہور، امرتسر، دہلی، کانپور، بنارس اور پٹنہ تک چلے جاتے ہیں۔ موسم بہار میں وہ دوبارہ اکٹھے ہو کر اسی راستے سے ہوتے ہوئے غزنی اور قلات غلزئی کے آس پاس والی پہاڑیوں میں اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں۔ موسم گرما کے آغاز پر آدمی اپنی اشیاء پیچھے ہی چھوڑ کر ہندوستان سے خریدے ہوئے انڈین اور یورپین سامان تجارت کے ساتھ قندھار، ہرات اور بخارا کی طرف چلے جاتے ہیں۔ ماہ اکتوبر میں واپس آ کر وہ ایک مرتبہ پھر انڈیا کے لیے سفر پر جانے کی تیاری کرنے لگتے ہیں۔

پاؤلی ..... جولاہے کے لیے مغربی پنجاب کی اصطلاح۔ وہ مسلمان ہے اور ضلع جھنگ سے اس کے 37 سیکشن درج ہوئے۔ درحقیقت یہ ذات مختلف قبائل کے ان افراد پر مشتمل ہے جنہوں نے کپڑا بُننے کا پیشہ اختیار کر لیا۔ لہٰذا ان کے درمیان میراثی، ملاح، ماچھی، انگریز اور حتیٰ کہ قصاب اور سید بھی ملتے ہیں۔ لیکن پاؤلی کا جولاہا ہونا لازمی نہیں۔ وہ کھیت مزدوری اور کاشتکاری بھی کرتا ہے۔ ان کے ہاں گوت کے اندر ہی شادی کرنا قابل ترجیح ہے، البتہ باہر

شادی کرنے پر پابندی نہیں۔ وہ ہر لحاظ سے اسلامی رسوم پر عمل کرتے ہیں۔ پاکپتن میں جولاہوں کی دو شاخیں ہیں: بھکری، جن کی عورتیں کپڑا بنتی ہیں اور پاؤلی، جن کی عورتیں کپڑا بُنتا بے عزتی خیال کرتی ہیں۔

پاہور......ضلع ملتان کی کبیر والا تحصیل میں جٹ قبیلہ۔ وہ اس خطہ کے چار قدیم ترین قبائل میں سے ایک ہے۔

پتانیان......امرتسر میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

پترا......ہندو رقاصہ۔

پترے......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پتوا......زیورات کو پرونے کے لیے ریشم کی ڈوریاں تیار کرنے والا۔

پتون......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پتوہا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پٹھان......انڈیا کی شمال مغربی سرحد سے تعلق رکھنے والے کسی بھی قبیلے کے ارکان کو بالعموم پٹھان کہا جاتا ہے۔ اس کا ایک متبادل روہیلہ (روہ یعنی کوہستان کا رہنے والا) ہے۔ ایک اور متبادل اصطلاح افغان ہے۔ انڈیا کی شمال مغربی سرحد پر پشتو (نہ کہ ہندکی) بولنے والے قبائل کے ارکان کے لیے بھی پٹھان کی اصطلاح مستعمل ہے۔

دیر، سوات اور باجوڑ کے پٹھان صرف نظم و ضبط کی پابندی کے حوالے سے دیگر پٹھانوں سے مختلف ہیں۔ تاہم، اتمان خیل کے ہاں یہ جذبہ سب سے کم ہے۔ انہیں سازش بازی میں اولین درجہ دیا جا سکتا ہے، لیکن شجاعت اور مہمان داری کے معاملے میں وہ دیگر پٹھانوں سے زیادہ مختلف نہیں۔

کسی علاقے پر قبضہ کیے جانے پر ساری زمینوں کو قبیلے کی شاخوں کے درمیان ٹپوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر ٹپہ دفتروں میں مزید تقسیم ہوتا ہے اور ہر ایک خیل اور ہر دفتر کی مزید تقسیم برکھے یا بکھرے ہیں، یعنی انفرادی حصے۔ دفتر میں کوئی چھوٹے سے چھوٹا حصہ رکھنے والا فرد بھی دفتری کہلاتا ہے اور ہر ایک دفتری کے حصے کو مساوی کرنے کے لیے (ہر ممکن حد تک) ہر ایک خیل کی زمینوں کو زمین کی نوعیت کے حساب سے ''ونڈوں'' میں درجہ بند کیا جاتا تھا۔

چنانچہ دفتری کا حصہ نہ صرف چھوٹا ہوتا بلکہ اکثر مختلف ونڈوں میں چھوٹے چھوٹے قطعات پر بھی مشتمل ہوتا۔ تاہم، برادری کی زمین کا ایک حصہ اس تقسیم سے مستثنیٰ تھا اور ان لوگوں کو الاٹ کیا جاتا تھا جو خیل یا گاؤں کی خدمت تلوار یا عبادت کے ذریعے کرتے تھے۔ اس قسم کی زمین سیری کہلاتی ہے۔

پشتو زبان کا موجودہ ادب سولھویں صدی سے شروع ہوتا ہے اور یہ زیادہ تر تاریخی واقعات کی شاعری پر مشتمل ہے۔ مثلاً اخون درویزا کی ''مخزنِ پشتو'' اور ''مخزن اسلام'' اور افضل خان خٹک کی ''تاریخ مرسع''۔ اہم شاعر خٹک سردار خوشحال خان، مرزا خان انصاری، عبدالرحمان اور عبدالحمید ہیں۔ عبدالرحمان کو افغان اپنا بہترین شاعر مانتے ہیں۔ لیکن اہل یورپ خوشحال خان کو ہی اولیت دیتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی پشتو کا سارا ادب مصنوعی اور نقالی پر مبنی ہے۔ یعنی اس کی حیثیت فارسی ماڈلز کی تبدیل شدہ صورت سے زیادہ نہیں۔ پشتو میں مذہبی تحریریں بکثرت ہیں۔ متعدد ایسی کتب لاہور اور پشاور میں لیتھوگراف کی گئی ہیں اور ادبی معیار پر بمشکل ہی پورا اترتی ہیں۔

افغانوں کے نسلی عناصر کو الگ الگ کرنا مشکل کام ہے۔ اسی طرح ان کے اعداد وشمار کا ایک معتبر اندازہ قائم کرنا دقت طلب امر ہے۔ مردم شماری میں تناولی، جدون، ولازک، تاجک، کھیتر ان اور حتیٰ کہ مغلوں جیسے قبائل نے بھی خود کو پٹھان درج کروایا اور کرنل ولیس لکھتے ہیں: ''پنجاب کے مغرب اور جنوب مغرب کے جن قبائل پر گزشتہ 300 سال کے دوران گاہے بگاہے افغانوں نے حملے کیے وہ اس غلط سلوک سے بچنے کے لیے اپنے افغان ماخذ کی تواریخ وضع کرنے کے عادی ہو گئے اور جن جگہوں پر یہ وجہ موجود نہ تھی وہاں بھی غالب نسل کے ساتھ قرابت داری کا دعویٰ کرنے کا رجحان اسی نتیجے پر پہنچا۔ پشاور سرحد پر آباد کچھ قبائل کا ماخذ مشکوک ہے اور وہ مکمل طور پر پٹھانوں کے ساتھ منسلک نہیں۔ چنانچہ حقیقی پٹھان ان کے دعووں کو مسترد کرتے ہیں۔ ہم پٹھان قوم کے بارے میں سر ڈینزل ابٹسن کے بیان پر توجہ دے سکتے ہیں۔ اگرچہ ہمیں افسوس ہے کہ انہوں نے ڈاکٹر بیلیو کی تھیوریز کو قبول کیا، لیکن پھر بھی ان کے خیالات پٹھان نسل کے مخلوط عناصر کی گہری بصیرت پر مبنی تھے۔ وہ لکھتے ہیں:

پٹھان قوم کے ماخذ اور تشکیل دونوں کے بارے میں آراء بہت زیادہ متضاد ہیں۔ بہت سوں کا یہ خیال ہے کہ اصلی افغان اور پٹھان کے ماخذ میں کوئی فرق نہیں۔ تاہم یہ کہنے والے زیادتر ہماری سرحد کے افسر ہیں جن کا اصلی افغانوں سے واسطہ نہیں پڑا۔ میرے لیے کوئی نظریہ اپنانا ضروری تھا جس کی بنیاد پر میں قبائلی گروہ بندی کرتا۔ میں نے مسٹر بیلیو کو رہنما تسلیم کیا ہے۔ پنجاب کی سرحد کے ساتھ فرق میں افغانستان کے افغانوں سے متعلق ان کا علم (اور خصوصاً قوم کی قدیم تاریخ کا) اس مسئلے پر بات کرنے والے کسی بھی دوسرے مستند شخص کی نسبت کافی زیادہ ہے۔ ڈاکٹر بیلیو کی رائے کے مطابق پٹھان قوم کی تشکیل اور قدیم تاریخ پر ذیل میں بات کی گئی ہے۔ بہرحال افغانوں اور خاص پٹھانوں کا ماخذ چاہے کچھ بھی ہو، لیکن جس قوم پر آج یہ دو نام بلا رو رعایت بالترتیب فارسی اور پشتو میں لاگو ہوتے ہیں، (اور جو مغرب میں ایرانی سلطنت، مشرق میں ہندوستان، شمال میں منگول اور جنوب میں بلوچ کے درمیانی پہاڑی علاقوں پر آباد ہے) اس وقت متعدد مختلف النسل قبائل پر مشتمل ہے۔ وہ بلا استثنیٰ مسلمان ہیں اور زیادہ تر سنی فرقہ کے کٹر پیروکار ہیں۔

<u>پٹھان قوم کی تشکیل:</u> انڈیا کے مقامی باشندے پٹھان اور افغان کے الفاظ بلا امتیاز یہاں زیر بحث قوم کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اصلی افغان غالباً یہودی یا عرب نسل ہیں۔ اور وہ ایک انڈین نسل کے قبیلہ (جس میں وہ عرصہ پہلے مل جل گئے تھے) کے ساتھ اب بھی خود کو بطور حقیقی افغان یا احمد شاہ درانی کے عروج کے بعد سے بطور درانی ممیز کرتے ہیں اور غیر درانی پشتو بولنے والوں کو اوپرا (پرایا) شمار کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے کچھ عرصہ قبل افغانستان کا نام اپنے نام پر رکھا ہے (جس کا نام پہلے خراسان تھا) اور اب وہاں پر ایک سو سال سے زائد عرصہ تک حکومت کر چکے ہیں۔ یہ ملک شمال میں آکسس (Oxus۔ اس کا نام دریائے آمو اور جیحون بھی ہے۔ یہ سطح مرتفع پامیر میں سے گزر کر ارال جھیل میں گرتا

ہے، مترجم) جنوب میں بلوچستان، مشرق میں دریائے سندھ کے وسطی بہاؤ اور مغرب میں صحرائے فارس سے حد بند ہے۔ جس طرح 17 ویں صدی کے آغاز میں انگریز اور سکاچ آئرش کے درمیان آباد ہوئے، اندرونی شادیاں کیں اور اب آئرش کہلاتے ہیں (اگرچہ آبادی کا ایک انتہائی مختلف حصہ ہیں) بالکل اسی طرح افغانستان کے تمام باشندے اب عام محاورہ میں بطور افغان جانے جاتے ہیں۔ ان میں خاص افغان، خاص پٹھان، غلزئی تاجیک اور ہزارہ نسلیں شامل ہیں۔ ان کے علاوہ کم اہم قبیلے بھی ملک کی حدود پر رہتے ہیں۔

اصل پٹھان بدیہی طور پر انڈین ماخذ سے ہیں۔ ان کی زبان کو پشتو یا پختو کہا جاتا ہے اور وہ خود کو پختان (یا پختو بولنے والے) کہتے ہیں۔ یہی لفظ انڈین زبان میں بگڑ کر "پٹھان" بن گیا۔ عیسوی صدیوں کے آغاز میں وہ تمام کوہ سفید اور شمالی کوہ سلیمان پر آباد تھے، سندھ سے لے کر دریائے سوات کے منبع تک اور جلال آباد سے لے کر پشین اور کوئٹہ تک۔ افغان اور غلزئی ان کے علاقہ میں پھیل گئے اور ان کی زبان و روایات اپنا لیں۔ جس طرح انگلش بولنے والے آئرش سکاچ اور ویلش (ولندیزی) عام طور پر انگریز کہلاتے تھے، اسی طرح پختو زبان بولنے والے سب لوگ پٹھان کے نام میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ افغان اور غلزئی اپنی زبان کے کارن پٹھان ہیں، تاہم ان کا ماخذ پٹھان نہیں۔ اپنی فارسی بولی کو قائم رکھنے والے تاجیک اور ہزاروی پٹھان نہیں، جبکہ یہ پانچوں علاقائی لحاظ سے افغان ہیں۔ مگر ان میں صرف ایک افغانی نسل ہے۔

<u>افغانوں کی قدیم تاریخ</u>: جو مختلف قبائل افغان قوم کی ترکیب میں شامل ہیں ان کے ماخذ اور قدیم تاریخ پر اہم محققین میں بہت زیادہ اختلاف رائے ہے۔ میں ذیل میں پیش کیے جانے والے مختصر تذکرے میں ڈاکٹر بیلیو کی رائے پر عمل پیرا ہوں کیونکہ یہ ایک آسان ترین انداز عمل رکھتی ہے۔ لیکن اس بات پر شبہ کیا جا سکتا ہے کہ پٹھان خاص اور افغان خاص کے درمیان جس امتیاز پر انہوں نے اس قدر اصرار کیا ہے وہ واقعی وجود بھی رکھتا ہے یا نہیں، یا لوگ اسے تسلیم کرتے ہیں یا نہیں جبکہ اس قوم کے کسی بھی حصے کا یہودی ماخذ سب سے زیادہ غیر یقینی ہے۔ لیکن قوم کی قبائل میں تقسیم، ان قبائل کی اندرونی قرابت داریاں اور ان کے آوارہ گروہوں کا عمومی بیان سب کچھ نا قابل سوال ہیں اور ان کو بیان کرنے والے کلیوں میں

میں نے انہیں صرف رابطے کی کڑیوں کے طور پر قبول کیا ہے جو انہیں ایک متواتر کہانی میں باندھ دے گی۔

اپنا سلسلہ نسب و نام افغانہ سے ملانے والے کہتے ہیں کہ بخت نصر (ساحر عظیم) انہیں شام لے گیا اور میڈیا اور فارس میں آباد کیا (بنیامین بن یعقوب کی اولاد میں ایک بیٹا قیس یا کیش تھا جس کو والد اور چچا سے ورثہ میں صرف چار بھیڑیں ملیں۔ قیس کا ایک بیٹا سارل نام کا تھا، لیکن بوجہ طویل القامتی سب اسے طوالوت یعنی طالوت کہتے تھے۔ اس نے لوی قبیلے کی دو خواتین سے شادیاں کیں۔ ایک بیوی سے بیٹی ہوئی جس کو اس نے بارہ بیٹوں کے خاندان میں سب سے چھوٹے داؤد سے بیاہ دیا۔ داؤد نے عمالقہ قبیلے سے جنگوں میں ایسے کارنامے دکھائے کہ اسے ریاست کا مدارالمہام بنا دیا گیا۔ وہی سارل کا جانشین ہوا۔ سارل کی وفات کے بعد انہی دو بیویوں میں سے بیک وقت دو بیٹے برقیہ اور ارمیہ پیدا ہوئے۔ داؤد نے ان دونوں بیٹوں پر مہربانی کرتے ہوئے انہیں ایک ایک قبیلہ کی سرداری سونپی۔ ان کی شجاعت دیکھ کر داؤد نے انہیں مزید ترقیاں دیں۔ برقیہ وزیراعظم بنا اور ارمیہ سپہ سالار۔ دونوں کے ہاں ایک ایک بیٹا پیدا ہوا: برقیہ کے ہاں آصف اور ارمیہ کے ہاں افغانہ۔ اپنے اپنے والدین کی وفات کے بعد دونوں سلیمان بن داؤد کے دور میں انہی مناصب جلیلہ یعنی بالترتیب وزیراعظم اور سپہ سالاری کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ افغانہ نے بیت المقدس ــ یروشلم ــ کی تعمیر، جو داؤد نے شروع کی تھی، بھی مکمل کروائی۔ آصف کے ہاں اٹھارہ اور افغانہ کے ہاں چالیس لڑکے پیدا ہوئے۔ مصنف نے ارمیہ کو یرمیاہ اور سارل کو ساؤل لکھا ہے۔ یہ تفصیل ایڈورڈ آلیور کی کتاب ''پٹھان اور بلوچ'' سے لی گئی جس کا ترجمہ انور رومان نے کیا۔ مترجم۔) پھر وہ لوگ مشرق کی جانب کوہستان غور (بنو آصف) اور جدید ہزارہ کے علاقہ میں ہجرت کر گئے۔ اسی دور میں ان کا ایک حصہ عرب چلا گیا کہ داؤد اور سلیمان کا معبد کھو کر انہیں خانہ کعبہ پر مرتکز و معتکف رہنا چاہیے۔ یوں وہ مکہ کے قرب و جوار میں بس گئے۔ سلیمانی دور کے پندرہ سو برس بعد آنحضورؐ کا نور نبوت طلوع ہوا۔ نبوت کے نو سال بعد ایک اسرائیلی خالد بن ولید سیف اللہ (جو مسلمان ہو گئے تھے اور ان کی اولاد خالدی افغان کہلاتی ہے۔ بنگش قبیلہ انہی کا مظہر ہے۔) نے کوہستان غور کے افغانوں کو بذریعہ مراسلہ آنحضورؐ کے ظہور کی خبر دی۔

اس خط کے بعد غور کے کئی سردار مدینہ کو روانہ ہو گئے۔ انہی میں سب سے طاقتور افغان سردار قیس شامل تھا جس کا شجرۂ نسب 37 ویں درجے پر سارل، 45ویں پر ابراہیمؑ اور 600 ویں درجے پر حضرت آدمؑ سے ملتا ہے۔ ان کے پہنچنے کے فوراً بعد ہی حضرت خالدؓ کے توسط سے دربار رسالتؐ میں پیش ہوئے اور ایمان لائے جنہوں نے انہیں بے شمار دعائیں دیں (ان کے عبرانی ناموں کی بجائے عربی نام بھی رکھے۔ قیس عبدالرشید ہو گیا اور موروثی لقب مستقلاً تفویض کر دیا)۔ وقت رخصت آپؐ نے قیس کو پٹھان کا لقب عطا فرمایا جس کا سریانی زبان میں مطلب ''پتوار'' ہے، گویا ایک تشبیہ (بموجب وحی جبرائیل) دی کہ قیس دین میں اپنے ہموطنوں کی رہنمائی کریں گے اور جہاز خلائق کے پتوار بنیں گے۔ دریں اثناء پانچویں اور چھٹی صدی عیسوی کے درمیان کوہ ہندوکش کے پرے سے وادیٔ سندھ میں سیتھی (Scythian) قبائل کی یورش بدھ مت کے پیروکار گندھاری کی ایک آبادی کو ان کے گھروں سے دریائے کابل کے شمال میں پشاور اور شمال میں حلقہ زن پہاڑیوں میں لے گئی (یہ وہی ہیروڈوٹس والا گندھاری ہے)۔ پاکتیان (Pactyan) قوم کے چار بڑے حصوں میں سے ایک کے نمائندے موجودہ خاص پٹھان ہیں اور انہوں نے بہت بڑے انبوہ کثیر کی صورت میں ہلمند کے دونوں کناروں پر ہجرت کی۔ وہاں انہوں نے اپنی آبادی قائم کی اور ایک شہر کی بنیاد رکھی اور اپنے آبائی صدر مقام کے نام کی نسبت سے اس کا نام گندھار رکھا جسے اب قندھار کہا جاتا ہے۔

یہ بات یقینی نہیں کہ غور کے افغان کس دور میں قندھار علاقہ میں نیچے کی جانب بڑھے جہاں گندھاری آبادی تھی، لیکن وہ شاید پہلی صدی ہجری کے عرب حملہ آوروں کے ساتھ بطور فاتح آئے تھے۔ وہ اپنے نئے گھروں میں جلد ہی ایک غالب نسل کی حیثیت سے بس گئے، گندھاری کے ساتھ باہمی شادیاں اور انہیں مشرف بہ اسلام کیا، ان کی زبان اپنائی اور وقت کے ساتھ ساتھ دونوں نسلیں باہم مدغم ہو کر افغان نامی قوم بن گئی۔ وہ اپنے ہمسایہ پٹھانوں سے علیحدہ تھے، جن پر بات کی جا رہی ہے۔ اگرچہ غور کی اصل نسل ابھی تک خود کو بنی اسرائیل کہتی ہے تاکہ خود کو اپنے گندھاری رشتہ داروں سے علیحدہ کر سکے۔ امکان ہے کہ یہ یہودی الاصل روایت نارمن نسل کی ایسی ہی روایت سے فرق ہے جسے ہمارے کچھ انگریز

لوگ ابھی تک محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ لہٰذا خاص افغان میں سب سے پہلے تو یہودی نسل کے اصل افغان جن کے مرکزی قبائل ترین، ابدالی یا درانی اور شیرانی ہیں، اور دوسرے بھگوڑی گندھاری کی نسل شامل ہے جس میں یوسف زئی، مہمند اور پشاور کے دیگر قبائل آتے ہیں۔ موخرالذکر پندرھویں صدی عیسوی کے نصف اول میں وادئ پشاور میں اپنی اصل مسند پر واپس آئے جوانہوں نے کوئی دس صدیوں قبل چھوڑی تھی، جبکہ اصل افغانی قندھار میں ہی رہے۔ وہاں 18ویں صدی کے وسط میں وہ علاقہ کے حکمران بن گئے اور تبھی سے اسے افغانستان کہا جاتا ہے۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد وہ واپس اپنے صدر مقام کابل کو چلے گئے۔ پشاور کے علاقہ میں واپس لوٹ آنے والے قبیلوں کو احمد شاہ نے ''بر'' یا بالائی درانی کا نام دیا، تاکہ انہیں ابدالی درانی سے ممیز کیا جا سکے جو قندھار میں ہی رہے تھے۔

میں نے کہا ہے کہ گندھاری ہیروڈوٹس کے پاکتیے (Pactiyee) کی چار بڑی شاخوں میں سے ایک تھے۔ اس نام کے تحت شامل باقی تین قومیں، اپراتے (Apratae) یا آفریدی، ستراگیدے (Satragyddae) یا خٹک اور دادیکے (Dadicae) یا دادی، سب انڈین نسل سے مشابہہ تھیں۔ ہجری دور کے آغاز میں سارے کوہ سفید خطہ پر آفریدی، سلسلہ کوہ سلیمان اور اس کے اور دریائے سندھ کے درمیان میدان کے شمالی علاقوں پر خٹک، جبکہ جدید سیوستان، صوبہ قندھار اور کوہ سلیمان کے درمیان علاقے پر دادی آباد تھے۔ پٹھان خاص کا مرکز ان تین اقوام پر مشتمل ہے۔ لیکن اس مرکزے کے اردگرد بیرونی نسلوں کے متعدد قبائل جمع ہوئے ہیں، مثلاً سیتھی، کاکڑ، وزیری، راجپوت اور کرلانری شاخ میں شامل ترک نسل کے متعدد قبائل جو تیمور اور سبکتگین کے ہمراہ آئے تھے۔ یہ بیرونی افراد پکتین قوم کے اصل علاقوں پر اس طرح متجاوز ہوئے کہ اب خٹک اور آفریدی کے پاس ان علاقوں کا بہت تھوڑا سا حصہ رہ گیا جن پر وہ کبھی آباد تھے جبکہ دادی کو ان کے کاکڑ حملہ آوروں نے عملی طور پر اپنے میں جذب کر لیا۔ دیرینہ تعلقات اور دروں زواجی کی بدولت یہ سب اب ایک قوم کے رنگ میں رنگ چکے ہیں۔ حملہ آوروں نے پختون زبان اپنالی، سب نے ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اسلام قبول کیا اور مشترکہ نسل کی روایات گھڑ لیں جو ان کی موجودہ یکجائی کو بیان کرتی ہیں۔ غزنی کے محمود نے آفریدی کو برائے نام مسلمان بنایا، لیکن پٹھان قبیلوں کی تبدیلیٔ مذہب

شہاب الدین غوری کے دور میں شروع ہوئی جب رسول اللہؐ پر ایمان رکھنے والے سید اور قبول اسلام کرنے والے انڈین (جو پورے علاقہ میں شیخ کہلاتے تھے) ان میں آ کر آباد ہو گئے، آپس میں شادیاں کیں اور پٹھانوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ ان بزرگوں کی اولادیں اب بھی ممتاز قبائلی شناخت رکھتی ہیں اور اصولی طور پر سید ماخذ کی دعویدار ہیں۔

غلزئی غالباً ترکی النسل ہیں۔ ان کا نام "خلجی" (تلوار باز کے لیے ترکی زبان کا لفظ) کی ایک دوسری شکل ہے۔ وہ پرانے وقتوں میں ایک مربوط قبیلہ کی بجائے شاید بھاڑے کے سپاہیوں کی حیثیت میں کوہستان غور کے شیعہ پٹی سلسلہ میں آئے جہاں بڑے پیمانے پر ان کا فارسی خون کے ساتھ اختلاط ہوا۔ کابل اور قندھار میں اس نام کے سرکاری ہجے ابھی تک "غلجی" ہیں۔ وہ پہلی مرتبہ محمود غزنوی کے دور میں ممتاز ہوئے جس کی معیت میں وہ ہندوستان پر چڑھائی کے لیے گئے تھے۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ انہوں نے جلال آباد اور قلات۔غلزئی کا درمیانی خطہ فتح کر لیا اور اس علاقہ کے شرق و غرب میں پھیل گئے جس پر وہ اب آباد ہیں۔ اٹھارہویں صدی کے اوائل میں انہوں نے فارسی قوانین کے خلاف بغاوت کی، قندھار میں میرواعظ کی زیر قیادت خود مختار حکومت بنائی اور فارس پر چڑھ دوڑے۔ لیکن ربع صدی بعد نادر شاہ نے ان کی تقطیع کی اور ان کی حکومت ختم ہو گئی۔ کچھ ہی عرصہ بعد درانی آ گئے۔

وسیع معنی میں پٹھان قوم کا حصہ تشکیل دینے والی تاجیک اور ہزارہ کی بقیہ نسلوں سے پنجاب میں ہمارا تعلق کم ہے۔ اول الذکر افغانستان کے قدیم فارسی باشندوں کی باقیات ہیں اور یہ لفظ اب فارسی بولنے والے تمام پٹھانوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ وہ اب حقیقی افغان ہیں، نہ سادات اور نہ ہی ہزاروی۔ وہ سارے افغانستان، فارس اور ترکستان میں ادھر ادھر بکھرے پڑے ہیں۔ موخر الذکر کی کچھ پہاڑی قلعہ گاہوں میں اب بھی ان کی خود مختار حکومت ہے۔ ہزاروی تاتاری النسل ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ چنگیز خان کے حملہ میں انہوں نے اس کا ساتھ دیا۔ غزنی، بلخ، ہرات اور قندھار کے درمیان کوہ ہندوکش کی مغربی توسیعات پر مشتمل علاقہ کے پہاڑوں پر وہ آباد ہیں۔ میں نے پٹھانوں کے ساتھ کچھ وابستہ نسلوں کو بھی شامل کیا ہے، جنہیں اگرچہ پٹھان نہیں سمجھا جاتا لیکن طویل عرصہ کی

قرابت سے وہ عادات واطوار، روایات اور کردار میں ان سے بہت زیادہ مماثلت اختیار کر گئے ہیں۔ وہ مرکزی طور پر ہزارہ میں رہتے ہیں اور دلازک، سواتی، جدون، تناولی اور شلمانی کہلاتے ہیں۔

پٹھان کی اصطلاح سولہویں صدی کے مصنفین کے ہاں نظر آتی ہے۔ افغان کا نام کہیں پہلے سے مستعمل تھا اور 5 ویں تا دسویں صدی ہجری کے وقائع نگاروں نے اس نسل کے لیے صرف افغان نام ہی استعمال کیا۔ افغانوں اور بالخصوص درانیوں کے عبرانی النسل ہونے کی تھیوری کا ماخذ خالصتاً ادبی ہے اور اس کے آثار ''مخزنِ افغانی'' میں دیکھے جاسکتے ہیں جو شہنشاہ جہانگیر کے عہد میں خان جہاں لودی کے لیے مرتب کی گئی، اور لگتا ہے کہ سولہویں صدی سے پہلے اس کا کوئی ریکارڈ نہیں تھا۔ یہ فارس، ہند اور افغانستان کے مسلمانوں کے ہاں اپنا نسب پیغمبروں کے خاندان سے جوڑنے کی مقبول روایت کی ایک مثال ہے۔ چنانچہ بلوچ امیر حمزہ، داؤد پوترے اور کلہورے حضرت عباسؓ کے ساتھ تعلق جوڑتے ہیں۔ اور لودی و سوری عہد میں افغانوں کو رفیع الشان بنانے کے خواہشمند وقائع نگاروں نے ملک طالوت یا بادشاہ ساؤل کے ساتھ تعلق وضع کر لیا۔

پٹھانوں کا اصل ماخذ چاہے کچھ بھی ہو مگر اصل افغانستان یا افغانوں کا ملک صرف کاشغر سے لے کر قندھار صوبہ کی سرحد تک ہی ہے، جیسا کہ صفوی سلطنت کے دور میں تھا۔ ریورٹی کے بقول ابتدائی مسلمان وقائع نگار نے یہ اصطلاح اسی مفہوم میں استعمال کی۔ علاقے کی کل چوڑائی 100 گروہ بنتی ہے۔ ابٹسن نے پٹھانوں کو یوں بیان کیا:

پٹھانوں کا تعارف: ایک حقیقی پٹھان شاید ان تمام نسلوں میں سب سے زیادہ وحشی ہے جن سے پنجاب میں ہمارا سابقہ پڑا۔ اس کی زندگی خانہ بدوش قبائل جتنی قدیم نہیں، لیکن وہ خون کا پیاسا، ظالم اور پرلے درجہ کا انتقام پرور ہے: اسے یہ معلوم نہیں کہ سچائی یا عقیدہ کیا چیز ہے، حتیٰ کہ اس کے پڑوس میں ''افغان بے ایمان'' کا مقولہ عام ہے۔ اگرچہ وہ ایک طرح کی ہمت سے عاری نہیں اور اکثر و بیشتر حیرت انگیز طور پر اپنی زندگی سے بے پرواہوتا ہے، لیکن وہ ایسے دشمن کا سامنا کرنے سے نفرت کرتا ہے جس کو پیچھے سے چھرا گھونپ سکتا ہو، اور اگر اس کو دشمن سے فائدہ کی توقع ہو تو اس سے برابری کی سطح پر ملتا ہے، مگر کینہ کے ساتھ۔ پٹھان کو خود

اس کے منہ سے ہی مجرم قرار دلوانا آسان ہے۔ اس کے کچھ مقولے مندرجہ ذیل: ''پٹھان کی دشمنی اپلوں کی آگ کے مانند اندر ہی اندر سلگتی رہتی ہے'' ---- ''ایک خالہ زاد کا دانت اپنے خالہ زاد پر ہی ٹوٹتا ہے'' ---- ''اپنے کزن کو غریب رکھو، لیکن اس سے فائدہ بھی اٹھاؤ'' ---- ''جب کزن بچہ ہو تو اس سے کھیلو اور جب وہ بڑا ہو جائے تو اس سے لڑو'' ---- ''اپنے دشمن کے ساتھ اچھے الفاظ نرم لہجے میں استعمال کرو، دھیرے دھیرے اس کی جڑیں اور شاخیں تباہ کر ڈالو۔'' اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک ضابطۂ تعظیم پر سختی سے عمل پیرا ہے جسے وہ غرور کے ساتھ ''پختون والی'' قرار دیتا ہے۔ یہ ضابطہ اس پر تین اہم فرائض لاگو کرتا ہے: ''ناناواتی'' یا پناہ کا حق، جو اسے اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ بطور ملتجی آنے والے ہر شخص کی حفاظت کرے، چاہے وہ اس کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ ''بدل'' یا انتقام کے تحت بدلہ لینا، اور ''میلمستیا'' یا باہر سے آنے والے ہر اس شخص کو کھلے دل کے ساتھ خوش آمدید کہنا جو اس کا مہمان بننا چاہتا ہو۔ ان تینوں میں سے آخری شاید سب سے زیادہ عظیم ہے، اور پٹھان خصوصاً سرکردہ افراد، کے بارے میں ایک قسم کی کشش ہے جو آپ کو اس کی دھوکے باز فطرت تقریباً بھلا دیتی ہے۔ جیسا کہ ایک کہاوت ہے: ''پٹھان ایک لمحے ولی ہے اور اگلے لمحے شیطان۔'' کئی صدیوں سے کم از کم ہماری سرحد پر وہ کسی کے ماتحت نہیں رہا۔ وہ ایک جنگلی، آزاد، مستعد زندگی اپنے پہاڑوں کی کرخت صیانت میں بسر کرتا ہے اور وہاں طاقت کے بل پر اس کے آزاد رہنے سے متعلق ایک جذبہ انڈیا جیسے کسی ملک میں فرحت بخش ہے۔

پٹھان انتہائی پرجوش، متعصب، نقوش بالعموم سامی طرز کے ہیں۔ اس کے تیل میں چپڑے ہوئے بال کندھوں پر لٹوں کی صورت میں لٹکتے رہتے ہیں۔ وہ ڈھیلا ڈھالا پٹی دار کوٹ، تھیلا نما زیر جامہ، ایک چادر یا کمبل، چپل اور بھیڑ کی کھال کا کوٹ (جس کے اندر اون لگی ہوتی ہے) پہنتا ہے۔ گہرا نیلا رنگ اس کا پسندیدہ ہے لمبا وزنی افغانی چھرا اور توڑے دار بندوق یا جزیل اس کے قومی ہتھیار ہیں۔ پٹھان عورتیں ایک ڈھیلی سی شفٹ (دوشالہ) اور ٹخنوں تک پہنچتا ہوا چوڑے گھیر والا چنٹ دار زیر جامہ پہنتی اور سر پر چادر لیتی ہیں۔ انہیں اصولی طور پر خانہ نشین رکھا جاتا ہے۔ مرد اور عورت دونوں کافی غلیظ ہیں۔

سرحدی سطح مرتفع کے درمیان اپنے گھر میں پٹھان اس طرز کا ہے۔ لیکن ہمارے علاقے

کا پٹھان ہمارے راج اور میدانوں کی زراعتی زندگی کی بدولت کافی حد تک نرم مزاج ہو گیا ہے، حتیٰ کہ وہ پہاڑی پٹھانوں کو بنظر تحقیر دیکھتا ہے اور اس کا ایک مقولہ ہے ـــــ ''پہاڑی آدمی، آدمی ہی نہیں'' ـــــ اور ''جڑی بوٹیوں کو گھاس اور پہاڑیے کو انسانوں میں شمار نہ کریں۔'' پٹھان سرحد کے جتنا زیادہ نزدیک ہوتا جاتا ہے اتنی زیادہ اس کی اپنی اصل فطرت سے مشابہت ہوتی جاتی ہے۔ جبکہ دریائے سندھ کے اس طرف، حتیٰ کہ لب دریا بھی، اس کے پاس اپنی زبان اور نہ ہی کوئی اور ایسی خصوصیت ہے جو اسے ہم مذہب پڑوسیوں سے ممیز کر سکے۔ پٹھان لوگ احترامِ نسواں سے حد درجہ جلتے ہیں اور ان کے زیادہ تر خونیں جھگڑے (جو اُن کا طرۂ امتیاز ہیں) عورت کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں۔ بطور نسل وہ اپنی عورتوں کو سختی سے خانہ نشین رکھتے ہیں، لیکن زیادہ غریب قبائل اور تمام قبائل کے زیادہ غریب ارکان غربت کے ہاتھوں ایسا نہیں کر پاتے۔ ہمارے علاقہ میں اگر کسی عورت کو بدکاری کرتے ہوئے پکڑ لیا جائے تو اس کی ناک کاٹ دی جاتی ہے، اور ایک پٹھان عورت کو بے پردہ کرنے کے لیے یہ کہنا ایک پسندیدہ مذاق ہے کہ ''تمہاری تو ناک ہی نہیں!'' پٹھان خالص طور پر دروں زواجی کرتا ہے اور سرحد سے پرے پٹھان عورتوں کی اگر شادی ہوتی ہے تو صرف پٹھان سے۔ وہ اسلام کی حدود و قیود سے گریز کرتے ہوئے صرف بہت قریبی رشتہ داروں میں دروں زواجی کرتے ہیں۔ ان کا قانون وارثت شرعی نہیں قبائلی ہے جس کا مقصد جائیداد کو جدی نسل میں ہی محدود رکھنا ہے۔ تاہم، چند ایک زیادہ پڑھے لکھے کنبوں نے کچھ عرصہ سے اسلامی قانون کی پیروی شروع کر دی ہے۔ ایک قبیلے سے دوسرے قبیلے میں ان کی سماجی روایات بہت زیادہ بدلتی ہیں، یا یوں کہنا شاید زیادہ مناسب ہوگا کہ قوم کے زیادہ وحشی سے زیادہ مہذب حصوں میں ہماری سرحد کے اوپر اور اس سے پرے کے پٹھان مورچہ بند گھروں میں رہتے ہیں جن کے ساتھ اہم دفاعی جگہوں پر پتھر کے مینار ہیں۔ یہ مینار باشندوں کی پناہ گاہ اور واچ ٹاور کا کام دیتا ہے۔ پہاڑیوں میں سے نیچے کے میدانوں پر دھاڑیں آج بھی عام ہیں اور سندھ سے پرے کے لوگ (حتیٰ کہ برطانوی علاقہ میں بھی) گاؤں کی دیوار سے باہر شاذ و نادر ہی سوتے ہیں۔

وہ دریائے سندھ کے مغرب میں تحصیل ڈیرہ غازی خان کے جنوب تک کے سارے خطہ

کی ایک ممتاز نسل ہیں۔ تحصیل ڈیرہ غازی خان پٹھانوں کو بلوچیوں سے مبہم طور پر جدا کرتی ہے۔ دریائے سندھ کے اس طرف وہ ہزارہ اور راولپنڈی کے علاقہ چچ کے کافی حصے پر آباد ہیں، دریائے سندھ کے بائیں کنارے پر کوہستان نمک تک ان کی کافی آبادیاں ہیں اور بھکر کا شمالی حصہ ''تھل'' بھی ان کا ہے۔ علاقائی اعتبار سے ان پٹھان علاقوں کے علاوہ صوبہ میں متعدد پٹھان آبادیاں بکھری پڑی ہیں، جن میں سے زیادہ تر ان افراد کی اولادیں ہیں جو دہلی کی پٹھان سلطنت کے دوران صاحب اختیار ہوئے اور مالیہ وصول کرنے کا عطیہ حاصل کیا جسے ان کے بچوں نے اپنے پڑوسیوں کے خسارہ پر 18ویں صدی کی افراتفری میں اکثر بڑھایا۔

مسٹر لونگ ورتھ ڈیم لکھتے ہیں...... ''جسمانی اعتبار سے افغان نسل کا تعلق مرکزی طور پر ترک ایرانی قسم سے ہے اور اس کے مشرقی قبائل میں ہندی خون کی بھی کافی آمیزش ہے۔ مغربی قبائل ـــــ مثلاً ژوب کے کاکڑ اور پشین و چمن کے ترین اور اچکزئی ـــــ چوڑے سر والے بلوچ سے مشابہہ ہیں، جب کہ وادی سندھ کے قبائل کے سر کم چوڑے ہیں۔ ان کے ناک عموماً لمبے اور اکثر خم دار ہیں اور غالباً اسی وجہ سے افغانوں کا نسلی تعلق عبرانیوں کے ساتھ جوڑنے کا خیال پیدا ہوا۔ پہلی صدی ہجری کے کشان بادشاہوں کے سکوں پر یہ خصوصیت واضح ہے۔ افغان دراز قامت اور مضبوط جسم والی نسل ہیں۔ اپنے پڑوسیوں کی'' نسبت ان کا رنگ نسبتاً صاف، بھوری داڑھیاں اور کچھ کی آنکھیں بھی نیلی ہیں۔ لیکن پڑوسی قبائل کے ساتھ بھی یہ تنوع بہت زیادہ ہے۔

پٹھانہ......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

پٹھانیہ......راجپوت قبیلہ جس کے ساتھ کانگڑا میں نور پور کے حکمران خاندان کا تعلق تھا۔ اس کی وجہ تسمیہ گورداسپور میں پٹھان کوٹ ہے۔

پچھادا، پچاوا......ایک مشکوک رتبے کا حامل قبیلہ، لیکن حصار میں بالعموم انہیں بطور راجپوت جانا جاتا ہے۔ یہ بلا استثنیٰ مسلمان ہیں۔ ان کے نام اور مقامی روایات میں مغربی دریاؤں، سندھ، راوی اور ستلج کا ذکر ملتا ہے۔

پچیدا......رچنا دوآب میں، ننکانہ کوٹ کے نواح میں اور سیالکوٹ میں جموں پہاڑیوں کے دامن

میں ملنے والی قدیم نسلوں کا قبیلہ۔

پڈہ...... کپورتھلہ اور ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پراچہ، پراچا...... سرحد اور پنجاب کے وسطی اضلاع میں بھی پراچہ کی اصطلاح کسی چھوٹے مسلمان تاجر کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ ایک تجارتی ذات کے طور پر پراچہ کبھی کبھی پراچہ کھوجا یا کھوجا پراچہ بھی کہلاتا ہے۔ درحقیقت پراچہ اور کھوجا مترادف الفاظ لگتے ہیں۔ تاہم ڈینزل ابٹسن کے بقول راولپنڈی و پشاور ڈویژنوں میں پراچے ایک تسلیم شدہ اور دولت مند ذات ہیں۔ وہاں یہ حقیقت نظر آتی ہے کہ کھوجا کا استعمال متفرق مسلمان تاجروں خصوصاً پھیری اور چھابڑی والوں یا کم از کم چھوٹے موٹے تاجروں کے لیے ہوتا ہے۔ جبکہ مشرقی اضلاع اور ڈیرہ جات میں، جہاں کھوجا کو تجارتی اہمیت حاصل ہے، پراچہ مسلمان چھابڑی فروش کے لیے مستعمل ہے۔ انہوں نے مزید لکھا:

> ''خطہ کوہستان نمک کے پراچوں کو شناخت دینے کے لیے ایک علیحدہ لفظ درکار ہے۔ ان کا صدر مقام پنڈی میں مکھڈ ہے۔ اٹک اور پشاور میں ان کی بڑی آبادیاں ہیں، جہاں سے وہ وسط ایشیائی شہروں کے ساتھ بالخصوص کپڑے، چائے اور نیل کی وسیع تجارت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کا آبائی علاقہ ضلع بنوں میں ڈنگوٹ نامی گاؤں ہے اور یہ کہ وہ شاہ جہاں کے دور میں مکھڈ میں آئے۔ لیکن ایک اور بیان یہ ہے کہ وہ لاہور کے کھتری تھے جنہیں زمان شاہ نے باہر نکال دیا۔ ان کے سات قبیلچے ہیں اور اپنی بیٹیوں کی شادی صرف پراچوں کے ساتھ ہی کرتے ہیں۔ تاہم، اکثر بدیسی نسل کی عورتوں کو بیویاں بنا لیتے ہیں۔ انہوں نے ہندو لقب راجا ابھی تک قائم رکھا ہوا ہے۔ وہ کھوجوں کے ساتھ شادیاں نہیں کرتے اور اپنی شادی کے مواقع پر ہندو رسوم و رواج کی ادائیگی ترک کر چکے ہیں۔ بہرحال وہ کہتے ہیں کہ ان علاقوں کے کھوجے اب بھی ان رسوم و رواج پر عمل کرتے ہیں۔ اپنے نام کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ یہ ''پارچہ'' (کپڑا) سے ماخوذ ہے جو ان کی ایک اہم تجارتی

جنس ہے۔ انبالہ کے کچھ پراچے خود کو بطور پراچہ خیل درج کراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔"

مکھڈ کے پراچوں کے بارے میں موجودہ بیان یہ ہے کہ وہ فارس کے مشہور بادشاہ نوشیرواں کی اولاد ہیں (ماں کی طرف سے)۔ اٹک کے پراچے کہتے ہیں کہ نوشیرواں کی دو بیٹیاں میر نگل اور میر افزوں تھیں جن میں سے ایک کی نسل میں جنم لینے والا عزیز یمنی ان کا اولین جد امجد تھا۔ ان کا اصل وطن فارس ہی تھا اور وہ وہاں سے ہجرت کر کے کالا باغ کے قریب (مکھڈ سے 11 میل جنوب مغرب) ڈھن گوٹ میں آئے۔ لیکن کچھ عرصے بعد سلاطین دہلی نے انہیں مطیع کیا اور وہ سب کے سب وہاں سے اٹھ کر اٹک، نوشہرہ، کوہاٹ، پشاور، دہلی، احمد آباد، لاہور، بھیرہ، شاہ پور خوشاب، کالا باغ، مکھڈ، راولپنڈی، جلال آباد، کابل اور شیخن (پشاور) میں آباد ہو گئے۔ ڈھن گوٹ اب ویران ہے مگر آثار باقی ہیں اور تمام پراچے اسے ہی اپنا اصل وطن سمجھتے ہیں۔ اسلام قبول کر لینے والے کھتری اور اروڑا کے برعکس وہ مکھڈ میں شیخ نہیں کہلاتے بلکہ اپنے نام کے ساتھ راجا یا میاں کا سابقہ لگاتے ہیں۔

اٹک کے پراچوں کا کہنا ہے کہ وہ بالاصل آتش پرست تھے، لیکن محمد مصطفیٰ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے قالین بانی کا کام اپنا لیا اور یہی ان کے نام کی وجہ تسمیہ ہے۔ پراچہ ہندی حروف تہجی جانتے ہیں اور تقریباً سبھی اپنے کھاتے ہندوؤں کی طرح ہندی میں ہی لکھتے ہیں۔ چند ایک کو ہی اردو یا فارسی آتی ہے جو انہوں نے مذہبی مقاصد کے لیے سیکھی۔ وہ سادہ کپڑے پہنتے اور اپنے وسائل کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ نہایت کفایت شعار اور محنتی لوگ ہیں۔ شمالی پنجاب میں تو کسی کنجوس کو بھی پراچہ کہہ دیا جاتا ہے۔ ان کی عورتیں پردہ کرتی ہیں، حتیٰ کہ اٹک میں پراچہ عورت کو اپنے باپ، بھائی، شوہر، بیٹے اور چچاؤں یا ماموؤں کے سوا کسی بھی مرد کو دیکھنے تک کی اجازت نہیں۔ عورتوں کا لباس مردوں کی نسبت بہتر ہوتا ہے۔ وہ سب سنی مسلمان اور تونسہ شریف کے چشتی خاندان کے پیروکار ہیں۔ چند ایک کا تعلق قادریہ سلسلے سے بھی ہے۔ بالعموم وہ اپنے پڑوسی پٹھانوں اور اعوانوں سے بھی زیادہ کٹر مسلمان ہیں۔

پراچے صرف اپنی ذات میں ہی شادیاں کرتے ہیں اور بیٹیوں کو دوسری گوتوں میں نہیں

بیاہتے۔ پراچہ لڑکی اپنے ولی یا سرپرست کی مرضی کے بغیر شادی نہیں کر سکتی۔ اگر ایسا ہو جائے تو دلہا والوں کو لڑکی کے ولی کو 1000 روپے بطور جرمانہ ادا کرنا پڑتے ہیں۔ پراچوں کے سربراہ ''معتبر'' یا ''چٹ داڑھیا'' کہلاتے ہیں۔ کچھ پراچوں نے بخارا کی عورتوں سے بھی شادی کی ہے اور ان سے ہونے والی اولادیں پراچہ بیویوں کی اولاد کے ساتھ جائیداد میں برابر کی شریک ہیں۔

پرائی......ڈھول بجانے والا، یعنی بھرائی۔

پُربیرا......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

پرچونیا......اناج اور سبزیاں فروخت کرنے والا۔

پرنا......پرنے بھی خانہ بدوشوں کا ایک سیلانی قبیلہ ہیں، نٹوں یا بازیگروں کے ساتھ بہت حد تک مشابہ۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ ان کے درمیان ایک بہت بڑا فرق یہ ہے کہ پرنے عادتاً اور مبینہ طور پر اپنی عورتوں سے پیشہ کراتے ہیں جبکہ نٹ ایسا نہیں کرتے۔ پرنا عورتیں مداری اور کرتب دکھانے والی بتائی گئی ہیں، اور عموماً اپنے گلے میں ایک تلوار یا چاقو ڈال کر بازیگری کرتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ مرد مظاہرہ نہیں کرتے بلکہ محض عورتوں کا رقص پیش کرنے کے لیے ڈھول پیٹتے ہیں۔ ممکن ہے یہ لفظ بازیگر کی طرح ہی ایک پیشے کے نام سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا ہو کیونکہ کچھ پرنوں کی ذات چوہڑا بتائی جاتی ہے۔ وہ تقریباً سبھی مسلمان ہیں اور نکاح کے تحت شادی کرتے ہیں۔ ان کے دو بڑے طبقے بتائے جاتے ہیں: ''بارہ تالی'' اور ''تیرہ تالی''۔ یہ دونوں نام موسیقی کی اس تال کی نسبت سے ہیں جس پر وہ رقص کرتے ہیں۔ تالی کا مطلب تال والا ہے، یعنی بارہ اور تیرہ تال والے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو تیرہ تال والی موسیقی سننا حیران کن ہوگا۔ سرحدی اضلاع کے علاوہ وہ غالباً سارے صوبہ میں ملے، لیکن لاہور ڈویژن کے اندر انہیں بازیگروں میں شامل کیا گیا ہے۔

پرنگی......اس کا نام پرانگ یعنی چیتا سے ماخوذ ہے۔ لودی پٹھانوں کی یہ شاخ پرنگی ابن سیانی ابن ابراہیم لودی کی اولاد ہیں۔ اب یہ افغانستان سے تقریباً معدوم ہو چکے ہیں کیونکہ انہوں نے افغان حکمرانوں کے دور میں ہندوستان میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

پروپیا......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

پروکے...... کھرلوں کا ایک نچلا درجہ جسے چُرہرورا بھی کہتے ہیں۔ یہ قبیلہ منٹگمری (زراعت پیشہ) میں ملتا ہے۔

پروہت...... کسی خاندان کے لیے مذہبی خدمات انجام دینے والا برہمن۔ وہ تیوہاروں، سماجی تقریبات مثلاً شادی اور موت وغیرہ پر رسومات ادا کرتا ہے۔ اسے سب سے بہتر خیرات اور بھینٹ ملتی ہے۔ اگر وہ ان پڑھ ہو تو ایک متبادل پروہت اس کی جگہ پر فرائض انجام دیتا ہے اور دونوں کو آدھا آدھا معاوضہ ملتا ہے۔ اگر وہ شادی یا موت کے موقع پر اپنے فرائض ادا نہ کر سکے تو برطرف کیا جا سکتا ہے۔

پرہار...... ڈیرہ غازی خان میں ایک جٹ شاخ۔

پرہر...... (1) زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔ (2) زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔ (3) زراعت پیشہ ماہتم قبیلہ۔ تینوں منٹگمری میں ملتے ہیں۔

پریت پالا...... لغوی مطلب ''آں جہانی روح کو کھلانے والا'' ہے۔ کسی راجا کی وفات کے موقع پر منتخب کردہ برہمن۔ اسے کھیر کھلانے کے بعد مردہ راجا کے ہاتھ سے چھوا جاتا ہے اور اس کے بعد ایک سال تک وہ راجا جیسے ہی جاہ و جلال کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔ راجا کی زیر استعمال تمام اشیاء اسے فراہم کی جاتی ہیں تاکہ مرنے والے کی روح بلند مقامات کی جانب سفر کے دوران پھلتی پھولتی رہے۔ یہ سفر پورے قمری سال کے دوران جاری رہتا ہے۔ ایک سال پورا ہونے پر پریت پالے برہمن کو رقم اور کپڑے وغیرہ دے کر ریاست سے نکال دیا جاتا ہے اور اسے اپنے گھر واپس آنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

پریر...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پُریری...... منٹگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔

پسیارےیے...... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

پستانی...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پسوئی...... منٹگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔

پُشکرنا...... پشکرنا برہمن کا نام اجمیر کے نزدیک پشکرنا پوکھرنا می مقدس جھیل سے مشتق ہے۔ ان کی ایک شاخ کی اصلیت بیلدار یا اوڈ بتائی جاتی ہے جنہیں ایک تالاب خالی کرنے کے انعام

میں برہمن کا رتبہ دے دیا گیا۔ وہ اب بھی کدال کی پوجا کرتے ہیں۔ وہ راجپوتانہ کے بھائیوں کے موروثی برہمن اور ذات کے معاملات میں سارسوت سے زیادہ کٹر ہیں۔ پنجاب کے مغربی اضلاع میں وہ کچھ تعداد میں ملے۔

پکھاوجی......ڈھول بجانے والا۔

پکھی وارا......مرکزی طور پر سیالکوٹ، فیروز پور اور گورداسپور اضلاع میں ملنے والا ایک جرائم پیشہ اور سیلانی قبیلہ۔ لاہور میں پائے جانے والے پکھی وارے بالعموم جرائم پیشہ نہیں۔ لیکن سبزیاں فروخت کر کے روزی کماتے اور چنانچہ کنجڑے بھی کہلاتے ہیں۔ انہیں چڑی مار بھی کہا جاتا ہے کیونکہ پرندے پکڑنا ان کا موروثی کام ہے۔

ان کی اپنی روایت کے مطابق مغل شہنشاہ نے فوج کے کسی افسر کو ایک مہم پر روانہ کیا لیکن اس نے شکست کھانے کے بعد کنگروں کی ایک جھونپڑی میں پناہ لی اور پھر ان کی ایک لڑکی کو بیوی بنایا۔ اس نے ایک کمبل اوڑھ کر شادی کی رسم پوری کی، جیسا کہ سیالکوٹ کے پکھی وارے آج بھی شادیوں پر کرتے ہیں۔ خطرہ ٹل جانے کے بعد وہ فوجی واپس گیا لیکن شہنشاہ نے اسے طنزاً پکھی وارا یعنی جھونپڑے میں رہنے والا کہا۔ وہ دربار سے نکالے جانے پر سیالکوٹ میں آن بسا۔ پیشے کے اعتبار سے پکھی وارے پرندوں کے شکاری، سبزی فروش، پانی بردار اور ماہر چور ونقب زن ہیں۔ ان کی عورتیں اکثر جسم فروشی کرتی ہیں۔ ان کے مرد گندمی رنگت کے، گٹھیلے جسم اور بڑی آنکھوں والے ہیں۔ انہوں نے اکثر گانی پہنی ہوتی ہے۔ ہارنیوں کی طرح ان کی عورتیں بھی پیٹی کوٹ پہنتی ہیں۔ تمام پکھی وارے مسلمان ہیں۔

پلوہان......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

پلے دار......(1) شیخوں کا ایک گروپ (2) ایک قلی ہے جو فارغ ہو اور کوئی کام ملنے کا منتظر ہو۔

پن......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پنن......سیالکوٹ میں سورج بنسی راجپوت ماخذ کے دعویدار جٹوں کا ایک قبیلہ۔

پناچ......لدھیانہ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ یہ جٹھیرا اور جنڈیاں دستوروں پر عمل کرتے ہیں۔

پنجوترہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پنجوتھا......شاہ پور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پندھرالیا......ایک راجپوت خاندان کا نام جو کبھی جموں پہاڑیوں میں پندھرال یا رام نگر میں رہتا تھا۔ بھوپ دھر دیو کو مہاراجا رنجیت سنگھ نے وہاں سے نکالا اور وہ انبالہ میں شاہزاد پور کے مقام پر آباد ہوا۔

پُندیر......ان کا تعلق دہیما شاہی نسل سے لگتا ہے، جس کے بارے میں ٹاڈ کہتے ہیں: ''سات سو سال اس قبیلے کی تمام یادیں اپنے ساتھ ہی بہا لے گئے ہیں جو کبھی گویوں کے گیتوں کا نہایت مایہ ناز موضوع ہوا کرتا تھا۔ وہ دہلی کے چوہانوں کے نہایت طاقتور منصب دار تھے اور پرتھوی راج کی سرکردگی میں پندیر نے لاہور سرحد کی قیادت سنبھالی۔ پنجاب کے پندیر کا اصل مرکزی مقام کرنال اور انبالہ میں تھانیسر اور کوروکشیتر تھا جن کے مقامی صدر مقامات پونڈری، رمبا، ہابڑی اور پونڈرک تھے۔ لیکن رانا ہررائے کی قیادت میں چوہان نے انہیں بے دخل کر دیا اور زیادہ تر حصہ جمنا سے پرے کو فرار ہو گیا۔ لیکن وہ اب بھی کرنال کے اندری پرگنہ اور انبالہ کے ملحق حصوں میں ملتے ہیں۔

پندیشی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پنڈت......سنسکرت گرامر (ویاکرن) میں مہارت رکھنے والے کسی بھی برہمن کو کہتے ہیں۔ تاہم، یہ لقب یا خطاب اس کے سماجی رتبے کو ہرگز بہتر نہیں بناتا۔ چنانچہ اگر کوئی اچاریہ گرامر سیکھنے کے ذریعے پنڈت بن جائے تو وہ سماجی لحاظ سے کسی سانسی یا ان پڑھ برہمن سے برتر نہیں ہو جائے گا۔ آج کل پنڈت کی اصطلاح کسی بھی پڑھے لکھے یا ان پڑھ برہمن کے لیے مستعمل ہے۔ البتہ صرف شاستروں کا علم رکھنے والا ہی اس کا مستحق ہے۔

پنساری......ادویہ ساز۔

پنگوال......ریاست چمبہ کی پانگی نظامت میں پانگی کا رہنے والا۔

پنوار......مغربی میدانوں کا ایک راجپوت قبیلہ۔ پنوار یا پرمرا (Parmara) کبھی تمام کے تمام اگنی کولا راجپوتوں میں نہایت اہم ہوا کرتے تھے۔ ایک قدیم کہاوت ان کے وسیع غلبے کی طرف اشارہ کرتی ہے: ''دنیا پرمرا کی ہے۔'' اور دریائے سندھ سے لے کر ستلج کے ساتھ ساتھ جمنا تک اور نیچے وسعت پذیر نوکوٹ ماروستھالی ان کے زیر قبضہ ماروا ستھل یا خشک علاقے اور اس میں شامل 9 ڈویژنوں کا مظہر تھی۔ لیکن انہیں بے دخل ہوئے کئی سو سال بیت چکے ہیں اور

1826ء میں وہ صحرا کی صرف ایک چھوٹی سی ریاست میں خودمختاری کے ساتھ آباد تھے۔ ستلج کے سارے بالائی بہاؤ اور زیریں سندھ کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد کافی زیادہ ہے جبکہ ڈیرہ جات میں ان سب کو اور ملتان ڈویژن میں متعدد کو جٹ دکھایا گیا ہے۔ وہ بیاس سے اوپر کی طرف جالندھر اور گورداسپور میں بھی پھیلے ہوئے ہیں۔ روہتک و حصار اور ان اضلاع کی حدود میں بھی ان کی بہت بڑی آبادی ہے۔ دراصل کبھی وہ سارے روہتک، دادڑی اور گوہانہ ملک میں آباد تھے۔

پنوار......(1) ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔ (2) جٹوں کا ایک قبیلچہ (دیکھیں "پُنوار" کے ضمن میں)۔

پنور......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پنون......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پُنوں......سورج بنسی راجپوت ماخذ کا دعویدار ایک جٹ قبیلہ۔ وہ بالخصوص امرتسر اور گورداسپور میں ملتے ہیں لیکن سیالکوٹ میں بھی ان کے اپنے پانچ گاؤں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے اجداد غزنی سے آئے، یا ایک اور کہانی کے مطابق ہندوستان سے۔ امرتسر کے پُنوں کے مطابق ان کی پہلی آبادی عرب کوٹ تھی، مگر یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ عرب کوٹ کس جگہ تھا۔ وہ اولکھ کے قرابت دار لگتے ہیں۔ وہ لدھیانہ میں بھی ملتے ہیں جہاں شادی کے موقع پر دلہے کا چچا یا بڑا بھائی ایک کلہاڑے یا تلوار سے جنڈی کی ڈالی کاٹتا ہے۔ تب دلہا اور دلہن ان ڈالیوں سے ایک دوسرے کو مار کر کھیلتے ہیں۔ پوجا کی اشیاء برہمن کے حوالے کی جاتی ہیں۔ پنوں گورورام رائے کی پوجا کرتے ہیں۔ گائے یا بھینس کے اولین دودھ سے حاصل ہونے والا گھی (دودھ سمیت) دسویں روز گورو کے نام پر ایک سکھ کو دیا جاتا ہے۔ گورو کا ڈیرہ خیرپور میں ہے۔

پنوہان......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پنوہن......ضلع ملتان کی شجاع آباد تحصیل میں جٹ قبیلچہ۔ یہ غالباً جنوب کی سمت سے ہجرت کر کے آئے۔

پنہل......سیالکوٹ میں راجپوتوں کی ایک شاخ۔ یہ اپنی بیٹیاں بجوراجپوتوں میں بیاہتے ہیں۔

پنّی ...... کاکڑ پٹھانوں کی ایک شاخ، لیکن پشاور میں اتمان زئی کے درمیان آباد۔ تاہم، رپورٹ کے مطابق وہ کاکڑ نہیں بلکہ صرف ان کا ایک ملحق قبیلہ ہیں۔

پنیھل ...... لدھیانہ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔

پواڑ ...... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

پوتے ...... ہوشیار پور میں جٹوں کا ایک قبیلچہ۔

پوج ...... (1) منٹگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔ (2) جین پروہتوں کا ایک طبقہ۔

پور ...... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

پوری وال ...... منٹگمری میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پوسلا ...... میراثیوں کی ایک گوت یا شاخ۔ سیالکوٹ کے پوسلے ججا جھول جٹوں کے ساتھ منسلک ہیں۔

پوکھوت ...... گڑگاؤں میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔

پوگل ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پولندر ...... بہاولپور میں ایک قبیلہ۔ لانگ اسی کی چار شاخوں میں سے ایک ہونے کے دعویدار ہیں۔ دیگر تین شاخیں دلے، للے اور کنجر ہیں۔ وہ شیر شاہ سید جلال کے ہمراہ دور دراز علاقے سے یہاں آئے۔

پومتہ ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پونر ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پونگر ...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پونی ...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پونیا ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پوہادیے ...... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

پوہنو ...... راجپوتوں کی ایک شاخ جو کلھور کے 31ویں راجا تاراچندر کے چوتھے بیٹے نانک چند کی اولاد ہیں۔

پوہیا ...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پوَر......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

پوَری......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

پوُنیا......شبگوترا شاخ سے تعلق رکھنے والا ایک جٹ قبیلہ جس کا مورث اعلیٰ بارھ کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔اب وہ حصار اور روہتک اور جنڈ و پٹیالہ کے ملحقہ حصوں میں ملتے ہیں۔

پہور یا پھور......کرنال میں دھاریوال کا ہم معنی۔(2) ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پھاگڑ......امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

پھانکیڑے......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

پھپھرا...... گجرات میں ایک مسلمان جٹ قبیلہ جو چغتائی مغل ماخذ کا دعویدار ہے۔اس کا جدامجد جنوب کی سمت سے آکر جہلم میں آباد ہوا۔

پھپھرا...... جٹ درجے کا حامل ایک چھوٹا سا قبیلہ جو جہلم میں پنڈ دادن خان کے مشرق کی طرف کوہ نمک کے دامن میں تقریباً 25 مربع میل کے رقبے پر آباد ہے اور پھپھرے 10 یا 11 دیہات کے اس چھوٹے سے بلاک تک ہی محدود ہیں۔مسٹر آر جی تھامسن نے انہیں نیم جٹ قبیلہ بیان کیا لیکن وہ طویل عرصہ سے مغل نسل ہونے کے دعویدار ہیں، اور یقیناً انہیں تیمور سے منسلک کرنے والا ایک شجرۂ نسب پیش کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہوئی۔

پھریرا......جالندھر میں ہندو رنگساز کے لیے ایک نام۔

پھگی وار......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پھگے......امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

پھلر یا پھلار......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پھلروال...... گجرات میں سورج بنسی راجپوتوں کی ایک شاخ جو راجا کرن کی نسل ہونے کے دعویدار ہیں۔سیالکوٹ میں ان کے بارہ گاؤں ہیں اور وہ دہلی کے سُروآ بادشاہ کو اپنا جدامجد بتاتے اور کہتے ہیں کہ کبھی وہ سُروآ کہلاتے تھے مگر ان کا نام دہندہ مورث اعلیٰ پھولوڑ و فیروز شاہ کے عہد میں دہلی سے آیا اور جھنگ میں تھروان یا بھروال کے مقام پر آباد ہوا۔وہ بھٹی اور کھوکھر کے ساتھ باہم ازدواج کرتے ہیں۔منٹگمری میں بھی اس نام کے زراعت پیشہ راجپوت اور پشکرنا جٹ قبیلچے ملتے ہیں۔

پھلرون......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پھلسوال......نابھا میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔

پھلیوں......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پھوگھاٹ......جنڈ میں اس قبیلے کی کچھ اہمیت ہے اور یہ گڑگاؤں و روہتک کے نواحی علاقوں میں بھی پھیل گیا ہے۔ وہ دیسوال کے ساتھ شادیاں نہیں کرتے، البتہ اس کی وجہ معلوم نہیں۔

پھولکیاں......چار ڈیروں میں سے ایک۔ ڈیرہ سکھوں کے عسکریت پسند سلسلوں کو کہتے ہیں۔ کچھ آراء کے مطابق یہ سکھوں کی بارہویں مسل ہیں۔

پینجا......اسے پنجارا، پنجورا، پنجوارا، پونجا یا پنجیا بھی کہتے ہیں۔ یہ روئی دھننے والا ہے۔ اس کا آلہ کمان نما ہوتا ہے۔ وہ تنے ہوئے تار کو روئی کے اندر رکھ کر اس پر ضرب لگاتا ہے جس سے روئی کے ریشے الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ شہروں میں اسے نداف، دُھنیا، پنبا کوب، کلاف اور پُمبا بھی کہا جاتا ہے۔



ت

تارا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

تارڑ......بالخصوص گوجرانوالہ اور شاہ پور میں راجپوت رتبے کا دعویٰ کرنے والا جٹ قبیلہ۔ یہ خود کو سورج بنسی بتاتے ہیں اور ان کا جد امجد بھٹنیر کا بھٹی تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا مورث اعلیٰ تارڑ محمود غزنوی کی خدمت میں گیا اور اس کے ہمراہ واپس غزنی کو ہو لیا لیکن اس کا بیٹا لوہی بھٹنیر سے گجرات چلا آیا، جس کے بعد قبیلہ نے وسعت اختیار کی۔ تارڑ اسی لوہی کی اولاد ہیں۔ ایک اور کہانی ان کی آباد کاری کا وقت ہمایوں کے دور میں بتاتی ہے۔ وہ گوندل، وڑائچ، گِل، وِرک، اور دیگر پڑوسی جٹ قبائل کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں اور کچھ ہی عرصہ قبل قبیلے کے اندر بھی شادیاں کرنے لگے ہیں۔ وہ گجرات، گوجرانوالہ اور شاہ پور کے تین اضلاع کی حدود کے مقام اتصال پر اور اندر آباد ہیں۔ انہیں ''نہایت کاہل، آوارہ گرد اور شورش پسند'' بتایا جاتا ہے۔ گوجرانوالہ سے ملنے والے ایک بیان کے مطابق ان کا جد امجد بھٹنیر کا ترتر تھا جس کا پڑپوتا بَنی اپنے بیٹوں کے ہمراہ گجرات میں آباد ہوا۔ تاہم، اس کے بیٹوں میں سے ایک امرہ چناب کے اس پار چلا گیا اور اس کی اولادوں نے ضلع گوجرانوالہ میں 62 دیہات آباد کیے۔ قبیلے کی سات ذیلی شاخوں کے نام بَنی کے بیٹوں کے نام پر ہی ہیں۔ وہ مسلمان جٹوں کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں، لیکن قریبی رشتہ داروں میں ہی شادیاں کرنے کے عادی ہیں۔ گجرات کے تارڑوں کے مطابق وہ راجا کرن کی اولاد ہیں۔

تارُو......تیرنے والا، یا ڈوبتے ہوئے کو بچانے والا۔

تاگا......دہلی اور کرنال کی جمنا کھادر (صوبہ کا وہ واحد حصہ ہے جہاں وہ پائے گئے) کے تاگا بالاصل گور برہمن بتائے جاتے ہیں اور ان کا موجودہ نام اس وجہ سے پڑ گیا کہ انہوں نے پروہتی کام تیاگ دیئے اور زراعت کا پیشہ اختیار کر لیا۔ ایلیٹ کی ریسز آف این ڈبلیو، ایف جلد اول کے صفحات 106 تا 115 پر ان کے ماخذ پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے اور وہاں پر انہیں ایک

ممکنہ سیتھیئن نسل تکوں (Takkas) سے تشبیہ دی گئی ہے جن کا ٹوٹم سانپ تھا اور راجا جنم جایا کے ہاتھوں جس کی بربادی کی یاد فرمانروا کے ناگ کی قربانی کی روایت میں تازہ کی جاتی ہے۔ان کا تعلق ہریانہ سے جوڑنے کے بارے میں سرابچ ایلیٹ کو درپیش مشکل شاید اس حقیقت میں واضح ہوتی ہے کہ وہ ہریانہ کی سرحد پر جنڈ میں سفیدون کو قربان گاہ بتاتے ہیں، اور قصبے کا نام سانپ سے ماخوذ ہونا بعید از قیاس نہیں۔تا گا بالائی وادیٔ کھادر کے قدیم ترین باشندے ہیں، ایسے دیہات میں آباد جو اپنے نواح کی نسبت زیادہ طویل عرصہ تک تبدیلیوں کی لہر سے محفوظ رہے۔ان کی سماجی حیثیت برتر ہے اور وہ اپنی عورتوں کو خانہ نشین رکھتے ہیں۔لیکن برے کاشتکار ہیں، خصوصاً مسلمان۔تقریباً تین چوتھائی تعداد نے اسلام قبول کر لیا اور اب وہ مقدس دھاگا ''جنیو'' نہیں پہنتے۔ہندو اب بھی پہنتے ہیں لیکن برہمن ان کے ساتھ باہمی شادی نہیں کرتے اور وہ اپنے لیے عام انداز میں فرائض کی انجام دہی کے لیے برہمنوں کو ملازم رکھتے ہیں۔وہ غریب کاشتکار ہیں۔انہیں اسی خطے کے تاگوں یا مجرم برہمنوں کے ساتھ بہ احتیاط علیحدہ کرنا چاہیے۔ان کی گوتوں میں بچھس، پراسیر، گوتم اور سروہا شامل ہیں۔

تاگو......کرنال میں ایک جرائم پیشہ قبیلہ۔

تال بُر...... بلوچی میں لکڑی کاٹنے والے کو کہتے ہیں۔

تالپور......ایک معروف قبیلہ جس کے ساتھ سندھ کے ''امیروں'' کا تعلق ہے، اور عموماً اسے لغاری بلوچ کا ایک تال بُر قبیلچہ سمجھا جاتا ہے۔

تاؤنی......راجا سلواہن کی نسل سے بھٹی ماخذ کے دعویدار جٹوں کا ایک قبیلچہ۔سلواہن کا پوتا رائے تان اُن کا مورثِ اعلیٰ ہے۔کہا جاتا ہے کہ رائے تان کی اولادوں میں سے ہی ایک امبا نے انبالہ تعمیر کیا تھا۔وہ ضلع انبالہ کے شمال میں زیریں پہاڑیوں اور دامن کوہ میں آباد ہیں۔وہ 1800 سال قبل وہاں آئے۔

تاہر یا طاہر......منٹگمری میں مقدس قبیلچہ۔

تجی لنڈ......مکمل طور پر ڈیرہ غازی خان تک ہی محدود اور گورچانی علاقہ میں ایک چھوٹے سے رقبہ پر آباد ہیں۔وہ لُنڈوں، رِندوں اور کھوسوں سے مل کر بنے ہیں اور سبھی کا تعلق رند نسل سے ہے۔

ان کی تعداد لُنڈ قبیلے کی کل تعداد کا تقریباً دوتہائی ہے۔ کچھ ہی عرصہ پہلے تک یہ تینوں شاخیں تبی لُنڈ تمندار کی ماتحت تھیں۔

تت خالصہ......"پاک" خالصہ۔ گورو گووند سنگھ کے عقائد کو ماننے والے سکھوں میں سے منتخب لوگ۔ یہ اصطلاح گورو گووند سنگھ کے بھروسہ مند بھگت بابا بندا کے دور کی ہے جس نے گورو کی وفات کے بعد گیارہویں گورو ہونے کا اعلان کیا تھا۔ اس کے دعویٰ کو تسلیم کرنے والے سکھ بندائی خالصہ کہلائے۔ اس کے برعکس جن لوگوں نے گورو گووند کے حکم کے مطابق گرنتھ صاحب کو ہی ابدی گورو مان لیا وہ تت خالصہ کہلانے لگے۔ بندہ بہادر کو شکست ہونے پر اس کے پیروکار آہستہ آہستہ منتشر ہو گئے اور تت خالصہ کی اصطلاح بھی متروک ہو گئی۔ کچھ ہی عرصہ پہلے سکھوں کے ایک گروہ نے اسے دوبارہ استعمال کرنا شروع کیا ہے جو 10 گوروؤں کے عقائد کے ساتھ نہایت پرخلوص ہیں اور غیر سکھ عقیدے کو اپنے مذہب میں برداشت نہیں کرتے۔

تلا......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

تتلی......سیالکوٹ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ یہ ہجواہ راجپوت کے 22 بیٹوں میں سے ایک تلا کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ فیروز شاہ کے عہد میں وہ سیالکوٹ کے پرگنہ نارووال میں مقیم ہوئے۔

تجار......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

تجرا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

تجرائے......امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

تجوانہ......ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

تُر......(1) شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔ (2) منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلہ۔ (3) امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔ اور (4) منٹگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔

ترانا......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

تُرخیل......دریائے سندھ پر کالاباغ اور ماری کے جولا ہے جو پٹھان ماخذ کے دعویدار ہیں۔

تُرک......پنجاب میں غالباً تمام جگہوں پر ترک کا مطلب "ترکستان کا ترکمان باشندہ اور منگولیائی

نسل کا'' ہے۔ دہلی کے علاقہ میں مغل شہنشاہوں کو بطور ترک بتانے کے عادی دیہاتی اس لفظ کو ''سرکاری'' کے مترادف معنوں میں استعمال کرتے ہیں اور میں نے اپنے کائتھ ذات کے ہندو کلرکوں کو صرف اس بناء پر ترک کہا جاتا سنا ہے کہ وہ سرکاری ملازم ہیں۔ بلوچ سرحد پر بھی لفظ ترک کا استعمال عموماً مغل کے مفہوم میں ہوتا ہے۔ پنجاب کے ترک عملی طور پر ضلع ہزارہ تک محدود ہیں اور بلاشبہ ان قارلغ ترکوں کی بستی کے نمائندے ہیں جو تیمور کے ساتھ پنجاب میں آکر ضلع ہزارہ میں پاخلی خطہ پر آباد ہوئے۔ اس خطہ میں عیاں طور پر تناولی، دھتمور اور سواتی علاقہ شامل اور سیاسی اعتبار سے کشمیر کے ساتھ منسلک تھا۔ ان افراد کو سندھ پار سے آنے والے سواتیوں اور تناولیوں نے اٹھارہویں صدی کے اوائل میں بے دخل کیا اور اب درج کیے گئے ترک بلاشبہ انہی کی اولاد ہیں۔ ترک ایک تاتاری لفظ ہے جس کا مطلب ''آوارہ گرد'' ہے۔ لہٰذا شاعری میں سورج کو ''چین کا ترک'' کہا گیا یعنی مشرق کا یا ''آسمان کا آوارہ گرد۔'' گورداسپور کے ترکوں کا پیشہ رسی بٹنا بتایا جاتا ہے۔ تپڑ بنانے میں انہیں خصوصی مہارت حاصل ہے لیکن پٹ سن کی صنعت کو فروغ حاصل ہونے سے ان کا کاروبار کافی متاثر ہوا۔ شملہ پہاڑوں اور کُولُو میں اس اصطلاح سے مسلمان مراد لی جاتی ہے۔

ترکزئی...... پشاور کے دوآبہ ٹپہ میں آباد بالائی یا برمہندوں کا ایک قبیلچہ۔ یہ خالصہ خطے پر رہا کرتے تھے لیکن عہد جہانگیری میں موجود مچنی قلعہ سے اوپر کی پہاڑیوں میں آباد ہو گئے۔

ترکلانزی...... یوسفزئی سے تعلق رکھنے والا پٹھان قبیلہ۔

ترکھان...... ترکھنار، تکھان، تھرکانز، درکھان اس نام کی مختلف صورتیں ہیں۔ اس کے مترادف اصطلاحات یہ ہیں: کاریگر، بڑھئی، بڑی یا باڑی، نجار، گھاڑو، کھاتی، کارچوب، خرادی، مستری، چتریرا اور رام گڑھیا۔ اس کے علاوہ وہ کمان گر اور سُتھار بھی کہلاتا ہے۔ پنجاب کے ترکھان کو شمال مغربی صوبوں میں زیادہ بہتر طور پر بڑھئی، جمنا اضلاع میں باڑھی اور باقی کے مشرقی میدانوں میں کھاتی کے طور پر جانا جاتا ہے۔ وہ لوہار کی طرح ایک حقیقی دیہی خدمتگار ہے۔ وہ تمام زرعی آلات اور گھریلو فرنیچر مرمت کرتا اور چھکڑے، رہٹ اور بیلنے کے سوا سب اشیاء رواجی معاوضے کے بدلے میں بلا قیمت بناتا ہے۔ تمام امکانات کے تحت وہ بھی لوہار

والی ذات سے ہے لیکن اس کی سماجی حیثیت کافی برتر ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک جٹ وغیرہ اس کے ساتھ تمباکو نوشی کر لیا کرتے تھے لیکن اب یہ روایت ختم کرتے جا رہے ہیں۔ وسطی علاقوں کے خاطی، ترکھان بھی ہیں اور لوہار بھی۔ وہاں اسے لوہار سے بلند حیثیت کا خیال کیا جاتا ہے، البتہ وہ لوہار ہی ہے۔ ترکھان صوبہ بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ تاہم، بیشتر پیشہ ورانہ ذاتوں کی طرح وہ کسی بھی اور جگہ کی نسبت سرحد پر کم تعداد میں ہیں۔ پہاڑیوں میں بھی اس کی جگہ کافی حد تک تھاوی نے لے لی ہے اور غالباً لوہار نے بھی۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ جمنا اضلاع میں باڑھی خود کو اپنے مغربی بھائی کھاتی سے برتر سمجھتا اور اس کے ساتھ شادی نہیں کرتا، اور یہ کہ خاطی کی شادی شدہ عورتیں نتھ نہیں پہنتیں جبکہ باڑھی کی پہنتی ہیں۔ اینٹوں کی چنائی کرنے والے لوہار کو بالعموم ترکھان ہی بتایا جاتا ہے۔ خاطی عورتوں میں نتھ پہننے کے حوالے سے ایک دلچسپ رواج پایا جاتا ہے۔ پہلے دور میں وہ نتھ پہنا کرتی تھیں لیکن کریوا کا آغاز ہونے کے بعد یہ رواج ختم ہو گیا۔ تاہم، دہلی کی جامع مسجد میں خاطی عورتوں کی جے پور والی بہنیں نتھ پہنے ہوئے ملتی تھیں مگر خاطی پنچایت نے ہدایت کر دی کہ وہ یا تو ناتا یعنی بیوہ کی شادی کرنا شروع کر دیں یا پھر نتھ پہنا کریں۔ ستھار کریوا پر عمل کرنے کے علاوہ عورتوں کو نتھ پہننے کی اجازت بھی دیتے ہیں۔ تاہم کریوا کے لیے کچھ شرائط مقرر ہیں: بیوہ سے شادی کرنے والے شخص کو ذات سے خارج ہونا پڑتا ہے، اور بیوہ صرف اپنے جیٹھ سے ہی شادی کر سکتی ہے۔ دیور اسے ماں سمجھتا ہے۔

ترگ...... ضلع میانوالی کی عیسیٰ خیل تحصیل میں جٹوں کا قبیلہ۔ نیازیوں کے درمیان آباد ہونے کی وجہ سے وہ بھی خود کو نیازی کہلوانے لگے ہیں۔

ترگر...... جٹ رتبے کا ایک قبیلہ جو دریائے چناب پر ملتان اور مظفر گڑھ میں چند دیہات کا مالک ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ بھٹی راجپوت تھے اور ان کا نام بیکانیر میں اصل وطن ترگر کی نسبت سے ہے۔ وہ ہجرت کر کے پہلے جھنگ آئے اور پھر تقریباً 160 برس قبل سیالوں سے جھگڑے کے بعد دریائے چناب کے کناروں پر بس گئے۔

ترگڑ...... ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

ترمذی...... منٹگمری میں زراعت پیشہ سید قبیلہ۔

ترڈند...... ستی، دُھند یا جسگم کی ایک شاخ جن کا سلسلہ ایک پست ذات بیوی یا طوائف سے

جاری ہوا۔

ترہولی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تریر......یہ قبیلہ کبھی باغ نامی گاؤں میں رہا کرتا تھا جس کے آثار سکیسر پہاڑ کے قریب اب بھی ملتے ہیں۔ یہ اب تقریباً نابود ہو چکے ہیں۔

تریڑھ......راولپنڈی میں ایک چور طبقہ۔

تریلی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ترین......امرتسر اور منٹگمری میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔ ریورٹی کے مطابق ترین نامی شخص سَربن کا بیٹا تھا، لہٰذا وہ گدونوں کے قرابت دار بنتے ہیں۔

تُلّا......شاہ پور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تلوٹ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تلوکر......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

تلہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ٹلے......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

ٹلیال......گکھڑوں کی ایک چھوٹی سی شاخ جس کے ساتھ اس قبیلے کی دیگر گوتیں باہمی شادیاں نہیں کرتیں۔

تلیری......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تمبولی......پان اور چھالیہ فروخت کرنے والا۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان اشیاء کی فروخت صرف اسی ذات کے افراد کرتے ہیں۔ یہ غالباً محض ایک پیشہ ورانہ اصطلاح ہے۔ اگر وہ ایک ذات ہوتے تو ان کا اندراج ہر ضلع سے ہوتا کیونکہ یہ لفظ صوبہ بھر میں مستعمل نظر آتا ہے۔ شیرنگ نے اسے بنارس کے نواح میں ایک جداگانہ ذات بتایا۔ سنسکرت میں پان کے پتے کو تمبولی کہتے ہیں۔

تنگ......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تنگر......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

تنوار......مشرقی میدانوں کا مرکزی راجپوت قبیلہ۔ اگرچہ تنوار جادو بنسی کی ایک ذیلی شاخ ہیں

لیکن انہیں بالعموم راجپوتوں کے 36 شاہی قبیلوں میں سے ایک مانا جاتا ہے۔اس نے ہندوستان کو وکرمادتیہ کی سلطنت دی۔ایک پرانے اننگ پال تنوار نے 792ء میں قدیم اِندرپت کے ملبے پر دہلی شہر کی بنیاد رکھی اور اس کے سلاطین ساڑھے تین سو سال تک حکومت کرتے رہے۔درحقیقت خود دہلی کے اندر بھی ان کی تعداد توقع سے کم ہے۔لیکن انبالہ، حصار اور سرسا میں کافی تعداد ہے۔مشہور و معروف ہونے کے وجہ سے مختلف قبائل کے بہت سے راجپوتوں نے تنوار کے ساتھ کوئی حقیقی قرابت داری نہ ہونے کے باوجود خود کو یہی بتایا۔ چنانچہ کرنال کے چوہان راجپوت غالباً چوہان ہی ہیں۔

مشرقی پنجاب کے بہت بڑے راجپوت قبائل میں سے تنوار بھی ایک ہیں۔کہتے ہیں کہ جب انہیں دہلی سے بے دخل کیا گیا تو وہ کرنال میں پونڈری کے مقام پر آباد ہوئے، یعنی انبالہ سرحد پر۔یہ علاقہ کبھی پنڈیر کا مرکز تھا۔بعد ازاں وہ مشرق و مغرب میں دونوں جانب سرایت کر گئے۔اب وہ ہریانہ یا ضلع حصار کے بہت بڑے علاقہ میں رہتے ہیں اور کرنال کے پار اور پٹیالہ کے جنوب میں ضلع انبالہ کے مغرب تک پہنچے ہوئے ہیں۔یوں چوہان اور ان کے مشرق میں جمنا اضلاع میں آباد دیگر راجپوتوں کو مالوہ کے جٹ قبائل سے جدا کرتے ہیں جو ان کے مغرب میں واقع ہیں۔تاہم، زیریں گھگر پر ضلع حصار اور پٹیالہ میں ان کے شمال مغرب کی طرف ایک چوہان آبادی ہے۔ہریانہ کے جاتو ایک تنوار قبیلچہ ہیں۔

توترؤ......منٹگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

تولا......گجرات میں مسلمان جٹوں کا ایک قبیلہ۔وہ گوندل جٹوں کی ایک شاخ ہونے کا دعویٰ کرتے اور کہتے ہیں کہ ان کا ایک جدامجد لاولد تھا۔اس نے قسم کھائی کہ اگر اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اس کے وزن کے برابر سونا اور چاندی تول کر غرباء میں تقسیم کرے گا۔اس کا بیٹا تولا کہلایا۔

تونیاں......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تہرانا......منٹگمری میں سیالوں کی دو مرکزی شاخوں میں سے ایک۔

تہیم......جٹ شمار کیا گیا ایک قبیلہ۔تہیم عربی ماخذ اور تمیم نامی ایک انصاری قریشی کی نسل ہونے کے دعویدار ہیں۔جھنگ کی تحصیل چنیوٹ میں پہلے ان کی کافی املاک تھیں اور فرمانروایان

دہلی کے تحت ان علاقوں پر تہیم صوبہ دار (گورنر) تھے۔اعوانوں کا ایک تہیم قبیلچہ بتایا جاتا ہے۔ تہیم مکمل طور پر زراعتی نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اکثر قصابوں اور کتان کوبی کا کام کرتے ہیں یا ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ محض یہ ہو کہ قصاب اور کتان کوبوں کا بھی ایک تہیم قبیلچہ ہے جس کی وجہ تسمیہ یہی قبیلہ ہے۔ جہاں تک ہمارے اعداد و شمار دکھاتے ہیں تو وہ ایک طرح سے بہاولپور اور زیریں سندھ اور چناب پر ملتان میں مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان تک ہی محدود ہیں۔ ملتان کے تہیم کا کہنا ہے کہ ان کا قریب ترین مورث اعلیٰ سمبھال شاہ کوئی 700 سال قبل لوٹ مار کی مہم پر یہاں آیا اور اس نے ملتان پر چالیس سال تک حکمرانی کی۔اس کے بعد اسے مار ڈالا گیا اور اس کے پیروکار اِدھر اُدھر بکھر گئے۔ چودھویں صدی کے نصف آخر میں تیمور نے انڈیا پر حملہ کیا تو ''تہیم کے میدانی علاقوں میں آباد اپنے دیرینہ دشمن جٹ (Getae) کو مدمقابل پایا'' اور صحرا تک ان کا تعاقب کیا۔ٹاڈ ایک ناپید ہو چکے راجپوت قبیلے کا ذکر کرتے ہیں جسے انہوں نے ڈہیما کہا۔ چنیوٹ کی مقامی روایت میں زور دیا گیا ہے کہ شاہ جہاں کا وزیر سعد اللہ خان ایک تہیم جٹ تھا۔ بہاولپور کے تہیم کاشتکار ہیں لیکن ان کے ذہن میں اب بھی یہ خیال سمایا ہوا ہے کہ شہنشاہ شاہ جہاں کا وزیر سعد اللہ خان تھا۔اور ہمایوں کے عہد میں آگرہ کے ایک عالم فاضل شیخ جلال کا تعلق بھی ان کے قبیلے سے تھا۔اب وہ ملتان کی کبیر والا تحصیل کے جنوب مغرب میں چناب پر ملتے ہیں اور جرائم کے لیے بدنام ہیں۔لیکن وہ صوبے کے دیگر حصوں بالخصوص لودھراں اور کہروڑ میں بھی پائے جاتے ہیں۔

تھاوی.....تھاوی بالکل اسی طرح پہاڑیوں کا پتھر تراش اور ترکھان ہے جیسے اینٹوں کی چنائی کرنے کے پیشے سے وابستہ میدانوں کا راج بالعموم ترکھان ذات کا بتایا جاتا ہے۔یوں وہ ایک طرف لکڑی کے کاریگروں یا ترکھانوں اور دوسری طرف اینٹیں چننے والوں اور مستریوں یا راجوں کے درمیان تعلق جوڑتا ہے۔تھاوی ہمیشہ ایک ہندو اور سماجی حیثیت میں داغی/ر داگی یا اچھوت خدمت گار سے بہت اوپر لیکن کنیت یعنی پہاڑیوں کی کمتر کاشتکار ذات سے کچھ پست ہے۔ سردار گوردیال سنگھ نے ہوشیار پور کے ایک تھاوی سے موصولہ معلومات کو یوں بیان کیا ہے:

''ایک بوڑھے شخص نے بتایا کہ وہ اور اس کے لوگ ایک برہمن خاندان سے تھے لیکن پتھر تراشنے کا پیشہ اختیار کرنے سے تھاوی ہو گئے۔تب سے برہمن ان کے ساتھ باہم ازدواج

نہیں کرتے۔تھاویوں میں وہ افراد شامل ہیں جو برہمن راجپوت کنیت اور پیدائشی طور پر ان جیسے ہیں۔ان سب نے آپس میں آزادانہ ازدواجی رشتے قائم کیے اور یوں ایک حقیقی تھاوی ذات تشکیل دی جو ان سے بالکل الگ تھی۔اس ذات نے تھاویوں والا پیشہ اختیار کرلیا لیکن اپنی اصلی ذات بدستور قائم رکھی۔'' پہاڑیوں کے تھاوی اردگرد کے بڑھئی یا خرادی کے ساتھ باہم ازدواج نہیں کرتے۔

تھاہل......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تُھتھال......گجرات میں مسلمان جٹوں کا قبیلہ۔یہ راجا کرن کے بیٹے تھاتھو کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

تھرولی......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

تھکیال......یہ قبیلہ کبھی بھمبر میں آباد تھا۔

تھکیڑیے......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

تھِند......لدھیانہ میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلچہ۔ان کے جدامجد بچھو کی سمادھ ضلع لدھیانہ میں شہنہ کے مقام پر ہے۔قبیلچے کے ارکان وہاں سے اینٹیں لے کر اپنے اپنے گاؤں میں سمادھیں بناتے ہیں۔ان کے ہاں بھی جنڈیاں کی رسم رائج ہے۔

تھوبا،تھوبی......(دیکھیں ''دھوبی'')۔لیکن پنجاب میں کنواں کھودنے والے کو بھی کہتے ہیں۔یہ غالباً ٹوبا کے مترادف ہے۔

تھوتھیا......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

تھوٹھا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تھوری......تھوری اور اہیری کم از کم پنجاب میں ایک ہی ذات معلوم ہوتے ہیں۔

تھہیم......(1) منٹگمری میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔(2) ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ (3) شاہ پور میں زراعت پیشہ کھوکھر قبیلچہ (دیکھیں ''تہیم'')۔

تھیر......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

تیجرا......امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

تیلی......تیل نکالنے والا۔میانوالی،مظفرگڑھ اور ڈیرہ غازی خان میں اسے چاکی کہتے ہیں۔اس

کے لیے عزت کے القابات روغن گر یا روغن کش ہیں۔ یہ صابن اور نمدے بھی بناتے ہیں۔ غریب ترین گھروں میں بھی سبزیوں کے تیل کی بجائے مٹی کے تیل کے استعمال نے تیلیوں کو ان کا اصل پیشہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے اور وہ دیگر پیشے اپنانے لگے ہیں۔ مثلاً گورداسپور میں بہت سے تیلی اب بطور مزارعہ کام کرتے ہیں۔ ان کے تین پیشہ ورانہ گروپ ہیں: (1) خراسیہ۔ (2) پنجا یا دُھنیا۔ (3) تیلی خاص جو سیالکوٹ میں جنگلا کہلاتے ہیں۔ کچھ دُھنیے گوشت بھی بیچتے ہیں۔

مسلمان تیلی بابا حسّو کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، جس نے کولہو ایجاد کیا اور جس کے مقبرے لاہور میں چوک جھنڈا اور سیالکوٹ میں ہیں۔ روایت بتاتی ہے کہ حضرت ایوبؑ کے بھتیجے اور باعور کے بیٹے لقمان نے تمام فنون کے موجد حضرت داؤدؑ کی شاگردی اختیار کی۔ لقمان نے سرسوں کے بیجوں سے تیل نکالنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ آخر کار ایک بوڑھی عورت نے اسے طریقہ سمجھایا۔

تیلی راجا...... پنجاب کے جنوب، جنوب مغرب، ڈیرہ غازی خان اور مظفر گڑھ میں ملنے والے فقیروں کا ایک طبقہ۔ لیکن ان کا اصل وطن گوجرانوالہ بتایا جاتا ہے۔



ٹ

ٹانوری......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ٹنڈی......امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

ٹوانہ......(1) شاہ پور کوہستان نمک کے دامنی علاقہ میں ٹوانہ آباد ہیں اور انہوں نے پنجاب کی تاریخ میں اس سے کہیں زیادہ نمایاں کردار ادا کیا جو محض ان کی تعداد دیکھتے ہوئے مشکل نظر آتا ہے۔انہیں پنوار راجپوت اور سیال و گھیبا والے مورث اعلیٰ کی نسل سے ہی قرار دیا جاتا ہے۔(دیکھیں ''سیال'') وہ پنجاب میں غالباً سیالوں کے ساتھ ہی آئے اور یقیناً پندرھویں صدی ختم ہونے سے پہلے وہ سب سے پہلے دریائے سندھ پر جہانگیر کے مقام پر آباد ہوئے لیکن انجام کار شاہ پور تھل میں اپنے موجودہ مسکن کو چلے گئے جہاں مٹھا ٹوانہ میں اپنا مرکزی قصبہ تعمیر کیا۔اس سے بعد کی تاریخ ''دی چیفس آف پنجاب'' کے صفحات 519 تا 534 اور کرنل ڈیویز کی شاہ پور رپورٹ کے صفحہ 40 سے آگے بیان کی گئی ہے۔باقی کا ضلع سکھوں کا مطیع ہو جانے کے کافی عرصہ بعد تک ٹوانوں نے اپنی مزاحمت جاری رکھی۔اب وہ ایک نیم گلہ بان، نیم کاشتکار قبیلہ اور سپاہی پیدا کرنے والے مضبوط آدمیوں کی نسل ہیں۔تاہم، ان کے اوصاف افسوسناک طور پر ان کی انتہائی جھگڑالو افتاد سے داغدار ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی آپس میں اور جس کسی کے ساتھ بھی واسطہ پڑا اس میں ان کی غیر مختتم شورش جاری ہے۔(2) جٹوں کا ایک قبیلہ۔پٹیالہ میں وہ ٹوانہ کی ساتویں پشت میں ایک پنوار راجپوت لکھو کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔وہ تیرھویں صدی میں دھارانگری سے ہجرت کر کے آئے۔(3) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔

ٹوبا......کنواں کھودنے والا، جسے غوطہ خور بھی کہتے ہیں (لدھیانہ میں)۔گجرات میں ٹوبوں کو سنگھ یا سینگھ بھی کہا جاتا ہے۔لیکن سنگھا کی اصطلاح غالباً صرف کنوؤں کا سراغ لگانے والوں کے لیے مخصوص ہے۔

ٹوڈی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ٹھٹھیرا، ٹھٹھیار......کلائی گر اور مسگر اس کے ہم معنی الفاظ ہیں۔ ٹھٹھیرا وہ شخص ہے جو پیتل اور دیگر بھرت دھاتیں فروخت کرتا ہو۔ وہ بالعموم ہندو ہیں اور مقدس دھاگا پہنتے ہیں۔

ٹھگ......دھوکے باز۔ پنجاب میں پیشہ ور ٹھگ بننے کی جانب رجحان رکھنے والی واحد ذات ''مذہبی'' (مذبی) ہے۔

ٹھوکا......مشرقی پنجاب میں ترکھان کو کہتے ہیں۔



ج

جاتلے......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔
جاٹو......ایک راجپوت قبیلہ جسے تُوار قبیلچہ بتایا جاتا ہے۔ کسی دور میں یہ تقریباً سارے حصار پر قابض تھا اور اب بھی ضلع حصار کے علاوہ روہتک اور جنڈ میں ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔
جاجک......راولپنڈی ڈویژن میں ایک ہندو نائی کے لیے مروج اصطلاح۔ لیکن ملتان میں اس لفظ کا مطلب ''پروہت'' بتایا جاتا ہے۔ ایک رائے کے مطابق یہ جاچک ہی ہیں۔
جاجی......اب پٹھان شمار ہونے والا قبیلہ۔ یہ ککّی کے بیٹے کھکیانی کی نسل ہونے کے دعویدار ہیں لیکن ان کا ماخذ غالباً اعوان ہے تاہم درانی افغان تسلیم کرتے ہیں کہ کھکیانی ان کے قرابت دار ہیں۔ جاجی تُوری کے مغرب اور کُرم کی مغربی سرحد پر آباد ہیں۔
جاچک...... بھکاری، معائنہ کرنے والا، ثبوت دینے والا۔ جاچ کا مطلب اندازہ کرنا، آزمائش یا مہارت ہے۔ لفظ جاجک اسی کی تبدیل شدہ صورت معلوم ہوتی ہے۔
جادُو، جادُو بنسی...... چندر بنسی نسل کا راجپوت قبیلہ جنہیں میجر ٹوڈ نے ''ہند کے تمام قبائل میں سب سے زیادہ ذی شان'' قرار دیا لیکن بھٹی نے اس نام کو گہنا دیا جو جدید ادوار میں ان کی غالب شاخ کا نام ہے، ان کا اندراج بالخصوص دہلی اور جنوبی پٹیالہ سے ہوا۔
جاڈ، جار، زاد...... کناور میں کنیتوں کا ایک گروپ یا طبقہ۔ دیگر کنیت ان کے ساتھ ازدواجی بندھن قائم نہیں کرتے کیونکہ وہ انہیں کمتر رتبے کا سمجھتے ہیں۔
جارا......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔
جاڑ......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔
جاکھر...... دیسوالی جٹوں کا ایک قبیلہ جو راجپوت (چوہان یا اُدھی) نسل کے دعویدار ہیں۔ ان کا مورث اعلیٰ جاکھو بیکانیر سے ہجرت کر کے روہتک میں جھجر گیا۔ جاکھر تقریباً مکمل طور پر

گڑگاؤں اور روہتک کی ملحقہ جھجر تحصیل تک ہی محدود ہیں۔

جاگل......کھوسہ بلوچ کا ایک قبیلچہ۔

جالبے......کھرلوں کی ایک شاخ۔ پیروکے کی طرح اسے بھی چوہڑا نسل خیال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ دونوں ہی چوہریرے کہلاتے ہیں۔ روایت کے مطابق مشہور چوہڑا ڈاکو ساندل (جس کے نام پر ساندل بار کا نام ہے) نے اپنے علاقے میں مویشی چرانے کی اجازت دینے کے عوض کھرلوں سے ایک دلہن کا مطالبہ کیا تھا لیکن کھرلوں نے ساندل اور اس کے پیروکاروں کو مار بھگایا اور ان کی عورتوں کو بطور مال غنیمت حاصل کر لیا۔

جالپ......شاہ پور اور جہلم میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔ جہلم میں انہیں تھامسن نے للّوں اور پھپھروں کے ساتھ شمار کرتے ہوئے ''نیم جٹ قبیلہ'' قرار دیا جبکہ برانڈرتھ ان کا ذکر کھوکھروں کی طرح بطور ''نیم راجپوت قبیلہ'' کرتا ہے جنہوں نے جنجوعوں کو پنڈ دادنخان میں سے نکال باہر کرنے میں مدد دی۔ وہ دریائے جہلم اور پنڈ دادنخان کے مشرق میں واقع پہاڑوں کے درمیان زرخیز خطے ''جالپ علاقہ'' میں بہ کثرت ہیں۔ البتہ وہ 25 مربع میل سے زائد رقبے کے مالک نہیں۔ کسی اور ضلع میں ان کی ملکیت زمین کی اطلاع نہیں ملی۔

ان کا کہنا ہے کہ وہ بالاصل کھوکھر راجپوت تھے۔ ان کا مورث اعلیٰ مشہور پیر جالپ ضلع شاہ پور میں رام دیانی کے مقام پر دفن ہوا۔ وہ جالپ سے کئی پشتوں بعد سدھارن کے دور میں اپنے موجودہ مساکن میں آئے۔ ایک اور بیان کے مطابق شہنشاہ شاہ جہاں کے دور میں وہ دریائے چناب کے کناروں پر آباد تھے۔ تب شاہ جہاں نے ان کے سرداروں سے ایک لڑکی اپنے حرم میں بھجوانے کا کہا، جیسا کہ دیگر راجپوتوں نے بھی کیا تھا۔ جالپ تو مان گیا مگر دیگر قبیلے والوں نے اس اقدام کی منظوری نہ دی۔ جب وہ اپنی بیٹی لینے کے لیے گھر آیا تو قبیلے والوں نے دھاوا بولا اور اسے (جالپ کو) مار ڈالا۔ شاہ جہاں نے انہیں سزا دینے کے لیے ایک فوج روانہ کی۔ وہ اپنے وطن کو چھوڑنے پر مجبور ہو کر جہلم پار چلے گئے اور جنجوعوں کے ساتھ کئی لڑائیاں لڑنے کے بعد اس جگہ آباد ہوئے جہاں اب بھی ملتے ہیں۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ نندنا کے جنجوعہ راجوں کے دور میں ایک مچھیرا دریا میں جال ڈالے بیٹھا تھا۔ جب اس نے جال کھینچا تو اس میں ایک چھوٹا سا لڑکا بھی تھا۔ بچے کو راجا کے پاس لے جایا گیا جس نے

اس کا نام جالپ رکھا، یعنی جال سے ملنے والا۔ راجا نے لڑکے کی پرورش کی اور دریا کے کنارے کافی زمینیں دیں۔ اس بیان کے مطابق جالپ درحقیقت ماچھی ہیں۔

یہ کہانیاں ان کی اصلیت پر بہت کم روشنی ڈالتی ہیں۔ ان کے پڑوسی اس دعوے کو تسلیم نہیں کرتے کہ وہ راجپوت ہیں اور وہ مقامی سطح پر راجپوت خیال کیے جانے والے قبائل کی نسبت پست سماجی حیثیت رکھتے ہیں۔ البتہ ان کا رتبہ جٹوں سے برتر ہے۔ ان میں اور آس پاس کے دیگر قبائل میں جسمانی ہیئت، شکل وصورت یا آداب کے لحاظ سے کوئی بڑا فرق نہیں۔ وہ اچھے کاشتکار اور لڑاکا جذبہ رکھنے والے ہیں۔ ان کی رسوم علاقے کی عمومی رسوم جیسی ہیں لیکن وہ برہمنوں کو اپنا پروہت سمجھتے ہیں اور شادی کی رسومات میں ان کے ہاں بہت سی ہندو رسوم مروج ہیں۔ وہ عموماً قبیلے کے اندر ہی شادیاں کرتے ہیں لیکن کھیوا، کلس اور بھرت سے لڑکیاں لے لیتے ہیں مگر انہیں اپنی لڑکیاں نہیں دیتے۔ جبکہ جنجوعوں اور کھوکھروں کے ساتھ اس کے برعکس عمل کرتے ہیں۔

جالکھے، یا جلپ کے...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔ بلاشبہ یہ جالکھے ہی ہیں۔

جالی...... جنڈ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔

جام...... سندھ میں سردار یا سربراہ کو جام کہتے ہیں۔ کسی پنجابی قبیلے کے سردار کے نام کے ساتھ جام لگا ہونا اس کے سندھی ماخذ کی جانب اشارہ کرتا ہے یعنی وہ سندھ یا دریائے سندھ کی وادی سے ہجرت کر کے آیا۔ قدیم وقتوں میں سندھ کی وادی جدید میانوالی کے شمال تک آتی تھی۔

جامرا...... قابل ذکر عمدہ جسمانی ساخت کے حامل جٹوں کا ایک قبیلہ جو ضلع ڈیرہ غازی خان میں ملتا ہے۔ غالباً یہ قدیمی نسل کے ہیں یا پھر مشرق کی طرف سے یہاں آئے۔

جاموگی...... کنیتوں کی ایک ال (شاخ) جس کا نام ایک گاؤں دھامی کے نام پر ہے۔

جانگل...... مغل دور میں جھنگ سے آ کر ملتان میں آباد ہونے والا ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جانگلی...... ساندل بار کے خانہ بدوشوں کے لیے ایک نسلی اصطلاح، جو حالیہ دور میں ہی مروج ہوئی۔

جانی...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جانیل...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جَبَر......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جبلی......ملتان میں کہروڑ کے قریب سید خاندانوں کا ایک گروپ۔ انہیں یہ نام کوہ جبل کی نسبت سے دیا گیا جو عرب میں ہے۔

جبوکے......(1) ایک کھرل قبیلہ اور (2) ایک مسلمان جٹ قبیلہ۔ یہ دونوں ہی زراعت پیشہ ہیں اور منٹگمری میں ملے۔

جتکے......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

جتووال......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

جتوئی......(1) شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔ (2) بلوچ کی اصل مرکزی شاخوں میں سے ایک لیکن اب ایک منظم قبیلے کی صورت نہیں رکھتے۔ یہ ان تمام جگہوں پر ملتے ہیں جہاں جہاں بلوچ گئے۔ منٹگمری میں اسے زراعت پیشہ شمار کیا گیا۔ چناب کالونی میں اس کی تعداد تمام بلوچ قبائل سے زیادہ ہے۔

جتھیانا......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

جتھے دار......ایک سکھ لقب۔ لفظی مطلب ہے: جت یا لمبے بال رکھنے والے۔ اس کے برعکس مُنا سکھ اپنے بال کٹواتا ہے۔

جتیانا......سیالوں کا قبیلہ۔

جٹ......جنوب مشرقی پنجاب میں اس کا تلفظ جٹ اور وسطی پنجاب میں جٹ ہے۔ تصغیر کے لیے عموماً جٹیٹا، جلیٹرا اور جٹونگڑا (بطور تحقیر) استعمال ہوتے ہیں۔ صوبے کے جنوب مغرب میں جٹ کے لیے ملتانی اور بلوچی اصطلاح جگدال ہے جبکہ جٹ سے اونٹ بان مراد لیا جاتا ہے۔

ہندوستان کے بارے میں مسلمان مورخین کی تحریروں میں جٹوں کا ذکر کہیں کہیں ملتا ہے۔ ابن خرداذبہ (اندازاً 912ء) کرمان کی سرحد سے منصورہ تک کا فاصلہ 80 پرسنگ بتاتا اور کہتا ہے: ''یہ راستہ زتوں (جٹوں) کے علاقے سے ہو کر گزرتا ہے جو اس پر نظر رکھتے ہیں۔'' مجمع التواریخ (اندازاً 1126ء) کے مصنف کے مطابق جٹ اور میڈ یائی (Meds) ہیم (Ham) کی مشہور اولادیں تھے۔ دونوں ہی وادی سندھ میں اور دریائے بہار کے کنارے آباد تھے۔ سندھ کی وادی سے مراد میانوالی سے لے کر نیچے دریا کے دہانوں تک کا علاقہ ہے

اور جٹ میڈ یاؤں کے مطیع تھے جن کے دباؤ نے انہیں دریائے Pahan کے اُس پار دھکیل دیا۔ تاہم، جٹ کشتیاں استعمال کرنے کے عادی تھے اور یوں دریا پار کر کے میڈیاؤں پر حملے کرنے کی قابلیت رکھتے تھے۔ میڈ یاؤں کے پاس بھیڑیں کافی تعداد میں تھیں۔ انجام کار جٹوں نے میڈیائی طاقت پر حملہ کیا اور ان کے علاقے کو لوٹا۔ ایک جٹ سربراہ نے دونوں قبائل کو اپنے اختلافات دور کرنے پر مائل کیا اور سرداروں کا ایک وفد دھرت راشٹر کے بیٹے بادشاہ دجُوشن (دریودھن) کے پاس بھیج کر درخواست کی کہ وہ ایک بادشاہ نامزد کر دے جس کی وہ دونوں قبیلے اطاعت کریں۔ چنانچہ شہنشاہ دریودھن نے اپنی بہن اور ایک طاقتور بادشاہ جیہ دھرت کی بیوی دُوہسلا کو جٹوں اور میڈیاؤں پر حکومت کرنے کے لیے نامزد کیا چونکہ علاقے میں کوئی برہمن نہیں تھا اس لیے دُوہسلا نے اپنے بھائی کو مدد کے لیے لکھا۔ اس نے ہندوستان سے 30,000 برہمن بھجوادیئے۔ دُوہسلا کی راجدھانی اسکلند (Askland) تھا۔

سندھ کے برہمن حکمران چچ نے جٹوں اور لوہانوں کی تحقیر کی۔ اس نے انہیں مجبور کیا کہ وہ محض جعلی تلواریں اٹھائیں، زیر جامہ جات نہ پہنیں اور صرف سرخ یا کالے رنگ کا لباس زیب تن کریں، اپنے گھوڑوں پر کاٹھی نہ ڈالیں، اپنے سر اور پیر ننگے رکھیں، باہر جاتے وقت اپنے کتے ساتھ لے کر جائیں اور شاہی باورچی خانے کے لیے جلانے کی لکڑی جمع کیا کریں۔ لوہانا میں سے لاکھا اور سما (وہ بدیہی طور پر جٹ تھے) پر بھی یہی قانون لاگو ہوتا تھا۔ محمد بن قاسم نے ان قواعد کو قائم رکھتے ہوئے کہا کہ جٹ فارس کے وحشیوں جیسے تھے، اس نے ان پر خراج بھی لاگو کیا۔

عربوں کی اطاعت اور خدمت اختیار کرنے والے غزنی کے ٹھاکروں اور کھیتی ٹھاکروں نے محمد بن قاسم کے دور میں (712ء) ساگر اور بیت جزیرے میں فوج تعینات کی۔ بلوچ کی طرح جٹوں نے بھی عمر (یا اُمر) کے خلاف بغاوت کی لیکن انہیں جلد ہی مطیع کر لیا گیا (1300ء)۔

834ء میں اور پھر 835ء میں عجیف بن عیسیٰ کو جٹوں کے خلاف بھیجا گیا جن کا سردار محمد بن عثمان اور کمانڈر سملُو تھا۔ عجیف نے انہیں سات ماہ طویل مہم میں شکست دی اور ان کے 27,000 افراد قیدی بنا لیے جن میں عورتوں اور بچوں کے علاوہ 12,000 جنگجو شامل تھے۔ ان

قیدیوں کو بغداد لے جایا گیا اور اس کے بعد شمالی سرحد بھجوایا گیا جہاں وہ جلد ہی بازنطینی حملے کی نذر ہو گئے۔

1192ء میں رائے پتھورا کی شکست اور دہلی پر محمد غوری کے قبضے کے بعد جتوان نے ہانسی میں غوری کے خلاف قومی جدوجہد کا معیار بلند کیا، لیکن قطب الدین ایبک نے اسے باگر کی سرحدوں پر شکست دے کر ہانسی پر قبضہ کر لیا۔ یہ واضح نہیں ہوتا کہ آیا جتوان ایک جٹ رہنما تھا۔ فرشتہ کے مطابق جتوان گجرات میں نہروالا کے رائے کا مطیع تھا۔

نومبر 1398ء میں تیمور جنگل سے ہوتا ہوا کرنال سے توہانا تک گیا۔ راستے میں آنے والے ایک خطے میں جٹ آباد تھے جو صرف نام کے مسلمان اور چوریوں وڈاکہ زنی میں بے مثل تھے۔ وہ سڑکوں پر جاتے ہوئے قافلوں کو لوٹ لیتے اور مسلمانوں و مسافروں کے لیے باعثِ ہراس تھے۔ تیمور کی آمد پر جٹوں نے گاؤں (توہانا) کو چھوڑا اور اپنے کماد کے کھیتوں، وادیوں اور جنگلوں میں چھپ گئے۔ لیکن تیمور نے ان کا تعاقب کیا اور ایک لڑائی میں 2,000 عفریت نما جٹوں کو مارا۔

1530ء میں سلطان محمد ابن تغلق کو بیراہوں، مندہاروں، جٹوں، بھٹیوں اور منہاسوں کی سرکوبی کرنا پڑی جنہوں نے سُنام اور سامانہ کے گرد "منڈل" تشکیل دے کر شاہراہوں پر ڈاکہ زنی کی وارداتوں کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔

بابر لکھتا ہے کہ وہ جب بھی ہندوستان میں آیا، جٹ اور گوجر کافی تعداد میں اپنی پہاڑیوں اور جنگلوں میں سے نکل کر حملہ آور ہوئے تاکہ بیل اور بھینسیں لوٹ سکیں۔ انہوں نے زبردست سرکشی کا مظاہرہ کیا اور ان علاقوں سے لگان بہت کم وصول ہوتا تھا۔ جب باقی کا سارا ملک زیر ہو گیا تو ان قبائل نے دوبارہ اپنے سابقہ دستور اپنا لیے اور سیالکوٹ سے بابر کے پڑاؤ کی طرف جاتی ہوئی ایک ترکی گیریژن کو لوٹ لیا۔ بابر نے دو یا تین مجرموں کو ٹکڑے ٹکڑے کروا دیا۔ بھکیال اور دیگر قبائل کی طرح جٹ بھی گکھڑوں کے ماتحت تھے۔ کوٹ کپورا کے جٹ فتح خان نے سارے لکھی جنگل میں تباہی مچائی۔

جنوب مشرقی پنجاب کے جٹ سیاسی اعتبار سے بھرت پور نظامت کا حصہ تھے (دہلی کی مغل سلطنت کے عہدِ انحطاط میں)۔ کبھی کبھار کوئی گاؤں شاہی رسد کے قافلے کو لوٹ لیتا

لیکن قبائل بحیثیتِ مجموعی بھرت پور کو اپنی راجدھانی مانتے تھے۔ نواب صفدر جنگ نے سورج مل کی مدد سے سارا میوات اور دہلی کے تمام نواحی علاقے حاصل کر لیے۔

بھرت پور کے جٹ: پنجاب میں جٹوں کے حوالے سے مندرجہ ذیل بیان سر ڈینزل ابٹسن کی ''پنجاب کی ذاتیں'' سے نقل کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے بیان کا آغاز ان خیالات کے ساتھ کیا کہ جٹوں، راجپوتوں اور مخصوص دیگر ذاتوں (قبائل) کے درمیان خطِ امتیاز کھینچنا ناممکن ہے۔ یہ بات خاص طور پر سارے مغربی پنجاب پر صادق آتی ہے جہاں زمیندار اور کاشتکار طبقات قبائلی بنیادوں پر منظم ہیں۔ چنانچہ اصل زور ہمیشہ ذات یا رتبے کی بجائے قبیلے یا قبیلچے پر ہی دیا جاتا ہے۔ مشرق کی طرف جانے پر لوگ ذات کی اصطلاحات راجپوت اور جٹ استعمال کرتے ہیں، لیکن بہت مبہم انداز میں۔ چنانچہ گوجرانوالہ یا گجرات میں کوئی مسلمان قبیلہ کبھی جٹ اور کبھی راجپوت یا پھر آدھا راجپوت اور آدھا جٹ نظر آئے گا۔ وسیع تر مفہوم میں بات کی جائے تو جٹ مغربی اضلاع میں مسلمان، مرکز میں سکھ اور جنوب مغرب میں ہندو ہے، لیکن اس اصول سے متعدد مستثنیات بھی ہیں۔ سکھ اضلاع میں اپنی بیوہ بھابی سے شادی کرنا لازمی ہے۔ جنوب مشرق میں بیوہ کی شادی کا دستور ہندو جٹ کو راجپوت سے ممیز کرتا ہے، لیکن یہ جٹوں کے درمیان بھی ہمہ گیر اصول نہیں کیونکہ گڑ گاؤں میں جٹ خاندان اسے نامنظور کرتے ہیں۔ بہ الفاظ دیگر مشرق کی سمت آگے بڑھنے پر برہمنی تصورات کام دکھانے لگتے ہیں۔

جٹوں کا ماخذ: پنجاب کے لوگوں کی نسلیات سے متعلق شاید ہی کوئی سوال ایسا نہیں ہوگا جس پر اتنی بحث ہوئی ہو جتنی کہ جٹ نسل کے ماخذ پر ہوئی۔ میں یہاں پر پہلے اخذ کیے گئے کسی بھی نتیجے پر دوبارہ بحث نہیں کرنا چاہتا۔ وہ آپ کو ''آرکیالوجیکل سروے رپورٹس'' کے صفحات 61-51 (جلد دوم)، ٹاڈ کی ''راجستھان'' کے صفحات 75-52 (جلد اول) اور 10-96 (مدراس، بار دوم 1880ء)، ایلفنسٹون کی ''ہسٹری آف انڈیا'' کے صفحات 53-250 اور ایلیٹ کی ''ریسز آف این ڈبلیو، ایف'' کے صفحات 37-130 (جلد اول) پر ملیں گے۔ یہاں یہ کہنا کافی ہوگا کہ جنرل کننگھم اور جنرل ٹاڈ دونوں جٹوں کو انڈو سیتھی ماخذ سے سمجھنے پر متفق ہیں۔ جنرل کننگھم انہیں سٹرابو کے Zanthi اور پلائنی و ٹولمی (بطلیموس) کے ''جاتو'' سے

شناخت کرتے ہیں، اور ان کا کہنا ہے کہ وہ غالباً میڈوں (Meds) یا مندوں (Mands) کے کچھ ہی عرصہ بعد آکسس (Oxus) یا جیحون کے مقام پر اپنے گھروں سے نکل کر پنجاب میں آئے۔ وہ بھی انڈو سیتھی تھے اور ایک سو سال قبل مسیح میں پنجاب کی طرف آئے۔ لگتا ہے کہ جٹوں نے پہلے زیریں وادی سندھ پر قبضہ کیا، جہاں عیسوی دور کے آغاز میں میڈی ان کے پیچھے پیچھے آگئے، لیکن مسلمانوں کے اولین حملے سے قبل جٹ پنجاب خاص میں پھیل گئے تھے اور گیارہویں صدی کے شروع تک انہوں نے استحکام حاصل کر لیا۔ بابر کے دور تک خطہ کوہستان نمک کے جٹ، گکھڑوں، اعوانوں اور جنجوعوں کے ماتحت تھے، جبکہ ساتویں صدی کے اوائل میں سندھ کے جٹوں اور میڈیوں پر برہمن حاکمیت تھی۔ میجر ٹاڈ جٹوں کو راجپوت قبائل میں سے ایک بہت بڑا قبیلہ شمار کرتے اور دونوں نسلوں کو Gataae (گیتے) کے ساتھ مشابہ کہتے ہیں، لیکن جنرل کننگھم اس سے متفق نہیں۔ اس کے برعکس ان کا خیال ہے کہ راجپوت اصل آریائی نسل ہیں اور جٹ کا تعلق بعد ازاں شمال مغرب سے آنے والے مہاجرین (غالباً سیتھی نسل) سے ہے۔

ہوسکتا ہے اصلی راجپوت اور اصلی جٹ انڈین تاریخ کے مختلف ادوار میں یہاں وارد ہوئے ہوں۔ تاہم، میرے ذہن میں راجپوت کا تاثر ایک نسلیاتی سے زیادہ پیشہ ورانہ حوالے سے ابھرتا ہے لیکن اگر وہ دو الگ الگ ہجرتوں کی لہروں کے نمائندے ہیں (کم از کم یہ امکان کافی غالب ہے) تو دونوں کا تعلق بھی تقریباً ایک ہی نسلی ماخذ سے ہے۔ تاہم، چاہے ایسا ہو یا نہ ہو لیکن یہ بات قطعی ہے کہ وہ کئی سو سال پہلے سے لے کر اب تک اس قدر باہم مدغم ہیں اور ایک ہی جیسے لوگوں کا مرکز ہیں کہ عملی طور پر دونوں میں فرق قائم کرنا ممکن نہیں۔ یہ امکان سے بھی کہیں آگے کی بات ہے کہ ادغام کا یہ عمل یہاں آکر ختم نہیں ہوا، اور یہ کہ بنیادی طور پر جٹ اور راجپوت مرکب کا نتیجہ بننے والے لوگ (اگر وہ کبھی الگ الگ تھے) بیرونی عناصر کی آلائش سے کسی طور پر بھی پاک نہیں۔

پٹھان لوگ سیدوں، ترکوں اور مغلوں میں رچ بس گئے اور ایک جٹ قبیلے کے لیے بلوچ قوم سے وابستگی کے بعد اپنی سیاسی خودمختاری و تنظیم بدستور قائم رکھنا کافی تھا۔ ہمیں معلوم ہے کہ کس طرح تقدس اور سماجی رتبے کی وجہ سے شامل کیا گیا کوئی کردار چند پشتوں بعد قریشی یا

سید بن جاتا ہے اور یہ کافی قطعی ہے کہ مشترک جٹ۔ راجپوت ماخذ میں چند ایک قدیمی نسل کے باشندے بھی شامل ہیں۔ مان، ہیر اور بھلر جٹ اصل یا حقیقی سمجھے جاتے ہیں کیونکہ وہ کسی راجپوت نسب کا دعویٰ نہیں کرتے۔ لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ ان کی نسل قدیم دیو مالائی ہندو دیوتا شیو کے بالوں (جٹ) سے نکلی، جنوب مشرقی اضلاع کے جٹ خود کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں: شیو گوتری یعنی شیو کے خاندان سے، اور کسب گوتری جو اپنا تعلق راجپوتوں کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ شیو گوتریوں کا مورثِ اعلیٰ برا اور اس کے بیٹے بربرا کے نام عین وہی الفاظ ہیں جو قدیم برہمن ہمیں قدیمی بربریوں کے لیے بتاتے ہیں۔ پنجاب کے متعدد جٹ قبیلوں کی ایسی روایات ہیں جو بدیہی طور پر کسی غیر آریائی ماخذ کی غماز ہیں اور یہاں پر تحقیق و تفکر کے لیے ماہرین نسلیات پر ایک زرخیز اور ان چھوئے میدان کا در وا ہوتا ہے۔

<u>**کیا جٹ اور راجپوت جدا جدا ہیں؟**</u>: چاہے جٹ اور راجپوت اپنے اصل میں جدا جدا تھے یا نہیں، اور چاہے کوئی بھی قدیمی عناصر ان کی معاشرت سے منسلک ہو گئے ہوں لیکن میرے خیال میں یہ دونوں ایک مشترک ماخذ کو متشکل کرتے ہیں اور ان کے درمیان فرق نسلی کی بجائے سماجی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اسی مشترک ماخذ کے ایسے خاندان جنہیں قسمت کے اتار چڑھاؤ نے سیاسی سرفراز عطاء کر دی، فوراً ہی راجپوت ہو گئے اور یہ کہ ان کی اولادوں نے یہ لقب اور اسے حاصل مراعات کو نہایت کٹڑ پن کے ساتھ ان قوانین کی پیروی کی صورت میں برقرار رکھا جن کے ذریعہ درجہ بندی کے ہندو پیمانے میں اعلیٰ و بالا ذاتیں خود کو نیچ، پست ذاتوں سے ممتاز رکھتی ہیں۔ وہ ذاتیں کمتر سماجی رتبے والوں میں شادی سے انکار اور گھٹیا پیشوں سے احتراز کر کے اپنے خون کا خالص پن محفوظ رکھتی ہیں۔ ان قوانین سے روگردانی کرنے والوں کا سماجی رتبہ گر گیا اور وہ راجپوت نہ رہے۔ جبکہ ایسے خاندان جنہوں نے علاقہ میں ایک ممتاز حیثیت حاصل کر کے سماجی کم آمیزی اور قوانین کی پیروی شروع کر دی، وہ نہ صرف راجا بلکہ راجپوت یعنی راجوں کے پوت (بیٹے) بن گئے۔ گزشتہ سات سو سال سے ارتقاع کا سلسلہ بالکل رکا رہا ہے۔ فرمانروایان دہلی کے تحت بادشاہ گری عملی طور پر ناممکن تھی۔ سکھوں کی حاکمیت میں جٹ راجپوتوں پر غالب تھے، جنہوں نے ان کی افضلیت کے مفروضہ کو ناپسند کیا اور خالصے کے رتبوں میں مساوی حیثیت کے ساتھ شامل ہونے سے انکار

کیا، اور جب بھی کہیں طاقت ملی تو انہیں قصداً تکلیفیں دیں اور جٹ سکھ کے لقب کے عنوان کو مغرور راجپوت پر فوقیت دی۔ سرحد میں پٹھانوں و بلوچیوں کی غالبیت اور اسلامی جذبات و خیالات کی عمومی ترویج نے حالیہ انڈین نسل کو خسارہ میں رکھا اور ان دونوں نسلوں میں سے کسی ایک یا سنسکرت ادبیات کے کشتریہ سے تعلق کا دعویٰ کرنے کی بجائے انڈیا کے مغل فاتحین یا آنحضورؐ کے قریشی کزنوں کے ساتھ تعلق کا دعویٰ کیا جانے لگا۔ حتیٰ کہ مشہور نسب کے تسلیم شدہ راجپوت قبائل مثلاً کھوکھر بھی اس مثال کی پیروی کرنے لگے۔ لیکن پہاڑیوں میں ___ جہاں راجپوت سلاطین کے شجرہ ہائے نسب شاید کل تک اپنی آزادی برقرار رکھنے والے دنیا کے کسی بھی شاہی خاندانوں سے زیادہ قدیم اور تواتر کے ساتھ دکھائے جا سکتے ہیں اور جہاں ان میں سے متعدد کو آج بھی پہلے جیسی زبردست سماجی حاکمیت حاصل ہے ___ راجپوت کے درجے سے گرنے اور اس درجے تک اُبھرنے کے جڑواں عمل اب بھی مفاعل نظر آتے ہیں۔ وہاں راجانہ صرف عزت و وقار بلکہ ذات کا منبع بھی ہے جو کہ انڈیا میں ایک ہی چیز ہے۔ مسٹر لائل رقمطراز ہیں:

"کچھ عرصہ پہلے تک پہاڑیوں میں ذات کی حد بندیاں میدانی علاقوں جتنی غیر متغیر طور پر متعین نظر نہیں آتیں۔ راجا وقار کا سرچشمہ اور مرضی کا مالک تھا۔ میں نے بوڑھے آدمیوں کو اپنی یادداشت میں سے ایسی مثالیں دیتے ہوئے سنا ہے جن میں کسی راجا نے خدمات کے صلہ میں یا رقم کے عوض ایک راٹھی کا رتبہ بڑھا کر اسے رگرتھ بنا دیا اور ٹھاکر کو راجپوت۔ موجودہ دور میں شدید ناپاکی کے باعث ذات برادری میں سے خارج کیے ہوئے شخص کو دوبارہ شامل کرنے کا اختیار جاگیردار راجوں کے لیے ایک ذریعۂ آمدنی ہے۔"

"مجھے یقین ہے کہ بنگال کے موجودہ لیفٹیننٹ گورنر کیمپ بیل نے یہ توثیق کی ہے کہ وہاں پر علیحدہ راجپوت نسل جیسی کوئی شئے موجود نہیں، اور یہ کہ پرانے وقتوں میں ذات کی اونچ نیچ واضح ہونے سے پہلے کوئی بھی ایسا خاندان یا قبیلہ فوراً راجپوت ہو گیا جس کا مورثِ اعلیٰ یا سردار شاہی

رُتبے تک پہنچا۔ ان پہاڑی راجپوتوں کے معاملہ میں بہت سی حقیقتیں قطعی طور پر اسی نتیجے کی طرف دلالت کرتی ہیں۔ اس ضلع کے پرانے شاہی اور اب لازماً راجپوت خاندانوں میں سے دو یعنی کوٹلہر اور بنگہل (بنگاہل) کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ بالاصل برہمن ہیں۔ مسٹر بارنز کے مطابق کانگڑہ میں کسی پست ذات عورت کے بطن سے پیدا ہونے والا راجپوت کا بیٹا راٹھی کا مقام پاتا ہے۔ سیوراج اور دیگر مقامات پر پہاڑیوں کے اندرونی علاقوں میں، میں ایسے کنبوں سے ملا ہوں جو خود کو راجپوت کہتے ہیں اور کم ازکم اپنے علاقہ میں ان کو راجپوت تسلیم کرنے کا رجحان فروغ پا رہا ہے۔ اپنے اس اعزاز کے دعویٰ کے حق میں واحد دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ ان کا باپ یا دادا ایک بدیسی برہمن سے کنیتی عورت کی اولاد تھا۔ کوہ ہمالیہ میں حد کی لکیر پر، تبت اور انڈیا خاص کے درمیان، کوئی بھی شخص اپنے سامنے ذات بنتے ہوئے دیکھ سکتا ہے۔ شرفاء راجپوت میں، مذہبی رہنما برہمن میں اور کسان جٹ میں تبدیل ہو رہا ہے، اور یہ سلسلہ پست درجوں تک اسی طور پر جاری وساری ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کانگڑہ خاص میں بھی کم وبیش یہی عمل کچھ عرصہ پہلے تک جاری تھا۔"

راجپوت سے کسی پست درجہ ذات میں تنزل کا بالعکس عمل اس قدر عام ہے کہ اس کا ثبوت پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ مشرقی اضلاع میں (جہاں برہمن ازم پنجاب اور دہلی کے کسی بھی دوسرے علاقہ کے مقابلہ میں اتنا طاقتور ہے کہ وہ خاندانوں کو سیاسی خودمختاری کے اجازت بھی دے سکتا ہے) یہ کافی ممکن ہے کہ حالیہ دور میں کسی کو راجپوت کے رتبہ پر ترقی نہیں ملی لیکن متعدد راجپوت خاندان اب راجپوت نہیں رہے۔ پنجاب کے جٹوں کی اس عمومی روایت کو ایک طرف رکھتے ہوئے کہ ان کے مورثین اعلیٰ راجپوت تھے (جنہوں نے جٹوں میں شادی کی یا بیواؤں کی شادی کرنے لگے)، ہمارے پاس گڑگاؤں اور دہلی کے گوروا راجپوت ہیں جنہوں نے راجپوت لقب بدیہی طور پر اس لیے برقرار رکھا کیونکہ ان علاقوں میں ذات کا احساس کافی شدید اور ان کی روایتوں میں تبدیلی اتنی حالیہ ہے کہ ابھی وہ ختم نہیں

ہوئی۔ لیکن وہ برابری، بھائی چارے یا باہمی شادی کے تمام مقاصد کے تحت تب سے راجپوت نہیں رہے جب سے انہوں نے کریوا (بیوہ کی شادی کرنے) کی رسم پر عمل شروع کیا۔ ہمارے پاس ہوشیار پور کے ساہنسر ہیں جو دو تین پشتوں پہلے راجپوت تھے لیکن اب نہیں رہے، کیونکہ انہوں نے ارائیوں کی طرح سبزیوں کی کاشت شروع کر دی۔ کرنال میں راجپوت ہیں جو موجودہ پشت میں ہی راجپوت نہیں رہے اور شیخ بن گئے۔ جبکہ دہلی کے چوہان کریوا پر مائل ہونے کے باعث ذات سے محروم ہو گئے حالانکہ وہ عین اس شہر کے سائے میں ہیں جہاں کبھی ان کے آباؤ اجداد حکمران تھے اور انہوں نے مسلمان حملہ آوروں کے خلاف آخری جدوجہد میں انڈین فوجوں کی قیادت کی تھی۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ جٹ سکھ خطہ میں اپنے جٹ ہونے پر مسرور و مطمئن ہے اور اس نے سکھ حاکمیت کے عروج سے لے کر بعد تک کبھی کچھ اور ہونے کی خواہش نہیں کی۔ مغربی میدانوں میں اسلام کی عطا کردہ شادی کی آزادی نے ذات کو پیچھے چھوڑ دیا ہے اور سماجی حیثیت ذات کی زیادہ بڑی اکائی کی نسبت قبیلے سے ناپی جاتی ہے لیکن وہاں بھی ایسے خاندان جو چند پشتوں پہلے جٹ تھے اب سماجی درجہ بندی میں بطور راجپوت تسلیم کیے جاتے ہیں اور راجپوت خاندان تنزل پا کر جٹوں میں جا شامل ہوئے۔ جبکہ بہت بڑے بڑے حکمران قبائل مثلاً سیال، گوندل، ٹوانہ کو عموماً راجپوت اور ان کی چھوٹی برادریوں کو جٹ کہا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ کوئی قبیلہ ایک ضلع میں راجپوت ہے تو دوسرے میں جٹ، مقامی قبائل میں اپنی حیثیت کے مطابق۔ خطہ کوہستان نمک میں غالب قبائل جنجوعہ، منہاس اور ان جیسے دیگر جب مغل یا عرب نہ ہوں تو راجپوت ہیں جبکہ راجپوت رتبہ تک پہنچنے کی قابلیت نہ رکھنے والے تمام انڈین ماخذ کے زراعتی قبائل جٹ ہیں۔ آخر میں سرحد میں پٹھان اور بلوچ نے اسی طرح جٹ اور راجپوت پر غلبہ حاصل کیا اور بھٹی، پنوار، تنوار، راجپوتانہ کے تمام مغرور قبائل اس نام میں شامل ہیں جو رتبے میں گر کر جٹ ہو گئے، کیونکہ جہاں کوئی راجا یا راجوں کی روایات نہیں وہاں راجپوت بھی نہیں ہو سکتے۔ مجھے معلوم ہے کہ یہاں پیش کیے گئے نظریات کو بہت سے لوگ بدعتی اور لادینی کہیں گے اور یہ کہ ان کی حمایت کے لیے میں نے آئندہ صفحات میں جو مثالیں فراہم کی ہیں ان سے زیادہ قابل قدر مثالیں فراہم کی جانی چاہئیں تھیں لیکن میرے پاس اپنے حاصل کردہ حقائق

کی ترتیب وتدوین کا وقت نہیں۔ درحقیقت میرے پاس صرف اتنی مہلت تھی کہ ان کا ایک قلیل حصہ ہی ریکارڈ کرلوں، اوراب یہاں صرف وہ نتائج پیش کرنے کی جسارت ہی کرسکتا ہوں جن تک مجھے میری جانچ پڑتال نے پہنچایا۔

پنجاب میں جٹ کی حیثیت: پنجاب کے لوگوں میں جٹ ہر اعتبار سے بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ تعداد کے معاملے میں وہ راجپوت کو بہت پیچھے چھوڑ گیا ہے جو اس کے ساتھ 3:1 کی نسبت رکھتا ہے جبکہ یہ دونوں مل کر پورے صوبہ کی کل آبادی کا 27 فیصد بنتے ہیں۔ سیاسی طور پر اس نے پنجاب میں اس وقت تک حکومت کی جب ہم نے خالصہ کو قابو کرلیا۔ نسلیاتی اعتبار سے وہ پنجاب کی پانچ دریاؤں والی سرزمین کی مخصوص اور انتہائی مختار پیداوار ہے اور معاشیاتی وانتظامی نکتہ نظر سے وہ صوبے کا بہترین کاشتکار، کسان اور مالیہ ادا کرنے والا ہے۔ اس کے آداب و اطوار میں وحشی آزادی والی ان نسلوں کا تاثر نہیں ملتا جو سرحدی پہاڑوں کی نسلوں کی شناختی علامت ہیں۔ لیکن وہ زیادہ ایماندار، زیادہ محنت کرنے والا، زیادہ قوی الجثہ اور ان کے مقابلہ میں کسی بھی طرح کم مردانہ نہیں۔ درحقیقت پختہ خودمختاری اور محنت شاقہ اس کی نمایاں ترین خصوصیات ہیں۔ پنجاب کی تمام نسلوں میں جٹ قبیلوں، برادرانہ بندھنوں اور تنظیم سے نہایت بیزار اور انفرادی آزادی کا زبردست حامی ہے۔ جن خطوں مثلاً روہتک میں جٹ قبائل کے لیے میدان صاف ہے اور وہ مخالف ذاتوں کو بطور دشمن نہ لیں تو انہیں کسی اور کے لیے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑنے کی ترغیب ہوتی ہے۔ وہاں قبیلوی بندھن مضبوط ہیں۔ اصولی طور پر جٹ ایسا شخص ہے جو وہی کچھ کرتا ہے جو اس کی نظر میں درست ہے اور حتیٰ کہ کبھی کبھار غلط بھی۔ اور وہ کبھی کسی آدمی سے ''نہ'' نہیں سنتا۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہنگامہ پرور ہے۔ وہ تو اس سے بہت دور ہے۔ وہ خودمختار اور خودسر ہے، لیکن قابل گوارا۔ اگر اسے چھیڑا نہ جائے تو وہ پرامن رہتا ہے اور اس سے نمٹنا مشکل نہیں۔ وہ بالعموم اپنے کھیت کاشت کرنے، خاموشی اور امن کے ساتھ مالیہ ادا کرنے میں خوش رہتا ہے، بشرطیکہ لوگ اسے ایسا کرنے دیں۔ جب وہ پٹڑی سے اتر جائے تو ''جوئے بازی سے لے کر قتل وغارت تک سب کچھ کرتا ہے اور شاید دوسروں کی عورتیں اور مویشی چرانے کو ترجیح دیتا ہے۔'' عام طور پر لوک کہاوتیں اسے کافی واضح اور شاید کچھ زیادہ شدید طور پر بیان کرتی

ہیں: ''کھیت، چارہ، کپڑے، سن، گھاس کے ریشے اور ریشم، ان چھ چیزوں کو سب سے سب سے زیادہ پیٹنا چاہیے، اور ساتویں جٹ کو۔'' ''جٹ، بھٹ، سنڈی اور بیوہ عورت چاروں سب سے زیادہ بھوکے ہوتے ہیں۔ یہ سیر شکم ہو جائیں تو نقصان پہنچاتے ہیں۔'' جٹ تے پھٹ نوں بنھے رکھنا ای چنگا ہے۔'' (زخم کی طرح جٹ بھی بندھا رہے تو بہتر ہے)۔

کھیتی باڑی میں جٹ سب سے آگے ہے۔ سبزی فروش ذاتیں ارائیں، مالی، سینی شاید چھوٹے پیمانے پر زیادہ مہارت رکھتی ہیں، لیکن وہ زمینداری اور کاشتکاری میں جٹ کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ جٹ خود کو اتنا ہی عام طور پر ''زمیندار'' کہتا ہے جتنا کہ جٹ، اور اس کے بیوی بچے بھی اس کی طرح کھیتوں میں کام کرتے ہیں: ''ہل جٹ بچے کا کھلونا ہے۔'' ''جٹ اپنی گندم کے ڈھیر پر کھڑا ہو کر شاہ کے ہاتھی بانوں سے کہتا ہے..... تم ان گدھوں کو بیچو گے؟'' سماجی طور پر جٹ وہ حیثیت رکھتا ہے جس میں روڑ، گوجر اور آہیر حصہ دار ہیں۔ یہ چاروں مل کر کھاتے، پیتے اور تمبا کو نوشی کرتے ہیں۔ وہ یقیناً راجپوت کے مقابلہ میں صرف اسی سادہ سی حقیقت کے باعث کہیں پست ہے کہ وہ اپنی بیواؤں کی شادی کر دیتا ہے۔ ان کے علاقہ کے ایک ماہیئے میں جٹ باپ کہتا ہے..... ''آ میری بیٹی شادی کر، یہ خاوند مر گیا تو اور بھی بہت سے ہیں۔'' لیکن بیوہ کی شادی کرنے والوں میں وہ سب سے برتر ہے۔ اپنے مقدس دھاگے (جنیو)، کٹر ہندو پن اور دوبارہ جنم میں اعتقاد رکھنے والا بنیا جٹ کو شودر سمجھتا ہے۔ لیکن جٹ بنئے کو بطور بزدل، مردہ دل اور پیسے کا شیدائی، حقیر جانتا ہے اور بالعموم معاشرہ جٹ کے اس خیال سے متفق ہے۔ مردانگی اور طاقت میں بنیے سے کہیں اعلیٰ کھتری غالباً جٹ کا پیش رو ہے۔ لیکن میرے خیال میں خالص ہندو ماخذ کی نسلوں یا قبائل میں جٹ برہمن، راجپوت اور کھتری کے بعد نظر آتا ہے۔

تاہم، وہاں جٹ اور جٹ ہی ہیں۔ یہاں پر میں وسیع امتیازات کی طرف محض اشارۃً ہی کچھ کہوں گا۔ سکھ خطے کا جٹ یقیناً پنجاب کا مثالی جٹ ہے، اسی کو میں نے اوپر بیان کیا۔ جنوب مشرقی اضلاع کے جٹ مذہب کے علاوہ بھی اس سے کچھ مختلف ہیں۔ تاہم، بیکانیر کی حد پر کوتاہ قامت باگڑی جٹ، اپنی بارش سے محروم پریری (جہاں اسے صدیوں غلام رکھا گیا) سے آنے والے مہاجرین بس بڑی بھونڈی قسم کی کاشتکاری ہی کرتے ہیں اور مالوہ کے

خودمختار اور باعزم کاشتکاروں سے واضح طور پر مختلف ہیں۔ زیریں سندھ میں یہ لفظ بالعموم قبائل کے ایک گروہ اور ان سے ملتی جلتی جٹ خاص، راجپوتوں اور پست ذاتوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جن میں ان کے مذہب اسلام، زراعت کے پیشے اور ان کی ماتحتی حیثیت کے سوا کوئی اور قدر مشترک نہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے، وسیع وعریض مغربی چراگاہوں میں جٹ اور راجپوت کے درمیان تفریق کرنا ممکن نہیں۔ راجپوت کی اصطلاح عموماً ان قبیلوں پر لاگو ہوتی ہے جنہوں نے سیاسی حاکمیت حاصل کی، جبکہ جن لوگوں کو انہوں نے مغلوب کیا یا ان کے علاقے سے نکال کر وسطی لق ودق صحراؤں میں نیم خانہ بدوش زندگی گزارنے کی راہ دکھلائی انہیں اکثر وبیشتر جٹوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ خطہ کوہستان نمک میں بھی ایسی ہی صورت حالات ہے۔ دراصل جٹ کا لفظ چرواہے یا گلہ بان کے لیے پنجابی زبان کی اصطلاح ہے۔ تاہم مسٹر اوبرائن (O' Brien) کہتے ہیں کہ جاتکی میں کاشتکار جٹ کی "ٹ" پر تشدید جبکہ گلہ بان یا اونٹ چروانے والے جٹ کی "ٹ" ہلکی ہے۔ چنانچہ روہتک یا امرتسر میں لفظ جٹ وسیع تر معانی کا حامل ہے۔ مظفرگڑھ یا بنوں میں اس کا بالکل کوئی مطلب نہیں، یا اگر کوئی عملی مفہوم رکھتا ہے تو کسی بھی واحد لفظ سے کہیں زیادہ معنی خیز ہے۔ صوبہ کے ان دو علاقوں میں بالترتیب اس اصطلاح کے توسط سے جن دو طبقات کی طرف اشارہ کیا گیا انہیں آپس میں اس قدر آسانی کے ساتھ باہم گڈمڈ نہیں کر دینا چاہیے۔

جٹ عناصر: کچھ زیادہ اہم جٹ قبائل کی اپنے ماخذ کے حوالے سے روایات کا خلاصہ نیچے دیا گیا ہے، لیکن یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سبھی جگہوں پر یہ روایات آپس میں مطابقت نہیں رکھتیں اور بالعموم ایک ہی قبیلہ دو مختلف جگہوں پر متضاد کہانیاں سناتا ہے۔

لنگاہ افغان ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تہیم اور للِا (للہ) عرب ماخذ، گولیا اور لنگڑیال برہمن نسل کے دعویدار ہیں۔ بھٹلر، ہیر اور مان، سپرا (بالاصل رگل)، بھنگو، وڑائچ اور نول خود کو جٹ نسل سے بتاتے ہیں۔ بل، چھندر، ڈھنڈسا (سروہا)، ہجرا (سروہا) ماہل اور سومرا کا ماخذ راجپوت ہے۔

دیگر جٹ قبائل راجپوت اجدادیت کا خصوصی دعویٰ کرتے ہیں۔ چنانچہ اولکھ، وینس (بینس)، جنجوعہ، بھٹہ، چاہل، دیو، دھوتر، اِتھوال، کنگ، لودیکا، پنوں، ساہی، سندھو اور تارڑ

سورج بنسی، جبکہ ڈھلوں (سروہا)، گھمن، گورایہ (سروہا) اور کاہلوں چندر بنسی ماخذ کے دعویدار ہیں۔

اور متعدد صورتوں میں جٹ قبیلہ کسی راجپوت قبیلے کے ساتھ تعلق کی نشاندہی بھی کر سکتا ہے۔ مثلاً دھاریوال، رندھاوا، سرا اور سدھو بھٹی راجپوت نسل؛ اہلاوت، باجوہ، چٹھہ، چیمہ، دیہیا، جاکھر، مرل، سرگوان اور سوہل چوہان راجپوت؛ کھرل، ہرل اور سرائے پنوار راجپوت؛ گل رگھوبنسی راجپوت؛ دھنکر، راٹھی اور سہراوت تنوار؛ دلال اور دیسوال راٹھور ماخذ بتاتے ہیں۔

اسی طرح گجرات میں مسلمان جٹ قبائل بہت متنوع دعوے کرتے ہیں۔ بھدر، ملانا، مرار اور نروائی خود کو مغل برلاس؛ بہلم، چغتا، پچھرا، مندر، بہال خود کو چوگتا بتاتے ہیں۔ بھگوال اعوان ماخذ جبکہ ہیر بھی اعوانوں اور کھوکھروں کی طرح قطب الدین کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں۔ جام خود کو قریشی النسل کہتے ہیں۔ خود کو کھوکھر راجپوت بتانے والوں میں جالی؛ جبکہ پنوار راجپوت اجداد کا دعویٰ کرنے والوں میں جکھڑ اور سیال شامل ہیں۔ جنجوعہ جٹ، چوہان جٹ، ڈھول، سوہیال، کلیال، گورایہ، لنگڑیال، مرل، مانگٹ خود کو سوم بنسی راجپوت کہتے ہیں۔ بھٹی راجپوت ماخذ کے دعویداروں میں مندرجہ ذیل شامل ہیں: بھٹی، دھاریوال، تورا، دھمال، ڈھالی، رندھاوا، سہوترا، سوئیہ، سورائی، کلوال، کہیر، کوار، کورنتانا، گجرال، لِدّر، مہر، ہنجر اور مہوتا۔

پنجاب سے پرے جٹ زیادہ تر سندھ میں ملتے ہیں جہاں وہ ایک آبادی کے گروہ کی شکل اختیار کیے ہوئے ہیں۔ بیکانیر، جیسلمر اور مارواڑ میں ان کی تعداد تمام راجپوت نسلوں کے مجموعہ کے تقریباً مساوی ہے اور بریلی، فرخ آباد اور گوالیار سے اوپر کی طرف گنگا اور جمنا کی بالائی وادیوں کے ساتھ ساتھ موجود ہیں۔ خصوصاً وسطی سکھ اضلاع اور ریاستوں، جنوب مشرقی اضلاع اور ڈیرہ جات میں ان کی تعداد کافی ہے۔ راولپنڈی ڈویژن کی پہاڑیوں کے نیچے اور درمیان میں ان کی جگہ راجپوت لے لیتے ہیں جبکہ زیریں و بالائی سرحد پر وہ دریائے سندھ کے اِس طرف والے خطوں اور دونوں کناروں تک ہی محدود ہیں۔ سندھ کے جٹ غالباً ابھی تک اسی علاقے پر قابض ہیں جہاں وہ ہندوستان میں داخل ہوتے ہی آباد ہوئے

تھے۔ تاہم، پٹھان اور بلوچ کی پیش قدمی نے انہیں کوہ سلیمان کے دامن سے دریا تک واپس دھکیل دیا۔ مغربی میدانوں کے جٹ تقریباً بلا استثنیٰ، سندھ یا مغربی راجپوتانہ سے اوپر کی طرف دریائی وادیوں میں آئے۔ مغربی و وسطی دامن کوہ کے جٹ بھی جزواً اسی راستے سے آئے ہیں لیکن ان میں سے کچھ ابھی تک غزنی کے ساتھ تعلق کی روایات بدستور قائم رکھے ہوئے ہیں جو شاید آج کے راولپنڈی کی جگہ پر آباد قدیم گجنی پور کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ جبکہ متعدد اپنا سلسلہ نسب جموں پہاڑیوں میں ملاتے ہیں۔ بہت سی صورتوں میں وسطی اور مشرقی پنجاب کے جٹ بھی اوپر وادی ستلج میں آئے، لیکن بہت سے بیکانیر سے سیدھا مالوہ چلے گئے۔ مالوہ کے وسیع و عریض وسطی میدان خود بھی سکھ خطے کے متعدد جٹ قبائل کا اصلی مقام ہیں۔ جنوب مشرقی اضلاع اور جمنا زون کے جٹ زیادہ تر بھرت پور کی سمت سے وادی جمنا میں آئے جس کے ساتھ ان میں سے کچھ ہنوز اپنا روایتی تعلق قائم رکھے ہوئے ہیں۔ تاہم، معدودے چند بیکانیر اور مالوہ سے مشرق کی طرف چلے گئے ہیں۔ خود بھرت پور کے جٹوں سے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اورنگزیب کے دور میں دریائے سندھ کے کناروں سے نقل مکانی کر کے آنے والے پناہ گزین ہیں۔ اس بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا کہ وسیع میدانوں کے جٹ اتنے ہی بعد کے مہاجر ہیں جتنا کہ وہ ظاہر کرتے ہیں یا کیا ان کی اس کہانی کی بنیاد صرف راجپوتوں کے علاقہ سے اپنے حالیہ تعلق کی خواہش ہے؟ یہ ایسا سوال ہے جس کے بارے میں ہم مطلق کورمغز ہیں اور اس پر تفصیلی تحقیق و پڑتال کی ضرورت ہے۔

جٹ قبائل کے عقائد: یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پنجاب کے جٹوں کے کوئی جداگانہ قبائلی عقائد ہیں۔ اگر وہ مسلمان یا سکھ ہوں تو کم و بیش راسخ پن کے ساتھ اپنے اپنے مسلکوں کی تعلیمات پر ہی عمل کرتے ہیں۔ ہندو ہونے کی صورت میں وہ عموماً سلطانی یا سخی سرور سلطانؒ کے پیروکار ہیں۔ جنوب مشرق میں متعدد بشنوئی ہیں۔ ذیل میں ہم چند ایسی رسوم اور دستوروں کا ذکر کریں گے جو جٹوں میں تھوڑی بہت تبدیلیوں کے ساتھ رائج ہیں لیکن ان کی ملتی جلتی صورتیں کھتریوں میں بھی مل جائیں گی۔

جٹھیرا: ہندو اور سکھ جٹوں، بالخصوص شمالی اور وسطی اضلاع میں، کے درمیان جد امجد کی پوجا کی شکل مروج ہے جنہیں جٹھیرا کہتے ہیں۔ متعدد قبیلچوں یا ایک ہی قبیلچے کے متعدد دیہات

میں شادی کے موقع پر دلہا اپنے کسی شہید ہوئے جدامجد یا اپنی نسل میں سے کسی قابل ذکر آدمی کی یادگار پر حاضری دیتا ہے۔ یہ یادگار مٹی کا ایک ڈھیر یا پھر ''پکا'' مقبرہ بھی ہوسکتی ہے۔ دلہا اس جگہ پر ماتھا ٹیکتا، اس کے گرد چکر کاٹتا اور پھر برہمن اور لاگی دونوں کو بھینٹ چڑھاتا ہے۔ جٹھیرا کا نام عموماً کسی قابل ذکر شخص، قبیلے کے بانی یا اپنے کسی شہید کے نام پر ہی ہوتا ہے۔

جنڈی کاٹنا یا جنڈیان: جنڈ کے درخت سے ایک ڈالی کاٹنا۔ دلہا اپنی بارات کی روانگی سے قبل اپنی تلوار سے قریب ہی واقع کسی جنڈ کے درخت سے ایک ڈالی کاٹتا ہے۔ اس کے بعد وہ برہمنوں کو بھینٹ چڑھاتا ہے۔ اس رسم کو شادی کی کامیابی کے لیے لازمی سمجھا جاتا ہے۔ جنڈیان کی رسم وسطی پنجاب میں بہت عام ہے لیکن یہ تھوڑی بہت ترامیم کے ساتھ ملتی ہے چنانچہ لدھیانہ کے ہنس جٹوں کے ہاں دلہے کا چچا یا بڑا بھائی اپنی تلوار یا کلہاڑے سے درخت کی ڈالی کاٹتا ہے اور دونوں دلہا دلہن چھٹیوں یعنی ڈالیوں سے کھیلتے ہیں۔ پہلے لڑکا لڑکی کو سات مرتبہ چھٹیاں مارتا ہے اور پھر لڑکی یہی عمل کرتی ہے۔ اس کے بعد برہمن کو بھینٹ چڑھائی جاتی اور پھر گھر کی دیواروں پر چاول کے آٹے سے نشان لگائے جاتے ہیں۔ دلہا دلہن احترام کے ساتھ جھکتے، سخی سرور سلطان کی پوجا کرتے اور اس کے نام پر ایک بھرائی کو نذر نیاز دیتے ہیں۔ دلیو، اولکھ، پتر، بسی، ڈلت، بوپارائے اور بل کے ہاں چھٹیوں کی رسم مندرجہ بالا انداز میں ہی ملتی ہے جبکہ گرم جٹوں میں لڑکا خود ہی درخت کاٹتا اور اپنی دلہن کے ساتھ مل کر ''چھترا پوجا'' کرتا ہے۔

چھترا: یہ دستور ہندو بیاہوں کے موقع پر ہے اور اس کا تعلق ٹیکا سے ہے۔ چھترا یعنی چکی دار دنبے کی رسم بہت دلچسپ ہے۔ اس رسم میں کسی شخص کو 8 پیسے (نانک شاہی) ادا کر کے ایک دنبا کرائے پر لیا جاتا ہے۔ دلہا اس کے کان کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا کاٹتا اور پھر زخم پر اس ٹکڑے کو اتنی دیر تک ملتا ہے جب تک کہ خون نہ بہہ نکلے۔ اس کے بعد وہ کان کے ٹکڑے کو ایک چپاتی کے درمیان رکھتا، اوپر کچھ چاول ڈالتا اور اپنا انگوٹھا اس مرکب میں بھگو کر اپنے ماتھے پر ٹیکا لگاتا ہے۔ چپاتی ایک درگاہ پر نذر کر دی جاتی ہے، کھانا تقسیم ہوتا ہے اور ہر لاگی کو 14 پیسے (نانک شاہی) دیئے جاتے ہیں۔ کچھ صورتوں میں دنبے یا بکرے کی قربانی کر دی جاتی ہے۔

جنوب مشرقی پنجاب میں رائج چھتر کی رسم میں جانور کی قربانی نہیں کی جاتی جس کی وجہ یقیناً جین مت کے اثرات ہیں۔ وسطی اضلاع میں بھی ایسا شاذ ہی ہوتا ہے۔ چاہل جٹ ایک جوگی پیر کو مانتے ہیں لیکن وہ ان کا جٹھیرا بھی ہے۔ وہ پٹیالہ میں کسی مقام پر بھٹی راجپوتوں کے ساتھ لڑائی میں مارا گیا تھا لیکن اس کی لاش گھوڑے پر ہی رہی اور سر کاٹے جانے کے بعد دشمنوں کو ہراساں کرتی رہی۔ چنانچہ اس کی ایک درگاہ اس مقام پر بنائی گئی اور اس میں اس کے عقاب، کتے اور گھوڑے کے مقبرے بھی ہیں۔ اس پیر کو بھینٹ پیش کیے بغیر فصلوں کا اناج استعمال نہیں کیا جاتا۔

بتایا جاتا ہے چیمہ کی رسوم جوگی انجام دیتے ہیں، نہ کہ برہمن۔ وہ جٹھیرا اور چھتر ارسوم مندرجہ ذیل انداز میں ادا کرتے ہیں: شادی سے 8 یا 10 روز قبل چاول پکا کر کسی جدامجد سے منسوب جگہ پر لے جائے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی وہاں ایک تا پانچ بکروں کو بھی لے جا کر نہلایا جاتا اور ایک دیا جلایا جاتا ہے۔ تب بکروں میں سے ایک کا کان کاٹ کر برادری کو ٹیکا لگاتے ہیں۔ اس کے بعد بکرے کو پکانے کے لیے مارا جاتا ہے لیکن دلہن کے قریبی رشتہ دار یہ گوشت نہیں کھاتے، تاہم وہ چاول کھالیتے ہیں۔

دھاریوال کا ایک جٹھیرا اور ایک بھئی یا بھوئی نامی سِدھ بھی ہے۔ ان کا جٹھیرا بھوئی ڈاکوؤں کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اس موقع پر اس کے ہمراہ ایک میراثی، ایک چوہڑا اور برہمن اور ایک کالا کتا بھی تھا۔ برہمن تو بھاگ گیا لیکن دیگر نے ساتھ نہ چھوڑا۔ لہٰذا اس کی بھینٹیں میراثی وصول کرتے ہیں اور مخصوص رسوم میں سب سے پہلے ایک کالے کتے کو کھلایا جاتا ہے۔ سِدھ کا مقبرہ پٹیالہ میں لاہووالا کے مقام پر ہے اور اس کا تیوہار نیمانی ایکادشی کو مناتے ہیں۔

ڈھلوں کے کئی جٹھیرے ہیں۔

جٹالا......(1) منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ (2) ملتان میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

جٹھول......سیالکوٹ اور امرتسر میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلچہ۔ امرتسر میں انہیں زراعت پیشہ شمار کیا گیا۔ اس کے جٹھیرا بابا امر سنگھ کی ایک پختہ خانقاہ ہے جہاں شادیوں کے موقع پر بھینٹیں چڑھائی جاتی ہیں۔

جج...... (1) منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔ (2) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ کمبوہ قبیلہ۔

ججوہان...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ یا راجپوت قبیلہ۔

ججہ...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ججہ (اور) ججھول...... سیالکوٹ میں ایک جٹ قبیلہ۔ وہ سورج بنسی راجپوت نسل ہونے کا دعویٰ کرتے اور کہتے ہیں کہ ان کا جد امجد جام ملتان سے ہجرت کر کے یہاں آیا۔ اس کے دو بیٹوں جاج اور ججھول نے سیالکوٹ کی پسرور تحصیل میں دیہات کی بنیاد رکھی۔ ان کے میراثی پوسلا، برہمن بھدرا اور نائی کھوکھر ہیں۔

جدران، جندران...... منگل پٹھانوں کے کُرم میں آباد بالا یا بالائی بنگش قبیلے کا ایک حصہ۔

جدُون...... (دیکھیں "گدون") جدُون کو جادو یا یادُو راجپوتوں کے ساتھ شناخت کرنا ممکن ہے۔

جراح...... سرجن اور دندان ساز جو تقریباً ہمیشہ ہی نائی ہوتا ہے۔

جُرائے...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

جرسودھ...... بلوچوں کا دھوبی۔ جر کا مطلب کپڑے اور سودھ کا مطلب دھونا ہے۔

جروار...... کھوسہ بلوچ قبیلہ۔

جرولا...... (1) شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ، (2) ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جریا...... جنڈ میں جٹوں کی ایک شاخ۔

جریال...... ہوشیار پور میں ہندو راجپوتوں کا قبیلہ۔ دسوئیہ تحصیل کے شمال مشرق میں ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

جَسپال...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

جِستکانی...... یہ سندھ ساگر دوآب میں ایک طاقتور قبیلہ ہوا کرتا تھا اور اس کے ہیڈ کوارٹرز منکیرا میں تھے۔ اب بھی ان کی تعداد کافی ہے۔ یہ لاشاری لڑکیوں سے شادی کرتے اور خود کو ان کی شاخ سمجھتے ہیں۔ گورچانی اور دریشک قبائل میں اس نام کی ایک شاخ بھی ہے۔ میکنزی نے انہیں جسکانی لکھا۔

جسرا...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

جسروتیا...... ایک راجپوت قبیلہ جو جم وال کی ایک شاخ ہے۔ اس کا نام جسروتا سے منسوب ہے اور اس کا رتبہ جیکاریا والا ہے۔

جسڑ...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جسگم...... مری کی پہاڑیوں میں ایک مسلمان راجپوت قبیلہ۔ ڈھنڈوں کی طرح وہ بھی رسولؐ اللہ کے جدامجد مناف کی نسل سے ہونے کا دعویدار ہے۔ انہوں نے گکھڑ دور حکومت میں خطے پر قبضہ کیا جب زہیر عرب سے آ کر کہوٹہ کے قریب آباد ہوا تھا۔

جسوال...... بہت بڑے راجپوت قبیلے کٹوچ کی ایک شاخ۔ 1596ء میں جسوالوں کو "ایک فوج کے حامل زمیندار" بیان کیا گیا اور انہوں نے شاہی حکام کے لیے کچھ مشکلات پیدا کی تھیں۔ یہ ہوشیار پور میں ملتے ہیں۔

جسیال...... ہوشیار پور میں ہندو راجپوتوں کا ایک قبیلہ۔ ان کا درجہ سلامیا والا ہے۔

جعفر...... ایک کمزور پٹھان قبیلہ جو دروگ نامی درے میں اسی نام کے ایک گاؤں میں آباد ہے (کوہ سلیمان کی مشرقی ڈھلانوں پر)۔ یہ میانہ پٹھان کی ایک شاخ ہیں جس کا بانی میانئی کے تیرہ بیٹوں میں سے ایک جعفر تھا۔ جعفر پٹھان جاتکی یا مغربی پنجابی بولتے ہیں۔ ملتان میں اس نام کا ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ بھی ہے۔

جعفرانی...... بوزدار (بزدار) بلوچ کا ایک قبیلہ۔

جکھر...... مسلمان جٹ یا راجپوت قبیلہ (منٹگمری میں)۔ بھٹی راجپوتوں کا ایک قبیلہ بھی اسی نام کا ہے۔

جکھو...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلہ۔

جگ...... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

جگل...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جگلان...... کرنال میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ یہ جے پور کے ایک جٹ جگلا کی اولاد ہیں۔ 12 جگلان دیہات کا سارا تھاپ یا گروپ جگلا کے مقبرے پر بھینٹ پیش کرتا ہے۔ جنڈ میں جگلان کو جاگو کی اولاد بیان کیا جاتا ہے جو حصار میں جاگلان کا بانی تھا۔

جکھداں...... جٹ کے لیے ملتانی اور بلوچی اصطلاح۔

جلاد...... کھال کھینچنے والا۔ عربی میں کھال کو جِلد کہتے ہیں۔ انبالہ میں کنجروں کو جلاد کہا جاتا ہے کیونکہ وہ دہلی دربار میں یہ کام کیا کرتے تھے۔ جنوب مغربی پنجاب میں یہ خاکروب کے لیے ایک عام اصطلاح ہے۔ کوڑے مارنے والے کو کرتانا کہتے ہیں۔

جلالانی...... بوزدار بلوچ کا ایک قبیلچہ۔

جلالی...... ایک باضابطہ مسلمان سلسلہ جس کی بنیاد بہاؤالحق (ملتان کے سہروردی بزرگ) کے مرید سید جلال الدین بخاریؒ نے رکھی۔ ان کا مزار بہاولپور میں اُچ کے مقام پر ہے۔ یہ استاد خود تو شرع شریعت کا بڑا پابند تھا، لیکن اس کے پیروکار جو خود کو جلالی کہتے ہیں کئی اعتبار سے منحرفین ہیں۔ وہ نماز کی بہت کم پابندی کرتے ہیں۔ نئے چیلے کو سلسلے میں شمولیت اختیار کرتے وقت چہرے اور سر کے تمام بال مونڈنا پڑتے ہیں۔ وہ اپنے تمام کپڑے جلاتا اور دائیں کندھے پر داغ لگواتا ہے۔

جلائیر...... ایک مشہور و معروف مغل قبیلہ۔ پنجاب میں جدید مغلوں کے درمیان اس کی نمائندگی نہیں ملتی۔

جلوانی...... شیرانی کے جنوب میں ہری پال کے ساتھ آباد ایک چھوٹا سا پٹھان قبیلہ۔

جلوزئی...... مشکوک ماخذ کا ایک قبیلہ جو خٹک پٹھانوں کی تُری شاخ کے ساتھ منسلک ہے۔

جلوکے...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

جمن...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان قبیلچہ۔

جموں...... منٹگمری میں (1) ایک راجپوت اور (2) ایک مسلمان کمبوہ قبیلچہ۔ دونوں ہی زراعت پیشہ ہیں۔ امرتسر میں اس نام کا ایک زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ بھی ہے۔

جموال...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو راجپوت قبیلچہ۔ ان کی کچھ تعداد سیالکوٹ میں بھی ہے جہاں ان کے ماخذ کے بارے میں دو روایات ملتی ہیں۔ میراثیوں کے مطابق وہ سورج بنسی راجپوت ہیں اور ان کا جدامجد اگنی گرا جودھیا سے ہجرت کر کے رچنا دوآب میں آیا۔ اس کے بیٹے جموں نے ایک راجا چندر ہاس کو شکست دی اور جموں شہر کی بنیاد رکھی۔ جموال کا نام اسی شہر کے نام پر ہے۔ تاہم ان کے ایک سردار ماہن منہاس نے زراعت شروع کر دی اور منہاس قبیلہ قائم کیا۔ دوسرے بیان کے مطابق اجودھیا سے کشمیر بھم دت واپس جا کر اس جگہ

آباد ہوا جہاں اب من کوٹ (مان کوٹ) واقع ہے۔ اس کے بیٹے جموں نے اپنے نام کی ایک خودمختار ریاست بنائی۔ اس نے جوگرات پر راج کیا۔ ہوشیار پور میں راجپوت اسے اول درجے کی شاخ قرار دیتے ہیں۔

جن...... باری دوآب کے جنوبی حصے میں آباد ایک وحشی اور لاقانون قبیلہ جو لوٹ مار کے لیے مشہور ہے۔ غالباً یہ جُون ہی ہیں۔

جنجہا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

جنجوعہ...... سارے مشرقی کوہ سلیمان میں ملنے والا ایک راجپوت قبیلہ (اگرچہ ان کی تعداد زیادہ نہیں)۔ یہ بہاولپور سمیت جنوب مغربی پنجاب، ہوشیار پور اور امرتسر میں بھی ہیں۔ ایک دور میں جنجوعہ خطہ کوہ نمک کے بیشتر حصے پر قابض تھے لیکن آہستہ آہستہ گکھڑوں نے انہیں شمال اور اعوانوں نے مغرب کی طرف دھکیل دیا۔ اب وہ کوہ نمک کے صرف وسطی اور مشرقی حصوں میں رہتے ہیں۔ بابر کے حملے کے وقت بھی ان کی حدود عین یہی تھیں۔ وہ خطے میں ایک سماجی مقام رکھتے ہیں اور صرف گکھڑوں سے کمتر ہیں۔ انہیں ہمیشہ راجا کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ جنجوعوں کے ماخذ کے حوالے سے متعدد بیانات ملتے ہیں۔

ایک جدید بیان کے مطابق راجا مل راٹھور کے چھ بیٹے تھے۔ وریال اور جودھا (جن کی اولادیں آپس میں شادیاں کرتی ہیں) کی بستیاں ساتھ ساتھ ہیں جبکہ دیگر چار کھکھہ، ترنولی، ڈبوچر اور کالا دور دور ہیں۔ بھائیوں کے درمیان لڑائی جھگڑے ان کے انتشار کا باعث بنے اس لیے شاخیں خود کو الگ الگ قبیلے قرار دینے لگیں۔ نیز متعدد نے مختلف دست کاریاں اختیار کر لیں، اس لیے اب تیلیوں، لوہاروں، ترکھانوں اور حتیٰ کہ مُصلیوں کے درمیان بھی جنجوعہ گوتیں ملتی ہیں۔ اور گھسن، گنجیال، بھکریال، نتھیال، بانٹھ، بسوئیہ اور دیگر جٹ اصلاً و نسلاً جنجوعہ ہی ہیں۔ چار کم پرانی شاخیں برون زواجی کرتی ہیں اور شاخ سے باہر شادی کرنے میں کوئی برائی نہیں سمجھی جاتی۔ بیوہ کی شادی پر سخت پابندی ہے۔ ان کے رسم ورواج چھوں جیسے ہی ہیں۔

جہلم میں قبیلے کے متعلق مسٹر تھامسن کا بیان ذیل میں دیا جا رہا ہے جس سے موجودہ دور کے جنجوعے کافی حد تک اتفاق کرتے ہیں۔ "کسی دور میں راٹھور راجپوتوں کے کچھ قبیلچے جودھ

پور سے ہجرت کر کے کوہ سلیمان کی بالائی زمینوں پر آ بسے۔ اس ہجرت کا رہنما راجا مل تھا لیکن یہ سردار کافی حد تک داستانوی شخصیت لگتا ہے۔ راجپوت سب سے پہلے کوہ نمک میں ملوت کے مقام پر آباد ہوئے۔ یہ علاقہ خوبصورت ہونے کے باوجود اس قدر دشوار گذار اور غیر زرخیز ہے کہ انہوں نے سہولت سے زیادہ حفاظت کے پیش نظر ہی اس کا انتخاب کیا ہوگا۔ یہاں سے راجپوتوں نے جھنگر، کہون اور گرجاکھ و داراپور کے میدانی علاقے کی بالائی زمینوں پر بھی بالادستی قائم کی۔ ان خطوں میں وہ فاتحین کی بجائے آبادکار تھے۔ اگر بابر کے بیان کو غور سے پڑھا جائے تو وہ جنجوعوں کو پہاڑیوں تک ہی محدود اور میدانوں کے متعدد کاشتکار قبائل پر حکمران بتاتا ہے۔

جنجوعے طویل عرصہ سے ضلع کے وسط اور مغرب میں ایک غالب نسل تھے۔ راجا مل کا دور حکومت محمود غزنی کے عہد میں بتایا جاتا ہے اور غالباً راولپنڈی سے جہلم تک راجا کا حکم چلتا تھا۔ محمود کے حملے کے موقع پر جنجوعوں نے مدافعت کی مگر شکست کھائی اور بھاگ کر جنگلوں میں چھپ گئے۔ محمود نے ان کا تعاقب کیا اور راجا مل کو قید کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ راجا کو اس شرط پر رہا کر دیا گیا کہ وہ اور اس کا قبیلہ اسلام قبول کر لے گا۔ اس تبدیلیٔ مذہب سے جنجوعہ ذات کا سلسلہ ٹوٹ گیا اور تب کے بعد یہ نومذہب افراد جنجوعہ کہلانے لگے۔

راجا مل نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے چھوڑے۔ ان میں سے تین راولپنڈی یا ہزارہ، دو وِیر اور جودھ مشرقی حصے میں آباد ہوئے۔ ان کی درمیانی حد چوآ سیدن شاہ تھا۔ وِیر کی نسل کی نمائندگی اب ملوت اور کہون علاقہ کے جنجوعے کرتے ہیں اور ان کا صدر مقام دِلوال ہے۔ جودھ کی اولادیں کئی شاخوں میں بٹ گئیں۔ جھنگر میں کھیالا کے سلطانوں نے کافی عرصہ تک بالادستی قائم رکھی لیکن جلد ہی کوسک اور باغانوالا کے سردار عملاً خودمختار ہو گئے۔ اسی طرح ڈلور، کرنگل اور گرجاکھ والوں نے بھی کیا جن کی اولادیں اب تقریباً ختم یا زوال کا شکار ہو چکی ہیں۔ داراپور اور چکری کا میدانی علاقہ غالباً سب سے پہلے مرکزی نسل سے الگ ہوا ہوگا۔ یہ علیحدگی پسندی کسی بھی بڑی اتھارٹی کے لیے مہلک ہوا کرتی ہے۔ ان باہمی جھگڑوں کے علاوہ گکھڑوں کے ساتھ بھی مسلسل جنگ اور پہاڑوں کے اس پار زیادہ طاقتور نسلوں کی آبادکاری نے جنجوعوں کی حکومت کو تباہی سے دوچار کر دیا۔ لگتا ہے کہ بابر سے کچھ ہی عرصہ کے بعد دھنی

علاقہ (ملوکی دھن) اور تلہ گنگ وونہار کے قلعے تباہ ہو گئے لیکن وسطی اور مشرقی کوہ نمک اور دارا پور کے آس پاس جنجوعہ بالادستی سکھوں کے عروج تک غیر متنازعہ رہی اور کھیوڑہ اور مکراچ کی نمک کی کانوں نے ہمیشہ اس علاقے کو اہمیت دلائی ہوگی۔ سکھوں نے سارے علاقے کو تھوڑا تھوڑا کر کے فتح کیا۔ رنجیت سنگھ نے بذات خود کھیالا اور گوسک کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کیا۔ بیشتر بااثر سرداروں کو جاگیریں ملیں مگر انہیں ان کی پرانی املاک سے نکال دیا گیا۔''

جنجوعے جسمانی لحاظ سے ایک جاذب نظر نسل ہیں۔ ان کے ہاتھ اور پاؤں پڑوسیوں کی نسبت چھوٹے اور زیادہ خوش وضع ہیں۔ انہوں نے فوج میں بھی ملازمت اختیار کی اور انفنٹری کی بجائے کیولری کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ کاشتکاری اور کاروبار میں زیادہ اچھے نہیں۔ وہ تفصیلات کے بارے میں لاپرواہیں اور اختلاف کیے جانے پر جذباتی ہو جاتے ہیں۔ عموماً وہ ناممکن چیزوں سے توقعات باندھ لیتے ہیں۔ ان کے آداب اکثر اچھے ہیں۔ ہوشیار پور میں جنجوعے دسوئیہ کے شمال مشرق میں کافی زیادہ ہیں۔

جنجوہن...... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

جندانی...... کھوسہ بلوچ کا ایک قبیلچہ۔

جندرن...... منٹگمری میں (1) ایک ارائیں، (2) ایک مسلمان زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ اور (3) شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

جندوالی...... کلہور کے 16 ویں راجا سنگر چند کے بیٹے مانک چند کی نسل سے راجپوتوں کی ایک شاخ۔

جندی...... امرتسر میں زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔

جندیکے...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

جن سن...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔ یہ سب مسلمان ہیں۔

جنگالی...... ملتان میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

جنگل...... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

جن وس...... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

جنجہال...... ایک راجپوت قبیلہ جو کسی دور میں بہت کثیر التعداد اور طاقتور ہوا کرتا تھا۔ یہ کشمیر کی

سرحدوں اور کہوٹہ تحصیل (ضلع راولپنڈی) میں پایا گیا جو بہت خوبصورت علاقہ ہے۔
گکھڑوں نے ان کا تقریباً مکمل خاتمہ کر دیا، اور یہ ہدوال کے دشمن تھے۔

جُنبی ...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

جنیر ...... کپورتھلہ میں جٹوں کا ایک قبیلہ جہاں وہ مشرق اور جمنا سے ہجرت کر کے آئے۔

جوا ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جواکی ...... آدم خیل آفریدیوں کی ایک معروف شاخ جو کوہاٹ اور پشاور کے درمیان کوہستان میں رہتے ہیں۔

جُوتا ...... منٹگمری اور ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جوتشی، جوتسی ...... جیوتش یا علم نجوم جاننے والا۔

جوجہ ...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جوجو (مؤنث جوجو) ...... کسی اعلیٰ طبقے کے خاندان کا داماد۔

جُود ...... ایک تقریباً معدوم شدہ قبیلہ (دیکھیں ''جودھ'')

جودسی ...... یہ غالباً جوتشی کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ لاہول میں نجومی کو جودسی کہتے ہیں۔

جودھا ...... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلہ۔

جودھ ...... (دیکھیں ''جنجوعہ'')۔ بابر کے عہد کا جُود۔ ضلع جہلم کی چکوال تحصیل میں یہ اب بھی چند دیہات کے مالک ہیں اور جنجوعہ نسل کا دعویٰ کرتے ہیں۔

جودھرا، جودرا ...... ضلع اٹک میں راجپوت قبیلہ جہاں یہ تحصیل پنڈی گھیپ کے جنوب مشرق میں آباد ہے۔ یہ تحصیل کے ایک تہائی سے کچھ کم کاشتہ رقبے کے مالک ہیں اور ایک تہائی سے زیادہ محاصل ادا کرتے ہیں۔

دو مختلف بیانات کے مطابق بتایا جاتا ہے کہ وہ جموں یا پھر ہندوستان سے آئے، اور اپنی موجودہ مقبوضات پر نواحی علاقوں میں گھیبا کی آمد سے پہلے کے آباد ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جودھروں کے جدامجد نے محمود غزنی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، تاہم وہ اب بھی اپنے تیوہاروں اور رسوم میں ہندو رنگ رکھتے ہیں۔ غالباً وہ سولہویں صدی کے اواخر میں اس ضلع میں وارد ہوئے اور سواں اور سیل علاقوں کے مالک بن بیٹھے۔ ملک اولیاء خان تاریخ کا پہلا

قابل ذکر جودھرا ملک تھا۔ مغل دور میں وہ پنڈی گھیب، تلہ گنگ اور چکوال و فتح جنگ تحصیلوں کے کچھ حصوں کا مُحصل تھا اور غالباً اسی نے تلہ گنگ پر چڑھائی کی۔ سکھ دور میں دودھرا طاقت اپنے عروج پر تھی لیکن یہ جلد ہی انحطاط کا شکار ہوگئی۔ گھیبا کے ایک جودھرا شاخ ہونے کی روایت کو اس امر سے حمایت ملتی ہے کہ پنڈی گھیب قصبہ گھیبا کی بجائے جودھرا کے قبضہ میں تھا۔ جودھرے اولوالعزم اور پر جوش ہیں۔ وہ عمدہ گھوڑے اور عقاب پالتے اور ناراض کیے جانے پر لڑنے مرنے کو ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ پنڈی گھیب کے ملک سرکردہ جودھرا خاندان ہے۔

جورا...... (1) منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان ہندو کمبوہ قبیلچہ۔ (2) شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ کھوکھر قبیلچہ۔

جورو...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جوڑیے...... امرتسر میں ارائیوں اور کمبوہوں کا ایک ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

جوسر...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جوسن...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو کمبوہ قبیلچہ۔ ایک کھتری گوت بھی جوسن ہے۔

جوسن...... (1) ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ (2) امرتسر میں زراعت پیشہ کمبوہ اور (3) ارائیں قبیلچہ۔

جوسی، جوشی...... غالباً یہ جوتشی ہی ہیں۔ برہمنوں کی ایک ذیلی تقسیم۔

جوکھارُو...... جونک لگانے والا۔ (دیکھیں ''کاگرا'')

جوگی...... جوگ یا سنیاس اختیار کرنے والا بھگت۔ پتنجلی کے پرچار کردہ یوگ نظام فکر میں ہستیٔ مطلق کے ساتھ متحد ہو کر اس کا ایک حصہ بن جانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جوگیوں کی تاریخ مبہم ہونے کے ساتھ ساتھ مسحور کن بھی ہے مگر یہاں ہمارے موضوع میں نہیں آتی۔ جوگی کی اصطلاح میں دو نہایت مختلف طبقات شمار ہوتے ہیں۔ ایک تو ہندوؤں کے باقاعدہ مذہبی سلسلے کے جوگی ہیں جن میں اوگھڑ جوگی اور گورکھ ناتھ کو ماننے والے کن پھٹے جوگی مرتاض شامل ہیں۔ یہ افراد بھی بیراگیوں، گوسینوں اور دیگر مذہبی سلسلوں جتنے ہی قابل احترام ہیں۔ یہ سب ہندو ہیں لیکن گھرہستی یا سیکولر جوگی (چاہے ہندو ہی ہو) بالعموم راول کہلاتا اور بھیک

مانگنے، فال نکالنے اور بھجن گانے کے ذریعہ زندگی گزارتا ہے۔ ہندو جوگی کا ایک اور مترادف ''ناتھ'' ہے۔ دوسرے طبقے میں پست ذات فقیر اور قسمت کا حال بتانے والے شامل ہیں جن میں سے زیادہ تر مسلمان ہیں۔ حتیٰ کہ اگر کوئی دست شناس اور زائچے بنانے کا علم رکھنے والا فقیر بھی ڈھول خرید کر پہن لے تو خود کو جوگی کہلوانے لگتا ہے۔ جوگیوں اور سنیاسیوں میں زبردست جھگڑے ہوئے۔ بتایا جاتا ہے کہ ایک بار دو یا تین سو سنیاسیوں نے 500 جوگیوں کو شکست دی تھی۔ یہ لڑائی اکبر نے خود بھی دیکھی اور اپنے سپاہیوں کی جسم پر راکھ مل کر انہیں سنیاسیوں کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔

بحیثیت گروہ جوگیوں کی کوئی تاریخ نہیں۔ اپنے ماخذ کے حوالے سے ان کی بے شمار روایات ہیں جن میں قدیم مابعد الطبیعاتی خیال آرائی کا اثر واضح نظر آتا ہے۔

تحقیقاتِ چشتی کے مطابق سب جوگی متفق ہیں کہ یہ پنتھ شیو جی مہاراج کا ہے۔ اس طرح سے جاری ہوا کہ ایک شخص شیو جی کا سیوک ان کے پاس عطائے اولاد کی امید لے کر آتا تھا۔ ایک روز پاربتی نے شیو جی سے عرض کی کہ مہاراج یہ آپ کا پرانا سیوک ہے۔ آپ اس پر کرم کریں تاکہ اس کے یہاں اولاد ہو۔ انہوں نے اپنی دھونی میں سے قدرے بھبوت یعنی خاکستر اٹھا کر اس کو دی اور کہا کہ اپنی استری یعنی عورت کو جا کر کھلا دے۔ وہ اپنی عورت کے پاس اس بھبوت کو لے آیا اور تمام حال مہاراج کی مہربانی کا کہہ سنایا۔ اگرچہ اس بے اعتقاد عورت کو اس امر پر اعتقاد نہ آیا لیکن بپاس خاطر شوہر کے اس بھبوت کو اپنی گرہ میں باندھ چھوڑا۔ اتفاقاً کچھ عرصہ وہ بھبوت اس کی گرہ سے گوبر میں گر پڑی اور وہ سیوک بدستور شیو جی مہاراج کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ ایک روز ماتا پاربتی نے شیو جی کو کہا کہ آپ نے اس بیچارے بے اولاد پر مہربانی بھی فرمائی مگر آج تک اس کے گھر اولاد نہ ہوئی۔ شیو جی نے اس سے پوچھا کہ ہم نے جو بھبوت تجھ کو دی تھی تو نے اس کا کیا کیا؟ وہ تیری عورت نے کھائی یا نہ کھائی؟ اس نے اپنی بیوی سے جا کر دریافت کیا۔ وہ بولی کہ اس خاکستر کے کھانے سے کیا ہوتا تھا۔ میں نے تو وہ رکھ چھوڑی تھی مگر پھر ایک دن میرے ہاتھ سے گوبر میں گر پڑی۔ یہ حال سن کر وہ نہایت متاسف ہوا اور شیو جی کی خدمت میں جا کر کل حال عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس گوبر کو جا کر دیکھ۔ جب اس نے اس گوبر کو دیکھا تو اس میں سے ایک بالک یعنی

لڑکا نکل آیا۔ وہ اس کو لے کر شیو جی کی خدمت میں آیا۔ شیو جی نے فرمایا کہ یہ لڑکا بڑا تپسوی یعنی عابد وزاہد ہوگا۔ یہ تیرے کام کا نہیں ہم کو دے دے۔ اس نے کہا حاضر ہے۔ چونکہ وہ لڑکا گوبر سے پیدا ہوا تھا اس لیے شیو جی نے نام اس کا گورکھ ناتھ رکھا۔

گورکھ ناتھ جی کو رودھر یعنی شیو جی کی مورت اور انہی کے انگ یعنی بدن کی برکت سے پیدا ہوا کہتے ہیں۔ اگرچہ شیو جی کے گیارہ رودھر ہیں مگر یہ آٹھ بہت مشہور ہیں۔ ایک گورکھ ناتھ دوسرا بھیرو جو شکم کالی دیوی سے پیدا ہوئے ہیں۔ تیسرا ہنومان جوانجنی سے پیدا ہوا، چوتھا سوام کارنگ یہ پاربتی سے پیدا ہوا، پانچواں دریاشہ، چھٹا وام دیو جو کسی رکھی (رشی) سے پیدا ہوا، ساتواں شیو جی مہاراج جو برہما کی مستک سے پیدا ہوا۔

جب وہ بالغ ہوا تو شیو جی نے اس کو کہا کہ تم کوئی گورو اپنا تلاش کرو۔ اس نے عرض کیا کہ اے مہاراج مجھے آپ کی آگیا درکار ہے جس شخص کو آپ فرمائیں میں گورو بناؤں۔ شیو جی نے بچشم باطن وزور کرامت تمام دنیا میں دیکھا کہ اس لڑکے سے زیادہ کوئی تپسوی رشی طاقتور نہیں۔ اس سبب سے وہ چپ ہو رہے۔ بعد چندے گورکھ ناتھ نے عرض کی کہ اے مہاراج آپ نے اب تک کچھ ارشاد نہ فرمایا۔ اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو مجھ کو اجازت دیں تا کہ میں اپنا گورو آپ ہی تلاش کرلوں۔ انہوں نے فرمایا کہ جہاں تیری تسلی ہو اس کو گورو بنا۔ یہ اجازت پاکر وہ ساحلِ سمندر پر جا بیٹھا اور ایک روٹ یعنی بڑی روٹی پکا کر پیپل کے پتوں پر رکھ کر سمندر کو نذر دی۔ اس روٹی کو راکھو مچھلی نے کھالیا۔ بعد بارہ برس کے گورکھ ناتھ نے اس راکھو مچھلی کو طلب کر کے کہا کہ ہماری فلاں روٹی جو تو نے کھائی ہوئی ہے ہمیں واپس دے۔ یہ لوگ یوں روایت کرتے ہیں کہ اس نے بجائے اس روٹی کے اپنے منہ سے ایک بالک نکال کر گورکھ ناتھ کو دیا۔ گورکھ ناتھ اس لڑکے کو لے کر شیو جی کے پاس لائے اور تمام حال اس کے دستیاب ہونے کا کہہ سنایا۔ چونکہ وہ مچھلی سے پیدا ہوا تھا اس لیے شیو جی نے اس کا نام مچھندر ناتھ رکھ دیا اور کہا کہ اس کو اپنا گورو بنالو۔

جوگی لوگ یوں بھی کہتے ہیں کہ ایک روز گورو گورکھ ناتھ کو برلب سمندر احتلام ہوا۔ انہوں نے منی مخرجہ کو لے کر ایک پتے پر رکھ کے سمندر میں پھینک دیا، مچھلی نگل گئی اور اس سے مچھندر ناتھ پیدا ہوئے۔ بعضے جوگی کہتے ہیں کہ یہ روایت درست نہیں کیونکہ گورکھ ناتھ جتی

پرش ہوئے ہیں، ان کو کبھی شہوت نہ ہوتی تھی۔ الغرض گورکھ ناتھ نے مچھندر ناتھ کو اپنا گورو بنایا اور پھر جدا جدا ہو کر وہ دونوں عبادت میں مشغول ہوئے۔

بعد مدت کے گورکھ ناتھ جی نے پھر بخدمت شیو جی مہاراج کے آکر نمسکار کی۔ شیو جی نے حقیقت حال دریافت فرمائی۔ اس اثناء میں مچھندر ناتھ بھی وہاں آ گئے۔ شیو جی نے گورکھ ناتھ جی کو کہا کہ تم جتی ہو تم نے عورت کا سنگ تو نہیں کرنا اور اولاد کا ہونا بہت اچھا ہوتا ہے۔ تم کو لازم ہے کہ تم کسی صورت سے اولاد پیدا کرو۔ انہوں نے عرض کی کہ میں جتی ہوں، اولاد کیونکر ہو۔ شیو جی نے فرمایا کہ تم اپنے چیلے بناؤ۔ وہی تمہاری اولاد ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ جس وضع سے آپ کہیں گے اسی طرح سے چیلے بناؤں گا۔ شیو جی نے ایک کاہ دبھ اٹھا کر ان کے گلے میں ڈال دیا اور فرمایا کہ یہ تمہارا زنار ہے۔ (اب جوگی لوگ اس کے بدلے زنار اونی یا سوتی پہنتے ہیں)۔ بعد اس کے شیو جی نے درخت آک سے ایک چھوٹی سی لکڑی اکھاڑ کر فرمایا کہ اس کو تم اپنے زنار کے ساتھ باندھ لو۔ اس کا نام ناد ہے۔ تم کو لازم ہے کہ اس کو ایک بوقت صبح دوسرا بوقت شام اور تیسرا اس وقت کہ جب گوروؤں کے سنکھ جایا کرو بجایا کرو (چنانچہ اب تک جوگی لوگ اپنے زنار کے ساتھ ایک ناد چوبی یا صندلی یا شاخ آھو باندھ رکھتے ہیں۔ وہ ناد چار انگشت لمبا ہوتا ہے۔ کسی کی ناد میں آٹھ کسی کی میں چار ہڑیں ہوتی ہیں۔ اس کو منہ میں رکھ کر بجاتے ہیں اور اس سے شبد شیو گورکھ کا نکالتے ہیں)۔ بعد اس کے شیو جی نے پاربتی کو حکم دیا کہ تم اپنے ناخن سے اس کے کان پھاڑ کر مندریں پہنا دو۔ پاربتی نے اس کے کان پھاڑ کر اس میں مٹی کی مندریں پہنا دیں۔ (اب تک جوگیوں میں رسم ہے کہ چیلے کے کان پھاڑ کر اس میں مندریں ڈالتے ہیں)۔ بعد اس کے پاربتی جی نے اپنا گھٹنا یعنی زانو چیر کر اس کے لہو سے ایک کپڑا سرخ کر کے اس کو دیا اور فرمایا کہ تم ایسا کپڑا رنگین پہنا کرو۔ (چنانچہ اب تک جوگی لوگ کپڑا گیروا رکھتے ہیں)۔ پھر حکم دیا کہ ہندوؤں میں مردہ کو جلاتے ہیں تم لاش کو زمین میں اس طرح دفن کیا کرو کہ متوفی چارزانو ہو کر قبر میں بیٹھے، پھر اس پر نشان مڑھی بنایا جائے۔ یہ راہ و رسم مقرر کر کے ان کو رخصت کیا۔ گورو گورکھ ناتھ صاحب بڑے صاحب کمال اور لافانی ہیں۔ ان کے مشہور جوگی لوگ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ شیو جی کے ساتھ رہتے ہیں۔ جو کوئی ان کی عبادت کرے اس کو زیارت بھی کراتے ہیں۔

تمام جوگیوں میں رسم ہے کہ سلام کے جواب میں دو دفعہ آدیس آدیس اپنے جوگ کے جوگیوں سے کہتے ہیں۔ باعث اس کا یہ ہے کہ جب شیوجی نے گورکھ ناتھ کو واسطے چیلہ کرنے کے حکم دیا تھا تو یہ تعلیم دی تھی کہ اپنے گروہ میں بجائے سلام دو دفعہ آدیس آدیس کہا کرو اور اگر کوئی دنیادار تم کو آدیس کہے تو تم جواب میں اس کو کہا کرو آدپرش کو۔ اور یہ بھی جوگیوں میں رسم ہے کہ جب کوئی جوگی گدائی کے واسطے جاتا ہے تو بطور سوال لفظ آلکھ آلکھ کہتا جاتا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ خدا الکھا یعنی پہچانا نہیں جاتا۔

بعد اس کے گورکھ ناتھ نے چیلے بنانا شروع کیے۔

چیلہ بنانے کی رسم: جب کوئی چاہتا ہے کہ میں جوگیوں کا چیلہ بنوں تو وہ کسی مہنت کے پاس حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ مجھ کو جوگی بناؤ۔ وہ اس کو سمجھاتا ہے کہ اس فقر میں بہت تکلیفیں ہیں؛ کیوں دیدہ اور دانستہ مصیبت میں پڑتے ہو، جاؤ کاروبار دنیا کرو۔ اگر پھر بھی وہ خواہش کرتا ہے تو اول اس کو دو تین روز فاقہ دیتے ہیں۔ بعد ازاں ایک کارد زمین میں گاڑ کر فہمائش کرتے ہیں کہ:

اول یہ کہ کسی قسم کا بیوپار نہ کرے۔ دوسرا یہ کہ نوکری نہ کرے۔ تیسرا ہتھیار نہ باندھے۔ چوتھا اگر کوئی گالی دے تو صبر کرے۔ پانچواں شادی نہ کرے۔ چھٹا کانوں کی محافظت کرے کہ پھٹ پھٹ نہ جائے کیونکہ جوگیوں میں رسم ہے کہ جس کا کان پھٹا ہوا زیادہ ہو یا ٹوٹ جائے تو اس کو زندہ در گور کر دیتے ہیں۔ سکھ دور میں یہ رسم جاری تھی۔ اب حسب خوف حکومت انگریزی کے ایسے شخص کو کہ جس کا کان ٹوٹ جائے برادری سے خارج کر دیتے ہیں۔ ان میں گورو کے مال کا مالک چیلا ہی ہوتا ہے اور کسی رشتہ دار کو حق نہیں پہنچتا مثلاً اگر کسی گورو کے دس چیلے ہوں تو ان میں سے جس کو گورو پسند کرے گدی نشین ہو اور ان میں خواہ لکھ پتی ہو جائے تو بھی فقیر کہلاتا ہے۔

جب وہ چیلا سب قیدیں قبول کر لیتا ہے تو گورو اپنے ہاتھ سے یا کوئی اور دوسرا جوگی جو واقف علم کان پھاڑنے کا ہو، کان پھاڑتا ہے۔ ان میں رسم ہے کہ جو جوگی بھی بجائے گورو کے مانتے ہیں۔ چنانچہ آج کل ضلع لاہور میں چندن ناتھ سنت ناتھ، لہر ناتھ کا چیلا اس کام کے واسطے مقرر ہے اور ان میں معمول ہے کہ جو چیلا ہو کر کان پھڑوائے تو کان پھاڑنے

والے کے آگے ایک روپیہ چار آنہ نذر رکھے۔ آگے اس کی مرضی ہے کہ لیوے یا نہ لیوے۔ ان کے مذہب میں حکم ہے کہ نئے چیلے کی خدمت دل و جان سے کرنی چاہیے اور ان لوگوں میں بجز کان پھڑوانے کے چیلہ کامل نہیں ہوتا۔

جوگیوں میں وفات کی رسوم: ان میں دستور ہے کہ جب کوئی جوگی مرنے کے قریب ہوتا ہے تو اس کو چارزانو بٹھاتے ہیں۔ جب جان نکل چکے تو اول غسل دیتے، پھر اس کی کمر میں لنگوٹی باندھتے اور تمام بدن پر راکھ ملتے ہیں۔ بعد ازاں تمام بدن پر کفن حسب الاستطاعت پہناتے ہیں۔

جنازہ اٹھانے کے بعد ان میں دو معمول ہیں۔ اگر غریب ہو تو کمبل میں بطور گٹھڑی باندھ کر بانس میں دو آدمی اٹھا لے جاتے ہیں اور اگر متمول ہوا تو چوکی چوبی پر بٹھا، اوپر بطور پالکی بنا، اس پر پھول بکثرت ڈالتے ہیں۔ پھر مدفن میں لے جا کر زمین میں ایک گڑھا اس صورت میں کھودتے ہیں کہ اس کے جنوب رویہ ایک اور گڑھا۔ پھر لاش کو بدستور چارزانو بٹھاتے ہیں۔ پھر بند کر کے حسب المقدور مڑھی بناتے ہیں اور بوقت اٹھانے لاش کے بہت دھوم دھام باجا کوتل وغیرہ سے کرتے ہیں اور اس کو سواری کہتے ہیں۔ اگر بہت غریب ہو تو لاش پانی میں بہا دیتے ہیں۔

راجا بھرتری: کہتے ہیں کہ راجا بکرماجیت (کہ جس کا بڑا بھائی راجا بھرتری اور گندھرب سین تھا) اجین کا بڑا نامور راجا ہوا ہے۔ اس نے اپنے عہد حکومت کا سمت بکرماجیتی علیحدہ مقرر کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ گندھرب سین والیٔ اجین بن اندر حسب سراپ یعنی بددعا اپنے باپ کی جنم استھان میں آیا۔ جب مہلت سراپ گزر چکی تو وہ دنیا سے زندہ معدوم ہو گیا۔ بعد اس کے راجا بھرتری گدی نشین ہوا۔ (اس نے بکرماجیت کو محض اس خیال سے کہ دعویٰ سلطنت نہ کرے محبوس کرایا) حسب تواریخ اہل ہند راجا بھرتری کے گھر میں سولہ سو رانیاں تھیں۔ ان میں سے ایک پیت رانی یعنی پہلی رانی مطلوبہ اور معشوقہ پنگلا تھی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ راجا بھرتری شکار کھیلنے گئے وہاں جنگل میں دیکھتے ہیں کہ ایک مردہ ہے اور لوگ اس کے جلانے کی فکر میں مشغول ہیں۔ راجا یہ دیکھ کر چلا گیا۔ جب وہاں سے لوٹا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ سب شخص اس مردے کو چتا میں رکھ کر چلے گئے ہیں اور لاش جل رہی ہے مگر عورت اس کی وہاں حاضر

ہے جو اپنے بدن سے گوشت کاٹ کاٹ کر چتا میں پھینک رہی ہے۔ جب کئی عضو اپنے بدن سے کاٹ کر اس میں پھینک چکی تو پھر کود کر خود بھی آگ میں جا پڑی اور جل کر خاکستر ہو گئی۔ راجا نے یہ محبت اس کی دیکھ کر ارادہ کیا کہ میں بھی اپنی رانی کی آزمائش کروں کہ وہ مجھ سے ایسی محبت رکھتی ہے یا نہیں۔ الغرض تمام حال رانی پنگلا کو آ کر سنایا کہ محبت ایسی چاہیے۔ ستی اسی کو کہتے ہیں کہ جو اپنے خاوند کے ساتھ اسی طرح جل مرے۔ رانی نے کہا کہ اے راجا وہ عورت ستی نہ تھی بلکہ ہٹی تھی یعنی ہٹ والی۔ ہٹ شاستر میں حوصلہ دل کو کہتے ہیں۔ ستی کی یہ تعریف ہے کہ جس وقت سنے کہ خاوند فوت ہو گیا ہے اسی وقت ایک آہ جانسوز ایسی مارے کہ وہ خود بخود مر جائے۔ راجا نے یہ سخن دل میں رکھا اور کہا کہ اب اس کا امتحان کرنا چاہیے۔ بعد مدت کے ایک روز راجا شکار کھیلنے کو گیا اور کسی جانور کے خون سے اپنی پوشاک کو بھگو ایک نوکر کے حوالے کر کے کہا کہ تو اس کو میرے مندروں محلوں میں لے جا اور بصورت غمناک بیان کر کہ راجا کو ایک شیر نے مار ڈالا ہے۔ جب یہ خبر رانیوں نے سنی تو ہر ایک نے رونا پیٹنا شروع کیا۔ جب رانی پنگلا کو خبر ہوئی تو سنتے ہی ایک آہ جانسوز کھینچ کر جاں بحق تسلیم ہو گئی اور مرتے مرتے اتنا کہہ گئی کہ راجا تو فوت نہیں ہوا، اس نے میری آزمائش کے واسطے یہ کام کیا ہے۔ اب اگر میں نہ مروں تو وہ کیا کہے گا۔ جب وہ مر گئی تو ملازموں نے راجا سے کہا کہ رانی پنگلا یہ بات کہہ کر مر گئی ہے۔ یہ سن کر راجا بہت غمناک ہوا۔ روتا پیٹتا محلوں میں داخل ہوا اور رانی پنگلا کی محبت کو یاد کر کے ایسا رویا کہ سدھ بدھ نہ رہی۔ غش پر غش کھانے لگا۔ یہ حالت دیکھ کر وزیر امیر اس کو سمجھانے لگے کہ اے راجا جو ہونا تھا سو ہو چکا۔ اب راضی بقضا ہونا اور سرانجام لاش متوفیہ کرنا چاہیے۔ یہ سن کر راجا نے کہا کہ مجھ سے کچھ توقع نہ رکھو۔ میرے بھائی بکرماجیت کو لا کر تخت نشین کرو۔ مجھے اب کچھ غرض تخت و تاج سے نہیں۔ میں اب اپنی وفادار محبوبہ کے ساتھ جل مروں گا۔ ہر چند امراء اور وزراء نے فہمائش کی مگر اس نے ایک نہ مانی۔ الغرض لاش کو اٹھا کر مرگھٹ پر لے گئے۔ جب اس کو جلانے لگے تو راجا بضد ہوا کہ یا تو مجھ کو اس کے ساتھ جلا دو یا اس کو زندہ کرا دو۔ چونکہ یہ دونوں امر بعید العقل تھے لاچار ہو کر سب لوگ واپس چلے آئے اور راجا وہاں بیٹھا رہا۔

اتفاقاً گورو گورکھ ناتھ جی اسی قرب و جوار میں کہیں مشغول عبادت تھے۔ ان کے کسی چیلہ

نے یہ حال ان کو سنایا۔ یہ سن کر انہوں نے براہ مہربانی فرمایا کہ چلو اس رانی کو زندہ کر آئیں۔ یہ سن کر بمقام مرگھٹ تشریف لائے۔ دیکھا کہ راجا بھرتری ''ہائے پنگلا، ہائے پنگلا'' کر رہا ہے۔ اس وقت ان کے ہاتھ میں ایک ہانڈی تھی۔ اس کے روبرو اس کو پھوڑ ڈالا اور خود وہاں کھڑے ہو کر ''ہائے ہانڈی، ہائے ہانڈی'' کہنے لگے۔ راجا نے ادھر دیکھ کر کہا: اے فقیر خود تو نے یہ ہانڈی پھوڑی اب کس واسطے روتا ہے؟ اگر تجھ کو اس کا غم ہے تو ہم اس ہانڈی کے بدلہ تجھ کو ہزار ہا ہانڈی منگوا دیتے ہیں۔ یہ سن کر گورکھ ناتھ جی نے فرمایا: ہائے افسوس۔ تو نے بھی تو براہ آزمائش اپنی رانی کو خود مارا ہے۔ اس کے باوجود ہزار ہا رانیاں تیرے پاس ہیں، اگر اور بھی چاہے تو مل سکتی ہیں۔ فرمایا: اگر اس رانی کا زندہ ہونا چاہتا ہے تو ہم ابھی اس کو زندہ کر دیتے ہیں مگر ہماری ہانڈی جیسی ہانڈی تو لا نہیں سکتا۔ راجا نے عرض کیا: مہاراج مردہ کو کون زندہ کر سکتا ہے۔ ہانڈیاں تو اس سے اچھی اچھی منگوا سکتا ہوں۔ گورو گورکھ ناتھ نے یہ سن کر کہا: ذرا آنکھیں اپنی بند کر اور تماشائے قدرت الٰہی دیکھ۔ راجا نے آنکھیں بند کر لیں۔ بعد ایک لمحہ کے جو کھولیں تو دیکھا کہ رانی پنگلا صحیح وسالم تندرست بیٹھی ہے بلکہ اس کی ہم شکل اور بہت سی رانیاں موجود ہیں۔ راجا یہ کرامت دیکھ کر حیران ہوا۔ گورو صاحب نے کہا: اے راجا چونکہ تو عادل ہے تیرا ہونا ہم کو منظور ہے۔ اپنی رانی پنگلا کو ساتھ لے جا اور گھر میں جا کر آباد ہو اور تخت سلطنت پر بیٹھ۔ راجا نے اٹھ کر قدم پکڑ لیے اور عرض کی کہ مہاراج اب مجھے رغبت بادشاہی کی نہیں رہی۔ حکمرانی اور راجگی میرا بھائی بکرماجیت کرے گا۔ مجھ کو آپ اپنا چیلہ بنا لیں تاکہ آپ کی کرپا سے مجھے بھی یہ کرامت حاصل ہو کہ مردہ کو زندہ کر سکوں۔ گورو صاحب نے ہر چند نصیحت کی مگر راجا نے ایک نہ مانی۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اگر تیرا یہی منشا ہے تو آنکھیں بند کر۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں پھر حسب الحکم ان کے کھولیں تو دیکھتا کیا ہے کہ رانی پنگلا جو زندہ ہوئی تھی گم ہو گئی ہے اور فقط گورکھ ناتھ صاحب کھڑے ہیں۔ اس سے اس کو بدرجہ کمال حیرانی ہوئی۔ ان کے قدموں پر گر کر زار زار رونے لگا۔ آخر کار اس کو گورو صاحب اپنے ساتھ لے گئے اور چیلہ بنایا۔

جب یہ حال راجا بکرماجیت نے سنا کہ راجا بھرتری نے مجھ کو صرف راج کی طمع کے واسطے قید کیا ہوا تھا اور اب جوگ میں اس کو کچھ ایسی لذت نظر آئی ہے کہ اتنی بڑی سلطنت کو

چھوڑ کر جوگی ہونے لگا تو یہ بچار کر وہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بعد نمسکار کہنے لگا کہ آپ مجھے بھی چیلا بنائیں۔ اب ہوس دنیا میرے دل میں بھی نہیں رہی۔ گورو جی نے دل میں سوچا کہ اگر یہ دونوں فقیر ہو جائیں گے تو ان کا ناش ہو جائے گا، کیونکہ یہ دونوں لاولد ہیں۔ مناسب ہے کہ راجا بکرماجیت راجا رہے اور راجا بھرتری فقیر تا کہ سلطنت ظاہری و باطنی ان کے گھر میں آ جائے۔ اس واسطے بکرماجیت کو کہا کہ تو جا کر راج کر۔ ہم تیری حفاظت کریں گے اور تجھ پر واضح ہو کہ جیسا اس کا نام مشہور ہوگا ویسا ہی تیرا نام نیک دنیا میں قائم رہے گا۔ وہ اس بات پر اعتقاد کر کے لوٹ آیا اور راج کرنے لگا۔

راجا بھرتری ان کے ساتھ چلا گیا۔ گورو صاحب نے اس کو اپنا چیلا کر کے اس کا نام سدھ بچار ناتھ رکھا۔ بعد ازاں اس کا چیلا بیراگ ناتھ ہوا جس کا اب پنتھ بیراگ ناتھ جاری ہے۔

راجا بھرتری بڑا صاحب کمال ہوا۔

جولاہ...... رسے بٹنے یا کپڑا بننے وغیرہ جیسے کام کرنے والا۔ یوسف زئی میں جولاہ کی ایک گلڈ ہے۔

جولاہا...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جولاہا، جُلاہا...... (مترادف سفید باف)۔ صرف کپڑا بننے والے کو مشرقی دیہات میں جولاہا اور مغربی دیہات میں پاؤلی کہا جاتا ہے۔ یہ انتہائی کثیر التعداد اور اہم دستکار طبقہ ہیں، بالخصوص مغربی اضلاع میں جہاں چمڑا مزدور یا خاکروب ذاتیں کپڑا بننے کا کوئی کام نہیں کرتیں۔ درحقیقت ضلع سرسا کی سیٹلمنٹ رپورٹ تیار کرتے ہوئے مسٹر ولسن کو لوگوں کی مختلف شاخوں کا موازنہ کرنے کے زبردست مواقع ملے۔ ان کی رائے میں جولاہے اور چمار اپنے ماخذ میں شاید ایک ہی ہیں اور پیشے کے اختلاف کی وجہ سے ان کے درمیان فرق پیدا ہوا۔ اگر ایسا ہے تو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں کی موجودہ حیثیت انتہائی غیر مشابہ ہے۔ جولاہا ناپاک چمڑے میں کام نہیں کرتا، مردار خور نہیں، نعش کو نہیں چھوتا اور ہندو مسلمان دونوں اسے اپنے اپنے عقیدے کا پیروکار تسلیم کرتے اور مذہبی مساوات میں قبول کرتے ہیں۔ المختصر، چمار ایک خدمتگار ہے اور جولاہا دستکار۔ اصل حقیقت یہ لگتی ہے کہ لفظ جولاہا (خالصتاً فارسی لفظ) ہندی زبان کی اصطلاح تانتی کا مترادف ہے اور اس اعلیٰ ترین پیشے کا نام ہے جو آبادی

کے اچھوت حصہ کے لیے بالعموم کھلا ہے۔ لہٰذا ہمیں کولی ــــ جولاہے، چمار ــــ جولاہے، موچی ــــ جولاہے، رام داسی۔ جولاہے وغیرہ ملے لیکن امکان ہے کہ چند پشتوں بعد ان افراد نے وہ سابقے گرا دیئے جو کمتر نسل ہونے کے غماز تھے، اور سادہ و خالص جولاہے بن گئے۔

دہلی و حصار ڈویژنوں میں جولاہا خاص ادھر ادھر بکھرا ہوا نظر آتا ہے۔ وہاں اس کی جگہ کولی یا چمار۔ جولاہے نے لے لی، اور ڈیرہ جات میں بمشکل ہی معلوم ہے جہاں کپڑا بننے کا زیادہ تر کام شاید جٹ کرتا ہے۔ باقی کے صوبے میں وہ کل آبادی کا تین یا چار فیصد ہیں۔ وہ کانگڑہ اور دہلی میں بالعموم، جبکہ کرنال، انبالہ اور ہوشیار پور میں اکثر و بیشتر ہندو ہے لیکن بحیثیت مجموعی تقریباً 92 فیصد جولاہے مسلمان ہیں، سکھ معدودے چند ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ جولاہا صرف کپڑا بننے کا کام ہی کرتا ہے۔ وہ حقیقی دیہی خدمت گار ہیں۔ اسے رواجی معاوضہ ادا کرنے کی بجائے کام کے لحاظ سے ادائیگی کی جاتی ہے۔ دستکار طبقات میں وہ شاید سب سے زیادہ شورش پسند ہے۔ یورپ کے جوتا سازوں کی طرح وہ ایک انتہائی ست روپیشے سے منسلک ہے اور کم از کم دیہات میں آبادی کا نہایت ہنگامہ پرور طبقہ ہے۔ ایک کہاوت ہے: ''جولاہا متحمل مزاج کیسے ہوسکتا ہے؟'' دراصل اس طبقے کی پست سماجی حیثیت اور خواہ مخواہ کی بناوٹ کے درمیان فرق اکثر محاوروں میں بیان ہوتا ہے۔ ''کام جولاہا اور نام فتح خان۔'' (فتح خان کا مطلب فاتح سردار)۔ ''خدا ہمیں محفوظ رکھے! جولاہا شکار پہ گیا ہے!'' ''خود تو جولاہا، اور سید ملازم رکھا ہے!'' ''کیا! پٹھان، اور جولاہوں کے جبری ملازم!'' اسی طرح کچھ مزید بھی ہیں۔

جولاہوں کی بہت سی ذیلی شاخیں ہیں لیکن زیادہ بڑی کے نام مقتدر زمیندار قبائل سے مستعار لیے گئے۔ چند ایک مندرجہ ذیل ہیں: بھٹی وسیع پیمانے پر بکھرے ہوئے ہیں۔ کھوکھر مرکزی طور پر لاہور کے مغرب میں ملے، جنجوعہ اور اعوان راولپنڈی ڈویژنوں میں، سندھو امرتسر اور لاہور ڈویژنوں اور جرپال کانگڑہ میں۔ کبیر بنسی کا اندراج انبالہ اور کانگڑہ سے ہوا، یہ لفظ قطعی طور پر ایک حقیقی قبائلی نام بن چکا ہے اور اس مین مسلمان جولاہے شامل ہیں۔ یہ بنارس کے عظیم بھگت کبیر کی نسبت سے ہے جو خود بھی جولاہا تھے اور ان کی تعلیمات کو بیشتر ہندو جولاہے تسلیم کرتے ہیں۔ مشرقی جولاہے دو بڑی شاخوں ''دیسوالی'' یعنی دیسی اور ''تیل''

میں تقسیم ہیں۔ موخر الذکر شاخ تیلی عورت سے شادی کرنے والے جولا ہے کی نسل خیال کی جاتی ہے۔ وہ سماجی اعتبار سے اول الذکر کی نسبت کمتر ہے۔ جمنا اضلاع میں گنگا پوری (گنگا پاری) اور ایک ملتانی شاخ بھی ہے۔ اول الذکر مالوہ کی سرحدوں پر پائی گئی۔ جولا ہے پشاور میں گولاہ اور ہزارہ میں کاسی کہلاتے نظر آتے ہیں۔ مغرب میں مزید آگے جانے پر ہمیں مسلمان جولا ہے متعدد گروپوں کی صورت میں منقسم ملتے ہیں۔ (زیادہ تر کی تقسیم علاقائی بنیادوں پر ہے) مثلاً جنڈ میں جانگلی، دیسوالی، بجواریہ اور پاریہ ذیلی ذاتیں ہیں لیکن نابھا میں چھ گروپ ہیں۔ چار علاقائی (جانگلا، پواڈھڑے، باگڑی اور ملتانی)، پانچواں گروپ پارے اور چھٹا موچیا ہے۔ جنڈ میں ملنے والے چاروں گروپ ایک ساتھ کھاتے اور حقہ کشی کرتے ہیں۔ جانگلی تحصیل سنگرور کے جنگل خطہ میں ملتے ہیں۔ وہ سید موروثی پیروں کو مانتے ہیں۔ کسی پیر کا مرید بننے والا شخص اس کے ہاتھ سے شربت کا پیالہ پیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ ایسا کرنے سے وہ بہشت پالے گا۔ وہ اپنی ہی گوت میں شادی کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ نابھا میں پارے شادیوں کے لیے اسلامی طریقہ کار پر عمل کرتے ہیں۔ البتہ دیگر پانچ گروپ ہندوؤں کی طرح اپنی گوت میں شادی نہیں کرتے۔ مسلمان جولاہوں کو عید الفطر کو بڑے جوش و خروش سے منانے والا بتایا جاتا ہے، جس طرح قصاب عید الاضحیٰ کو خصوصی اہمیت دیتے ہیں۔ جبکہ کنگھی گراں شب برأت اور سید محرم بڑے جوش و جذبے سے مناتے ہیں۔

جُون...... دہلی سے آکر کرنال میں آباد ہونے والا ایک جٹ قبیلہ۔

جون...... جٹوں کا ایک قبیلہ جس کا جدامجد جون ہنجراؤں نسل کا جٹ تھا۔

جوند...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

جُوند بگدیال...... اعوانوں کا ایک قبیلچہ جس کا یہ نام ان کے مرکزی گاؤں جُونڈ کی نسبت سے ہے۔ یہ راولپنڈی اور پنڈی گھیب میں ملتے ہیں۔ روایات انہیں لوٹ مار کرنے والی نسل بتاتی ہیں۔

جونده...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جُونَن...... بہاولپور میں ایک قبیلہ جو 8 ویں صدی ہجری میں سندھ کے حکمران جام جونا کی نسل سے ہے۔ جونا گڑھ کا نام انہی کے نام پر ہے۔ جونوں نے 18 ویں صدی میں شکار پور سے ہجرت

کی اور بہاولپور میں جاگیر حاصل کی۔

جُوہان......ایک اعوان قبیلہ جسے قطب شاہ کے بیٹے جہان کے دو بیٹوں پاسُو اور ہمیر کی اولاد بتایا جاتا ہے۔ یہ سیالکوٹ میں ملتے ہیں۔

جوئیہ، جوئیا......راجپوتوں کے 36 شاہی خاندانوں میں شامل جوئیہ کو قدیم وقائع میں بطور ''جنگل دیس کے آقا'' بیان کیا گیا ہے۔ اس ''جنگل دیس'' کے خطہ میں ہریانہ، بھٹیانہ، بھٹنیر اور نا گور شامل ہیں۔ وہ دیہیا (جن کا نام عموماً ان کے نام کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے) کے ساتھ مشترک طور پر دریائے سندھ اور ستلج کے مقام اتصال کے قریب بھی رہتے ہیں۔ کوئی سات سو قبل انہیں دریائے سندھ کی پٹی سے باہر نکال دیا گیا اور باگڑ علاقہ میں بھٹیوں نے انہیں جزواً اپنا تابع کر لیا۔ سولھویں صدی کے وسط میں راٹھور حکمرانوں نے اپنی کھوئی ہوئی آزادی دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش میں انہیں بیکانیر کے جوئیہ علاقے سے باہر نکال دیا۔ کرنل ٹاڈ کہتے ہیں: ''راجپوت اس علاقہ میں شمشیر و جنگ لائے جس سے انہوں نے اسے صحرا بنا کر رکھ دیا۔ تب سے یہ ویران ہے اور جوئیہ کا نام بھی غائب ہو چکا ہے۔ پھر بھی متعدد قصبات کے آثار ایک بعید عہد قدیم کے گواہ ہیں۔'' تاہم جوئیہ غائب نہیں ہوئے تھے، وہ اب بھی ستلج کے کناروں پر سرحد سے لے کر نیچے دریائے سندھ کے ساتھ اس کے سنگم تک آباد ہیں۔ بہرحال بھٹی نے انہیں کھروڑ سے باہر واپس موڑ دیا اور جب ان کی املاک ریاست بہاولپور کا ایک حصہ بن کر رہ گئیں تو وہ اپنی نیم خودمختاری سے محروم ہو گئے۔ وہ بھٹنیر کے عین نیچے، دریائے گھگر کے Bed پر اپنے قدیم مسکن بیکانیر میں آباد ہیں۔ لاہور و فیروزپور کے وسطی ستلج اور ڈیرہ جات و مظفر گڑھ کے زیریں سندھ پر ان کی تعداد نا کافی نہیں ہے۔ ان کی مجموعی تعداد کے تقریباً ایک تہائی نے خود کو بطور جٹ لکھوایا۔ ملتان بار آج بھی جوئیہ بار کے طور پر جانی جاتی ہے۔ جنرل کننگھم کہتے ہیں ان کی کچھ تعداد کوہ نمک یا جود (Jud) کے پہاڑوں میں بھی پائی گئی اور وہ انہیں پانِنی کے عہد (450۔ ق م) میں ہندوستان کے جنگجو طبقے ''جُودیا'' یا ''یُودیا'' سے ملاتے ہیں۔ ہمارے اعداد و شمار کے مطابق واقعی شاہ پور میں تقریباً 2700 جوئیہ نظر آتے ہیں لیکن پانِنی کے جودیا شاید زیادہ غالباً طور پر موجودہ گھیبا ہیں، جن کا اصلی قبائلی نام جودرا بتایا جاتا ہے، اور گھیبا محض ایک لقب ہی ہے۔ ستلج و حصار کے گھیبا اپنا سلسلہ نسب

بھٹنیر میں ملاتے ہیں اور حصار سے لے کر منٹگمری تک واضح طور پر ایک انوکھی روایت کے حامل ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مرکزی رو میں اپنا راجپوت ماخذ تلاش نہیں کر سکتے۔ حصار کے جوئیہ خود کو سمیجا کے مادری سلسلے میں بتاتے ہیں، جو بھٹی کے نام دہندہ مورث اعلیٰ کی معیت میں متھرا سے بھٹنیر گئے۔ منٹگمری کے جوئیہ کا کہنا ہے کہ یوسف کے بھائی بنجمن کی جبلی اولاد بیکانیر آئی، ایک راجا کی بیٹی سے شادی کی، ان کے مورث اعلیٰ کا باپ بنا اور پھر فقیر ہو کر غائب ہو گیا۔ یہ روایت شاید لفظ ''جوئی'' یعنی بیوی کی وجہ سے گھڑ لی گئی۔ منٹگمری کے جوئیہ کہتے ہیں کہ وہ چودھویں صدی کے وسط میں بیکانیر چھوڑ کر بہاولپور میں آن بسے، جہاں وہ ملتان کے لنگاہ سلاطین کے حلیف بن گئے لیکن نادر شاہ کے دور میں داؤد پوترا نے انہیں زیر نگیں کر لیا۔ ملتان کے جوئیہ کا کہنا ہے کہ وہ بیکانیر سے سندھ اور وہاں سے ملتان آ گئے۔ اس کا باعث غالباً یہ امر حقیقت ہے کہ دریائے سندھ پر ان کی پرانی املاک کی یادیں قبائلی حافظے سے محو ہو گئیں اور ان کی جگہ بیکانیر میں بعد والی املاک نے لے لی۔ کیپٹن ایلفنسٹون نے انہیں یوں بیان کیا ہے: ''وہ راوی کے بڑے بڑے قبائل کی نسبت کوتاہ قامت والے ہیں اور انہیں ان تمام خصوصیات کے حوالہ سے کمتر سمجھا جاتا ہے جن میں موخر الذکر خود پر خصوصاً فخر کرتے ہیں، یعنی مویشی چوری میں بہادری اور مہارت۔ وہ مال مویشی کے بڑے بڑے ریوڑوں کے مالک اور بھونڈے کاشتکار ہیں۔''

مہر ستلج پر فاضلکا کے سامنے ایک چھوٹا سا قبیلہ ہیں اور انہیں جوئیہ کے ایک بھائی مہر کی اولاد بتایا جاتا ہے، انہیں جھگڑالو، احمق، عادی چور، مویشیوں کے شوقین اور زراعتی پیشوں سے لاپروائی برتنے والے کہا جاتا ہے۔

بہاولپور میں جوئیوں کے میراثیوں نے ان کا شجرہ نسب مرتب کر رکھا ہے جس کے مطابق وہ اور مہر قریشی اور ایاز (محمود غزنی کا غلام) کی اولاد ہیں لیکن جوئیوں کی ہر شاخ کے میراثی ایاز سے اوپر کا شجرہ مختلف بتاتے ہیں لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ جوئیہ دراصل جنگجو قبیلچوں کی ایک کنفیڈریشن تھے۔ ان کی لکھویرا شاخ (اور دیگر بھی) مندرجہ ذیل کہانی سناتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایاز بن بکر ایک فقیر کے روپ میں راجا چوہر سمیجا کے دارالحکومت چوہرر (موجودہ انوپ گڑھ) میں آیا اور اس کی سب سے بڑی بیٹی نل سے شادی کی۔ اس کے بطن سے وہ 400ھ

میں جوئیہ کا باپ بنا۔ جوئیہ کی پرورش اپنے ننھیال میں بطور ہندو ہی ہوئی جبکہ اس کا باپ ایک مسلمان تھا اور اس نے نل کے ساتھ نکاح کیا تھا۔ چنانچہ جوئیہ کے بچوں کو (جتو، اسنگ، نسنگ اور ساہن پال) ہندو نام ہی دیئے گئے۔ جوئیہ ان میں سے سب سے چھوٹے بیٹے کی ہی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جوئیہ بحیثیت قبیلہ، شہر فرید کے رئیس علی خان لکھویرا کو اپنا سردار مانتے ہیں اور ملتان کے جوئیہ بھی اس کے مطیع ہیں۔ کوئی چوری کرنے والا جوئیہ اپنے سردار کے سامنے لازماً اقبال جرم کر لیتا ہے۔

لکھویرا، بھدیرا، غازی خانانہ، دولتانہ، کمیرا اور منگھر شاخیں وِنیک رسم پر عمل کرتے ہیں۔ اس رسم میں دو دنبوں کو ذبح کر کے ان کے گوشت سے پلاؤ بنایا اور جد امجد اللہ دتہ کے نام پر خیرات کیا جاتا ہے۔ اللہ دتہ نے ایک موقع پر 50 حملہ آور بلوچوں کا تن تنہا مقابلہ کیا تھا۔ اللہ دتہ تو مارا گیا لیکن اس کی شجاعت کی یاد اب بھی اس رسم (وِنیک) کی صورت میں منائی جاتی ہے۔

جوئیہ بہادر لیکن وٹوؤں کی طرح چوری کے عادی ہیں۔ سماجی اعتبار سے لکھویرا شاخ کا رتبہ سب سے بلند ہے۔ قبیلہ گھوڑوں اور مویشیوں کا دلدادہ ہے۔ کوئی بھی جوئیہ کھیت میں خود ہل چلانے میں عار محسوس نہیں کرتا لیکن اگر کوئی شخص زراعت چھوڑ کر کوئی تجارت یا دستکاری اختیار کر لے تو جوئیہ اس کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں کرتے۔

جوئیوں کی 46 مرکزی شاخیں شمار کی گئی ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل اہم ہیں: لکھویرا، دولتانہ، بھدیر نہالکا، غازی خانانہ، جلوانہ۔ زیادہ تر شاخوں کے نام اپنے اپنے مورث اعلیٰ کے نام پر ہیں۔ منٹگمری میں جوئیوں کو زراعت پیشہ راجپوتوں کے طور پر شمار کیا گیا۔ وہاں ان کی مندرجہ ذیل شاخیں ہیں: اکوکے، بہلانا، بھٹی، فیروز کے، حسن کے، جملیرا، جندیکے، جنگیکے، لکھو کے، لنگاہیکے، لُو لیکے، مُہر دکے، مومیکے، پنجیرا، رانو کے، ساہُو کے، سنتھیکے اور شال بازی؛ اور ملتان میں سُبول، سلہو کا اور سلدیرا (موخر الذکر کو بطور جٹ شمار کیا گیا)۔ درحقیقت ملتان اور منٹگمری دونوں اضلاع میں جوئیہ بطور جٹ اور بطور راجپوت بھی ملتے ہیں۔ منٹگمری میں کھرلوں اور ہندو کمبوہوں کا ایک ایک زراعت پیشہ جوئیہ قبیلچہ ہے۔

جوہر......جہلم میں تلہ گنگ کا ایک ہندو خاندان۔

جوہل......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جویا......سرسا سے آئے ہوئے لیکن سیالکوٹ میں ملنے والے جٹوں کا ایک قبیلہ۔ وہ بھٹیوں کے ساتھ قرابت داری کے دعویدار ہیں لیکن اب جٹوں کے ساتھ باہم ازدواج کرتے ہیں۔

جہانبر......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جہانبو......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جہانگیری......سلاطین کی ایک بادشاہت جو ریورٹی کے بقول جہلم میں ننگر ہار سے حکومت کیا کرتی تھی۔ جب خیشی پٹھانوں نے سوات پر چڑھائی کی تو ان کی سلطنت دریائے سندھ کے اُس پار سے ختم ہوگئی۔

جھامن......ایسے شخص کو کہتے ہیں جو چوہڑوں کی شادی کی تقریب میں برہمن والے فرائض انجام دیتا اور سات پھیرے لگواتا ہے (سرمور میں)۔

جھاوری......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ راجپوت شاخ۔

جھائنک......کنیتوں کی ایک شاخ۔

جھبیل ...... (آئین اکبری میں اسے چھبیل لکھا ہے)۔ ملتان اور مظفر گڑھ اضلاع اور جالندھر، ہوشیار پور، کپورتھلہ اور گورداسپور میں آباد ایک ماہی گیر قبیلہ۔ مظفر گڑھ میں کیبال کیہل اور مور سے قریبی مشابہت رکھنے والے جھبیل ایک دور میں آدم خوری کے لیے مشہور تھے۔ وہ ماہی گیری اور پَبّن (آبی سوسن کے بیج) جمع کرنے کا کام کرتے ہیں۔ وہ خود کو سندھ سے آیا ہوا بتاتے ہیں اور ضلع کے تمام قبائل میں سے صرف وہی سندھی بولتے ہیں۔ وہ اپنے نام کے ساتھ جام بھی لگاتے ہیں۔ جھبیل سمو کا کاشت کرنے کے شوقین ہیں جو دریائی کیچڑ میں بویا جاتا ہے۔ گورداسپور کے جھبیل دریائے سندھ و ستلج کے کنارے آباد جھبیلوں کے ساتھ باہمی شادیاں نہیں کرتے لیکن صرف بالائی ستلج والوں کے ساتھ کر لیتے ہیں۔ کچھ ایک کاشتکار اور حتیٰ کہ مالک زمین بھی ہیں۔ ان میں سے کچھ ایک روزگار کی تلاش میں اپنے گاؤں چھوڑ کر شہروں میں چلے گئے اور کپڑے سینے، کپڑا بننے، کنوئیں کھودنے، چوکیداری وغیرہ جیسے پیشے اختیار کیے۔

جھبیل ایک رسم جھلکا پر بھی عمل کرتے ہیں۔ شادی کے موقع پر کھانا پکانے کے الاؤ کے

لیے درکار لکڑیاں خاندان کا داماد لاتا ہے لیکن جب وہ لکڑیاں (جھلکا) لانے کی کوشش کرتا ہے تو خاندان کی تمام عورتیں راستے میں آجاتیں اور اپنے پانی بھرے گھڑوں، اینٹوں، مٹی اور چھڑیوں کی مدد سے اسے روکنے کی کوشش کرتی ہیں۔ یہ کھیل اس قدر سنجیدگی سے کھیلا جاتا ہے کہ اکثر عورتوں کے کپڑے آگ پکڑ لیتے ہیں اور داماد بھی کافی زخمی ہو جاتا ہے۔ آخر کار جب وہ آگ جلانے میں کامیاب ہو جائے تو اسے پگڑی اور ایک روپیہ دیا جاتا ہے۔ یہ دستور ارائیوں، ڈوگروں اور گوجروں کے ہاں بھی موجود ہے لیکن اب ترک ہوتا جا رہا ہے۔

جھتا...... میراثیوں کا ایک طبقہ۔ ان کا کہنا ہے کہ جہانگیر کی ملکہ نور جہاں انہی کے ایک خاندان سے تھی۔

جھجھر...... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

جھد...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جھدُو...... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

جُھری...... جنڈ میں جٹوں کی ایک شاخ۔

جھکر...... ضلع ملتان کی شجاع آباد تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جھکڑ...... جے کا بیٹا اور ملتان میں ایک قبیلے کا مورث اعلیٰ (دیکھیں "نون")۔

جھلّی...... انبالہ میں جٹوں کا ایک چھوٹا سا قبیلچہ۔ اس لفظ کا مطلب دیوانہ ہے۔

جھمت...... ملتان اور منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

جھنجوتے...... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

جھندا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

جھندِر...... امرتسر اور ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جھندو...... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

جھندُوانا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

جھندیر...... مسلمانوں کا ایک نیم مقدس قبیلہ، جسے نیکوکارا کی طرح قریشی ماخذ کا حامل بتایا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ کھلے لفظوں میں مذہبی پیشوا ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے لیکن قبیلے کے بارے میں تقدس کا ایک احساس پایا جاتا ہے۔ ان میں سے زیادہ تر پڑھ لکھ سکتے ہیں اور بالخصوص وہ "ہر

قسم کی بداعمالیوں سے مبرّا'' ہیں۔ ضلع جھنگ کے انتہائی جنوب میں ان کی کچھ زمین ہے اور ملتان کی میلسی تحصیل میں بھی ملتے ہیں۔

جھنجھوٹہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جھوجا......ایک پوربیا ذات جو milch مویشی پالتے ہیں۔ یوپی میں یہ مسلمان ہیں۔

جھور......ملتان اور امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جھونجہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جھجھ......(1) شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ؛ (2) منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

جھلن......بہاولپور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔ وہ رائے گاجن کی نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں اور اپنے سردار کو دان یا نذر پیش کرتے ہیں۔ کچھ کے خیال میں یہ ایک بھٹی شاخ ہیں۔

جھمت......شاہ پور میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

جھلنھ......بہاولپور کا ایک قبیلہ جو جنجوہوں کی ایک شاخ ہونے کا دعویدار ہے جبکہ کچھ دیگر کے مطابق وہ بھٹی ہیں۔

جھون......(دیکھیں ''پچھیدا'')

جھینور، جھیور......مشرق میں جھینور کو کہار بھی کہتے ہیں۔ صوبے کے وسط میں اگر وہ ہندو ہو تو مہرا کہلاتا ہے۔ مشرقی پنجاب میں وہ حمال، ماشکی، ماہی گیر اور ٹوکریاں بنانے والا ہے۔ وہ حقیقی معنوں میں ایک دیہاتی کمیں ہے جسے اپنی خدمات کے عوض روایتی معاوضہ ملتا ہے۔ وہ کاشتکار کو درکار تمام ٹوکریاں مہیا کرتا، کٹائی کے موسم میں کھیتوں میں مردوں کو پانی پہنچاتا، پردہ دار عورتوں کو گھروں میں پانی دیتا اور اس کے علاوہ شادیوں و دیگر مواقع پر بھی پانی کی فراہمی اسی کی ذمہ داری ہے۔ صوبے کے وسط اور مغرب میں اس کی خدمات ماچھی کے ضمن میں بیان کی گئی ہیں۔ ایک لحاظ سے اس کا سماجی رتبہ بلند ہے کیونکہ بھی لوگ اس کے ہاتھ سے پانی پی لیتے ہیں، بہرحال وہ ایک خدمتگار ہی ہے۔ مسلمان پانی بردار کے لیے بہشتی، ماشکی اور سقہ کی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔ تاہم اگر کوئی جھیور کشتی کرائے پر چلاتا ہو تو ملاح، دریائی، درین، تارُو اور حتیٰ کہ جٹ یا موہانا بھی کہلاتا ہے۔ اس کا دارومدار اس کے علاقے اور مذہب وغیرہ پر ہے۔

ماچھیوں کی طرح جھینوروں کی ذیلی شاخوں کی تعداد بھی کافی زیادہ ہے۔سب سے بڑی شاخیں کھوکھر، مہار، بھٹی، منہاس، تانک اور سُوہال ہیں۔شکر گڑھ تحصیل میں ان کا ایک ڈوگرا نامی گروپ ہے۔جالندھر میں ان گروپس کی تعداد تین لگتی ہے:(1) پنجابی یا مقامی، (2) بانگرو (جو بانگر سے آئے) اور (3) چھنگرو۔پٹیالہ میں معمول کے گروپ یعنی دیسوال اور ملتانی ہی ملتے ہیں۔بانگرو گروپ پنجابی گروپ کے ساتھ شادیاں نہیں کرتے۔

جھینور کو ایک مخلوط ذات قرار دیا جا سکتا ہے جو مختلف گروپوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا ناموں کا دارومدار ان کے پیشوں پر ہے۔جنوب مشرق میں جھینور کا ایک مترادف نام دِھینور ہے۔کہار کو بھی اس لحاظ سے جھینور کا مترادف قرار دیا جا سکتا ہے کہ وہ ڈولی اٹھانے کا کام کرتے ہیں۔

جیتو زئی......منٹگمری میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلہ۔

جیتھل......صرف دریائے جہلم اور للا علاقے کے درمیان واقع جہلم تھل میں ملنے والا ایک چھوٹا سا قبیلہ۔یہ بھٹی راجپوت نسل کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن شجرہ نسب بھٹہ سے ملتا ہے جس نے 12 یا 14 پشتیں پہلے غور کے بادشاہ کی سالی سے شادی کی تھی۔تاہم بادشاہ نے بھٹہ اور اس کے 21 بیٹوں کو بار میں دھکیل دیا۔تب جیتھل نے دریائے جہلم پار کیا اور رتہ یا رتا پنڈ میں آباد ہو گیا (جس کے آثار کندوال کے قریب ہیں)۔وہ عموماً دروں زواجی ہی کرتے ہیں، لیکن کبھی کبھی لِلّوں کے ساتھ بھی رشتے کر لیتے ہیں۔

جے......ضلع ملتان کی شجاع آباد تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ان کا جدامجد نُون کا ایک بھائی تھا۔

جے کاری یا جے کاریا......راجپوتوں کا ایک گروپ جنہیں جے دیا کا لقب دیا گیا ہے۔

جے رامی......جے رام کے پیروکار۔اس فرقے کا بانی بابا کوڑے والا یا بھنگے والا کے نام سے بھی جانا جاتا ہے جو ایک پست ماخذ کی عکاسی کرتا ہے۔

جیسک......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

جیسوارا......ایک پُوربیا ذات۔یوپی کی بہت سی ذاتوں میں اس نام کا ایک فرقہ ملا۔یہ نام غالباً اودھ کے ایک شہر جیس سے ماخوذ ہے۔پنجاب کی چھاؤنیوں کا جیسوارا غالباً چمار ہے۔

جین.....جین مذہب کے تمام پیروکاروں کے لیے اصطلاح۔اب یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ جین عقیدہ بدھ مت سے پہلے کا ہے اور بدھ کے عقائد غالباً جین مت کی ہی بدلی ہوئی صورت تھے۔ ہوشیار پور کے ایک جین لالہ جسونت رائے نے ایک مذہبی برادری کے طور پر جینوں کو یوں بیان کیا: ''جینوں کا یہ نام اس لیے پڑا کیونکہ وہ جینوں، ارہتوں یا تیرتھنکروں کے ماننے والے ہیں جن کی تعداد 24 تھی۔ وہ بانیوں کے مختلف گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً اگرواق، اوسوال، شریمال اور کھندروال۔ آخری تین گروہ بھابھڑا بھی کہلاتے ہیں۔ بھابھڑا اصل میں بھاؤ بھلا یعنی نیک نیت کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ان کا مقصد کسی جاندار کو گزند نہ پہنچانا اور نروان حاصل کرنا ہے۔جین لوگ گوشت یا نشہ آور اشیاء سے اجتناب کرتے ہیں۔

ایک مذہبی برادری کی حیثیت میں وہ دو بڑے فرقوں میں منقسم ہیں یعنی شوتمبر اور دیگمبر۔ شوتمبر سونے اور چاندی کے زیورات اور جواہرات سے سجے بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کے آٹھ مقدس دن ہیں، جو بھادوں میں 12 ویں بدی سے چوتھی سُودی تک ہوتے ہیں۔ اس دوران وہ زیادہ تر وقت اپنے صحائف پڑھنے اور سننے میں گزارتے ہیں۔ وہ ایک دو یا تین دن کے روزے بھی رکھتے ہیں۔شوتمبروں کے مطابق کوئی عورت بھی مکتی حاصل کرسکتی ہے لیکن دیگر جینوں کا خیال ہے کہ اسے مکتی پانے کے لیے دوبارہ بطور مرد پیدا ہونا ضروری ہے۔ دیگمبر جین برہنہ بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور ان کے سنیاسی بھی برہنہ ہوتے ہیں، وہ بھی روزے رکھتے، آٹھ مقدس دن مناتے ہیں۔ان کے مقدس ایام اتھائی ہر سال کے چوتھے مہینے میں آتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ان کے دس مقدس دن ''دس لکشمی'' بھی ہیں (5 بھادوں سے 14 بھادوں تک)۔ ان کے بہت سے عقائد شوتمبروں سے ملتے ہیں۔ ان دونوں فرقوں کے بننے کی تاریخ بہت زیادہ ابہام کا شکار ہے۔

یہ بتانا ممکن نہیں کہ جین کس حد تک ایک ذات قرار پانے کے مستحق ہیں کیونکہ یہ برادری دو الگ الگ ضوابط کے تحت منظم ہے۔ ایک کا انحصار فطری نسل اور لہٰذا ذات پر ہے جبکہ دوسرے ضابطے میں فرقہ ورانہ رنگ نمایاں ہے۔ مثلاً نندی سنگھ (سلسلہ) نندی امنیہ بھی کہلاتا ہے لیکن امنیہ کا مطلب محض خاندان ہے۔ لہٰذا نندی امنیہ کا مطلب صرف ''نندی کی نسلیں'' ہوا۔

اگر مسٹر Fagan کی قائم کردہ درجہ بندی درست ہے تو شو تمبر اور ڈھندیا شاخیں (کم از کم بہاولپور میں) باہمی شادیاں کرتی ہیں جبکہ دیگمبر دیگر دو شاخوں کے ساتھ شادیاں نہیں کرتے۔ جین تعلیمات کثیر زواجی کے سخت خلاف ہیں نتیجتاً سیالکوٹ میں بھابڑے عموماً یک زوجی پر ہی عمل پیرا ہیں اور فیروز پور میں کثیر زواجی کے مرتکب کو ذات باہر کر دیا جاتا ہے۔ دوسری طرف سماجی دستوروں پر جین مت کا اثر بہت کم ہے کیونکہ ضلع فیروز پور میں شادی کے موقع پر جین بانیوں (اگروال) کا دُلہا گدھی پر بیٹھتا اور اسے چنے کھلاتا ہے۔ اس کے بعد وہ عام ہندو رسم کے مطابق خچر پر بیٹھتا ہے۔ گدھے کی سواری کا تعلق سیتلا دیوی کی پرستش سے ہے۔

جیوا تھا..... سیالکوٹ میں سلہوریا راجپوتوں کی ایک شاخ۔



چ

چاچڑ.....شاہ پور اور ملتان میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔ ملتان میں انہیں جٹ شمار کیا گیا۔ بہاولپور میں چاچڑ مغل ماخذ کے دعویدار ہیں اور ان کے پاس موجود شجروں کے مطابق ان کا نسب تیمور اور پھر حضرت علیؓ کے کزن حضرت عباسؓ سے ملتا ہے لیکن روایت کہتی ہے کہ سُورڑ، سُبھا گو، سِڑلو اور چاچڑ قبائل کبھی امرکوٹ کے راجا بنگا رائے کے غلام تھے اور جام جھکھڑو نے انہیں آزادی دلوائی۔ چاچڑوں کی متعدد شاخیں ہیں -- رجدے، رحمانی (جن کا جدامجد بہاؤالدین زکریا کا خلیفہ تھا)، نارنگ، جُگانا، جھنجھا، چُھتا، گوریجا، رُکانا، کلرا، مُدآ، دُوانی، دوہیجا، گبرانی، میوریا، کھریانی اور زکریانی (یا بہاؤالدین زکریا کے پیروکار)۔ تاہم قبیلے کے سبھی لوگ غوث بہاؤالدین زکریا کو مانتے ہیں اور صرف اسی کے اولادوں کے مرید بنتے ہیں۔ پنجاب میں ایک ارائیں قبیلہ بھی چاچڑ ہے۔

چاک.....(1) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ کمبوہ قبیلہ۔ (2) جٹوں کی ایک شاخ جس کے ساتھ ہیر رانجھا کے رانجھے کا تعلق بتایا جاتا تھا۔

چاکر کے.....منٹگمری میں ایک کھرل قبیلہ۔

چاکی، چکانی.....تیلی کے لیے ایک ملتانی مترادف۔

چال.....امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چاندیا.....(1) ایک بلوچ قبیلہ، (2) ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چانگلا.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چانگ.....(دیکھیں ''چاہنگ'')

چانئی.....امرتسر میں زراعت پیشہ کمبوہ قبیلہ۔

چاوَلا، چاولہ.....اروڑوں کی ایک شاخ۔ چاوَلا یا چاولہ کا لفظی مطلب ہے ''چاول تیار کرنا۔''

چاہ زنگ.....پنجاب میں سپتی کے بودھیوں کو چاہ زنگ کہتے ہیں۔ اس میں سپتی کے تمام زمیندار

طبقات شامل ہیں۔ وہاں بیسی اور لوہار کے سوا سب لوگ زمین کے مالک ہیں۔ چاہ زنگ قومیت کے اعتبار سے تبتی ہیں۔ تبت، لداخ اور زنسکار کی جانب کے لوگ چاہ زنگ ہیں۔

چاہڑ...... امرتسر میں ایک گوجر زراعت پیشہ قبیلچہ۔

چاہک...... ''چاہنگ'' کا مترادف۔

چاہل...... (چاہل زیادہ درست ہے) پنجاب کے سب سے بڑے جٹ قبائل میں شامل ہیں۔ ان کی سب سے بڑی تعداد پٹیالا میں ملتی ہے، لیکن امبالا، لدھیانہ، امرتسر اور گورداسپور میں بھی کافی ہیں اور پہاڑوں کے دامن میں گوجرانوالہ اور سیالکوٹ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سوریہ بنسی راجا اگرسین کے چار بیٹے چاہل، چھینا، چیمہ اور ساہی تھے جن سے چار جٹ قبیلے وجود میں آئے (تاہم وہ باہم ازدواج کرتے ہیں)۔ ان کا اصل وطن مالوہ تھا جہاں سے وہ ہجرت کر کے پنجاب آ گئے۔ ایک اور کہانی کے مطابق ان کا جدامجد ایک تنوار راجپوت راجا رکھ تھا جو دکن سے آ کر کہلوڑ میں مقیم ہوا۔ اس کے بیٹے بیرسی نے ایک جٹ عورت سے شادی کی اور اکبر کے دور میں مالوہ میں متی کے مقام پر رہنے لگا۔ وہی اس قبیلے کا بانی تھا۔

امرتسر کے چاہل کہتے ہیں کہ راجا کھنگ کا ایک بیٹا چاہل تھا جس نے ایک مرتبہ تالاب پر کچھ پریوں کو نہاتے دیکھا۔ اس نے پریوں کے کپڑے اٹھالیے اور اس شرط پر واپس کیے کہ ان میں سے ایک اس کی دلہن بن جائے۔ اسے اِچھراں نامی پری دی گئی مگر اس شرط پر کہ وہ کبھی اس کے ساتھ ناروا سلوک نہیں کرے گا۔ اِچھراں نے چاہل کو ایک بیٹا دیا، لیکن ایک روز وہ اس کے ساتھ سختی سے بولا تو پری غائب ہوگئی۔ آج بھی کوئی چاہل اپنی بیٹی کے ساتھ غلط سلوک نہیں کرتا۔ چاہل پہلے دہلی کے قریب کوٹ گدانا کے مقام پر مقیم ہوا اور پھر ہجرت کر کے انبالہ کے قریب پکھی چاہلاں میں رہائش اختیار کر لی۔

چاہل جوگی پیر (راج پال کا بیٹا) کو مانتے ہیں جو مغلوں کے خلاف لڑتا ہوا مارا گیا تھا۔ ماہ اسوج کے چوتھے نوراترے کو اس کے اعزاز میں ایک میلہ منعقد ہوتا ہے۔

چاہنگ...... کانگڑا اور ہوشیار پور کے زیریں پہاڑی سلسلوں کے مغربی حصے میں ملنے والی ایک پست زراعت پیشہ ذات۔ ہوشیار پور ضلع کی دسُوہہ تحصیل میں وہ کچھ دیہات کے مالک ہیں لیکن عموماً مزارعین والا ہی کام کرتے ہیں۔

چھِبھ..... ایک راجپوت قبیلہ جو پنجاب میں گجرات کے شمالی حصے میں جموں پہاڑوں کے دامن تک ہی محدود ہے لیکن اس خطّے سے اوپر کی پہاڑیوں (ریاست کشمیر) میں بھی ملتے ہیں۔ دریائے جہلم کے کنارے ہزارہ سرحد کے ساتھ ساتھ کشمیر کے پہاڑی علاقے چِھبال کا نام انہی کے نام پر ہے۔ روایت کے مطابق چبھ کانگڑہ کے کٹوچ کی نسل (کم از کم عورت کے توسط سے) ہیں اور ان کا جد امجد چِھبھ چند تقریباً 16 سو سال قبل کانگڑہ سے نکلا تھا۔ بھمبھر کے راجا سری پت نے اسے اپنی بیٹی کا ہاتھ اور سلطنت کا کچھ حصہ بطور جہیز دیا تھا۔

قبیلے میں سب سے پہلے مسلمان ہونے والا شخص سُور سدی تھا جو اورنگزیب کے دور میں پرتشدد موت مرا۔ اسے اب بھی شہید کے طور پر احترام دیا جاتا ہے، اور مسلمان چبھ اپنے لڑکوں کے بالوں کی ایک لٹ اس کے مقبرے پر بھینٹ کرتے ہیں۔ اس تقریب سے پہلے تک لڑکے کو حقیقی چبھ نہیں سمجھا جاتا اور نہ ہی س کی ماں کو گوشت کھانے کی اجازت ہوتی ہے۔

چِبھ کی تین شاخیں ہیں: منڈیال، گڑہیال اور دھریال۔ تاہم آج کل ان میں کوئی امتیاز کرنا مشکل ہے۔ نیز گھنیال کو بھی بلند رتبہ خیال کیا جاتا ہے کیونکہ ایک دور میں وہ راج پر قابض رہے تھے، اور وہ اپنی بیٹیاں دوسروں میں نہیں بیاہتے۔ سمو الیے، میانے اور ملکانے بھی نامعلوم وجوہ کی بنا پر بلند رتبے کے حامل قرار پائے۔ وہ یا تو آپس میں ہی شادی بیاہ کرتے یا پھر میدوں اور گکھڑوں میں اپنی بیٹیاں بیاہتے ہیں۔ شادی خان کی نسل سے تعلق رکھنے والے چھبوں کی 16 شاخیں ہیں: رُوپیال، بروانہ، دپھرال، دھرال، درویسال، جسکال، میندال، باران شاہیا، سموالیا، میانہ، ملکانا، ملکال، گھنیال اور گھگھیال۔ ان میں سے زیادہ تر کے نام اپنے اپنے جد امجد کے ناموں پر ہیں۔

چپر بند..... دیکھیں "چوہڑا"۔ چھپری بند۔

چترالی..... ریاست چترال کا رہنے والا۔ چترالیوں کے تین حصے ہیں: آدم زادہ، ارباب زادہ اور فقیر مسکین۔

چترتھ..... امرتسر اور منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کمبوہ قبیلہ۔ منٹگمری میں وہ ہندو اور مسلمان دونوں ہیں۔

چتر گپت بنسی......کائستھوں کے دوطبقات میں سے ایک (شمالی ہندوستان میں)۔

چتیال......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

چٹہ......(دیکھیں "چٹھہ")

چٹھہ...... بدیہی طور پر صرف گوجرانوالہ تک محدود ایک جٹ قبیلہ۔ اس ضلع میں ان کے 81 دیہات ہیں۔ وہ دہلی کے چوہان بادشاہ اور چیمہ کے جدامجد کے بھائی پرتھوی راج کے پوتے چٹہ کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں۔ چٹہ سے دسویں پشت میں (یا تقریباً 500 برس قبل) داہرو سمبھل (مرادآباد) سے چناب کے کناروں پر آیا اور گوجرانوالہ کے جٹ قبائل میں شادی کی۔ تقریباً 1600 عیسوی میں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ سکھ دور میں انہوں نے کافی سیاسی اہمیت حاصل کر لی اور سر لیپل گریفن نے "روسائے پنجاب" میں ان کے سرکردہ خاندان کے متعلق بتایا ہے۔

چُچکانا......سیالوں کا ایک قبیلچہ۔

چچھر (یا چھچھر)......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

چدانا......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔

چدھر......شاہ پور، ملتان اور منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان قبیلچہ۔ آخری دو اضلاع میں اسے جٹ شمار کیا گیا۔ (دیکھیں "چھادھر")

چدُو......شاہ پور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

چڈوی...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

چڈھا......کھتریوں اور جٹوں کی ایک شاخ۔

چرن داسی......بیراگیوں کا ایک جدید فرقہ۔

چرہویا...... چڑہوآ۔ ملتان ڈویژن اور ڈیرہ جات میں چڑھوآ دھوبی اور چھیمبا ہے اور اکثر لیلاری اور رنگریز کے ہنر بھی اپنائے ہوئے ہے۔ دھوبی کی حیثیت میں وہ طے شدہ روایتی رقوم یا اشیاء وصول کر کے گاؤں والوں کے کپڑے دھوتا ہے۔ وہ بہاولپور، گجرات اور پشاور میں بھی ملتا ہے۔ (دیکھیں "دھوبی")

چُریرا...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

چستی...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

چشتی...... چشتی بالاصل باقاعدہ مسلمان سلسلوں میں سے ایک ہے۔ وہ اپنا تعلق حضرت علیؑ سے نویں پشت میں ابواسحاق کے ساتھ جوڑتے ہیں جو ایشیائے کوچک سے ہجرت کر کے خراسان کے ایک گاؤں چشت میں آباد ہوا اور مسلمانوں کے ایک کافی بڑے گروہ کا استاد بنا۔ اس کے جانشینوں میں سے ایک خواجہ معین الدین چشتی (فارس میں سنجر کے رہنے والے) نے غیاث الدین بلبن کے دور میں ہندوستان کا رخ کیا، اجمیر میں آباد ہوئے اور ہندوستان میں سلسلے کی بنیاد رکھی۔ ان کے خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ تھے، اور ان کے جانشین بابا فرید شکر گنجؒ بنے۔ بابا فریدؒ کو مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی مانتے ہیں اور بابا فریدؒ کا مرید ہونے کے لیے چشتی ہونا ضروری نہیں۔ البتہ منٹگمری میں ستلج کے کنارے آباد کچھ لوگوں نے بابا فریدؒ سے اظہار عقیدت کی خاطر خود کو چشتی کہلوانا شروع کر دیا، لیکن ان کا چشتیہ سلسلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ چشتی سماع کو جائز سمجھتے ہیں۔ چاچڑیاں والا کے چشتی خواجہ غلام فریدؒ کی پیروی میں ایک انوکھی ''ٹوپ'' پہنتے ہیں جو 15 انچ اونچی ہوتی ہے اور سر کانوں و گردن کو بھی ڈھانپتی ہے۔

بحیثیت ذات چشتیوں نے نقش بندیوں، متعدد قادریوں اور دیگر صوفی شاخوں کو بھی (بالخصوص جنوب مشرقی پنجاب میں) اپنے اندر جذب کر لیا۔ بودلوں کی طرح چشتی بھی کچھ عرصہ پہلے تک سیلانی تھے۔ وہ راجپوت لڑکیوں سے شادی کرتے ہیں۔

چغتا...... (1) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ مغل قبیلچہ، (2) ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

چکڑالوی...... میانوالی میں ایک گاؤں چکڑالا سے ماخوذ۔ ایک نیا فرقہ جو نصف سے زیادہ قرآن کو مسترد کرتا ہے۔ اس کی بنیاد چکڑالا کے غلام نبی نے رکھی جس کے پیروکار خود کو اہل قرآن کہتے ہیں۔ یہ فرقہ رسولؐ اللہ کی تمام دیگر روایات کو مسترد کرتا ہے۔ اس کے بانی نے اب اپنا نام بدل کر عبداللہ رکھ لیا ہے، کیونکہ اسے رسولؐ اللہ کا غلام کہلوانا پسند نہیں تھا۔ اس کا عقیدہ ہے کہ قرآن واحد کتاب ہے جو سچے مسلمان کو ہدایت دے سکتی ہے اور دیگر تمام کتب اور احادیث بے معنی ہیں۔ اس نے نماز کے لیے بھی کوئی اور اصطلاح وضع کی ہے۔

میانوالی تحصیل کے شاہباز خیل اور یارو خیل دیہات میں اس کے کافی پیروکار موجود

ہیں۔ڈیرہ اسماعیل خان اور لاہور میں بھی چند ایک چکڑالوی پائے جاتے ہیں۔لاہور میں اس فرقے کا ایک سرکردہ پیروکار شیخ چٹو "اشاعت القرآن" نامی ماہوار جریدہ شائع کرتا ہے۔

لاہور میں زیادہ پذیرائی نہ ملنے پر اس کا بانی اب ڈیرہ اسماعیل خان میں مقیم ہوگیا ہے۔

چکورا......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چلاسی...... چلاس کا رہنے والا جو دریائے سندھ کے کوہستان میں چھ وادیوں پر مشتمل ہے۔

چما......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔یہ ہندو اور مسلمان دونوں ہیں۔

چمار، چمیار (مونث چماری، چمیاری)......شمالی مغربی ہندوستان میں چمڑے کا کام کرنے والے کو چمار کہتے ہیں، جبکہ مغربی میدانوں میں مسلمان چمڑا مزدور موچی کہلاتا ہے۔لیکن مشرقی پنجاب میں اس کی حیثیت محض چمڑا مزدور سے کچھ بڑھ کر ہے۔وہ عام قلی اور دیہات میں کھیت مزدور بھی ہے۔اگر کوئی انگریز کسی چمار سے اس کی ذات پوچھے تو وہ جواب میں "چمار" یا پھر "قلی" بھی کہہ سکتا ہے۔وہ تمام قسم کی بیگار کرتے ہیں، مثلاً گھاس کاٹنا، لکڑی اور گانٹھیں اٹھانا، بطور چوکیدار کام کرنا وغیرہ۔وہ ضرورت پڑنے پر گھروں کی لیپائی بھی کرتے ہیں۔وہ تمام مردہ مویشیوں کی کھالیں لے لیتے ہیں، اور تمام سُم دار جانوروں کا گوشت چوہڑوں کو ملتا ہے۔چمار جوتے بناتے اور مرمت کرتے، گھوڑے اور بیل کے لیے لگامیں تیار کرتے ہیں۔اس کے علاوہ کھیتوں میں ان کا کام بہت سخت نوعیت کا ہوتا ہے۔انہیں اپنی محنت کے عوض فصل کٹنے پر مخصوص حصہ ملتا ہے۔

چماروں کا سماجی رتبہ چوہڑوں کی نسبت کافی بہتر ہے، اور ان کے کچھ ایک قبائل کو تو ہندو بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔چمار خاکروب، کنجر، سانسی اور نٹ کے سوا کسی کے ہاتھ سے بھی لے کر کھالیتا ہے۔وہ صرف آپس میں ہی حقہ کشی کرتے ہیں اور دھوبی، ڈُوم یا نیل گر کے ساتھ نہیں کھاتے۔ان کا رنگ گہرا اور نسل یقیناً قدیمی ہے۔چماروں کی روایت کے مطابق چٹو اور بٹو دو بھائی تھے۔چٹو نے گائے کی کھال اپنے ہاتھوں سے اتاری جس پر بٹو نے اسے ذات باہر کردیا۔

چماروں کی متعدد ذیلی ذاتیں ہیں۔مشرقی پنجاب میں ان کی تعداد پانچ ہے: چاندور، رائے داسی یا رب داسی، جٹیا، چمبار، گولیا۔تاہم، نابھا میں ذیلی ذاتیں چار بتائی جاتی ہیں: بُنا

(بگیا)، چمار، چمار وا اور چنبر۔ آخری دو شاخیں گندی چیزوں کو چھو لیتی ہیں۔ چماروں کی گوتوں کی تعداد کافی زیادہ ہے اور کچھ گوتیں کافی بڑی بھی ہیں۔ ان میں چوہان اور بھٹی گوتیں بھی شامل ہیں: بدھن، بینس، بتوئی، بھائی، گھمیری، ہیر، جال، کٹھانہ، ماہی، پھوندوال، سندھو۔ کٹھانہ کے سوا باقی تمام گوتیں جالندھر ڈویژن میں ملتی ہیں۔ مذہب کے اعتبار سے چمار ہندو یا سکھ ہیں۔ مشہور بھگت رام داس کی ذات چمار ہونے کی وجہ سے کئی چمار رام داسیئے بن گئے ہیں۔

چماروں کی عورتیں اپنے حسن کے لیے مشہور ہیں، اور عموماً ان کا حسن بہت سے اعلیٰ ذات والوں کے لیے سماجی گراوٹ کا باعث بن جاتا ہے۔ چمارنیں تھلی پہنتی ہیں۔

چمبیال...... اول رتبے کی ایک راجپوت (ہندو) شاخ۔ اس کا نام چمبہ ریاست کی مناسبت سے ہے۔

چمرنگ...... پٹیالا اور سیالکوٹ کے چماروں نے خود کو چمرنگ بتایا۔ یہ ایک خالصتاً پیشہ ورانہ اصطلاح ہے۔ چمرنگ چمڑے کو صاف یا خشک نہیں کرتا بلکہ صرف اسے رنگتا ہے؛ نیز چمرنگ صرف بیل یا بھینس کی کھالوں کو رنگتا ہے۔ غالباً اس کی ذات چمار ہی ہے۔ دہلی اور گجرات میں چمرنگ کھتیک کا ہم معنی ہے۔

چمروا برہمن...... چماروں کا برہمن۔ نابھا میں اس نام کی ایک چمار ذیلی شاخ بھی ہے۔

چمکنی...... یا پارا چمکنی — غوریہ خیل پٹھانوں کا ایک چھوٹا سا قبیلہ (کُرم میں)۔

چمنے...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

چمیر...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

چمین...... گوجروں کا ایک قبیلہ جو ایک گوجر ماں کے توسط سے ایک تنوار راجپوت کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں۔ وہ دہلی سے آئے اور ضلع کرنال کے بہت پرانے رہائشی ہیں۔ غالباً انہیں شیر شاہ نے دہلی سے نکالا تھا۔

چمیے...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

چن...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

چنال، یا غالباً چنال...... چنڈال کی بگڑی ہوئی صورت۔ سنسکرت میں اس سے مراد برہمن کے نطفے

سے شودر کے ہاں جنم لینے والا ہے۔ اس کا پیشہ لاشیں سنبھالنا، مجرموں کو سزائے موت دینا اور پبلک سروس کے دیگر گھٹیا کام انجام دینا ہے۔ یہ زیادہ تر کانگڑا اور پہاڑی ریاستوں میں ملتے ہیں۔

چنبل...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چنڈر...... شاہ پور اور ملتان میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔ ملتان میں انہیں بطور جٹ شمار کیا گیا۔

چندر...... منٹگمری اور سیالکوٹ میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

چندرار...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔ یہ بلاشبہ چادھڑ ہی ہے۔

چندڑھ...... راوی کے مغرب میں ملنے والی ایک جٹ شاخ۔ بلاشبہ یہ چادھڑ یا چدھڑ ہی ہیں۔

چندو، چندوار...... منٹگمری اور امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

چندئی...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ کمبوہ قبیلہ۔

چندیا...... کلہور میں راجپوتوں کی ایک شاخ، جو خود کو ریاست کے 24ویں راجا پہار چند کے چھوٹے بیٹے گمبھیر چند کی اولاد بتاتے ہیں۔

چندیر...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

چندیل...... 36 شاہی (راجپوت) مغلوں میں سے ایک، جس کے متعلق ایلیٹ کی ''ریسز آف این ڈبلیو پی'' میں تفصیل سے بتایا گیا ہے۔ ان کا چنڈال والی ہی نسل سے ہونا خلافِ امکان نہیں۔ ان کا اندراج زیادہ تر بیلاسپور سے ہوا۔

چنڈال...... پست ذات۔ (دیکھیں ''چنال'')

چتر...... ضلع ملتان کی لودھراں تحصیل میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ ایک شعر میں ان کا تعلق جھکڑوں اور دیگر قبائل سے جوڑا جاتا ہے:

جھکڑ، چتر، کانجوں، نون تیترا
ہیں رانے شیطان دے پنجے بجھ بھرا

یہ پانچوں قبیلے اپنے نام کے ساتھ رانا لگاتے ہیں۔ بہاولپور میں وہ ''چتن دی'' بھی کہلاتے ہیں اور بہاولپور واحمد پور شرقیہ کی کارداریوں میں بطور کاشت کار، جبکہ روہی میں

بطور زمیندار اور مویشی پال بھی ملتے ہیں۔ ان کی شاخیں یہ ہیں: ادمنی، رام، وِسال، بھوجرا اور بھرپال۔ قبیلے کے کچھ لوگوں کو پیر چتر یا پیر چٹن کی اولاد بتایا جاتا ہے، لیکن زیادہ تر کے مطابق اس پیر نے کبھی شادی نہیں کی تھی اور چتر اس کے سات بھائیوں (ابن رائے سندھیلہ) کی اولاد ہیں۔ تاہم چتروں کو مہروں کی ایک شاخ مانا جاتا ہے۔

دراوڑ سے چار میل دور ایک پہاڑی پر پیر چتر یا پیر چٹن ابن رائے سندھیلہ کا مقبرہ واقع ہے۔ روایت کے مطابق سید جلال الدین نے رائے کے شہر کا دورہ کیا (یہ شہر اب تین میل پرے کھنڈرات کی صورت میں ہے) اور پوچھا کہ کیا شہر میں کوئی مسلمان مرد یا عورت موجود ہے۔ نہیں میں جواب ملنے پر انہوں نے پوچھا کہ کیا کوئی حاملہ عورت موجود ہے۔ رائے نے کہا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے۔ تب سید جلال الدین نے ایک مسلمان دایہ کو اس پر مامور کیا کیونکہ وہ بچہ مستقبل کا بزرگ بننا تھا۔ جب بچہ پیدا ہوا تو رائے نے اسے ایک چٹان پر ڈال دیا۔ آسمان سے اس کے لیے صندل (سنتل) کی لکڑی کا ایک جھولنا نازل ہوا۔ یہ دیکھ کر رائے نے بچے کو جھولنے میں سے نکالنے کی ہر کوشش کر دیکھی، مگر جونہی وہ نزدیک جاتا جھولنا اور اوپر چلا جاتا۔ آخر رائے نے ہار مان کر مخدوم جہانیاں کو اپنا پیر تسلیم کر لیا۔ (یعنی وہ بچہ ہی مخدوم جہانیاں تھا) چتر قبیلہ پیر کے سات بھائیوں کی اولاد ہے۔ ہندو اور مسلمان دونوں ہی اس مقبرے کی زیارت کرنے جاتے اور روٹ کھاتے ہیں۔ یہاں کوئی مسلمان کسی ہندو کے چھونے سے پلید نہیں ہوتا۔

چنگر...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چنگر...... (دیکھیں "چنگڑ")

چنگڑ...... (ملتانی زبان میں چھنگڑ) چنگڑ غالباً قدیمی نسل کے پست ذات لوگ ہیں جن کی سب سے زیادہ تعداد گجرات، امرتسر، لاہور، فیروز پور اور فرید کوٹ اور بالخصوص سیالکوٹ میں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے اجداد جموں پہاڑوں سے آئے تھے۔ وہ کام کی تلاش میں در بدر پھرتے رہنے والے خانہ بدوش ہیں، لیکن بڑے شہروں کے نواح میں بستیاں بنا کر رہتے ہیں۔ وہ تقریباً ہر قسم کا کام کر لیں گے لیکن زیادہ تر زرعی مزدوری، بالخصوص کٹائی کا کام کرتے ہیں، جبکہ ان کی عورتیں اناج کے بیوپاریوں کے لیے غلہ چھاننے اور صاف کرنے کا کام کرتی

ہیں۔ وہ سب مسلمان ہیں اور نکاح پڑھ کر شادی کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انہیں شمس تبریز ملتانی نے مسلمان کیا تھا۔ اس بزرگ نے ان کے جدامجد، ایک ہندو راجپوت کو ہدایت کی تھی کہ وہ ایمانداری کے ساتھ محنت کرے کیونکہ ایسا کرنا ''چنگا'' (اچھا) ہے۔ ان کے قبیلچے پُھولن، چوہان، منہاس اور سروہے بتائے جاتے ہیں۔ ان کی عورتیں اب بھی شلوار کی بجائے پیٹی کوٹ پہنتی ہیں، لیکن یہ سرخ کی بجائے نیلے ہوتے ہیں۔ چنگڑ نہایت محنتی اور زیادہ جرائم پیشہ نہیں۔ ان کا ایک اپنا مخصوص لہجہ ہے۔ ڈاکٹر لیٹنر کے مطابق وہ خود کو چنگڑ نہیں بلکہ چُو بنا کہتے ہیں، اور لفظ چنگڑ غالباً ''چھاننا'' سے ماخوذ ہے۔ یہ کمزور رائے بھی دی گئی کہ چنگڑ اصل میں زنگاری کی ہی ایک صورت ہے۔

چنن......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

چنوال......ہوشیار پور میں ایک راجپوت شاخ کے طور پر شمار ہوئے۔

چنوزئی......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

چنون......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

چنی......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

چواس......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

چوپرا......ایک کھتری شاخ۔

چُوتا......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

چوتیا...... پچھادوں (پچادوں) کا ایک قبیلچہ۔ وہ چوتیا کے توسط سے چوہان راجپوت نسل ہونے کے دعویدار ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر مسلمان اور چند ایک ہندو ہیں۔

چودھری...... (1) بہاولپور میں ایک قبیلہ جس کی چار مرکزی شاخیں جنجانی، جسرانی، سمدانی اور دھندانی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کا اصل نام سلوکی (سلجوقی) تھا۔ (2) دیکھیں ''چودھریال''۔

چودھریال......ایک طبقہ یا جماعت جو جہلم کی تحصیل چکوال میں زمیندار (یا چودھری) کے متضاد ہے۔ وسیع مفہوم میں بات کی جائے تو چودھریال پرانے تعلق داروں کے نمائندے ہیں، جبکہ زمیندار سکھ دور میں تعینات کردہ نئے لوگ ہیں۔ چودھریال زیادہ تعداد میں اور طاقتور، لیکن چودھری زیادہ متحد ہیں۔ ان کے درمیان شادیاں شاذونادر ہی ہوتی ہیں۔

چُوڑی گر......(1) چوڑیاں بنانے والا جسے مغرب میں بنگیرا یا ونگری گر کہتے ہیں۔ کبھی کبھی اسے کچیرا یا کانچ کا کام کرنے والا بھی کہا جاتا ہے۔ چوڑی گر عموماً کانچ یا لاکھ کی چوڑیاں بناتا ہے جنہیں مشرق میں منیار اور مغرب میں بنگیرا فروخت کرتا ہے۔ وہ سونے اور چاندی کے سوا دیگر دھاتوں سے بھی چوڑیاں بناتا ہے۔ یہ محض ایک پیشہ ورانہ اصطلاح لگتی ہے۔ (2) ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چوسر......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چوکاہی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چوکھیا......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

چونیہ......ملتان میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

چوواہ، چووَن......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چوہان......ایک مرکزی راجپوت قبیلہ۔ یہ 36 حکمران نسلوں میں شمار ہوتا ہے۔ ٹاڈ کے مطابق چوہان ساری راجپوت نسل میں سب سے زیادہ بہادر رہیں اور ہندوستان کے آخری حکمران پرتھوی راج کا تعلق بھی ان سے تھا۔ لگتا ہے کہ ان کا صدر مقام (دارالحکومت) دہلی منتقل ہونے سے قبل جے پور میں سانبھر اور اجمیر ان کا وطن تھا۔ کہا جاتا ہے کہ دہلی سے نکالے جانے کے بعد وہ جمنا کے اس پار سانبھل (سمبھل) میں مراد آباد چلے گئے۔ ان کا سب سے زیادہ اندراج کرنال اور انبالہ اضلاع سے ہوا۔

انبالہ کے چوہان سورج بنسی نسل ہونے کے دعویدار رہیں۔ اس ضلع میں ان کے 169 دیہات ہیں۔ وہ اپنا شجرہ یوں بتاتے ہیں: راجا نانک راؤ بن رلا کوندبن نتھا بن سُبھ مل۔ نتھا کی اولادوں نے کولی راجپوتوں کو تنگری سے باہر نکالا۔ سبھ مل کے بیٹے تلوک چند کی اولاد 189 چوہان دیہات میں سے 84 (''چوراسی'') کی مالک بنی، جبکہ سبھ مل کے دوسرے بیٹے مانک چند نے اسلام قبول کیا اور باقی 85 (''پچاسی'') دیہات لے لیے۔ تلوک چند کی آٹھویں پیڑھی میں جگجیت گورو گووند سنگھ (اندازاً 1700ء) کا مخالف تھا۔ 1756ء میں اس کا پوتا فتح چند اپنے دو بیٹوں بھُپ سنگھ اور چوہڑ سنگھ کے ہمراہ احمد شاہ درانی سے فرار ہو کر کوتاہا چلا گیا جہاں شاہی افواج نے رائے کوتاہا کی سرکردگی میں 7,000 چوہانوں کو مار ڈالا۔ دہلی شہر

کے جنوب میں چوہانوں کے کچھ دیہات ہیں اور اس کے علاوہ سونی پت تحصیل میں جکھولی کے مقام پر ایک آبادی بھی ہے، لیکن اس ضلع میں وہ بیوہ کی شادی کرنے لگے ہیں اور دیگر راجپوتوں نے ان سے تعلق توڑ لیا ہے۔ وہ بہترین کاشتکار بن گئے ہیں۔ وسطی اور کچھ مغربی اضلاع میں چوہانوں نے (مثلاً سیالکوٹ میں) خود کو راجپوت کے ساتھ ساتھ جٹ بھی درج کروایا۔

امرتسر میں انہیں ایک زراعت پیشہ قبیلے کے طور پر (راجپوت، جٹ اور گوجر) شمار کیا گیا۔ منٹگمری اور شاہ پور میں بھی ان کا اندراج اسی نوعیت کا تھا۔ بہاولپور میں چوہانوں کے تین قبیلچے ہیں: کھالی، ہمشیرا اور کھچی۔ ہمشیرا چوہان زیادہ تر اُچ پیش کاری میں ملتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا جدامجد اکبر کا رضاعی بھائی (ہم شیر) تھا، لیکن دیگر کے مطابق وہ ہمشیرا نہیں بلکہ ہشمیرا ہیں۔ 700 سال قبل کے حاکم اجمیر کھچی خان کی اولاد ہونے کے دعویدار کھچی کہتے ہیں کہ ان کے جدامجد نے منٹگمری میں شیر گڑھ کی بنیاد رکھی۔ وہ تعداد میں کم اور صرف خیر پور مشرقی کی کارداری تک محدود ہیں۔ وہ ترکھان اور کھتیکوں کا کام کرتے ہیں، البتہ ملتان میں کھاتے پیتے زمیندار ہیں۔

متعدد جٹ اور دیگر قبائل میں چوہان شاخیں موجود ہیں۔ درحقیقت پنجاب میں کسی ایسی بڑی ذات کا نام بتانا مشکل ہے جس میں ایک چوہان شاخ نہ ہو حتیٰ کہ چماروں میں بھی چوہان موجود ہیں۔ پنجاب میں کیچی اور وڑائچ بھی کثیر التعداد چوہان قبیلچے ہیں۔

چوہر...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

چُوہڑا...... خاکروب یا گندگی صاف کرنے والا۔ یہ پنجاب کا اچھوت ہے، اور اس کا نام شودر کی ہی ایک تبدیل شدہ صورت خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے بہت سے مترادف ہیں لیکن چند ایک نام ہی چوہڑا کا درست مفہوم بتاتے ہیں۔ چنانچہ چمار بھی غالباً اصل میں چمڑے کا کام کرنے والا چوہڑا ہی ہے، لیکن اب چمار ایک جداگانہ ذات بن گئی ہے۔ تاہم، عام اصطلاح میں چوہڑا۔ چمار اکٹھا آتا ہے، جیسے موچی، جولاہا، جھاڑ پونچھ کرنے یا غلاظت اٹھانے والے چوہڑے کو خاکروب بھی کہتے ہیں۔ گھریلو کام کرنے والا چوہڑا مہتر کہلاتا ہے۔

تبدیلیٔ مذہب کے نتیجے میں چوہڑے کا خطاب بھی بدل جاتا ہے۔ مثلاً سکھ مت قبول کر

لینے والا چوہڑا مذہبی یا مذہبی کہلایا اور اسلام قبول کرنے والا مُسلّی یا مُصلّی۔ دیگر ذاتوں کے ساتھ چوہڑوں کے تعلقات میں بہت زیادہ تنوع ہے۔ وہ سانسیوں کی نسبت بلند تر ہیں، لیکن گڑگاؤں میں چنگڑوں کو بھی اپنے سے گھٹیا سمجھتے ہیں۔ چوہڑے کسی دھانک کے ہاتھ سے کچھ لے کر نہیں کھاتے۔

جغرافیائی لحاظ سے چوہڑوں میں مندرجہ ذیل تقسیم پائی جاتی ہے: دیسوالی، سوتر والا، باگڑی اور جنگل کے۔ ان کی دو بڑی اقسام بالمیکی اور لال بیگ ہیں۔ چوہڑے خود کو مختلف نسلوں سے بتاتے ہیں۔ چنانچہ گڑگاؤں کے بوہت خود کو پنوار راجپوت کہتے ہیں۔ ستلج کے جنوب میں چوہڑوں کی کوئی گوت نہیں۔

روہتک میں بوہت بھی سنجھر نامی ایک راجپوت کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ بیوہار کہتے ہیں کہ وہ دکن میں دھارانگری کے مقام سے آئے ہوئے پنوار راجپوت ہیں۔ یہ دونوں گوتیں چنگڑوں کے ساتھ باہمی شادیاں نہیں کرتیں اور لڑکی کو 15 یا 16 برس کی عمر کو پہنچنے سے پہلے ہی بیاہ دینے پر زور دیتی ہیں۔ ان گوتوں کے ارکان بالمیک کو خدا کا بھائی مانتے اور اسلامی طرز عبادت (نماز) کے ذریعہ اس کے ساتھ عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک امام انہیں قطاروں میں نماز پڑھاتا ہے۔ اس دوران وہ یہ جملے بولتے ہیں: ''بالمیک کافی، بالمیک شافی، بالمیک معافی، بولو مومنو ہی ایک۔''

اس کے بعد پٹھان چوہڑے آتے ہیں جو اکبر کے عہد میں کابل سے آئے۔ وہ تین بھائی تھے اور سب سے بڑے کا نام ڈھگانا تھا۔ وہ فقیروں یا پیروں کے بھیس میں آئے۔ گل گوجرانوالا میں چکراری سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک درخت نے ان کے جدامجد کو بارش میں گیلا ہونے سے بچایا تھا۔ ڈیرہ غازی خان میں یہ شاخ اینٹوں کا احترام کرتی ہے۔ دیگر نام بھٹی، سہوترے، سوئی بھنیار ہیں۔ ان کے بعد لڈو، کھوکھر وغیرہ آتے ہیں۔

ڈوم، چوہڑا، میراثی، ماچھی، جھیور اور چنگڑ سبھی کا ماخذ مشترک ہے۔ پانڈوں اور کوروں کے عہد میں کنور برہما کے چار بیٹے تھے: پوربا، پارتھا، سِدھرا اور پراشٹا۔ ان میں آخری کو جھونپڑا بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ جنگل میں رہتا تھا۔ اسے اور اس کے جانشینوں کو کچھ دیگر نام بھی دیے گئے ہیں، مثلاً گھونگر بیگ، لال بیگ، پیر چھوٹا، بالمیک، بالا۔

چُوہڑا ذات کے ماخذ کے حوالے سے متعدد روایات موجود ہیں۔ زیادہ تر اپنی تاریخ کو مورثِ اعلیٰ بالمیک کے ساتھ ملاتے ہیں۔ ایک کہانی کے مطابق بالمیک بھگوان کے صحن میں جھاڑو دیا کرتا تھا۔ دیوتا نے اسے ایک چُغہ دیا جو اس نے پہننے کی بجائے ایک گڑھے میں دبا دیا۔ جب بھگوان نے پوچھا کہ اس نے وہ چغہ کیوں نہیں پہنا تو بالمیک اسے تلاش کرنے گیا اور دیکھا کہ ایک لڑکا اسے پہن کر گھوم رہا ہے۔ وہ چغہ واپس لے کر بھگوان کے پاس آیا تو بھگوان نے اس لڑکے کی پرورش کرنے کا حکم دیا۔ لڑکے کا نام لال بیگ رکھا گیا۔

''بالمیک'' کا مطلب بلنی سے جنما ہوا بتایا جاتا ہے۔ سانپ کی کھوہ کو بلنی کہتے ہیں۔ بالمیک ایک بھیل تھا جو جنگل سے گزرنے والے مسافروں کو لوٹا اور قتل کیا کرتا تھا۔ ایک روز سات رشی وہاں سے گزر رہے تھے کہ بالمیک نے ان پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے پوچھا کہ آخر اس نے ان پر حملہ کیوں کیا کیونکہ ان کے پاس کوئی مال اسباب نہیں۔ بالمیک نے بتایا کہ اس نے جنگل سے گزرنے والے تمام لوگوں کو قتل کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ تب رشیوں نے پوچھا کہ اگر وہ پکڑا جائے تو کیا کوئی مدد کرنے کے لیے ساتھ ہے؟ اس پر بالمیک نے اپنے والدین سے کہا کہ کیا وہ ضرورت کے وقت اس کی مدد کر سکتے ہیں، مگر انہوں نے نہیں میں جواب دیا۔ بالمیک نے رشیوں سے کہا کہ اس کا کوئی دوست نہیں۔ رشیوں نے زور دیا کہ وہ برے کام چھوڑ دے اور مسلسل ''مرامرا'' کا ورد کیا کرے۔ لیکن تیزی سے ''مرامرا'' بولنے پر یوں لگتا ہے جیسا ''رام، رام'' کا جپ کیا جا رہا ہو۔ اس طرح رام رام کا جپ کرنے سے اس کے گناہ دھل گئے۔ بارہ برس بعد وہ مر گیا، اسے دفن کیا گیا، اس کا جسم مٹی میں مل گیا اور قبر پر گھاس اگ آئی۔ وہ رشی ایک مرتبہ پھر وہاں سے گزرے تو ''رام رام'' کے ورد کی مدھم سی آواز سنی۔ آخر کار انہوں نے مٹی کھودی، اور اس کے جسم کو دوبارہ زندہ کر کے اسے بالمیک کا نام دیا؛ یعنی جو سانپ کے بل سے نکلا ہوا۔

چوہڑوں کے کچھ ٹوٹم اور ٹیبو دلچسپ ہیں۔ رگل چوہڑے بتاؤں (بینگن) یا اروی (بھتاپرت) نہیں کھاتے؛ لُوتے چوہڑے خرگوش کھانے سے اجتناب کرتے ہیں؛ سہوترے کسی شیر پر نگاہ نہیں ڈالتے، تاہم شادیوں کے موقعوں پر وہ ایک شیر کی شبیہ بناتے اور عورتیں اس کی پوجا کرتی ہیں؛ بھٹی چوہڑے پھٹوں یا اینٹوں سے بنے بینچ پر نہیں بیٹھتے، اور کوئی بھی

چوہڑا سیہہ نہیں کھاتا؛ سارووان چوہڑا کسنبھا سے کپڑا نہیں رنگتا۔

چوہڑے اپنی ہی گوت کے اندر شادی نہیں کرتے۔ بیوی کی موت کے بعد سالی سے شادی کرنے کی اجازت ہے۔ بیوی کی ماں یا خالہ سے شادی کرنے کی اجازت نہیں۔ دو بیویاں رکھی جا سکتی ہیں، البتہ پہلی بیوی خصوصی استحقاق رکھتی ہے۔ لڑکی کو سات یا آٹھ اور حتیٰ کہ پانچ سال کی عمر میں بھی بیاہ دیا جاتا ہے۔ شادی کے معاملات نائی، چھیمبا یا میراثی کے ذریعہ نمٹائے جاتے ہیں۔ ہر صورت میں والدین کی اجازت ضروری ہے، مگر بیوہ کی شادی میں ایسا کرنا لازمی نہیں۔ شادی کرتے وقت لڑکی کی مرضی یا پسند ناپسند معلوم نہیں کی جاتی۔ لڑکے والے مخصوص رقم ادا کرنے کا معاہدہ کرتے ہیں۔ اگر رشتہ طے کرتے وقت لڑکے یا لڑکی والوں نے کوئی بات چھپائی ہو تو منگنی توڑی جا سکتی ہے، یا اگر شادی ہونے کے بعد نقص کا پتہ چلے تو باقاعدہ لکھ کر طلاق دینا ممکن ہے۔ مطلقہ عورت دوبارہ شادی کر سکتی ہے۔

بالکل درست طور پر یہ بتانا مشکل ہے کہ چوہڑے کونسے جانور کھانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ غالباً مختلف جگہوں پر مختلف امتناعات مروج ہیں۔ گجرات کے چوہڑے مُردار، گرگٹ اور جنگلی بلی تو کھا لیتے ہیں مگر گیدڑ، لومڑ، گوہ یا کچھوا نہیں کھاتے۔ پھر بھی ان کا ایک کوچے مانڈا نامی گروپ صرف کچھوے ہی کھاتا ہے۔ لہٰذا چوہڑے سانسیوں سے برتر ہیں جو گیدڑ وغیرہ کھا لیتے ہیں، مگر مُصلّیوں کی نسبت کمتر ہیں جنہوں نے مردار کھانا چھوڑ دیا ہے۔ سیالکوٹ کے چوہڑے سور نہیں کھاتے اور اسلامی شریعت کے منظور شدہ جانور ہی کھاتے ہیں۔ مگر وہ حلال کے ساتھ ساتھ حرام گوشت بھی کھا لیتے ہیں۔

چوہڑے عموماً اپنے مُردوں کو دفن کرتے ہیں جب کوئی شخص مرنے والا ہو تو وہ مسلمان مولوی کو بلا لاتے ہیں کہ وہ ''سہانی'' پڑھے۔ لیکن اگر ارد گرد صرف ہندو رہتے ہوں اور گاؤں میں کوئی مُلّا موجود نہ ہو تو ایسا کچھ نہیں کیا جاتا۔

وہ عورت کو زچگی کے 21 دن بعد تک نجس سمجھتے ہیں۔ ماہواری کے دوران وہ کنوئیں پر پانی بھرنے نہیں جاتی اور حیض کے دن ختم ہونے پر اپنے کپڑے دھوتی اور نہاتی ہے۔ جنازے کے تمام شرکاء کو بھی تدفین سے فارغ ہو کر نہانا پڑتا ہے۔

ان کے پیروں کے نام بالا شاہ، مارکھنڈے، میاں شورا، لال بیگ، بالمیک، جھونپڑا،

پیر جھوٹا، گنگر بیگ اور ایل ملوک ہیں۔ وہ انہیں ایک بالا کا اوتار سمجھتے ہیں۔ ایک روایت میں جھونپڑا کو الف چیلا یعنی دسواں اوتار کہا گیا ہے۔ یہ پیر ان کی شادیوں اور جنازوں کی رسوم ادا کرتے ہیں۔ شادیوں کے موقع ایک میراثی کسی صاف جگہ پر آٹے سے بنا دِیوار کھ دیتا ہے اور لوگ اس کے سامنے جھکتے ہیں۔ اس دیے کو ان کے اجداد کی ''جوت'' سمجھا جاتا ہے۔ ان کے فقیر یا سادھو شاہ مداری، نوشاہیہ، ننگے شاہیہ، یتیم سہائیہ اور بیراگی ہیں۔ شاہ مداریا اپنے سر پر لٹ یا بودی رکھتا اور مالا یا تسبیح پہنتا ہے۔ ننگے شاہیے کے بال لمبے اور بوڑھ کے دودھ میں گندھے ہوتے ہیں۔ وہ انہیں ایک اُون کی رسی سے سر پر باندھتا اور اوپر ایک پیلے کپڑے کی پگڑی باندھتا ہے۔ وہ بارہ سال ننگے رہتے اور بدن پر بھبھوت ملتے ہیں۔ بیراگیوں کے کپڑے بھی نوشاہیہ جیسے ہیں لیکن وہ اپنے بیٹھنے کے لیے ایک بیراگن (Prop) بھی ساتھ رکھتا ہے۔ نوشاہیے بالوں کی چٹیاں کرتے، گلے میں مالا اور کلائی میں گجرا پہنتے ہیں۔ یتیم شاہیہ بھی بیراگی جیسا ہے۔

ان کے مذہب کے بنیادی اصول یا عقائد یہ ہیں: (1) گناہ ایک حقیقت ہے۔ (2) کوئی خدا موجود نہیں۔ (3) بالا ثالث ہے۔ (4) وہ ایک جانور کی قربانی دیتے اور مکی، گڑ اور گھی کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ (5) روح خدا کی جانب لوٹ جاتی ہے۔ (6) جسم دوبارہ زندہ ہوگا۔ (7) حساب لیا جائے گا۔ (8) فرشتے موجود ہیں۔

چوہڑوں کے ہاں مختلف توہمات بھی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی چوہڑا سفر پر روانہ ہو اور اس کی ملاقات میراثی سے ہو جائے تو وہ واپس ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی پیچھے سے آواز دے کر بلائے تو تب بھی وہ جانا منسوخ کر دے گا۔ راستے میں کوئی رینگتا ہوا گدھا ملنا نیک شگون ہے۔ اگر سفر پر روانہ ہوتے وقت دھوبی مل جائے تو مقصد پورا نہ ہونا یقینی ہے۔ کچھ لوگوں کو خوش بخت سمجھا اور راہیوں سے ملنے کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ چوہڑا کبھی جھاڑو کے اوپر پاؤں نہیں رکھتا۔ غلے کے لیے استعمال ہونے والے جھاڑو کو گھر میں کیل کے ساتھ دیوار پر لٹکایا جاتا ہے۔ عام صفائی والا جھاڑو ہرگز اوپر کو کھڑا نہیں کرتے۔ چوہڑے اپنے بچوں کے بے عزتی والے نام رکھتے ہیں تاکہ انہیں بری نظر نہ لگے، مثلاً کاکا، گھسیٹا، رُوڑا، نتھو وغیرہ۔ چوہڑا کبھی کسی لنگڑے یا سانسی کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ عورتیں اور بچے قبروں کے قریب نہیں

جاتے۔ بہو کبھی اپنے سسر کا نام نہیں لیتی۔ فصلیں ہمیشہ اتوار، پیر یا جمعے کو کاٹی اور پیر، منگل یا بدھ کو بوئی جاتی ہیں۔ گھر میں سب لوگ اکٹھا کھاتے ہیں، لیکن عورتیں بعد میں ہی کھاتی ہیں۔ اگر مرد عورتوں کے بعد کھائیں تو انہیں چوٹ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے کیونکہ عورتیں مردوں کی نسبت کمزور ہیں۔ ''یا جُوٹھ یا جھوٹ، دونوں نقصان پہنچاندے۔'' وہ شراب، پوست، افیم، بھنگ اور چرس استعمال کرتے ہیں۔ نشئیوں سے نفرت کی جاتی ہے۔ وہ کسی بڑے سے ملتے وقت پیری پاں (پاؤں پڑوں)، متھاٹیکاں (ماتھا ٹیکوں) یا سلام بولتے اور جواب میں ''تیرا بھلا کرے خدا'' کہتے ہیں۔ چوہڑے صرف آپس میں ہی مل کر حقہ پیتے ہیں۔ کوئی بھی برتر ذات ان کے ساتھ کھاتی پیتی نہیں ہے۔

چُوہن (چوہان)...... باوریوں کی ایک شاخ (فیروز پور میں) جو چوہان نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ اپنے چراغوں میں تیل کی بجائے گھی استعمال کرتے ہیں۔ لڑکی شادی کے بعد شاذونادر ہی میکے آتی ہے، اور اگر وہ سسرالی رشتہ داروں سے جھگڑے کے نتیجہ میں میکے چلی آئے اور وہیں مر جائے تو اس کے والدین کو اپنے داماد کے لیے نئی دلہن خود تلاش کرنا پڑتی ہے۔

چوہنگ......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چوریکا......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

چُھال......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

چھابری......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

چھادھر یا چدھر یا چدھڑ......دریائے چناب و راوی کی وادیوں کے ساتھ ساتھ ملتے ہیں لیکن جھنگ میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جھنگ میں زیادہ تر چھادھڑوں نے خود کو تنوار راجپوت راجا تُر کی نسل سے بتایا۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ محمد غوری کے دور میں اپنے وطن راجپوتانہ سے نکلے اور بہاولپور میں آباد ہوئے جہاں اُچ کے شیر شاہ نے انہیں مسلمان کیا۔ وہاں سے وہ جھنگ ہجرت کر آئے، ایک اہم بستی آباد کی اور دریائے چناب اور راوی کے ساتھ ساتھ اوپر کی جانب پھیل گئے۔ سٹیڈمین کے مطابق وہ اچھے کاشتکار ہیں اور اپنے پڑوسیوں جتنے مویشی چوری کے عادی نہیں ہیں۔ حافظ آباد تحصیل میں قبیلے کے میراثی نے چھادھڑوں کا شجرہ نسب

یوں بتایا: پانڈو — گارجن — بھین — باتیسار — ماند لِک — تنوار — انک — جودھ — راجاراویلان — چدھرر۔ مسٹرای ڈی میکلیگن کے مطابق چدھر (چھادھر) تنوار راجپوت ہیں۔ ساندل بار میں ان کے مرکزی قبائل راجوکے، کاموکے، جاپ، لُون، پاجیکے، دیوکے، بالنکے، بجوکے وغیرہ ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ مغل شہنشاہ کا ہاتھی راجوکے چدھروں کے ہاتھ لگ گیا۔ انہوں نے اسے رہٹ کھینچنے پر لگادیا۔ یہ کنواں کھریانوالا کے قریب ہاتھی تھیہہ نامی مقام پر تھا۔

چھاکھانگ...... چھا= مالک، کھانگ = زمین۔ سپتی میں ملنے والی ایک ذات۔ (دیکھیں ''چاہ زنگ'')۔ سرجیمز لائل کے مطابق کھانگ کا مطلب زمین نہیں بلکہ گھر ہے۔

چھالا......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

چھالی گر......سیالکوٹ میں بازی گر کے لیے متبادل اصطلاح۔

چھانت......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

چھبر...... (1) مُہیال برہمنوں کی ایک شاخ۔ (2) کنیتوں کی ایک شاخ جن کے نام سے کیوتھل کے چھبر وت پرگنہ کا نام منسوب ہے۔

چھبلا...... (دیکھیں ''چھبیہہ والے'')

چھبی، چھبُو...... (دیکھیں ''چھیمبا'')

چھبیل داسی (چھبیل پنتھی)......شام جی کے ایک چھبیل داس نامی اروڑا شاگرد کی قائم کردہ چھوٹی سی شاخ۔ اس کا مزار ڈیرہ اسماعیل خان کی سانگھڑ تحصیل میں مکھووال کلاں کے مقام پر ہے۔ (دیکھیں ''شام داسی'')

چھبیہہ والے......شام جی کے کھتری پیروکاروں کے لیے اصطلاح۔ اس کے گاندیا جٹ بھگتوں کو رنگ رنگیلا اور چاندیا بلوچ پجاریوں کو چھبلا کہتے ہیں؛ البتہ یہ دونوں ہی مسلمان ہیں اور شام جی کی اولادوں کو نذر پیش کرتے ہیں۔

چھتر...... گجرات میں مسلمان جٹوں کا ایک قبیلہ۔ اس کا جدامجد اُچ سے آیا، لیکن اس کا اصل نام معلوم نہیں۔ روایت کے مطابق بچپن میں وہ اپنے ننھیال آیا اور اسے جوتوں (چھتروں) میں تولا گیا، اس لیے اس کی اولاد چھتر کہلائی۔

چھترساز......چھتریاں بنانے والا۔غالباًان کا شمار ترکھانوں میں ہونا چاہیے۔

چھجرا......ملتان تحصیل میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چھجڑا......جٹوں کا ایک قبیلہ جو جیسلمر کے بھٹیوں کی شاہی نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں۔وہ راہ کیہر کی سرکردگی میں ملتان آئے اور آباد ہوئے۔بھٹی تواریخ میں کیہر ایک قابل ذکر نام ہے۔ایک کیہر خلیفہ الولید (713ء) کا ہم عصر تھا۔اس نے اور اس کے بیٹوں نے جیسلمر کی بھٹی سلطنت کو ترقی دی۔ایک اور کیہر سولہویں صدی میں جیسلمر کا حکمران تھا اور اس کے بیٹے نے دریائے سندھ تک ملتان کا سارا علاقہ فتح کیا۔چھجڑا اپنی بیٹیوں کی شادی صرف اپنے قبیلے میں کرتے لیکن دیگر جٹ قبیلوں سے لڑکیاں قبول کر لیتے ہیں۔

چھجو......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

چھجو،چھجو پنتھی......کمتر سلسلوں کے درمیان ہندو اور مسلم عقائد کا دلچسپ ملغوبہ پیش کرنے والا ایک فرقہ۔کہا جاتا ہے کہ اس کی بنیاد لاہور کے ایک بھگت چھجو نے رکھی جو اورنگزیب کے عہد میں گزرا ہے۔چھجو کے پیروکار اپنے مُردوں کو جلاتے مگر ان کی راکھ گنگا میں نہیں بہاتے۔اس کے بجائے وہ راکھ کو بندیل کھنڈ میں پرن جی نامی مقام پر لے کر دفنا دیتے ہیں۔وہ حضرت محمدؐ کی رسالت پر یقین رکھتے ہیں مگر مسلمانوں کے ساتھ میل جول نہیں کرتے۔ضلع منٹگمری کی پاکپتن تحصیل میں ملکہ ہانس کے مقام پر ان کی ایک مقدس زیارت گاہ ہے جہاں لچھمن داس نامی مہنت رہتا ہے،اور ان کی مقدس کتاب ایک قسم کے معبد میں رکھی ہے۔یہ کتاب بھاشا میں لکھی ہوئی ہے،اور اس میں بیان کردہ عقائد ہندومت اور اسلام کا ملغوبہ ہیں۔ان کے کچھ پیروکار قبولہ ٹبی اور ہڑپہ میں بھی ہیں۔وہ گوشت نہیں کھاتے۔

چَھل......منٹگمری میں ایک ہندو و مسلمان (زراعت پیشہ) جٹ قبیلہ۔

چھلپ دار......دہلی میں تقریباً دس گھروں پر مشتمل ایک برادری۔ان کا کہنا ہے کہ وہ مغل دور میں میوات سے وہاں آئے اور یوپی میں مجاور کہلاتے ہیں۔شیخ مجاور اور قلندران کے اجداد تھے،چنانچہ موخرالذکر کی اولاد قلندر کہلائی۔مگر یہ محض فسانہ لگتا ہے۔خیال غالب ہے کہ وہ اسلام قبول کر لینے والے ہندو ہیں۔جب وہ ہندومت کے پیروکار تھے تو سیلانی گویے ہوا کرتے تھے۔ان میں بت پرستی کے رجحانات ابھی تک ختم نہیں ہوئے۔انہوں نے بتوں کی بجائے

مسلمان پیروں کو پوجنا شروع کر دیا۔ چھلپ داروں کا کوئی چودھری نہیں بلکہ پنچایتی نظام ہے۔ وہ قبیلے کے قواعد سے انحراف کرنے والے کو 10 یا 12 آنے جرمانہ کرتے ہیں اور اس رقم سے مٹھائی خرید کر پنچوں میں بانٹ دیتے ہیں۔ وہ شرعی انداز میں نکاح کرتے اور بیوہ کو شادی کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

چھمب......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چھِمیا......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چھنا......ملتان اور امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چھنیر......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چھوڑی......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

چھُول یا چھُول......ہوشیار پور میں "ملاح" کا مترادف۔

چھولیانا......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چھون، چھونی......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چھیچر......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

چھیلر......جٹوں کا ایک چھوٹا سا قبیلہ جن کی مرکزی آبادی نابھا کی تحصیل نارنول میں چھیلر ہے۔

چھیما......چھیمبا، چِپّی یا چھیپی (جسے ڈیرہ غازی خان میں چڑھوا کے مقام پر پاؤن گر کہتے ہیں) پیشہ کے اعتبار سے ٹھپے لگانے اور کپڑے رنگنے والا ہے، لیکن ساتھ ساتھ کپڑے سیتا اور دھوتا بھی ہے۔ چنانچہ اس ذات میں درزی، لیلاری اور دھوبی کے علاوہ چھاپہ گر بھی شامل ہیں۔ چھیبے مسلمان اور ہندو دونوں ہیں۔

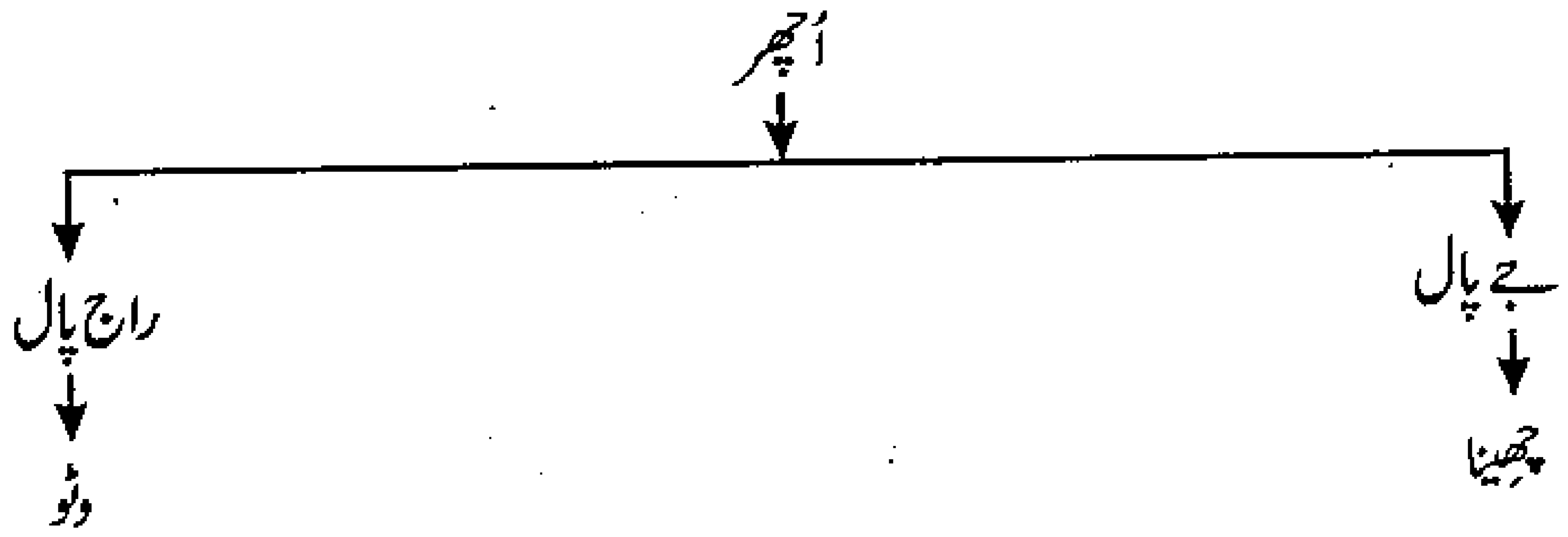
چھیمبا خالصتاً ایک دستکار ہے، اور وہ صرف دھوبی کی حیثیت میں ہی گاؤں کے کمیوں میں شمار ہوتا ہے۔ ہندو چھیبے دو ذیلی ذاتوں میں منقسم ہیں جو باہمی شادیاں تو نہیں کرتے لیکن ایک ساتھ کھاتے پیتے اور تمبا کو نوشی کرتے ہیں۔ یہ دو ذیلی ذاتیں ٹانک اور رہیلا ہیں۔ پٹیالہ کے ہندو دھوبیوں کی ایک تیسری ذیلی شاخ بھی بتائی جاتی ہے۔ علاقائی لحاظ سے ہندو چھیمبوں کی مختلف شاخیں ہیں۔ مثلاً سیالکوٹ میں وہ لاہوری اور ڈوگرا میں تقسیم ہیں۔

امرتسر میں بھی ایک لاہوری گروپ ملتا ہے جسے چھاپہ گریا نوندھی بھی کہتے ہیں۔ دیگر چھیبے انہیں بنظرِ تحقیر دیکھتے ہیں کیونکہ بتایا جاتا ہے کہ وہ شادیوں کے موقع پر آٹے کی ایک گائے بناتے اور پھر اسے تیر مارتے ہیں۔

ہندو چھیبے صرف شادی کے موقعوں پر ہلدی پیتے ہیں۔ وہ بڑیاں بھی نہیں بناتے۔ ان کی عورتیں کانچ کی چوڑیوں اور مہندی سے اجتناب کرتی ہیں۔

مسلمان چھیبوں کی بھی کئی علاقائی شاخیں ہیں، مثلاً پٹیالہ میں سرہندی، دیسوال اور ملتانی۔ یہ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ لیہ میں چھیبوں کا بزرگ علی نامی رنگ ساز ہے جسے لقمان کا شاگرد اور کپڑے دھونے اور رنگنے کے فن کا موجد بتایا جاتا ہے۔ کام شروع کرنے سے پہلے وہ یہ جملہ بولتے ہیں: ''پیر استاد لقمان حکیم، حکمت دا بادشاہ، علی رنگریز، چڑھی رہے دیگ۔'' بیشتر مسلمان چھیبے سنی لیکن کروڑ (کہروڑ) میں کچھ ایک شیعہ بھی ہیں۔ مسلمان چھیبوں اور دھوبیوں کی عورتیں لونگ، ہاتھی دانت یا کانچ کی چوڑیاں اور نیلا کپڑا نہیں پہنتیں۔

چھینا...... شاہ پور میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔ امرتسر میں انہیں زراعت پیشہ جٹوں کے طور پر بھی شمار کیا گیا۔ چھینا بلاشبہ سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے چیمہ سے جدا ہیں۔ سیالکوٹ میں چھینا کی موجودگی اس امر سے عیاں ہوتی ہے کہ ضلع میں جاکی قصبہ ایک چھینا جٹ نے بنایا تھا جو سندھ سے آیا اور جام کا لقب برقرار رکھا۔ (جام سندھ کا چودھری ہے) تاہم اگر چھینا جٹ چناب کے کنارے سیالکوٹ تک پھیل گئے تو یہ بات دلچسپی کی حامل ہے کہ وہ درمیانی اضلاع میں کیوں نہیں ملتے۔ چھینا میانوالی اور ریاست بہاولپور میں بھی موجود ہیں۔ ریاست بہاولپور میں وہ زیادہ تر منچن آباد کارداری میں ہی ہیں، اور وہاں ان کی تین شاخیں ہیں: تاریکا، مہرمکا اور اعظمکا۔ (یہ تینوں مالکِ زمین جبکہ دیگر مزارعین ہیں) نسب نامے کے مطابق وہ وٹوؤں کے قرابت دار ہیں:



چھینا کی 18ویں پیڑھی میں پھیرُو نے بابا فریدؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ چھینے جفاکش اور باحوصلہ لوگ مگر وہ پیشہ ور چور بھی ہیں۔ البتہ وہ سیدوں، فقیروں یا میراثیوں کا مال نہیں چراتے جس کی وجہ بددعا کا خوف ہے۔ چھینے وٹووں کے مقابلے میں ایک چھوٹا قبیلہ ہونے کے باوجود ان کی بالادستی قبول نہیں کرتے۔ اگر وٹو کسی چھینے کی ایک بھینس چرالے تو وہ جواب میں وٹووں کی پانچ بھینسیں چوری کرے گا۔

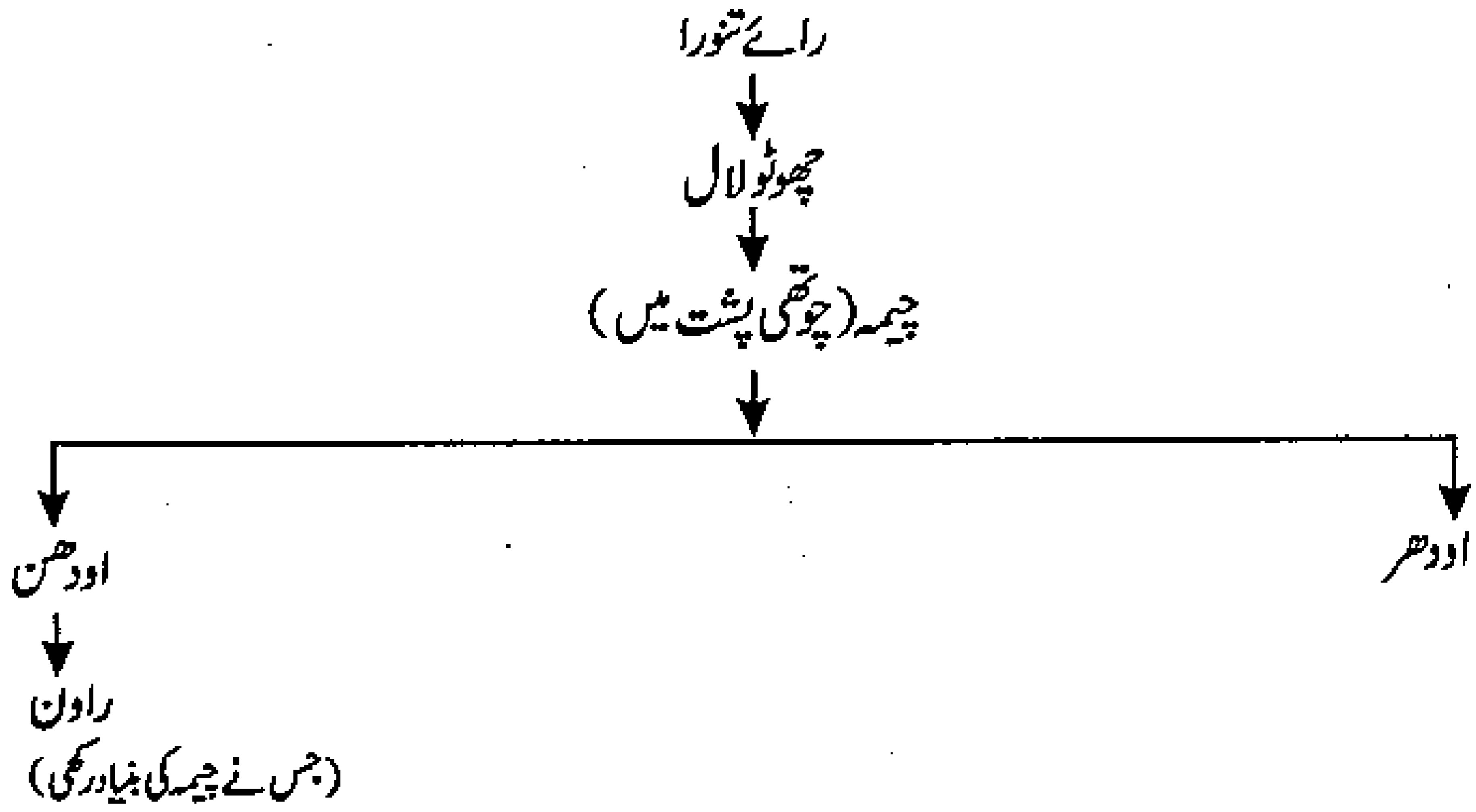
چیت رامی...... بچھوکے کے ایک اروڑا شخص چیت رام کا قائم کردہ فرقہ۔ ان کی مرکزی زیارت اب بھی بچھوکے میں ہی ہے۔ البتہ راہبانی ہیڈ کوارٹر لاہور میں بیرون ٹیکسالی گیٹ بنائے گئے ہیں۔ چیت رام نے چشتیہ سلسلے کے ایک جلالی فقیر محبوب شاہ کی شاگردی اختیار کی۔ اس کی وفات کے بعد چیت رام اس کی قبر پر سویا اور خواب میں یسوع مسیح کو دیکھا۔ یہ نظارہ اس نے اور اس کے شاگردوں نے ایک پنجابی نظم میں بیان کیا ہے۔ چیت رام نے 1894ء میں" وفات پائی۔ پرجوش شاگردوں نے اس کی چِتا جلائی اور راکھ گھول کر پی لی۔ مرنے سے قبل اس نے مستقبل کی چیت رامی "عیسیٰ پور" کا تعین کر دیا تھا۔ ڈاکٹر ایچ ڈی Griswold اس فرقے کے مسلک کے حوالے سے بتاتے ہیں:— "چیت رامی فرقہ تثلیث کے دوہرے عقیدے کو مانتا ہے۔ ایک عیسائی تثلیث مسیح ابن مریم، روح القدس اور خدا پر مشتمل ہے۔ ایک اور ہندووانہ قسم کی تثلیث میں اللہ، پرمیشور اور خدا شامل ہیں۔ اللہ خالق، پرمیشور قائم رکھنے والا اور خدا تباہ کرنے والا ہے۔ یہ تصور بلاشبہ برہما، وشنو اور شیو کی بنیاد پر ہے۔ کائنات کی ان تین قوتوں کا ایک ایک ثانی انسانی جسم میں موجود ہے۔ (اس نکتہ نظر سے انسانی جسم ایک قسم کی کائناتِ صغیر ہے)۔ تولیدی یا پیداواری حصہ اللہ سے، نشوونما کا باعث حصہ (چھاتی) پرمیشور سے اور تباہ کرنے والا حصہ (سر) خدا سے تعلق رکھتا ہے۔" چیت رامی عموماً

ہاتھ میں ایک لمبی راڈ لیے پھرتے ہیں جس کے اوپر لگی ایک صلیب پر ان کا اعتراف عقیدہ کندہ ہوتا ہے۔ چیت رامی تعداد میں زیادہ نہیں، اور بتایا جاتا ہے وہ مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کی تادیب اور تعذیب کا نشانہ بنے۔ البتہ چیت رامی چیلہ کسی ہندو سے رام کے نام پر اور مسلمان سے اللہ ورسولؐ کے نام پر بھیک طلب کرتا ہے۔ ہر ذات کے چیلے اپنے اپنے ہم ذاتوں کے ساتھ ہی کھاتے پیتے ہیں۔ ہر سال بچھوکے میں ان کے تین میلے لگتے ہیں: یکم پوہ (جنوری) کو محبوب شاہ کی برسی پر، 29 جیٹھ (مئی، جون) کو چیت رام کی یاد میں، اور 18 ساون (جولائی، اگست) کو ملنگ شاہ کی یاد میں۔ ملنگ شاہ کے بارے میں اس کے سوا کچھ معلوم نہیں کہ وہ محبوب شاہ کا دوست تھا۔

چچی...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

چیمہ...... پنجاب کے سب سے بڑے جٹ قبائل میں سے ایک۔ ان کا کہنا ہے کہ کوئی 25 پشتیں قبل ان کا جدامجد چیمہ، ایک چوہان راجپوت اس وقت دہلی سے فرار ہوا جب محمد غوری نے رائے تنورا (پرتھوی راج) کو شکست دی۔ چیمہ پہلے کانگڑا اور پھر امرتسر گیا جہاں اس کے بیٹے چھوٹو لال نے علاؤ الدین کے عہد میں بیاس کے کنارے ایک گاؤں آباد کیا۔ اس کے پوتے کا نام رانا کنگ تھا، اور اس کے 8 بیٹوں میں سے سب سے چھوٹا بیٹا دھول ان کے موجودہ قبیلچوں کا جدامجد تھا: دوگل، موہتل، نگارا اور چیمہ۔ چیموں کی شادی بیاہ کی رسوم سا ہی جٹوں کے ضمن میں بیان کی گئی ہیں اور بتایا جاتا ہے کہ ان کی رسوم برہمنوں کی بجائے جوگی ادا کرواتے تھے۔ مگر آج کل یہ کام بھنیا پروہت کرتے ہیں۔ چیمے ایک طاقتور اور متحد مگر جھگڑالو قبیلہ ہیں۔ وہ قبیلے کے اندر شادیاں کرنے کے علاوہ پڑوسیوں کے ساتھ بھی کر لیتے ہیں۔ قبیلے کی بڑے حصے نے فیروز شاہ اور اورنگزیب کے عہد میں اسلام قبول کیا لیکن زیادہ تر نے اپنی پرانی رسوم برقرار رکھیں۔ سیالکوٹ میں ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے مگر گوجرانوالہ میں بھی 42 دیہات کے مالک ہیں اور مشرق ومغرب کی جانب بھی پھیل گئے ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ قبیلے کا نام اس کے سب سے چھوٹے قبیلچے کے نام پر ہے جو دھول کی اولاد ہے۔

ایک اور نسب نامہ یوں ہے:



چیمیا......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

چینا......(دیکھیں ''چھینا'')

چینا......ڈیرہ غازی خان میں بطور جٹ شمار کیا گیا ایک چھوٹا قبیلہ۔

چینجی......(1) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ، (2) رگل جٹوں کی ایک شاخ جو ہوشیار پور تک ہی محدود ہیں۔



ح

حجام......(دیکھیں ''نائی'')۔

حسن خیل......آدم خیل آفریدیوں کی ایک معروف شاخ جو جواکی کے ساتھ مل کر کوہاٹ اور پشاور کے درمیانی سلسلہ کوہ پر قابض ہیں۔ درہ کوہاٹ کے مغرب میں اکوڑ سے لے کر کھتک (خٹک) سرحد تک۔ حسن خیل ضلع پشاور کی جنوبی سرحد پر آباد ہیں۔

حسن زئی...... ہزارہ میں جدونوں (گدونوں) کے تین مرکزی حصوں میں سے ایک۔ یہ دھموڑ اور اس کے آس پاس اور منگل و بگرا خطوں میں آباد ہیں۔

حسنی......(دیکھیں ''سید'')

حسینی......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ سید قبیلچہ۔ (دیکھیں ''سید'')

حسُور...... پٹھانوں کی ایک شاخ۔ یہ عمر خیل اور ملّی خیل کے ساتھ مل کر ایک چھوٹے سے قبیلے کی شکل اختیار کرتے ہیں جو لودی کے ساتھ قرابت داری کے داعی ہیں، لیکن لودی نے اس کی تردید کی ہے۔ وہ تیرھویں صدی میں دریائے سندھ کے دائیں کنارے پر نیچے جاتی ہوئی زیریں کوہستان نمک کی خسور شاخ پر آباد ہوئے۔

حقیقی...... یہ فرقہ بلاشبہ اہل حدیث ہی ہے۔

حکیم......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

حلال خور...... اسلام قبول کر لینے والا، خاکروب، چوہڑا یا کوئی بھی اچھوت جو صرف حلال کیے ہوئے جانور ہی کھاتا ہے۔

حلوائی......حلوہ اور مٹھائی تیار کرنے والا۔

حنبلی...... سنی مسلمانوں کے چار بڑے مکاتب فکر میں سے ایک۔ یہ امام احمد بن حنبلؒ (780ء تا 885ء) کو مانتے ہیں اور صرف بغداد کے نواح تک ہی محدود ہیں۔ مردم شماری رپورٹوں میں

کسی نے بھی اپنا اندراج بطور حنبلی نہیں کروایا۔ جدید اہل حدیث ایک حد تک اسی فقہ کے پیروکار ہیں۔

حنیفیہ (حنفیہ)...... سنی مسلمانوں کے چار بڑے مکاتب فکر میں سے ایک۔ یہ امام ابوحنیفہؒ (699ء تا 769ء) کے پیروکار ہیں جنہوں نے اجتہاد کی اجازت دی تھی۔ شمالی ہند کے سُنیوں میں حنیفیوں کا حصہ کافی بڑا ہے۔ وہ اپنے بانی کو امام اعظم کہتے ہیں۔ ہم نے ان افراد کو حنفی شمار کیا جنہوں نے اپنا اندراج امام اعظم کے پیروکاروں کے طور پر کروایا۔



خ

خاص خیلی...... بہاولپور میں ملنے والا ایک قبیلہ۔ یہ ماچھیوں کی شاخ ہے اور اس کے ارکان عباسی خوانین کی خدمت میں تھی۔ ایک خاص خیلی یعقوب محمد، بہاول خان سوم کا وزیر بنا، لیکن بہاول خان چہارم کے دور میں ان کی طاقت کافی گھٹ گئی۔

خاطی...... سرسا کے شمال اور پھلکیاں ریاستوں میں ترکھان اور لوہار کے لیے پیشہ ورانہ اصطلاح۔ بہت سے ہندو خاطی بشنوئی فرقے کے ہیں۔

خاکوانی...... ملتان کا ایک پٹھان خاندان جس کا نام ہرات کے قریب ایک گاؤں خاکن کی نسبت سے ہے۔ جنگلی سور کو بھی ''خوک'' کہتے ہیں۔ اس خاندان کا علی محمد خان احمد شاہ ابدالی کے دور میں 1767ء تک ملتان کا صوبہ دار رہا۔

خالصہ...... سکھ دولتِ مشترکہ۔ کننگھم کے مطابق خالصہ سکھ گورو گووند سنگھ کے پیروکار تھے، جبکہ نانک کے پیروکاروں کو خلاصا کہا جاتا تھا۔ نیز وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سُربت سکھ ہر سال امرتسر میں ایک بار اکٹھے ہوتے تھے۔ خُلاصا یا سُربت خالصہ کی اصطلاحات اب متروک ہو چکی ہیں اور موخرالذکر کی جگہ اب تت خالصہ نے لے لی ہے۔

خانزادہ...... راجپوتوں کی ایک شاخ جو عملی طور پر پنجاب میں ضلع گڑگاؤں تک محدود ہیں لیکن وہ الور میں بھی ملتے ہیں۔ کیپٹن پوولیٹ نے الور کے خانزادوں کو یوں بیان کیا: وہ فارسی تاریخ دانوں کے میواتی سردار ہیں جو غالباً قدیم آقاؤں کے نمائندے تھے۔ میواتیوں کو خانزادہ کہا جاتا ہے، ایک ایسی نسل جو اگرچہ میوؤں کی طرح مسلمان ہیں اور معاشرتی حوالے سے میوؤں سے کہیں برتر اور ان کے لیے کوئی چاہت نہیں رکھتے، لیکن گزرے وقتوں میں انہوں نے چھاپوں اور لوٹ مار کے لیے ان کے ساتھ اتحاد کیا۔ میو اس اعتبار سے کافی مشہور ہیں اور اسی بات نے انہیں شہنشاہان دہلی کی آنکھ کا بال بنا دیا۔ درحقیقت اصطلاح میواتی کا استعمال عموماً حاکم طبقہ کے حوالہ سے ہوتا ہے، جبکہ میو کی اصطلاح پست سلسلوں کا عہدہ بیان کرتی ہے۔

موخر الذکر اصطلاح بدیہی طور پر جدید نہیں، تاہم مجھے یقین ہے کہ تاریخ میں نہیں ملتی اور اول الذکر میری رائے میں اب غیر عام ہے، خانزادہ نے اس کی جگہ لے لی ہے۔

تعددی اعتبار سے خانزادے غیر اہم ہیں اور اب وہ اشرافیہ میں نہیں پائے جاتے۔ سماجی رتبہ میں وہ میو سے کافی اوپر اور زیادہ حالیہ ہندو ماخذ سے ہونے کے باوجود بہتر مسلمان ہیں۔ وہ کوئی ہندو تہوار نہیں مناتے، اور نہ ہی یہ تسلیم کریں گے کہ وہ ہندو زیارت گاہوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ بالعموم میوؤں جیسے ہی غریب اور جاہل ہونے کے باوجود وہ ان کے برخلاف نمازیں پڑھتے اور عورتوں کو کھیتوں میں کام نہیں کرنے دیتے۔

وہ اعلیٰ درجہ کے کاشتکار ہیں۔ دیگر قبیلوں کے مقابلہ میں ان کی عورتوں کی خانہ نشینی نے انہیں نقصان پہنچایا۔ کچھ ایک نے ہجرت کر کے گنگا کے شہروں میں تجارت کا پیشہ اختیار کر لیا، لیکن اصل خانزادہ علاقہ سے ان کا کوئی واسطہ نہیں۔ اپنے قبیلچے کی روایات کو بدستور قائم رکھنے والے اکثر و بیشتر فوجی ملازمت پر مسرور ہیں۔ ریاست میں 26 خانزادہ دیہات ہیں جن میں سے زیادہ تر میں مالکان خود بھی کھیتوں میں کام کرتے اور ہل چلاتے ہیں۔

خانزادہ کی اصطلاح غالباً ''خان زاد'' سے مشتق ہے، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ فارسی تواریخ میں مذکور سب سے پہلی نسل بہادر ناہر نے فیروز شاہ کی وفات کے بعد اس کے ہنگامہ پرور غلاموں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس بے راہروی پر برادری نے اس کا نام ''خان زاد'' یعنی غلام رکھ دیا۔ خانزادا اس اختراع کو برہمی کے ساتھ مسترد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ لفظ ''خان جادو'' (یعنی جادو آقا) ہے، اور یہ شاہی راجپوت نسل کے زیادہ شریفانہ نام کے حوالے سے ہے (جس سے ان کا تعلق ہے)۔ پرانے مسلم تاریخ دانوں نے قبول اسلام کرنے والے جادوؤں کو میواتی کہا، ایک اصطلاح چند کا اطلاق چندربنسی میواتی سردار پر ہوتا ہے۔

گڑگاؤں کے خانزادوں نے قبیلچے کے کالم میں خود کو جادوبنسی درج کرایا اور عام طور پر اسے اپنی گوت کہتے ہیں۔ مسلمان خانزادہ یعنی ''خان کا بیٹا'' بے کم وکاست ہندو راجپوت یعنی ''راجے کا بیٹا'' کا مترادف ہے اور اس بارے میں شبہ کی گنجائش بہت کم ہے کہ میوؤں کے لیے خانزادہ وہی ہیں جو جٹوں کے لیے راجپوت۔

خٹک...... پٹھانوں کا ایک قبیلہ جو کودئی کے ایک بیٹے لقمان عرف خٹک کی اولاد ہونے کے دعویدار

ہیں۔ وہ خود کو کرلانڑی شاخ کے پٹھان بتاتے ہیں۔ کرلانڑی کے اُرمڑ بیوی کے بطن سے دو بیٹے کودئی اور ککئی پیدا ہوا۔ کودئی کے چھ یا سات بیٹوں میں سے ایک لقمان تھا (ایک بیٹی بھی تھی جو سید محمد کی بیوی بنی) اور لقمان کے دو بیٹے ہونئی اور ورگ تھے۔

کہانی یوں ہے کہ لقمان اپنے بھائیوں کے ساتھ شکار کھیل رہا تھا کہ ان کی ملاقات کسی اور قبیلے کی چار افغان حسیناؤں سے ہوئی۔ لقمان نے سب سے زیادہ خوش لباس حسینہ منتخب کی لیکن وہ سب سے کم حسین، گہری رنگت والی اور ٹھوس جسم کی مالک تھی۔ بھائیوں نے مذاق اُڑاتے ہوئے کہا کہ ''لقمان پہ ختائی لارما'' یعنی لقمان کیچڑ میں گرا ہے۔ تبھی سے اس کا نام خٹک پڑ گیا۔ تاہم، اس بیوی سے اُس کے دو بیٹے تورمان اور بولاق پیدا ہوئے۔ تورمان کے دو بیٹے ترئی اور ترکئی تھے، لیکن دونوں کی اولادوں کو تری کہا گیا چنانچہ خٹکوں کی دو شاخیں تری اور بولاق ہیں......اور موخر الذکر کی نسل سے بنگی خیل ہیں۔

خٹک اپنے خدوخال، ظاہری شخصیت اور بہت سی روایات میں باقی تمام پٹھانوں سے مختلف ہیں۔ وہ ہماری سرحد پر آباد پٹھانوں میں سے انتہائی شمال پر رہتے ہیں اور پشتو کا نرم یا مغربی لہجہ بولتے ہیں۔ وہ جنگجو فطرت والے ہیں اور کئی سو سال تک اپنے پڑوسیوں کے ساتھ یا آپس میں ہی مصروف پیکار رہے ہیں۔ وہ پھرتیلے، محنتی اور پٹھانوں کا موزوں ترین نمونہ ہیں۔ اگرچہ ان کا علاقہ غیر زرخیز ہے لیکن وہ اچھے کاشتکار ہیں۔ وہ حمال اور تاجر بھی ہیں۔ خصوصاً سوات اور بونیر کے ساتھ نمک کی تمام تجارت ان کے ہاتھ میں ہے۔ وہ سب کے سب سنی ہیں۔ خٹک کے موروثی دشمن مروت کا کہنا ہے: ''خٹک کے علاوہ کسی بھی دوسرے کی دوستی اچھی ہے، خٹک کو شیطان لے جائے۔'' اور ''خٹک ایک مرغی ہے۔ اسے دھیرج کے ساتھ پکڑیں تو بیٹھ جاتی ہے، اور جھپٹ پڑیں تو بدک جاتی ہے۔'' ایک اور محاورہ یوں ہے: ''اگرچہ خٹک ایک اچھا گھوڑ سوار ہے، لیکن وہ صرف یہی کر سکتا ہے۔''

خٹکوں کی شادی کی رسوم کے حوالے سے بتایا جاتا ہے کہ جب کوئی خٹک نوجوان کسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے تو دلال کو لڑکی کے والدین کے پاس بھیجتا ہے تاکہ اس کے عوض واجب الادا رقم کے بارے میں جان سکے۔ دلال واپس آ کر بتاتا ہے کہ مثلاً لڑکی کی قیمت 300 روپے ہوگی۔ اس کے علاوہ 40 روپے نقد، 10 من گندم، بھیڑوں کا ایک جوڑا،

60روپے مالیت کے زیور، ایک من گھی شادی کے موقع پر فراہم کرنا ہوگا۔اس کے علاوہ حق مہر بھی 200روپے ہوگا۔اگر نوجوان اتنی رقم کا انتظام کرلے تو اس کا ڈوم یا باپ، یا کوئی اور قریبی رشتہ دار لڑکی کے گھر جاتا ہے۔البتہ لڑکی کا باپ خود سامنے آنے کی بجائے اپنے ڈوم یا مختار کے ذریعہ معاملات طے کرتا ہے۔رقم ایک چٹائی پہ بیٹھ کر گنی جاتی اور لڑکی کے ڈوم کو دے دی جاتی ہے۔وہ یہ رقم لڑکی کی ماں کو دیتا ہے۔اس کے بعد دونوں دلال ''شرعی نکاح'' کا انتظام کرتے ہیں۔

خروطی......خروطی کہتے ہیں کہ وہ ہوتک کی ماں توخی کی اولاد سے ہیں۔لیکن توخی قبیلہ کا کہنا ہے کہ وہ نامعلوم والدین کی اولاد ہیں جس کو قبیلہ نے اپنا لیا۔ان کا علاقہ ورغون کے جنوب میں غزنی کے مشرق تک دریائے گومل کے منبع کے قریب کا ہے۔وہ موسم سرما تحصیل ٹانک میں گزارتے ہیں۔وہ ایک غریب قبیلچہ ہیں اور ان میں سے متعدد قلیوں یا حمالوں کا کام کرتے ہیں۔ڈاکٹر بیلیو ان کی شناخت سکندر اعظم کے تاریخ دانوں کے Arachoti کے ساتھ کرتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ وہ اب بھی قدیم ارکوشیا میں رہتے ہیں۔ان کی رائے میں خروطی اور ناصر کا ماخذ غلزئی آبادی سے مختلف ہے۔

خضر خیل......ریورٹی کے مطابق سونی یا سُنی سروانی پٹھانوں کا ایک قبیلچہ۔یہ بابر کے دور میں خیبر میں آباد ہوئے، اس نے اُن پر حملہ کیا اور 1519ء میں پہاڑوں میں دھکیل دیا۔کیونکہ انہوں نے 1507ء میں وہاں سے گزرتے ہوئے بابر کو تنگ کیا تھا۔اب خضر خیل تقریباً معدوم ہو چکے ہیں اور ان کا نام زیر بحث نہیں آتا۔

خضر زئی......بنوزئی، دُمر، سنذر کاکڑ پٹھانوں کا ایک حصہ۔

خلج......ترک ماخذ کا ایک معدوم شدہ قبیلہ جو خلج ابن یافث ابن نوحؑ کی اولاد سے ہونے کا دعویدار تھا۔اس قبیلے کا ایک بہت بڑا حصہ گرم سیر اور کچھ ننگرہار میں بھی آباد تھا۔

خلجی......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ مغل قبیلچہ۔یہ خلچی سے بالکل مختلف معلوم ہوتا ہے اور غالباً ''خلج'' کا نمائندہ ہے۔

خلچی...... (دیکھیں ''خلجی'')۔

خلف زئی...... منٹگمری میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

خلیفہ...... (1) پنجاب میں عموماً مشہور اولیا کے جانشینوں کو خلیفہ کہتے ہیں۔ (2) دوسری طرف پیرزادوں کے خدمت گار میراثیوں کے لیے بھی یہ اصطلاح مستعمل ہے۔ (3) درزیوں کو ازراہ مزاح دیا گیا لقب۔ دھوبیوں کی انجمن (گلڈ) کے سربراہ کو بھی خلیفہ کہتے ہیں۔

خلیل......غوریہ خیل پٹھانوں کا ایک قبیلہ۔ یہ دریائے بارا کے بائیں کنارے پر اور درہ خیبر کے سامنے والے علاقے میں آباد ہیں۔ ان کے چار مرکزی قبیلچے متوزئی، باروزئی، اسحاق زئی اور تلرزئی ہیں جن میں باروزئی سب سے زیادہ طاقتور ہیں۔ خلیل اچھے کاشتکار نہیں۔ ریورٹی کے مطابق ابتدائی مغل تاریخ میں خلیل ایک نہایت طاقتور قبیلہ تھے، اور ان کا شمار غوریہ پٹھانوں کے طاقتور ترین قبیلوں میں ہوتا تھا۔

خواجہ......خاص طور پر کشمیریوں کا ایک لقب۔

خُوجیانی......کرلانی پٹھانوں کا ایک قبیلہ جو ایک دور میں سارے خوست پر قابض تھا لیکن اب صرف کُرم میں ہی ملتا ہے۔ اس نام کا استعمال صرف پشاور میں ہی ملتا ہے۔ کُرم کے جاجی اور تُوری قبیلچے خُوجیانی ابن لکئی کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں مگر ان کا پٹھان ماخذ مشکوک ہے۔



د

داتیے......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ لبانہ قبیلہ۔

داد پوترا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔(دیکھیں ''داؤد پوترا'')

دادی......کلہور یا بیلاس پور ریاست کے 31ویں راجا چندر کے تیسرے بیٹے چھتر چند کی نسل سے راجپوتوں کی ایک شاخ۔

داؤد پنتھی......اس کی بنیاد ایک گوڑ برہمن داؤد نے رکھی (وفات 1703ء)۔ داؤد پنتھی فرقہ تین سلسلوں میں منقسم ہے: ناگ، ورکت اور اُترادھا۔

داؤدکے......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

داروگر......بارُود تیار کرنے والا۔ اس اصطلاح میں کئی ذاتیں شامل ہیں جو تمام مسلمان ہی ہیں۔

داس (داسا)......عموماً شودروں کو داس کہتے ہیں۔ اس کا مطلب خدمت گار ہے۔

داگر......ایک جٹ قبیلہ۔ دہلی اور گڑگاؤں میں ان کی کافی تعداد اور روہتک میں بھی ایک آبادی ہے۔

داگی، داغی......کولو میں کسی ناپاک ذات کے لیے اصطلاح۔ پہاڑی علاقوں میں نیچ ذاتوں کے لیے کولی، داغی اور چھنال نام استعمال ہوتے ہیں۔

دانگرہ......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

داوری......شمالی وزیرستان میں وادیٔ ٹوچی کے ریتلے زرخیز علاقے میں آباد داوری یا دوری کو سخت کاشت کاری یا ہجرت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ چنانچہ ان میں جنگجوئی جذبے کا فقدان ہے۔

داؤد پوترا......بہاولپور کے حکمران خاندان کا تعلق اسی شاخ سے ہے۔ یہ عباسی ہونے کے دعویدار اور بہاولپور اور ملتان کے پڑوسی علاقوں میں ہی ملتے ہیں۔ داؤد پوتروں کی شاخیں اپنا سلسلہ نسب داؤد خان سے دسویں پشت میں محمد خان دوم عباسی سے ملاتی ہیں۔ محمد خان دوم کے تین بیٹے تھے: (1) فیروز یا پیروج خان، (2) عارب (یا عرب) خان، اربانی شاخ کا جدامجد، اور

(3) ایسب خان جو اِسبانی یا حسبانی شاخ کا جدامجد بنا۔ پیرُ وج خان کی اولاد پیر جانی، فیروز جانی یا پیر پیر جانی کہلاتی ہے اور بہاولپور کے نواب اسی شاخ سے ہیں۔ پیر جانیوں کی ایک ذیلی شاخ کا نام شاہ محمد خان کی مناسبت سے شمانی یا شامانی ہے۔

اربانیوں کی پانچ ذیلی شاخیں ہیں: مُوسانی، رُکنانی یا رُکرانی، رحمانی، جمبرانی اور بھمبرانی۔ یہ سب موسیٰ خان وغیرہ کی اولاد ہیں۔ اِسبانیوں کی مزید کوئی شاخ نہیں۔ کچھ اور شاخیں بھی داؤپوترا ہونے کی دعویدار ہیں لیکن ان کے دعوے مبہم، متنازعہ یا مشکوک ہیں۔ ان میں نوہانی، زورایا، کرانی، رونجھا یا رنوجھا، چندرانی وغیرہ شامل ہیں۔

داؤدزئی...... دریائے کابل کے بائیں کنارے پر (بارا کے ساتھ اس کے مقامِ اتصال تک) آباد ایک پٹھان قبیلہ۔ مہمند کی طرح داؤدزئی بھی غوریہ خیل کے مورثِ اعلیٰ غورائی کے بیٹے دولت یار کی نسل ہیں۔ داؤد کے تین بیٹے مندکئی، ماموراور یوسف تھے جن سے قبیلے کی تین بڑی شاخیں نکلیں۔ مندکئی کے تین بیٹے حسین، نیکائی اور بالو تھے۔ پشاور میں نیکائی یا نیکیَی کی نمائندگی ملتی ہے۔

داؤد...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

داؤلی...... ڈومنا کے رتبے کی ایک پہاڑی ذات جو زیریں کوہستانوں کے ندی نالوں میں سونا چھانتے ہیں۔

داؤل...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

داوی...... غورغشت یا گھورگشت پٹھانوں کا ایک قبیلہ۔ یہ دانئی کے بیٹے داوئی کی اولاد ہیں اور کاکڑ، ناگھر اور پڑنی سے قرابت رکھتے ہیں۔ داوی لوگ سنگار یا سنگ مندالی اور زرغون درہ (سبز وادی) پر قابض ہیں۔

داہر...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ بہاولپور میں وہ ایک اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا سلسلۂ نسب گھوٹکی کے قریب میرپور متھیلہ کے راجا راون سے ملتا ہے جس نے سید جلال کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اس نے اس کا نام امیر الدہر (یا شاہ زماں) رکھا۔ لنگاہ بالادستی کے دور میں داہر کی طاقت گھٹ گئی اور اکبر کے عہد میں انہیں محض ''زمیندار'' کہا جاتا تھا۔ لیکن ناہروں نے انہیں بہت سی رعائتیں دیں اور داؤدپوتروں نے اقتدار میں آنے کے بعد ان

رعائتوں کو برقرار رکھا۔ داہراُچ کے گیلانی مخدوموں کے ساتھ قریبی تعلق رکھتے ہیں، اور بتایا جاتا ہے کہ انہیں وقتاً فوقتاً اپنی اٹھارہ بیٹیوں کے رشتے دیتے ہیں۔

دایا...... بچے کی پیدائش میں مدد دینے والی۔ ملتان میں اسے ماچھی کہتے ہیں۔

دبّ، ڈب...... ملتان اور شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ڈبیر...... مظفر گڑھ میں تولنے والے کو کہتے ہیں۔

دبیراہ...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔

دُتنی...... (دیکھیں ''دوتنی'')

دُچھی...... ساندل بار کے بھٹیوں کا ایک قبیلچہ جو چدھراروں کے ساتھ شادیاں کرتے ہیں مگر بھاگسریوں کے ساتھ نہیں۔

دڈّ...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

دَدرا بھٹی...... منٹگمری میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

ددوال...... ایک راجپوت قبیلچہ جس کے ساتھ داتا پور کے قدیم حکمران خاندان کا تعلق تھا لیکن ان کا نام ہوشیار پور سرحد پر کانگڑا میں دادا سے منسوب کیا جاتا ہے۔

دُرّانی...... (دیکھیں ''ابدالی'')۔

دراہ...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

درزی...... ہندی متبادل ''سُو جی۔'' یہ خالصتاً ایک پیشہ ورانہ اصطلاح ہے۔ صحیح معنوں میں تو کوئی درزی ذات موجود نہیں، البتہ ہر قصبے میں ایک درزی انجمن (گلڈ) ملتی ہے۔ زیادہ تر درزیوں کا تعلق شاید دھوبی اور چھیما ذاتوں سے ہے لیکن سبھی ذاتوں کے لوگ یہ پیشہ اپناتے ہیں۔ مشرق میں درزی بالعموم ہندو اور مغرب میں مسلمان شمار ہوا۔

درکھن...... بل، ترکھان۔

دیرگ...... ملتان میں چناب کے کنارے پر ایک جٹ قبیلہ۔ وہ اپنا سلسلۂ نسل کیچ مکران کے ساتھ جوڑتے ہیں، اور غالباً انہیں 15 ویں صدی کے اواخر میں سندھ سے نکالا گیا۔ ان کا لقب جام ہے۔

درگھ...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دِرمان......(عبدالرحمن کی بگڑی ہوئی صورت) کھکیانی قبیلے کی ایک افغان شاخ۔

درول، درولی......میاں کیلال کی نسل سے راجپوتوں کی ایک شاخ۔ میاں کیلال کلہور کے 16 ویں راجا سنگر چند کا بیٹا تھا۔

درویش......در بدر مانگ کر کھانے والا۔ لیکن ہماری مردم شماری رپورٹ کے مطابق درویش بٹالہ اور پٹھان کوٹ اور امرتسر و کپورتھلہ میں ملنے والا مخصوص طبقہ ہے۔ وہ تھوڑی بہت زمین کاشت کرتے، آلات موسیقی بجاتے، بھیک مانگتے، رسے بٹتے، مرگ والے گھر میں جا کر متوفی کی صفات بیان کرتے اور مسجدوں کے آس پاس منڈلاتے رہتے ہیں۔ وہ بمشکل ہی مرتاض ہیں۔ تاہم عورتوں کی بہت کم تعداد سے پتہ چلتا ہے کہ ابھی انہوں نے ایک باقاعدہ ذات کی صورت اختیار نہیں کی۔ کچھ جگہوں پر انہیں مسجدوں میں ''بانگی'' (مؤذن) بھی مقرر کیا گیا ہے۔

درویش خیل......وزیر پٹھانوں کے اُتمان زئی اور احمد زئی قبیلے۔ یہ موسیٰ درویش کی اولاد ہیں۔

دریشک......ڈیرہ اسماعیل خان کے تمام بلوچ تمنوں میں سب سے زیادہ بکھرے ہوئے۔ ان کے بہت سے دیہات دریائے سندھ کے کنارے کی جٹ آبادی کے درمیان واقع ہیں۔ یہ بات تمن کو اپنی تعداد کی بہ نسبت کم طاقتور بناتی ہے۔ قبیلے کا تعلق رِند شاخ سے ہے، لیکن یہ جلال خان کے بیٹے ہوت کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس کی شاخیں مندرجہ ذیل ہیں: کرمانی، منگوانی، گلپادھ، سرگانی، اربانی، جسکانی اور اِیسانانی۔ سردار کا تعلق کرمانی شاخ سے ہے۔ ان کا صدر مقام راجن پور کے قریب اسنی ہے۔

درین......(دیکھیں ''ملاح'')۔

دُسادھ، دوساد......چماروں کا ایک پُوربیا قبیلہ۔ وہ بہار کے چور ڈاکو ہیں۔ وہاں کے چوکیدار بھی اسی طبقے سے نکلے۔

دُسنج......فیروز پور میں ہندو جٹ قبیلہ۔ روایت کے مطابق سرویا جٹ کے پانچ بیٹے سانگھا، ملہی، وِھندسا، ڈھلوں اور دُسنج تھے جو پانچ گوتوں کے بانی ہوئے۔

دُشتی......یہ قبیلہ کبھی بلوچ کا خدمت گار تھا اور اب سارے ڈیرہ جات اور مظفر گڑھ میں جا بجا ملتا ہے۔ غالباً اس دشت نما علاقے کی وجہ سے ان کا یہ نام پڑا۔

دفرانا.....شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

دلازاک..... یہ وادیٔ پشاور میں داخل ہونے والا اولین قبیلہ تھے۔اس کے برعکس آخوند، درویزا کا کہنا ہے کہ وہ سب سے پہلے ننگر ہار میں وارد ہوئے۔ (ہم یہاں مزید تفصیل نہیں دیں گے)۔

دلال.....روہتک میں ایک جٹ قبیلہ۔ یہ راٹھور راجپوت ماخذ کا دعویدار ہے۔روایات کے مطابق 28 پشتیں قبل دھناراہ نامی شخص سِلوتھی میں آباد ہوا اور ایک بڑ گوجر جٹ عورت سے شادی کی۔اس سے اس کے چار بیٹے پیدا ہوئے: دِلے، دیسال، مان اور ساہیہ۔انہوں نے چار قبیلچوں دلال، دیسوال، مان اور سیواگ کی بنیاد رکھی۔ یہ سبھی جٹ ہیں اور آپس میں شادیاں نہیں کرتے۔دلال جٹ دہیا جٹوں کے موروثی دشمن ہیں۔

دلانی.....ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دلاّ والیہ.....سکھوں کی آٹھویں مِسل جس میں جٹ شامل کیے گئے۔

دَلو، ڈَلو..... یہ غالباً ملتان کے دو زراعت پیشہ جٹ قبیلچے ہیں۔

دمڑ.....جٹوں کا ایک قبیلہ جو اصل میں لاڑ کہلاتے تھے۔ یہ سندھ سے ہجرت کر کے آئے۔ وہ اپنے نام کے ساتھ جام کا لقب لگاتے اور خود کو اس لحاظ سے جٹوں سے برتر سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی بیٹیاں قبیلے سے باہر نہیں بیاہتے۔ بہرحال وہ کبھی کبھی اس اصول کی خلاف ورزی بھی کر لیتے ہیں۔

دُندرائے.....جٹوں کا ایک قبیلہ جو اپنے مورثِ اعلیٰ مانجھا کے ذریعہ سے سوریہ بنسی نسل ہونے کا دعویدار ہے۔اس کی اولادیں ہجرت کر کے سیالکوٹ آ گئیں۔

دندن.....امرتسر میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

دندیال.....شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

دندیوال.....ایک جٹ قبیلچہ۔ یہ چوہان نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں، اور دہلی سے جیسلمر اور پھر سرسا میں آئے۔

دوتانی.....700 لڑاکا آدمیوں پر مشتمل ایک پٹھان قبیلچہ جو وادیٔ وانو اور وزیری پہاڑیوں اور گومل کے درمیانی علاقے میں آباد ہے۔

دوتنی......(دیکھیں ''دوتانی'')

دود......ہوشیار پور میں ایک راجپوت قبیلہ۔ یہ تقریباً سبھی شوالک میں بیت نامی خطے تک محدود ہیں اور مانسوال کا رانا ان کا رہنما ہے۔ دود اصلاً چندر بنسی ہیں۔ روایت کے مطابق ایک مرتبہ وہ اپنے سے دوگنی تعداد میں دشمنوں کے ساتھ لڑے اور ڈیوڑھا کہلانے لگے۔ یہی لفظ بگڑ کر دود بن گیا۔ منٹگمری میں اس نام کا ایک مسلمان جٹ قبیلچہ (زراعت پیشہ) بھی ہے۔

دودائی......ایک اہم بلوچ قبیلہ، لیکن اب یہ اس نام سے نہیں ملتا۔ ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان اور جھنگ کے میرانی اسی کے نمائندے ہیں۔

دودھی......گدی ذات کا گوالا، گجرات میں۔

دودی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دوڑا......''بلاہر'' یا پیغام رساں۔

دوسالی......ہوشیار پور میں ایک چھوٹی سی ذات، لیکن یہ ستلج کے مشرق میں نہیں ملتے۔ یہ لوگ ہندوؤں کے لیے چھابے یا چنگیر بناتے ہیں۔ شادیوں کے موقع پر ان کی بہت ضرورت ہوتی ہے کہ وہ پتوں سے پلیٹیں بنائیں۔ وہ شملہ کے ڈومنوں کی طرح باریک گھاس کے تنکوں سے پتوں کو سیتے ہیں۔ دوسالی کو ایک ناپاک ذات سمجھا جاتا ہے اور راجپوت وغیرہ ان کے ہاتھ سے کچھ لے کر نہیں کھاتے۔ لیکن ان کی حیثیت سریرا یا بھنجر اسے برتر اور باہٹی یا گرتھ سے کم تر، اور چھیمبا سے قریب تر ہے۔ وہ اپنی ذات سے باہر شاذ ہی شادی کرتے ہیں۔

دولا......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

دولت......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دولت خیل......لوہانی پٹھانوں کے چار بڑے قبائل میں سے ایک، جس نے غالباً 17 ویں صدی کی ابتداء میں مروتوں اور میاں خیل کو ٹانک سے نکال باہر کیا۔ ان کا مرکزی قبیلچہ کتی خیل تھا۔ اور دولت خیل نے اپنے حکمران قتال خان کی سرکردگی میں ٹانک پر حکومت کی اور 18 ویں صدی کے وسط میں ان کی طاقت بہت زیادہ تھی۔ وہ دُرانیوں کی ہمراہ انڈیا میں آئے اور بہت سی دولت لوٹ کر واپس گئے۔ لیکن پھر بھٹانی اور دیگر قبائل نے تجاوز کیا اور اب ان کی تعداد کم اور طاقت گھٹ گئی ہے۔ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کا مرکزی جاگیردار، نواب آف

ٹانک کھتی یا کتی خیل ہے۔

دولٹ، دُلہت ...... نابھا، پٹیالہ اور فیروز پور میں جٹوں کا ایک قبیلہ ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ ان کے جدامجد رائے کھندا یا کھنڈا کو دہلی کے قریب ایک جاگیر ملی تھی۔ نادر شاہ کے حملے میں اس کے بھائی رگبیر اور جگو بیر مارے گئے لیکن وہ خود بھاگ کر سُنام کے قریب ایک گاؤں سیونا گجری والا چلا گیا اور وہیں اپنی چھوٹی سی حکومت قائم کی۔ وہ اپنے بھائیوں کی بیواؤں سے شادی کرنے کے باعث جٹ رتبے سے گر گیا۔ ان کے جدامجد کے بچے پیدا ہونے کے بعد مر جاتے تھے چنانچہ اس کی بیوی نے نینا دیوی کے حضور قسم کھائی کہ اگر اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو وہ اس کی مُونڈن کی رسم کے لیے دو مرتبہ مزار پر حاضری دے گی۔ چنانچہ اس کا بیٹا دو۔۔۔لٹ کہلایا۔ لٹ کا مطلب بال ہے۔

دولے کے...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلہ ہے۔

دومبکی، دومکی...... گیتوں میں اسے ''بلوچ کا سب سے بڑا گھرانا'' بتایا جاتا ہے۔ اب بھی بلوچ علم الانساب میں انہیں دپتر (دفتر) کہا جاتا ہے۔ لیکن ان کے نام کی ڈوم کے ساتھ مشابہت کے باعث یہ محاورہ بن گیا کہ ''دومبکی ڈوموں کے چھوٹے بھائی ہیں۔'' لیکن یہ نام غالباً فارس کے ایک دریا دُمبک سے مشتق ہے۔

دومرہ...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ ہے۔

دومڑا...... نوجوان گویا؛ تحقیر آمیز اصطلاح۔ (دیکھیں ''ڈومڑا'')

دُون...... جنڈ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ ان کا نام دوہنا سے ماخوذ ہے کیونکہ وہ بھینسوں کا دودھ دوہتے ہیں۔

دوئے...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ ہے۔

دَہا...... ضلع ملتان کی کبیر والا تحصیل میں ڈہا (ڈاہا) میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں اس نام کی ایک جٹ شاخ بھی ہے۔

دھاریوال...... اس نام کی دو اور صورتیں دھانیوال اور دھالیوال ہیں۔ انہیں بھٹی راجپوت بتایا جاتا ہے۔ ان کا نام ان کے وطن دھار انگر سے مشتق ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اکبر نے ان کے سردار مہر مٹھا کی بیٹی سے شادی کی (بطور جہیز اسے کانگڑا میں 100 گھماؤ زمین دی گئی۔ بعد میں اس

زمین کو دہلی کے قبضے میں لے کر مغل شہنشاہوں کے قبرستان کے طور پر استعمال کیا جانے لگا)۔ البتہ اکبر کے مورخین نے مہر مٹھا کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ وہ بالخصوص بالائی ستلج اور مغرب کی طرف کے زرخیز خطے میں ملتے ہیں۔ ان کا صدر مقام مالوہ (یا لدھیانہ، فیروز پور اور پٹیالہ کے ملحقہ حصوں) میں ہے۔ وہ بہت عمدہ کاشتکار ہیں۔ اکبر نے میاں یا مہر مٹھا کا خطاب اور دھولا نگر کے گرد 120 دیہات بطور جاگیر دیئے۔ بلاشبہ دھاریوال بہت قدیم دور سے اس علاقہ میں آباد ہیں، اور موگا تحصیل کا جنوب مشرقی کونہ اب بھی دھالیوال ٹپہ کہلاتا ہے۔ مٹھا کی اولادوں کو میاں کہا جاتا ہے، لیکن انہوں نے اسلام قبول نہ کیا، حالانکہ ان کے کئی اجداد کے نام مسلمانوں والے ہیں۔

دھاریوال دو گروپوں اُدھی یا اودی اور مونی یا مُنی میں منقسم ہیں۔ گوجرانوالہ میں مونی ہی مہر مٹھا کے پیروکار ہیں۔

دھالیوال...... (دیکھیں "دھاریوال")۔

ڈہان...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

دھاندا...... جِنڈ میں جٹوں کا ایک چھوٹا سا قبیلہ۔ ان کا جٹھیرا سوامی سُندر داس ہے جس کی سمادھ پر وہ ہر مہینے کی 12 ویں سُودی کو دودھ بھینٹ کرتے ہیں۔

دھانک...... بنیادی طور پر ہندوستان (نہ کہ پنجاب خاص) سے تعلق رکھنے والی ایک ذات۔ یہ صوبے کے جنوب مشرق تک ہی محدود ہیں۔ ولسن کے خیال میں ان کا نام دھنشک (یعنی تیر کمان والا) سے ماخوذ ہے لیکن پنجاب کے دھانک شکاری نہیں۔ وہ فضلہ نہیں اٹھاتے اور یہی بات انہیں چوہڑوں سے ممتاز کرتی ہے۔ دیہات میں وہ کپڑا بُننے کا کام بھی کر لیتے ہیں۔ عملی طور پر ان کا رتبہ چوہڑوں کے برابر ہے۔

ڈہبا...... گجرات میں ایک مسلمان جٹ قبیلہ۔ یہ جنجوعہ راجپوت کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے اور خود کو اکبر کے ایک خادم کھوجا کی اولاد بتاتے ہیں۔ اکبر نے اسے بطور اعزاز ایک عبا اور سرمئی (ڈہب) گھوڑا دیا تھا۔

دِھدّوآنا...... سیالوں کا ایک قبیلہ۔

دِھدھا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

ڈھدھی...... ضلع ملتان کی تحصیل میلسی میں ایک جٹ قبیلہ۔

ڈھدھیال یا ڈھدیل...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

دھدہ...... کپورتھلہ کا ایک جٹ قبیلہ جو دہلی سے ہجرت کر کے وہاں آیا۔

ڈھڈھی...... ضلع منٹگمری کی پاکپتن تحصیل میں مسلمانوں کا ایک قبیلہ جو راٹھوں کا قرابت دار ہے۔ اس ضلع میں انہیں بطور راجپوت، جٹ اور ارائیں جبکہ شاہ پور میں بطور جٹ درج کیا گیا۔ منٹگمری میں ڈھدھی ہتیانا بطور راجپوت شمار ہوئے۔

دھر...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دہرالا...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دھرکھان...... سارے جنوب مغربی پنجاب میں ''ترکھان'' کا مترادف۔ جھنگ میں وہ سب کے سب مسلمان ہیں اور ان کی مختلف شاخیں یہ ہیں: اعوان، بھرمی، بھٹی، ڈھاڈھی، گلوتر، جنجوہاں، کری، کھوکھر، سہارر، ساہتے اور سیال۔

دِھرُوکے...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

دہر...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ یہ لنگاہ کے قرابت دار ہیں۔

دہریجا...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دھڑوکا...... گڑگاؤں میں برہمنوں کی ایک ذیلی ذات، جو بیوہ کی شادی کرنے کی وجہ سے ذات '' باہر ہو گئے۔ یہ لفظ دھریل (داشتہ) یا دھریوا (بیوہ کی شادی) سے مشتق ہے۔ وہ گور برہمن ہیں۔

ڈھسا...... گورو ہررائے کی بیٹی نے پسرور کے ایک گیند کھتری امر سنگھ سے شادی کی جس کی اولاد ڈھسا یا ''دراندازی کرنے والے'' کہلاتی ہے۔ لیکن مردم شماری رپورٹ میں اس نام کے کسی گروہ کا اندراج نہیں ہوا۔

دھکڑ...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

دھکڑ...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

دھکو...... شاہ پور اور منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔ منٹگمری میں ان کا شمار جٹ اور راجپوت دونوں کے طور پر ہوا۔

دھکوچی...... ہزارہ کی پہاڑیوں میں برہمنوں کی ایک ذیلی شاخ۔ یہ بیوہ کی شادی کرتے ہیں۔ یہ ان پہاڑیوں کے برہمنوں کی دوسری ذیلی ذات پہاڑیا کے ساتھ شادی بیاہ کرتے اور نہ مل کر کھاتے ہیں۔

دھلان...... ریاست نابھا کے علاقے باول میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلچہ۔

ڈہلر...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

ڈھلُو بھٹی...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

دہلولی...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دھلوں...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دھلی...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دھمالی...... مسلمان فقیروں (جلالی) کا ایک طبقہ جو دھمال ڈالتے ہیں۔

دھمان...... لوہار ترکھان ذاتوں کی ایک بروں زواجی کرنے والی پیشہ ورانہ ذیلی ذات۔ دھمان لوہار جبکہ کھتی ترکھان ہیں۔ ان میں ہندوستھار بھی شامل ہیں۔

دھمرا...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

دہمرایہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دھنجون...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔ امرتسر اور منٹگمری میں اس نام کا ایک کمبوہ قبیلچہ بھی ہے۔ منٹگمری میں یہ مسلمان اور ہندو دونوں ہیں۔

دھن ڑائی...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

دھنٹری...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دِھندسا...... ایک جٹ قبیلہ جو انبالہ، لدھیانہ اور پٹیالہ کے ملحقہ حصے میں ہی محدود لگتا ہے۔ وہ سروہا راجپوتوں کی نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں۔ جنڈ میں ان کا ''سِدھ'' بابا ہرنام داس ہے جو 17 ویں صدی کا ایک بیراگی تھا۔ اس کی زیارت گاہ کرنال میں کھڑیال کے مقام پر ہے۔ شادیوں کے موقع پر اسے نیاز چڑھائی جاتی ہے۔ سیالکوٹ کے دِھندسا ایک ستی مقبرے کا بھی احترام کرتے ہیں۔

دھندسہر...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دھنوئے......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

دُھنیا......(دیکھیں 'پینجا' اور 'کندیرا')۔ یہ اون یا روئی دُھننے والا ہے۔

دھنیال......کوہ نمک کے پہاڑی قبائل کے گروپ سے تعلق رکھنے والا راجپوت کا ہم پلہ ایک قبیلہ۔ ضلع جہلم کی تحصیل چکوال کے علاقے دھنی کا نام انہی کے نام پر ہے۔ غالباً ان علاقوں میں ان کی ایک آبادی اب بھی موجود ہے۔ البتہ اب وہ بالخصوص زیریں مغربی کوہ مری میں ملتے ہیں۔ کیتوال نے انہیں ستّی سے الگ کر دیا ہے۔ وہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ بہادر ہیں اور فوج میں ان کی کافی بڑی تعداد کو بھرتی کیا گیا، لیکن وہ اپنے علاقے میں اکثر جرائم کرتے ہیں۔ متعدد کا رتبہ جٹ والا ہے۔

دَہو......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

دھوبی...... غالباً تمام کمیں اور دست کار ذاتوں میں سے یہی نہایت واضح اور با قاعدہ ذات کی صورت رکھتے ہیں۔ پنجاب بھر میں دھوبی کا یہی نام ہے، مگر ڈیرہ جات اور ملتان ڈویژن میں اسے چڑہوآ سے تمیز کرنا ممکن نہیں۔ وہ اہل علاقہ کے کپڑے دھونے کا کام کرتا ہے لیکن (بالخصوص وسطی اور مغربی پنجاب میں) چھینٹ پر چھپائی بھی اسی کا کام ہے، اور بلاشبہ ان علاقوں میں دھوبی اور چھیمبا کافی حد تک مدغم ہو گئے ہیں۔ دھوبی اس لحاظ سے خالصتاً کمیں ہے کہ وہ کپڑے دھونے کے عوض فصل کی پیداوار میں سے ایک طے شدہ حصہ وصول کرتا ہے لیکن اسے یہ حیثیت صرف جاگیرداروں کی اعلیٰ ذاتوں میں ہی حاصل ہے۔ جٹ اور اسی رتبہ کی حامل دیگر ذاتوں میں عموماً عورتیں ہی گھر والوں کے کپڑے دھوتی ہیں۔ چنانچہ زیادہ تر دھوبی شہروں میں ملتے ہیں۔ دھوبی کا شمار پست ذاتوں میں ہوتا ہے کیونکہ اس کے پیشے کو ناپاک خیال کیا جاتا ہے۔ غیر اچھوت قبیلوں میں سے صرف دھوبی اور کمہار ہی گدھا رکھتے اور استعمال کرتے ہیں۔ دھوبی کی حیثیت نائی سے کم تر لیکن کمہار سے برتر ہے۔ وہ اکثر درزی کا کام بھی کرتا ہے، اور پشاور میں ''دھوبی'' کا مطلب محض رنگریز ہے۔ عموماً اس کا تعلق مذہب اسلام سے ہی ہے۔ اسے بریتا خلیفہ کہہ کر بلاتے ہیں۔

دھوبیوں کی شاخیں چند ایک ہی ہیں: (1) اگرائی (2) اکھترا (3) بھلم (4) بھٹی (5) کمبوہ

(6) کھوکھر (7) کوہان (8) ماہمل (9) رکھری (10) لاولی (11) لپل۔ ان میں سے 6، 5، 4 اور 11 نمبر شاخیں جھیمبا اور چڑھوآ میں بھی ملتی ہیں، جبکہ 3، 1 اور 9 چڑھوآ گوتیں ہیں۔ کپورتھلہ کے ہندو دھوبی کہتے ہیں کہ وہ یوپی سے ہجرت کر کے آئے۔

دھوتر...... تقریباً گوجرانوالہ تک ہی محدود ایک جٹ قبیلہ۔ وہ زیادہ تر ہندو ہیں اور سوریہ بنسی راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جو ہندوستان سے (یا پھر ایک اور روایت کے مطابق غزنی سے) ہجرت کر کے آئے۔ یہ تقریباً 20 پشتیں قبل کا واقعہ ہے۔

دھوٹ...... امرتسر اور منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔ موخرالذکر ضلع میں وہ ہندو اور مسلمان دونوں ہیں۔

دھودا...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

دھوری...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دہوکا...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دھوگری...... ریاست چمبہ کی برمور وزارت میں لوہار، کانکن اور بھٹی جھونکنے والے۔

دھولکا...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

دھول...... کپورتھلہ میں جٹوں کا ایک قبیلہ، جہاں وہ مشرق کی طرف سے ہجرت کر کے آئے۔

ڈھول...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔ منٹگمری کے ڈھول مسلمان ہیں۔

ڈھول...... شاہ پور اور منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔ اول الذکر ضلع میں انہوں نے خود کو جٹ بتایا۔

ڈھونا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

دھونچک...... کرنال میں جٹوں کا ایک مرکزی قبیلچہ۔

ڈھوند...... ڈھوند، ستی اور کیتوال قبائل ہزارہ و راولپنڈی اضلاع میں جہلم کے دائیں کنارے پر مری اور ہزارہ کی تمام پہاڑیوں پر قابض ہیں۔ ان تینوں میں ڈھوند سب سے زیادہ شمال میں ہیں اور ہزارہ کی تحصیل ایبٹ آباد کے علاوہ راولپنڈی کے شمالی خطوں میں بھی ملتے ہیں۔ ان سے نیچے ستی ہیں۔ اندوال غالباً ڈھوند کا ہی ایک قبیلچہ ہے۔ وہ عباسؓ بن ابی طالب کی اولاد ہونے

کے دعویدار ہیں۔ لیکن ایک اور روایت کے مطابق ان کا جد امجد تخت خان تیمور کے ہمراہ دہلی میں آ کر آباد ہوا، اور اس کی اولاد میں سے زوراب خان شاہ جہاں کے دور میں کہوٹہ گیا۔ زوراب خان کے بیٹے ہی جدوال، ڈھونڈ، سرارا اور ستاؤلی قبائل کے مورث اعلیٰ بنے۔ اس کے ایک بیٹے کھلارا یا گولو رائے کو کشمیر بھیجا گیا۔ اس نے ایک کشمیری لڑکی سے شادی کی اور ڈھونڈ کا باپ بنا۔ اس کی ایک بیوی کیتوال بھی تھی۔ ڈھونڈوں کے جانی دشمن ستی اس کے ایک اور ناجائز بیٹے کی اولاد ہیں۔ لیکن ستی کے بقول وہ نوشیرواں کی نسل سے ہیں۔ بلاشبہ یہ روایات ناقص ہیں۔ گولو رائے ایک ہندو نام ہے اور روایت کے مطابق اس کی پرورش ایک برہمن نے کی تھی۔ البتہ اتنا یقینی ہے کہ ڈھونڈ، ستی، ہب، چھچھ اور دیگر قبائل ہندو النسل تھے۔ 1857ء میں ڈھونڈ اور کرال نے علم بغاوت بلند کیا اور راولپنڈی میں ڈھونڈوں کو خاصا سبق سکھایا گیا مگر ہزارہ کے ڈھونڈ سزا سے بچ گئے۔ ہزارہ کی مقامی روایت دو مرکزی ڈھونڈ قبیلچوں چندیال اور رتنیال کو دو راجپوت سرداروں کی اولاد بتاتی ہے۔ آج بھی وہ مسلمانوں کے ساتھ بیٹھ کر نہیں کھاتے، حتیٰ کہ انہیں اپنے برتن تک نہیں چھونے دیتے۔ ان کی شادی کی رسوم ہندووانہ ہیں۔ بارات دو یا تین روز تک دلہن والوں کے گھر قیام کرتی ہے۔ وہ قبیلے سے باہر شاذ ہی شادی کرتے ہیں، لیکن کثیر زواجی کافی عام ہے۔

ڈہونڈا...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ڈھوں (ڈھوَن)...... ایک کھتری گوت۔

ڈہیا...... (1) سامپلا کی شمال مشرقی سرحد اور دہلی و روہتک کی ملحقہ سونی پت تحصیلوں میں ملنے والا ایک جٹ قبیلچہ۔ وہ خود کو مانک رائے نامی چوہان راجپوت کے اکلوتے بیٹے (جس نے ایک ڈھنکر جٹ عورت سے جنم لیا تھا) کی نسل بتاتے ہیں۔ یہ غالباً وہی مانک رائے چوہان ہے جس نے ہانسی کی بنیاد رکھی تھی۔ (2) آہولانا کا مخالف ایک گروہ جس کا نام ڈہیا جٹوں سے منسوب بتایا جاتا ہے۔ یہ دونوں دھڑے دہلی اور روہتک کے علاوہ کرنال میں بھی ملتے ہیں۔

ڈھیڈ...... ملتان میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ وہ اکبر کے عہد میں یہاں آباد ہوئے۔

ڈھیڈھ، ڈیڑھ...... چمار کا مترادف۔ کسی بھی پست ذات کو اس نام سے پکارا جاتا ہے۔ ممبئی یا یوپی

کے برعکس پنجاب میں یہ ایک علیحدہ ذات نہیں۔

دھیر..... سوریہ بنسی ماخذ کے دعویدار جٹوں کا ایک قبیلہ۔ ان کا نام دہندہ جدامجد اور اس کا بیٹا ہرپال کلانور میں آباد ہوئے اور پھر سیالکوٹ چلے آئے۔

دِھیر مالیا..... سکھوں کا دوسرا سب سے پرانا فرقہ۔ دھیر مالیا اپنا تعلق دھیرمل سے بتاتے ہیں جس نے اپنے چھوٹے بھائی گورو ہررائے کو گورو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ شاہ پور میں چک رام داس میں اس فرقے کا ایک اہم گڑھ ہے جہاں دھیرمل سے تعلق رکھنے والے بھائی کچھ اراضی کے مالک ہیں۔ ان کے پیروکاروں کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ بالخصوص کھتریوں اور اروڑوں میں۔ خاندان کے ایک اور رکن بابا ہربھاگ سنگھ کا مقبرہ ہوشیارپور میں امب کے قریب ماڑی میں ہے۔ عقائد کے اعتبار سے ان میں اور نانک پنتھیوں میں کوئی فرق نہیں۔

دھیسی..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دِھیلا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

دھینڈیے..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

دَہیما..... حصار میں برہمنوں کا ایک گروہ۔

دِھینور، دِھیمر..... لفظ دھینور بلاشبہ جھینور کی ہی ایک بدلی ہوئی صورت ہے، اور اسی طرح دِھیمر بھی۔ پنجاب میں دھینور دہلی کے گردونواح تک ہی محدود ہیں، جہاں کسی بھی سانولے رنگ کے شخص کو اس نام سے پکارا جاتا ہے۔ دھینور کے دو گروپ ہیں: کہار، جو ٹوکریاں بناتے، پالکی اٹھاتے اور کشتیاں چلاتے ہیں۔ ان میں سے متعدد ماہی گیر اور ملاح جبکہ کچھ ایک بھڑبھونجے ہیں۔ دوسرا گروپ اس قدر جرائم کا عادی ہے کہ ایک مرتبہ جھینور کو جرائم پیشہ قبیلہ قرار دینے کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ البتہ وہ زیادہ سنگین جرائم نہیں کرتے اور موسیقاروں، گداگروں کے روپ میں سارے پنجاب میں گھوم پھر کر چوری چکاری اور حتیٰ کہ ڈاکہ زنی کی وارداتیں بھی کرتے ہیں۔ کچھ ایک نے کاشت کاری بھی شروع کر دی ہے۔ دھیمر لوگ دھینور کے ساتھ اپنے تعلق کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ موخرالذکر بہت بدنام چور ہیں۔ ہندو کسی دھیمر کے ہاتھ سے تو پانی پی لے گا مگر دھینور سے نہیں۔ ("جھینور" بھی دیکھیں)

دیسوال...... لفظی مطلب ''اہل وطن'' ہے، یعنی دیس والے۔ یہ جٹ قبیلہ دلال والا ہی ماخذ رکھتا ہے۔ روہتک، گڑگاؤں اور کرنال میں ان کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ میواڑ اور اجمیر میں مسلمان راجپوت دیسوال کہلاتے ہیں۔ انہیں راجپوت نہیں سمجھا جاتا۔

دیسی...... (1) ملک یا دیس سے تعلق رکھنے والا۔ (2) پہاڑی علاقوں کے ''پہاڑی'' کے برعکس میدانوں سے تعلق رکھنے والا۔ (3) ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

دِین دار...... لفظی مطلب ''صاحب ایمان۔'' یہ اصطلاح چوہڑے، چمار یا اسلام قبول کر لینے والے کسی بھی پست ذات کے شخص کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ ان سے بالاتر ذاتوں کے افراد اسلام قبول کرنے پر نومسلم، شیخ یا شیخڑا کہلاتے ہیں۔

دیو...... صرف ضلع سیالکوٹ تک ہی محدود جٹوں کا ایک قبیلہ۔ وہ اپنے جدامجد کا نام سنکترا بتاتے ہیں۔ ظفروال تحصیل میں اسی نام کے ایک گاؤں میں ان کی مقدس زیارت گاہ ہے۔ وہ ایک نہایت قدیم ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں مگر راجپوت نہیں ہیں۔ ایک روایت کے مطابق راجا جگدیو ایک سوریہ بنسی راجپوت تھا۔ ان کی شادی کی رسوم ساہی جیسی ہیں اور وہ انہی کی طرح بکرے کا خون اپنے اجداد کی تکریم کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ وہ مان جٹوں کے ساتھ باہمی شادیاں نہیں کرتے۔ ان کی کچھ تعداد امرتسر میں بھی ملتی ہے۔

دِیوار...... جہلم میں دلوال کے مقام پر آباد گدھیوکوں کا ایک خاندان۔

دیوالا...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

دیووانا...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

دِیوانہ...... سکھوں کا تیسرا سب سے پرانا فرقہ۔ دیوانہ سادھ اپنا تعلق گورو ہررائے یا شاید گورو رام داس کے ساتھ بتاتے ہیں۔ غالباً انہیں بہت زیادہ بھنگ پینے کی وجہ سے یہ نام دیا گیا ہے۔ یہ فرقہ بالا یا ہریانے گورو کی اجازت سے قائم کیا، لیکن اس میں تنظیم کا فقدان ہے، اور اس کے ارکان عموماً جٹ یا چمار بنتے ہیں۔ یہ سادھ بال نہیں کاٹتے، سیپوں کی مالا پہنتے اور پگڑی میں مور کا پر لگاتے ہیں۔ وہ آدی گرنتھ کو مقدس مانتے اور سچا نام جپتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر کا اندراج کانگڑا ریاست سے ہوا۔

دیوآنیا......سیالکوٹ میں ایک جٹ قبیلہ۔

دیول......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دیہر......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان کمبوہ قبیلچہ۔

دیہگان، دِہگان، دہقان......اس کا لفظی مطلب کاشتکار یا کسان ہے۔ یہ ایک ایرانی (تاجک) ذات ہے جس کی نمائندگی وادئ پشاور میں شلمانی کرتے ہیں۔

دیہیا......کرنال میں جٹوں کے مرکزی قبیلوں میں سے ایک۔ اس کا صدر مقام لدھیانہ میں ہے۔ غالباً یہ ڈہیا ہی ہیں۔



ڈ

ڈال...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ڈانور...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ڈائیر...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ڈاہر...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

ڈب گر...... ایک پست ذات جو تیل یا گھی کے لیے کپیاں بناتے ہیں۔ ڈب گر بنیادی طور پر چماروں، کھوجوں اور چوہڑوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

ڈسپال...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ڈنڈی...... (1) ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ (2) ایک سنیاسی سلسلے کا نام۔

ڈنگرِک...... لفظی مطلب ''گائے والے لوگ''۔ (1) چترال میں ایک چھوٹا سا قبیلہ جو صرف چار دیہات تک محدود ہے۔ اگرچہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے لیکن ان کا نام ہندو ماخذ کی جانب ہی اشارہ کرتا ہے۔ (2) چترال اور دریائے سندھ کوہستان کے شینا بولنے والے لوگوں کو بھی ڈنگرِک کہتے ہیں۔

ڈنگے...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

ڈوگر...... پنجاب کے ڈوگر ستلج و بیاس کی بالائی وادی میں ضلع لاہور کی زیریں حد سے اوپر اوپر ملتے ہیں، اور پہاڑیوں کے دامن کے ساتھ ساتھ سیالکوٹ تک پھیل گئے ہیں۔ حصار اور کرنال میں بھی ان کی خاصی آبادیاں ہیں۔ فیروز پور میں دریا کے کنارے پر بھی ڈوگروں کا قبضہ ہے۔ مسٹر برانڈرتھ نے انہیں یوں بیان کیا: ''ڈوگر غالباً دہلی کے نواحی علاقوں کے چوہان راجپوت ہیں۔ پہلے وہ پاک پتن کے نواح میں آئے اور پھر وہاں سے آہستہ آہستہ ستلج کے کناروں پر آگے بڑھتے رہے اور تقریباً 100 سال قبل ضلع فیروز پور میں داخل ہوئے۔ فیروز پور کے سبھی ڈوگروں کا مشترکہ مورث اعلیٰ بہلول ہے، لیکن وہ بہلول کے دادا مہو کی

نسبت سے مہوڈوگر کہلاتے ہیں۔ بہلول کے تین بیٹے بمبو، لنگر اور سمو تھے۔ فیروز پور اور مُلاں والا کے ڈوگر بمبو کی اولاد ہیں، کھائی کے ڈوگر لنگر جبکہ قصور کے سموڈوگر سمو کی نسل سے ہیں۔ ستلج کے کناروں پر واقع دیگر علاقوں میں ڈوگروں کی متعدد دیگر ذیلی ذاتیں بھی ہیں، مثلاً پرچیت، توپرا، چوپڑا وغیرہ۔ چوپڑا ڈوگر ممدوٹ پر قابض ہیں۔ فیروز پور کے ڈوگر خود کو رتبے اور نسل میں دیگر ذیلی ذاتوں سے برتر سمجھتے ہیں۔ وہ اپنی بیٹیاں مخصوص شاخوں میں ہی بیاہتے ہیں مگر اپنے لیے بیویاں تمام دیگر خاندانوں سے لے لیتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ ایک دور میں وہ بچہ کشی کیا کرتے تھے، لیکن آج ایسا کوئی رجحان نظر نہیں آتا۔ ڈوگروں سے بخوبی واقف سرہنری لارنس کے مطابق وہ دراز قد، وجیہہ اور بڑی اٹھی ہوئی ناکوں والے ہیں۔ وہ تیز مزاج، اکھڑ اور بہادر ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ خود کو شورش انگیز رعایا ثابت کیا۔ انہیں آزادانہ انداز میں زندگی گزارنا پسند ہے اور تبھی فوج میں بھرتی ہوتے ہیں جب ان کا دل مانے۔ ڈوگروں کا یونانی چہرہ مہرہ پٹھانوں سے مشابہہ ہے۔ اس سے یہ خیال قائم کیا جا سکتا ہے کہ ان کی رگوں میں چوہان خون بہت کم ہے۔ البتہ وہ راجپوتوں کے قدیم خاندان سے اپنا تعلق جوڑنے کے بہت شوقین ہیں۔ گوجروں اور نے پالوں کی طرح وہ بھی بہت بڑے چور ہیں اور زراعت کی بجائے مویشی چوری کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ تاہم، ان میں کچھ نہایت محترم افراد بھی ہیں (بالخصوص فیروز پور علاقہ میں)۔ مرکزی شاخ کے ڈوگروں نے چند سال قبل ہی اپنے سروں پر کچھ پہننا شروع کیا ہے۔ قبل ازیں وہ دیگر غریب ذاتوں کی طرح لمبے بال رکھتے تھے اور سر پہ کچھ بھی نہیں پہنتے تھے۔ جسمانی ساخت سے قطع نظر، ان کی خاندانی رسوم ان کا تعلق ہندوؤں کے ساتھ جوڑتی ہیں۔ اس لحاظ سے وہ مسلمانوں کی نسبت ہندوؤں سے زیادہ مشابہہ ہیں۔

ڈوگروں کا راجپوت ماخذ نہایت مشکوک ہے، اور پڑوسی راجپوت اس دعوے کو مسترد کرتے ہیں۔ البتہ سرڈینزل ابٹسن کے مطابق ڈوگر یا شاید دوگھڑ (لفظی مطلب "اوپر نیچے رکھے ہوئے پانی کے دو گھڑے") سے مراد مخلوط خون والا شخص ہے۔ غالباً ڈوگر بالاصل زراعت پیشہ کی بجائے ایک سیلانی قبیلہ تھے اور اب بھی مویشیوں کا بڑا ذوق وشوق رکھتے ہیں، چاہے وہ ان کے اپنے ہوں یا دوسروں کے۔ عموماً انہیں گوجروں کے ساتھ شمار کیا

جاتا ہے۔ گوجروں اور ڈوگروں کی عادات بھی کافی ملتی ہیں۔ کرنال، لاہور اور فیروز پور میں وہ بدنام مویشی چور ہیں، لیکن مزید شمال میں انہوں نے کاشتکاری اپنالی ہے۔ وہ اچھے کاشتکار نہیں۔ ان کا سماجی رتبہ نچلے طبقے کے راجپوتوں والا ہے، لیکن سرسا کے ڈوگرا چھے کاشتکار اور وٹوؤں کے ہم رتبہ شمار ہوتے ہیں۔ وہ تقریباً سبھی مسلمان ہیں، مگر کرنال میں ان کی عورتیں اب بھی ہندوؤں والا گھگھرا پہنتی ہیں، اور شادی میں ماں کی گوت کو خارج کر دیا جاتا ہے۔ جالندھر میں وہ کافی تاخیر سے شادی کرتے ہیں۔ ان کے شادی کے گیت دیگر ذاتوں کو سمجھ نہیں آتے۔ ڈوگروں کے بڑے قبیلچے مندرجہ ذیل ہیں: متر، چینا، تگرا، ماہو اور چوکرا۔ کپورتھلہ سے ملنے والے ایک بیان کے مطابق ڈوگر بالاصل لکھی وال میں آباد تھے۔ وہاں منج اور بھٹی راجپوتوں کے مابین ایک لڑائی ہوئی جس میں ڈوگروں نے بھٹیوں کا ساتھ دیا۔ تاہم منج فاتح ہوئے اور انہوں نے ڈوگروں کو لکھی وال سے نکال دیا۔ اب وہ کسی منج کے ہاتھ سے پانی بھی نہیں پیتے۔

ڈُوم (ڈوم)......سر ڈینزل ابٹسن کے مطابق ڈُوم اور ڈوم یا دوسرا کے درمیان فرق کا خیال رکھنا چاہیے۔ ڈوم ہندوستان کا جلاد اور ارتھی جلانے والا ہے اور جسے ہوشیار پور اور کانگڑا کی پہاڑیوں میں ڈُومنا کہتے ہیں۔ لیکن چمبہ میں ڈومنا کو ڈوم کہا جاتا ہے اور شملہ کے قریب پہاڑی ریاستوں میں وہ بانس کا کام کرنے والا ہے۔ ڈینزل ابٹسن کے مطابق میدائی علاقوں کا ڈُوم اصل میں میراثی جیسا ہے۔ بس میراثی مسلمان ہے لیکن پنجاب کے کچھ علاقوں میں ڈُوم اور میراثی کے درمیان فرق کیا جاتا ہے۔ گڑ گاؤں میں ڈوم کنجن کے برابر ہے اور اگر وہ میراثی ہو تو ناچنے والیوں کے پیچھے طبلے پر سنگت کرتا ہے۔ اس قسم کے ڈُوموں کو بھڑوا یا سُفردی کہتے ہیں۔ لیکن ایک اور بیان کے مطابق ڈوم میراثیوں کا میراثی ہے، اور وہ جھیور، ڈاکوٹ، کولی، چمار، بھنگی، جولانا اور دھانک جیسی پست ذاتوں سے خیرات لیتا ہے۔ لاہور میں بھی ان کا درجہ میراثی سے کم بتایا جاتا ہے کیونکہ خالص میراثی ان کے ہاں شادیاں نہیں کرتے اور نہ ہی طوائفیں ان سے کوئی تعلق رکھتی ہیں۔

ڈیرہ غازی خان میں ڈُوم اور لنگا کو میراثیوں کا ایک پیشہ ورانہ گروپ بتایا جاتا ہے، اور وہ بلوچ قبائل کے میراثی ہیں۔ بہ الفاظ دیگر وہ ڈوم یا ڈومب جیسے ہیں جن کے نام کا مطلب

بلوچی زبان میں گویا ہے۔

ڈومرا (ڈومرا)...... (دیکھیں ڈوم) پہاڑوں میں درزی، مستری، ترکھان کا کام کرنے والے کسی بھی پست ذات آدمی کو کہتے ہیں۔

ڈومنا......ڈومنا یا ڈومرا خالص پہاڑی علاقوں کا چوہڑا ہے، اور کانگڑا، ہوشیار پور اور گورداسپور میں ان کی کافی تعداد موجود ہے۔ میدانی علاقوں کے چوہڑوں کی طرح اس کی حیثیت بھی محض کوڑا اٹھانے سے بڑھ کر ہے۔ چوہڑا گھاس سے چیزیں بناتا جبکہ ڈومنا اس کی بجائے بانس سے اشیائے تیار کرتا ہے۔ چمبہ وغیرہ میں ڈومنا کو اکثر ڈوم بھی کہتے ہیں۔ سر ڈینزل ابٹسن نے اسے ''ڈوم۔۔۔ میراثی'' سے بالکل الگ خیال کیا۔

ڈومنا......ایک پست خاکروب ذات جسے گورداسپور، جالندھر اور ہوشیار پور میں بھنجرا بھی کہتے ہیں۔ وہ بانس سے پچھیں اور ٹوکریاں وغیرہ بناتے اور پست کام انجام دیتے ہیں۔ ان کی مختلف شاخیں کلوترا، منگلو، برگت، درا ہے اور للوترا ہیں۔ غالباً ان کا نام ڈوم کی ہی بدلی ہوئی صورت ہے۔

ڈھابا......کھتریوں کی ذیلی شاخ۔

ڈہار......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ڈھاڈھی......موسیقار یا گلوکار۔ ڈھاڈ ایک قسم کے طنبورے کو کہتے ہیں۔ تاہم، ڈیرہ جات میں ڈھاڈھی یا ڈھاڈی صرف گاتا ہے لیکن کوئی ساز نہیں بجاتا۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ ڈوم کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ ملتان کے ڈھاڈی گا کر مانگتے اور خیرات نہ دینے والے کو بددعا دیتے ہیں۔

ڈھاسی......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ڈھالا......دھاتیں ڈھالنے کا کام کرنے والا۔

ڈہالو، ڈھلو......ملتان میں دو زراعت پیشہ جٹ قبیلے۔

ڈھالی یا دھالی...... گجرات میں مسلمان جٹوں کا قبیلہ۔ ان کے بانی بھٹی راجپوت کو ایک عمدہ ڈھال اکبر کی خدمت میں پیش کرنے کے بدلے میں ایک جاگیر ملی تھی۔

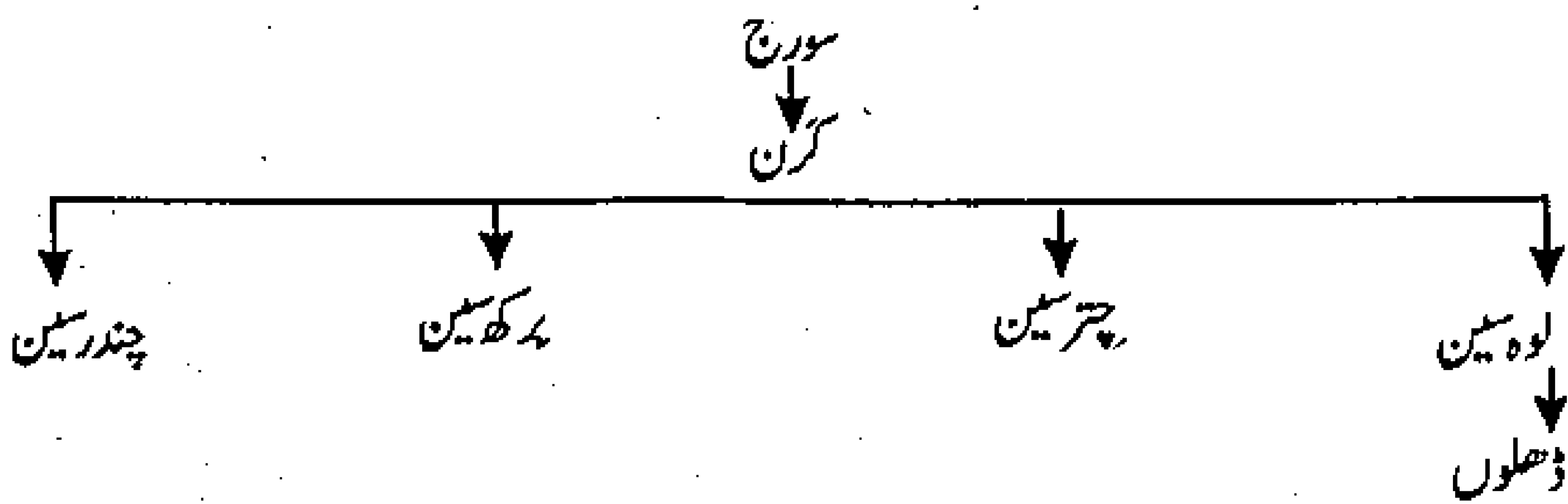
ڈہاوا......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ڈکو...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ڈہل...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ڈِھلوں، ڈِھلہوں...... پنجاب میں ڈھلوں بہت بڑے اور وسیع پیمانے پر پھیلے ہوئے جٹ قبیلوں میں سے ایک ہیں (بالخصوص سکھ اضلاع میں)۔ ان کے صدر مقامات گوجرانوالہ اور امرتسر معلوم ہوتے ہیں لیکن فیروزپور سے لے کر اوپر کی جانب سارے ستلج کے ساتھ ساتھ بھی ان کی کافی بڑی تعداد ملتی ہے۔ وہ ان اضلاع کے مشرق کی پہاڑیوں کے دامن میں بھی موجود ہیں۔ ضلع دہلی میں ان کی بہت زیادہ تعداد ملتی ہے۔ وہ ان اضلاع کے مشرق کی پہاڑیوں کے دامن میں بھی موجود ہیں۔ ضلع دہلی میں ان کا بہت زیادہ تعداد میں اندراج باعث دلچسپی ہے، اور یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا ان کا تعلق ایک ہی قبیلے سے ہے یا نہیں۔ گورایا کی طرح وہ بھی اصلاً سروہا راجپوت ہونے اور سرسا سے آئے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر یہ دعویٰ درست ہے تو وہ غالباً ستلج سے اوپر کی طرف گئے اور پھر مغرب کی سمت میں پہاڑیوں کے دامن میں پھیل گئے۔ لیکن ایک اور کہانی انہیں لُو نامی سورج بنسی راجپوت کی اولاد بتاتی ہے، جو مالوہ میں کھارمور کے مقام پر رہتا اور دہلی دربار میں کسی عہدے پر فائز تھا۔ ڈھلوں کی تین شاخیں بیان کی جاتی ہیں: باج، ساج اور ساندا۔

امرتسر میں بتائے جانے والے ایک سلسلہ نسب کے مطابق لُو (لوہ سین) راجا کرن کا بیٹا تھا:



کہانی کے مطابق راجا کونتل کی ایک بیٹی کنتی تھی جس کی شادی راجا پانڈو سے ہوئی۔ دربھاشا رشی نے کنتی کو ایک منتر سکھایا تھا جس کے ذریعہ وہ سورج کو اپنے زیر اختیار لا سکتی تھی اور اسی کی طاقت سے اس نے کرن کو جنم دیا۔ وہ ہستناپور کا راجا بنا۔ جب پانڈووں نے

کروکشیتر کی جنگ کے بعد اپنی سلطنت چھوڑی اور راجا کرن لڑائی میں مارا گیا تو ڈھلوں نے ہستنا پور کو خیرباد کہا اور بھٹنڈا کے قریب ونگر میں آباد ہو گیا۔ اس کی دس پشتیں وہیں قیام پذیر رہیں۔ کہا جاتا ہے کہ دریائے گنگا کے کنارے امب کے مقام پر کرن کا ایک مندر ہے جہاں چیت چودا کے موقع پر اس کی عبادت کی جاتی ہے۔ سیالکوٹ میں ڈھلوں جٹھیرا کا نام داؤ دشاہ ہے، اور شادیوں کے موقع پر اسے نذریں پیش کی جاتی ہیں۔ سکھوں کی بھنگی مسل ایک ڈھلوں سردار گنڈا سنگھ نے ہی قائم کی تھی۔ امرتسر میں ڈھلوں لوگ بل کے ساتھ شادی نہیں کرتے کیونکہ ایک مرتبہ ڈھلووں کا کوئی میراثی ایک بل گاؤں میں مشکلات کا شکار ہوا تو گاؤں والوں نے اس کی مدد نہ کی۔ چنانچہ مانجھا کے ڈھلوں کسی بل کے ہاتھ سے پانی بھی نہیں پیتے اور نہ ہی ڈھلووں کے میراثی بل کے میراثیوں سے شادی کرتے ہیں۔ لدھیانہ کے ڈھلوں گاؤں میں قبائلی جٹھیا کا ایک مزار ہے جسے وہ بابا جی کہتے ہیں۔ شادیوں کے موقع پر اسے گڑ پیش کیا جاتا ہے۔

ڈھنگ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ڈھنگے......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

ڈھوڈی بھنڈ، کھٹر، نمونانا اور وریہ......ملتان میں چار زراعت پیشہ راجپوت شاخیں۔

ڈھون......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ڈھیڈ......لفظی مطلب کوا۔ چمڑے کا کام کرنے والے کو کہتے ہیں۔

ڈھینگ......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

ڈیال......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

ڈیڈھڑ......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

ڈیر بجا......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ڈیور......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔





راٹھ ...... لفظی مطلب غضب ناک، ظالم یا وحشی ہے۔(1) جٹوں، گوجروں اور ڈوگروں کو دیا گیا ایک خطاب۔(2) پاکپتن تحصیل میں ملنے والا ایک قبیلہ جو دُدھیوں کا قرابت دار ہے۔ وہ پنوار راجپوت ہونے کے دعویدار ہیں۔ ان کے اجداد اسلام قبول کرنے کے بعد ملتان ضلع کے میلسی خطے میں آباد ہوئے۔ ملتان میں چدھی مشائخ نامی مقام پر قبیلے کے ایک بزرگ حاجی شیر محمد کا مزار ہے۔ راٹھوں کا ذکر چودھویں صدی میں بھی ملتا ہے۔ سلطنت دہلی ختم ہونے پر وہ ملتان سے ہجرت کر کے اپنے موجودہ مساکن میں آ گئے۔ انہیں اچھے کاشتکار سمجھا جاتا ہے۔ منٹگمری سے راٹھ پنوار کا اندراج بطور راجپوت قبیلچہ ہوا۔

راٹھور...... ایک راجپوت قبیلچہ۔

راٹھی...... روہتک میں جٹوں کا ایک قبیلہ جو تنوار راجپوت ماخذ کے دعویدار ہیں اور اس خطہ کے قدیم ترین باشندوں میں سے ہیں۔(2) کانگڑا پہاڑیوں اور چمبہ میں راجپوتوں کا ایک طبقہ۔ سر ڈینزل ابٹسن نے ''پنجاب کی ذاتیں'' میں انہیں تفصیلاً بیان کیا ہے۔

راج ...... شہروں میں مکانات تعمیر کرنے والوں کی گِلڈ کو دیا گیا نام۔ فارسی میں اس کے لیے اصطلاح ''معمار'' ہے۔ ان افراد کی اصل ذات ترکھان ہی معلوم ہوتی ہے۔ راج کا اندراج صرف مشرقی اور وسطی علاقوں سے ہوا اور دہلی، گڑگاؤں اور کانگڑا کے سوا یہ بالعموم مسلمان ہی ہیں۔

راجپوت...... ویدک ادب میں راجا پُتر کی اصطلاح لغوی مفہوم میں استعمال ہوئی، البتہ اس کا زیادہ وسیع اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ بعد میں راجا پتر صرف مالک زمین کو کہا جانے لگا اور لفظ راجنیہ یا شریف کا مفہوم یہی ہے۔ پنجاب میں راجا پتر کی صورت راج پُت اور پھر راجپوت ہو گئی۔ جٹ کے بارے میں اپنے مضمون میں ڈینزل ابٹسن نے موجودہ جٹ اور راجپوت کی مشابہت کے متعلق آراء دی ہیں۔ شاید یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک راجپوت قبیلے کا کسی حکمران یا

بادشاہ کی نسل سے ہونا ضروری نہیں بلکہ قبیلہ کے کسی رکن کا سیاسی قوت یا خودمختاری حاصل کرنا بھی اس کے ہم قبیلہ افراد کو راجپوت کا لقب اپنانے کا حقدار بنا دیتا ہے۔ ابٹسن اس یقین کے حامل نظر آتے ہیں کہ قدیم یا نسبتاً حالیہ ادوار میں کسی بھی ذات کے قبیلے نے ایک وسیع خطے پر حاکمیت حاصل کی تو اسے راجپوت کہا جانے لگا۔ ان کے خیال میں کچھ ایک راجپوت کہلانے والے خاندان قدیم مقامی باشندے ہیں اور انہوں نے چندیل کی مثال دی۔ پیچھے جٹ کے ضمن میں ہم نے بتایا تھا کہ جموں سرحد اور اس سے پرے گورداسپور میں راجپوت پہاڑیوں تک اور جٹ میدانی علاقوں تک محدود ہیں لیکن جموں سرحد کے دیگر علاقوں میں یہ خط تفریق اتنا واضح نہیں۔ راجپوت قبائل میدانوں میں بھی جٹ قبائل کے ساتھ ملے جلے ہوئے ہیں۔ میدانوں کے جٹ قبائل بنیادی طور پر جمہوری ہیں۔ پہاڑوں کے راجپوت قبائل کی درجہ بندی مراتب کے ایک ڈھیلے اور ہر لحظہ بدلتے ہوئے نظام کے طور پر کی جاتی ہے۔ چنانچہ جموں میں سماجی اولیت یا درجہ بندی کا راجپوت جدول ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

درجہ اول ___ اصل راجپوت (سورج بنسی)

(1) جموال	(2) جسروٹیا (چندر بنسی)	(3) منکوٹیا
(1) بندرال	(7) کشتواریا	(13) مندی
(2) بھدوال	(8) کٹوچ	(14) کلو
(3) بلوری	(9) گولیر	(15) کلیری
(4) ہتال	(10) سبا	(16) گلیریا
(5) بھوتیال	(11) جسوال	(17) سروری
(6) بھدرواہ	(12) سکیت	

اوپر والے دو درجے ایک دوسرے کے تقریباً برابر ہیں۔

درجہ دوم ___ نیم راجپوت (سورج بنسی)

(1) منہاس

چندر بنسی

(1) امبرائے (2) چب (3) جرال (4) بھاؤ

درجہ سوم (چندر بنسی)

(1) رکوال (3) چرک (5) لنگیہہ (7) اندوترا
(2) سلہریا (4) باگھل (6) بجیال (8) جج

درجہ چہارم (چندر بنسی)

(1) مندال (4) سمسال (7) کاٹل (10) بجو
(2) رسیال (5) جگی (8) بھلوال (11) بلوال
(3) کھرکھتر (6) للوترے (9) ہنس (12) گوری
(13) سیروچ

آج کل ان راجپوتوں کو درجہ اول ٹھاکر تصور کیا جاتا ہے۔ سورج بنسی اور چندر بنسی راجپوت آپس میں شادیاں کرتے ہیں جبکہ چندر بنسی راجپوت اپنی ذات کے سوا دیگر ذاتوں میں شادیاں کر لیتے ہیں۔

کانگڑا وادی سے نیچے آتے ہوئے شوالک کے ساتھ ساتھ چلنے والے سلسلۂ کوہ کو عبور کرنے پر ہمیں راجپوتوں کی مندرجہ ذیل درجہ بندیاں ملتی ہیں:

1-درجہ اول (13 طبقات)
2-درجہ دوم (8 طبقات)
3-درجہ سوم (24 طبقات)
4-درجہ چہارم (40 طبقات)
5-درجہ پنجم (109 طبقات)

درجہ اول کے راجپوتوں میں کٹوچ، گولیریا، جسوال، سِبیا اور ددھوال شامل ہیں۔
درجہ دوم کے راجپوت منہاس، جسروٹیا، دُد، جریال اور سونکھلا ہیں۔
درجہ سوم کے آٹھ قبائل یہ ہیں: جسیال، پوٗتیال، پھدیار تکھی،ساندل، بریا، پٹیال، بھمنوریا اور چن وریا۔

درجہ چہارم کے راجپوت مندرجہ ذیل پر مشتمل ہیں: راجن، دھنتیال، لدول، بنگوائی، لاوری، مل پتھ، سہندا، بدھمانیا، سلوہر، رناوت اور دنگوہیر۔

آخری درجہ پنجم کے راجپوت قبائل یہ ہیں: برنگوال، مسوتھا، بجوتھا، پتھوال، ساندل یا مقدم، جانگری، دوہل، گنگائیت، چمبیال، رنگوالی۔

وسطی پنجاب کے راجپوتوں کا تعلق راجپوتانہ سے ہے۔ کم از کم روایت تو یہی کہتی ہے۔ البتہ ایک کہانی کے مطابق مہابھارت کے بعد ملتان پر حکومت کرنے والا ایک سوم بنسی راجپوت سُشرما چندر جالندھر دوآب میں آبسا اور ایک سلطنت قائم کی جو تری گرت پر مشتمل تھی (یعنی تین دریاؤں ـــــ ستلج، بیاس اور راوی ـــــ سے سیراب ہونے والے ملک پر)۔ راجپوت اپنا ماخذ پہاڑیوں کی بجائے اُدے پور یا جے پور، متھرا اور اجودھیا میں ملاتے ہیں مگر اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ملتا۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ اس علاقے کا سب سے پرانا راجپوت قبیلہ کونسا ہے۔

راجپوتوں کے ٹِکا، چھت اور مکان دیہات ہیں: چھت اصل میں چھتر یا شامیانے کی مختصر صورت ہے۔ چھتر اقتدار کا نشان ہوا کرتا تھے۔ چھت مکان ایسے گاؤں کو کہتے ہیں جو برادری کے دیگر دیہات پر امتیاز یا برتری رکھتا ہو۔ عموماً اسے محض چھت ہی کہہ دیا جاتا ہے۔ ''مکان'' کا رتبہ اس گاؤں کو ملتا ہے جس کے کسی شخص نے شاندار خدمات انجام دی ہوں۔ اکثر کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں گاؤں مکان ہے۔ ''وہ کوئی للّو پنجو گاؤں نہیں ہے۔'' برسر اقتدار بادشاہ کے ولی عہد کا خطاب ٹِکا یا ٹیکا ہے۔ چنانچہ ایسے دیہات کو ٹیکا کہا جاتا ہے جو حکومت یا بادشاہ کی مسند رہے ہوں۔ چھت اور ٹیکا دیہات کا امتیاز شادیوں کے موقع پر واضح ہوتا ہے جب بے پناہ رقم محض دکھاوا بازی پر صرف کی جاتی ہے۔

اس بارے میں شک ہے کہ آیا راجپوت کی اصطلاح مغربی پنجاب میں واقعی مقامی

حیثیت رکھتی ہے یا نہیں، یا یہ محض ایک غیر ملکی لفظ ہے جو دریائے سندھ کے مغرب میں رائج ہوگیا! درحقیقت دریائے سندھ کے مشرق اور حتیٰ کہ بہاولپور میں بھی راجپوت اور جٹ کے درمیان کوئی واضح امتیاز موجود نہیں۔ اور سومرہ، سمہ، سمیجا، ڈہر اور کھرل جیسے قبائل کو راجپوت اور جٹ دونوں قرار دیا جاسکتا ہے۔ منچن آباد اور خیر پور مشرقی (اُبھا) تک ہی محدود جوئیہ اور وٹو ریاست بہاولپور کے واحد قبائل ہیں جنہیں درست معنوں میں راجپوت قرار دینا ممکن ہے کیونکہ وہ وادیٔ سندھ کی بجائے وادیٔ ستلج سے تعلق رکھتے ہیں۔ دریائے سندھ کے بائیں کنارے پر واقع تمام اضلاع میں راجپوت و جٹ کے درمیان فرق واضح نہیں اور جہلم کی پہاڑیوں میں پہنچنے پر ہی ہمیں راجپوت کی اصطلاح استعمال ہوتی نظر آتی ہے۔ پنجاب کے راجپوتوں کے بارے میں سر ڈینزل ابٹسن کا بیان آج بھی معتبر ہے: "پنجاب کے راجپوت عمدہ اور جری مرد ہیں اور شاید کسی بھی دوسری غیر خدمت گار ذات کی نسبت کہیں زیادہ نمو یافتہ جاگیردارانہ جبلت اپنائے ہوئے ہیں اور قبائلی سردار غیر معمولی حاکمیت رکھتے ہیں۔ گاؤں کی اراضی میں اپنی برادرانہ جائیداد کے استحکام میں بہت پکے اور شاذ و نادر ہی کسی اجنبی کو اس میں حصہ دار بناتے ہیں۔ خون پر فخر کرنا راجپوت پن کا بنیادی عنصر ہے۔ وہ کاہل اور غریب کاشتکار و زراعتی پیشوں پر گلہ بانی کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ ہر قسم کی جسمانی مشقت کو حقیر و معیوب اور ہل جوتنے کو گھٹیا کام سمجھتے ہیں۔ راجپوتوں کا صرف غریب ترین طبقہ ہی خود ہل چلاتا ہے۔ پنجاب کے میدانوں کے بیشتر علاقوں میں راجپوت اپنے آبائی پیشے میں مویشی چور ہیں، لیکن وہ یہ کام عزت دارانہ انداز میں کرتے ہیں اور یقیناً راجپوت چوروں میں ایک قدر و منزلت ہے۔"

راجر......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

راجڑ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رادیو، راجادیو......کولو میں ایک گاؤں ملانا کے لوگ جو وادی والوں سے الگ ہیں۔

راشی......مزدور طبقے کے پٹھان۔

رافضی......(جمع روافض)۔ لغوی مطلب منحرف ہے عموماً شیعوں کے ایک گروہ کو کہا جاتا ہے جنہوں نے حضرت علیؓ کے پوتے زید کا ساتھ چھوڑ دیا تھا کیونکہ اس نے پہلے دو خلفاء (ابوبکرؓ و

عثمانؓ) کے خلاف سب وشتم سے انکار کیا تھا۔ تاہم، پنجاب میں یہ اصطلاح عموماً شیعوں کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

راک......ضلع ملتان کی شجاع آباد تحصیل میں ایک قبیلہ۔

راگی......سکھوں کا بھجن گانے والا۔

رامانجی......11 ویں صدی کے رامانج سوامی کا پیروکار۔ اس کے معتقد یقین رکھتے تھے کہ وشنو ہستی مطلق ہے۔ وہ اپنی پیشانی پر مقدس مٹی گوپی چندن سے دو لکیریں بناتے ہیں (عمودی رخ پر) اور ان کے درمیان میں ایک سرخ افقی لکیر ہوتی ہے۔ دونوں سفید لکیریں ناک کے قریب آ کر ملتی ہیں۔ عموماً اس نشان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جسم زبان اور ذہن اختیار میں اور مطیع ہیں۔

رامان......امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

رامانندی......رامانند کا پیروکار جس کے چار شاگردوں نے متعدد ذیلی فرقے قائم کیے۔ ہر فرقے میں دو طبقے تھے: ایک ناگ جو رہبانہ اور مجرد زندگی گزارتے ہیں اور دوسرے سمیوگی جو شادی کرتے اور گھریلو زندگی جیتے ہیں۔ دونوں کو ایک ساتھ بیٹھ کر کھانے کی اجازت ہے۔ ان میں زیادہ تر شودر ہیں۔ فرقے اور اس کے بانی کے بارے میں تمام تفصیلات خفیہ رکھی جاتی ہیں۔

رام داسی (رائے داسی یا راوداسی)......یہ اصطلاحات متعدد مختلف معنوں میں استعمال ہوتی ہیں۔ وسیع تر مفہوم میں رام داسی کا مطلب ''گورو رام داس کا پیروکار'' ہے، لیکن یہ بالخصوص ایسے چمار یا جولا ہے کے لیے استعمال ہوتی ہے جس نے پاہل لے لی ہو۔ اکثر وضاحت کی جاتی ہے کہ گورو نے سب سے پہلے چماروں کو سکھ برادری میں شامل کیا تھا مگر یہ تھیوری قابل تصدیق نہیں اور یہ نام غالباً اس لیے اختیار کر لیا گیا کیونکہ یہ چمار ذات کے ایک مشہور بھگت راوداس یا رائے داس سے قریبی مشابہت رکھتا ہے۔ ڈینزل ابٹسن نے چماروں کے دو فرقوں کے درمیان فرق کو یوں واضح کیا: ''رام داسی سچے سکھ ہیں اور پاہل لیتے ہیں جبکہ روداسی ہندو ہیں۔ اگر سکھ ہوں تو صرف نانک پنتھی اور پاہل نہیں لیتے۔ وہ بھگت روداس یا رب داس کے پیروکار ہیں جو خود بھی چمار تھے۔ وہ یقیناً دیگر چماروں جتنے ہی سچے ہندو ہیں۔''

رام داسیا......ابٹسن کے بقول مشرقی میدانوں کے شمال اور وسط میں چماروں کی خاصی بڑی تعداد نے سکھ مذہب اختیار کرلیا۔ گورو رام داس کی نسبت سے یہ لوگ رام داسیے کہلاتے ہیں۔ تاہم میں یہ معلوم کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکا کہ ان کا رام داس کے ساتھ کیا تعلق تھا۔

شاید وہ چماروں کو اپنے عقیدے میں شامل کرنے والے پہلے گورو تھے۔ متعدد شاید بیشتر رام داسیا چماروں نے چمڑے کا کام ترک کر کے کھڈی پر کام کرنا شروع کر دیا۔ وہ مُردار نہیں کھاتے اور ہندو چماروں کے مقابلہ میں کافی بلند حیثیت کے حامل ہیں۔ بہر حال دوسرے سکھ انہیں مذہب میں برابری کی سطح پر قبول نہیں کرتے۔ رام داسیے اکثر رائے داسی یا رب داسی چماروں کے ساتھ گڈمڈ ہو جاتے ہیں۔ اول الذکر سچے سکھ ہیں اور پاہل لیتے ہیں۔ موخر الذکر ہندو ہیں، اگر سکھ ہیں تو صرف نانک پنتھی اور پاہل نہیں لیتے۔ وہ بھگت رو داس یا رب داس کے پیروکار ہیں جو خود بھی چمار تھا۔ وہ یقیناً اتنے ہی سچے ہندو ہیں جتنے کوئی بھی دوسرے چمار ہو سکتے ہیں۔ اور رو داسیا کے ساتھ غلطی لگنے کے باعث انہیں غلط طور پر سکھ کہا گیا۔

رام رائیا...... ساتویں گورو ہر رائے کے سب سے بڑے بیٹے رام رائے سے منسوب ایک سکھ فرقہ۔ وہ تیغ بہادر کے گورو بننے پر رام رائے کے ساتھ مل گئے تھے۔

رام گڑھیا......سکھوں کی تیسری مِسل جس میں بڑھئیوں اور جٹوں کو بھرتی کیا گیا۔ اس کا نام امرتسر کے قریب ایک گاؤں رام گڑھ کی نسبت سے ہے۔

رامیے......امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

رانا...... قدیم وقتوں میں مغربی ہمالیہ کے چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کا لقب۔ اب یہ ان کی اولادوں کے لیے ایک ذات کا نام ہے۔ رانا راجپوتوں کا ایک برتر طبقہ ہیں۔

رانجھا......رانجھا بالخصوص جہلم اور چناب کے درمیان شاہ پور اور گجرات کے مشرق کی طرف اراضی میں ملے، تاہم ان کی تھوڑی سی تعداد دونوں دریا پار کر کے جہلم اور گوجرانوالہ میں بھی ہے۔ ماسوائے شاہ پور، باقی تمام جگہوں پر انہوں نے خود کو زیادہ تر بطور جٹ لکھوایا، تاہم وہ بھٹی راجپوت ہیں۔ اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ گجرات میں انہوں نے بعد کے سالوں میں ابوجہل کی اولاد کے طور پر قریشی ماخذ کا دعویٰ کر دیا۔ ابوجہل کا بیٹا غزنی میں فوت ہوا جہاں سے اس کی اولاد کیرانہ بار کو ہجرت کر گئی۔ البتہ ان کی ہندو روایات بدستور باقی ہیں۔ کرنل ڈیویز

(Davies) نے انہیں یوں بیان کیا ہے: ''وہ آبادی کا ایک پرامن اور مددگار و معاون حصہ ہیں۔ وہ بنیادی طور پر زراعت سے روزی کماتے، قدوقامت میں اپنے پڑوس کے گوندلوں سے مشابہ ہیں اور ان کے ساتھ آزادانہ شادی بیاہ کرتے ہیں۔''

راں......ملتان تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ وہ مغل دور میں دہلی سے آ کر وہاں اور شاہ پور میں آباد ہوئے۔

راندو......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رانگڑ، رنگھر......زیادہ تر مسلمانوں پر مشتمل راجپوتوں کا ایک طبقہ۔ یہ اصطلاح جذبہ تحقیر کے تحت مشرقی اور جنوب مشرقی پنجاب میں کسی بھی مسلمان راجپوت کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ کوئی ہندو چوہان راجپوت مسلمان ہو جانے کے بعد بھی چوہان راجپوت رہتا ہے لیکن اس کے ہندو رشتہ دار اسے بے عزتی کے لیے رانگڑ یا چوٹی کٹ کہتے ہیں۔

راوت......سر ڈینزل ابٹسن لکھتے ہیں: ''راوت کا اندراج ایک راجپوت قبیلے، ایک جٹ قبیلے اور ایک علیحدہ قبیلے کے طور پر تین طرح سے کروایا گیا ہے۔ راوت دامن کوہ اضلاع میں اور نیچے کی طرف وادی جمنا کی ساری طوالت کے ساتھ پائے گئے۔ دامن کوہ میں دراصل وہ اسی حیثیت کے حامل نظر آتے ہیں جو راٹھی یا حتیٰ کہ کنیت کو بالائی پہاڑی سلسلوں میں حاصل ہے۔ وہ چنڈیل راجپوتوں کا ایک تسلیم شدہ قبیلچہ ہیں۔ لیکن ایسے قبیلچوں میں پست تر ہیں جنہیں راجپوت نسل سے مانا اور دیگر تمام راجپوتوں کے ساتھ میل جول میں واضح طور پر شامل کیا جاتا ہے۔ جبکہ کسی بھی صورت میں کوئی راٹھی راوت عورت سے شادی نہیں کرتا۔ وہ بیواؤں کی شادی کر دیتے ہیں۔ میرے خیال میں اس پر خفیف سا ہی شبہ کیا جا سکتا ہے کہ چنڈیل قدیمی نسل کے باشندے ہیں اور غالباً پہاڑیوں کے چنڈال ہی ہیں جن کا ہم نے بہت ذکر سنا ہے۔ یہ بھی بعید از ممکنات نہیں کہ جہاں پر یہ لوگ شکست کھا گئے وہاں پر چھنال بن گئے اور جہاں سیاسی قوت حاصل کی وہاں راجپوت ہو گئے۔ راوت ممکنہ طور پر کنیتوں کی ذیلی شاخ راؤ کے قرابت دار ہیں جنہیں راٹھیوں سے علیحدہ کرنا ایک اور مشکل کام ہے۔ چنڈیل راجپوتوں کی ایک راؤ شاخ بھی ہے۔ دہلی میں ایک گروپ نے خود کو راوت گورے درج کروایا۔ گڑ گاؤں میں راوت ایک بہت بڑی جٹ گوت ہیں اور ان کے 8 گاؤں ہیں

جبکہ دیگر 27 گاؤں میں بھی حصہ دار ہیں۔ لدھیانہ میں بھی کچھ راوت گاؤں ملے۔

راول...... امرتسر میں بتایا جاتا ہے کہ اس قبیلے کا جد امجد ریال رسول اللہؐ کی خدمت میں تھا۔ ایک مرتبہ پیغمبر اسلامؐ خیرات بانٹ رہے تھے تو کوئی بھی لینے کے لیے آگے نہ آیا۔ تب راول نے آپؐ سے خیرات لی۔ تبھی سے اس قبیلے کے ارکان خیرات پر گزارہ کرتے ہیں۔ تاہم، راول کی اصطلاح جوگی کے مترادف مفہوم میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ مگر اس سے مراد مسلمان جوگی ہے جسے درحقیقت عموماً جوگی۔ راول کہتے ہیں۔ راجپوتانہ اور دیگر جگہوں پر راول ایک لقب ہے (راجا گول کی سنسکرتی صورت)۔ ضلع سیالکوٹ کے تمام راول مسلمان ہیں۔ یہ خیال قائم کیا جاسکتا ہے کہ وہ اسلام قبول کر لینے والے ہندو جوگیوں کی اولاد ہیں۔ وہ بھیک مانگتے ہیں۔

جوگی درد بھرے اور الہیاتی بھجن گاتا پھرتا اور بہت جلد امیر ہو جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ ایک حکیم ہیں، مگر وہ کبھی بھی طب کے شعبے سے وابستہ نہیں رہے۔ وہ سرجری اور آنکھ کے آپریشن بھی کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں اکثر سادہ لوح دیہاتیوں کو کافی نقصان پہنچتا ہے۔ وہ عموماً موسم برسات گھر میں ہی گزارتے اور سردیوں کے آغاز میں بھیک مانگنے نکلتے ہیں۔ طب میں ان کی مہارت کو وطن میں تو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا مگر وہ چاندی سے لدے ہوئے واپس آتے ہیں۔ وہ پنجاب کے موروثی نجومی بھی ہیں۔ کسی راول کے لیے کئی سال تک ہندو بن کر زندگی گزارنا مشکل نہیں۔ اور یہ امر باعث حیرت ہے کہ ان جیسے پست نسب کے اور طب کی سدھ بدھ نہ رکھنے والے لوگ دیگر صوبوں میں لوگوں کو اتنی آسانی سے بیوقوف بنا لیتے ہیں اور دولت سے لدے ہوئے واپس گھر آتے ہیں۔ وہ جتنی آسانی سے دولت کماتے ہیں اسی طرح خرچ بھی کر دیتے ہیں۔

پنجاب کے راول بدنام دھوکے باز ہیں۔ ان کے پسندیدہ آلہ ہائے کار میں سے ایک کسی دور دراز رشتہ دار کا بہروپ بھرنا ہے۔ صوبہ کے اندر وہ شاذ و نادر ہی کھلا جرم کرتے ہیں لیکن وسطی صوبوں دکن اور حتیٰ کہ بمبئی و کلکتہ تک سیر و سیاحت کرتے اور وہاں لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔ وہ ان مہمات پر اکثر لمبے عرصوں تک غیر حاضر رہتے ہیں۔ اس دوران

دیہاتوں کے بنئے ان کے کنبوں کو ادھار پر پالتے ہیں جوان کے باپ کی واپسی پر بمعہ سود واپس کیا جاتا ہے۔سلیکٹڈ پیپرز نمبر XVIII 1869ء برائے پنجاب پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ان کے بارے میں کچھ دلچسپ معلومات مہیا کی گئی ہیں۔راولپنڈی کا نام راولوں کی نسبت ہی سے ہے۔کہا جاتا ہے کہ وہاں پر وہ اپنے عام کاموں کے علاوہ محرم میں مرثیہ خوانی کرتے اور رسول اللہؐ کے معجزوں اوران کی تعریف وتوصیف میں نعتیں پڑھتے ہیں۔امرتسر کے جرائم پیشہ راول دو حصوں میں تقسیم ہیں: جھولی ہتھہ جو کشکول لیے پھرتے ہیں اور جوگی۔ موخرالذکر مسلمان ہونے کے باوجود ختنے نہیں کرواتے اور ہندو بھکشو کے روپ میں رہتے ہیں۔وہ خود کو جھولی ہتھہ کی نسبت زیادہ قابل احترام سمجھتے ہیں۔مگران کے مقابلہ میں زیادہ بڑے فراڈیے ہیں۔

رائے......(1) امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔(2) سیالکوٹ میں زراعت پیشہ قبیلچہ جو کنگ کی طرح جوگرا کی اولاد ہونے کا دعویدار ہے۔(3) شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔(''بھاٹ'' اور ''میراثی'' کے ضمن میں دیکھیں)۔

رائیں......(1) دیکھیں ''ارائیں۔''(2) جنڈ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔

راہداری......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

راہل......نابھا میں ایک جٹ قبیلچہ۔کہانی کے مطابق ان کا جدامجد راستے میں پیدا ہوا تھا۔پنجاب میں راستے کو راہ کہتے ہیں۔وہ شادی کے موقع پر جنیو پہنتے لیکن بعد میں اتار دیتے ہیں۔

راہو......کنیتوں کا ایک طبقہ جسے بشہر میں گران بھی کہتے ہیں۔

راہی......امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

ربابی......رباب بجانے والا۔

ربانہ......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

رپال......امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

رتن پال......امرتسر میں زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔

رتو......لدھیانہ میں ایک جٹ قبیلچہ۔ یہ شادی کے موقع پر جنڈی کی رسم ادا کرتے ہیں۔

رتول......لدھیانہ میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رتہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رتھیہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رٹال......گورداسپور میں ڈومنا کے لیے ایک اصطلاح۔ یہ پست ذات کے ہندو ہیں۔

رجادیکے......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

رجوا......جٹوں کا ایک طبقہ۔ غالباً رجوآ۔

رجوانا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رحمان کے......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

رحیمے کے......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

رِد......ضلع ملتان کی شجاع آباد تحصیل میں جٹ رتبے کا ایک قبیلچہ۔

رَڈ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رزر......محمد زئی پٹھانوں کی 8 شاخوں میں سے ایک۔

رسول شاہی...... بے قاعدہ مسلمان سلسلوں میں سے ایک۔ بتایا جاتا ہے کہ اس کی بنیاد الور کے نزدیک باول پور کے رسول شاہ نے رکھی جس نے اٹھارہویں صدی میں مصر کے ایک والی سے معجزانہ قوتیں حاصل کی تھیں۔ رسول شاہی سر پر سرخ یا سفید رومال (نوکدار بنا کر) باندھتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ راکھ کی ایک پوٹلی بھی رکھتے ہیں جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر ملتے ہیں۔ وہ سر، منہ اور بھنویں مونڈتے، لکڑی کی کھڑاویں پہنتے اور گرمیوں میں ہاتھ والے پنکھے لیے پھرتے ہیں۔ وہ نہ صرف نشہ آور محلول پینا درست سمجھتے بلکہ اسے نیکی بھی خیال کرتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ کچھ عرصہ پہلے تک انہیں اپنے لیے ایک مخصوص قسم کی شراب بنانے کی اجازت تھی۔ رنجیت سنگھ نے انہیں شراب کے لیے 200 روپے ماہانہ رقم منظور کی تھی۔ وہ ایک چھوٹا سا فرقہ ہیں اور مجرد نہیں۔ وہ بھیک مانگتے نظر نہیں آتے اور ان میں سے متعدد افراد ادبی

ذوق کے حامل ہیں۔ انہیں الکیمیا کا خاصا علم ہے۔ پنجاب میں ان کا ایک بڑا مرکز لاہور میں لنڈا بازار کے قریب ایک عمارت ہے۔ لیکن ان کا اندراج جہلم سے بھی ہوا۔

رسی وٹ......رسیاں بٹنے والا۔

رک......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رکوال......راجا رام چندر کے ساتھ نسبی تعلق کا دعویٰ کرنے والا راجپوت قبیلہ۔ ان کے مورث اعلیٰ کی اولادوں نے جموں کے راجا ابتادیو کے دور میں سیالکوٹ تحصیل میں دو گاؤں بسائے۔

رکھیا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رگھوبنسی......لفظی مطلب ''راگھو کی نسل سے۔'' شاید ان کی تعداد سب سے زیادہ یوپی کے مشرقی حصہ میں ہے۔ پنجاب میں وہ پہاڑی ریاستوں اور گورداسپور و سیالکوٹ کے دامن کوہ میں پائے جاتے ہیں۔

رگیال......ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

رمانا......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

رمبا......منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

رمن......منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

رن سنہہ......کھرلوں کے مرکزی مُہینوں یا قبیلچوں میں سے ایک۔ اس کے ہیڈکوارٹرز منٹگمری میں پنڈی چیری اور پیر علی ہیں۔

رِند......مرکزی بلوچ قبائل میں سے اہم ترین۔ رِند نسب کے بیشتر قبائل الگ الگ ناموں سے جانے جاتے ہیں۔ لیکن مند (مکران میں) اور شوران (کراچی میں) کے رِند یہی نام اپنائے ہوئے ہیں اور ڈیرہ غازی خان اور پنجاب کے دیگر اضلاع میں تُمنوں سے باہر کے بلوچوں کی بڑی تعداد یہی نام استعمال کرتی ہے۔ تبھی لُنڈ تُمن میں بھی ایک رِند قبیلچہ ہے۔

رِندووانا......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

رندھاوا......یہ ایک بڑا اور وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا جٹ قبیلچہ ہے جس کے مرکزی مقامات امرتسر

اور گورداسپور اضلاع میں معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن یہ لاہور، جالندھر، ہوشیار پور اور پٹیالہ میں بھی ملتے ہیں۔ ان کا بانی جادو یا بھٹی راجپوت رندھاوا کوئی 700 سال قبل بیکانیر میں رہتا تھا اور اس سے پانچویں پشت میں کجل ہجرت کر کے بٹالہ آ گیا جس کی بنیاد قدیم وقتوں میں رام دیو نامی ایک اور بھٹی نے رکھی تھی۔ یہاں قبیلے کی تعداد میں اضافہ ہوا اور وہ خطے کے ایک بڑے حصے پر متصرف ہو گیا۔ اس نے کچھ سیاسی اہمیت بھی حاصل کر لی۔ رندھاوا خاندان کی تفصیل ''رؤسائے پنجاب'' کے صفحات 18-200 پر ملے گی۔ چند ایک رندھاووں نے خود کو گوجرانوالہ میں بھٹی اور فیروز پور میں ورک درج کروایا۔

گورداسپور میں رندھاووں کا کہنا ہے کہ ایک راجپوت رندھاوا ایک مان جٹ سنگھر کی بیٹی سوہاگ سے شادی کرنے کے باعث گر کر جٹ ہو گیا۔ مالوہ میں رہنے کے دوران وہ بہت امیر اور طاقتور ہو گئے اور پڑوسی چاہل جٹ حسد کرنے لگے، لیکن انہوں نے ایک رندھاوا لڑکے کو رشتے میں ایک لڑکی دی اور شادی کی دعوت میں تمام رندھاووں کو جلا یا تباہ کر دیا۔ بس بچے اور بوڑھے ہی زندہ بچے جو بھاگ کر امرتسر تحصیل میں پناہ گزین ہوئے لیکن آج بھی وہ چاہلوں کے ساتھ باہمی شادیاں نہیں کرتے۔ وہ سدھو اور سرائے قبیلچوں کے قرابت دار لگتے ہیں کیونکہ وہ ان کے جدامجد جُندر کے دیگر دو بیٹوں کی نسل سے ہیں۔

رندھاووں کے کچھ عقائد ہیں جو قبائلی کی بجائے مقامی نوعیت رکھتے ہیں۔ وہ بالاصل سرور یا سلطانی تھے اور درجہ بدرجہ سکھ مت میں شامل ہوئے۔ مہاراجا رنجیت سنگھ کے عہد میں ان کی تبدیلیٔ مذہب مکمل ہو گئی۔ رندھاوے گورونانک کے مقبرے، سِدھ ساہو کی قبر، صاحب بدھا کے مزار، صاحب مہان کی سمادھ، صاحب رام کور کے دربار اور صاحب انوپ سنگھ کے دربار سے بھی عقیدت رکھتے ہیں۔ قبیلے کے زیادہ تر افراد کاتک اور ہاڑ کے مہینوں میں سِدھ سادھو کے ٹیلے پہ جا کر مٹی لاتے اور وہاں قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ یہ نذرانے گوت کے برہمن اور میراثی وصول کرتے ہیں، لیکن بھینٹ کیے گئے بکرے صرف رندھاوا گوت کے ہی لوگوں کو ملتے ہیں۔

رنگریٹا...... چوہڑے، بالخصوص سکھ مت قبول کر لینے والے چوہڑے کے لیے مستعمل اصطلاح۔

رنگریز...... (دیکھیں ''لیلاری'')۔

رنگساز...... لکڑی اور دیگر چیزوں پر رنگ کرنے والا۔ لیکن یہ گھروں میں رنگ نہیں کرتا۔

رنگی...... جھنڈ میں جٹوں کی ایک شاخ۔

رنیرا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

رواتی (رواکی)...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

روانی...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

روپال...... امرتسر میں میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

روتھ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رودے...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

روڈا...... سر اور منہ مونڈنے والا۔

رورا...... (دیکھیں ''اروڑا'')۔

روڑ...... پنجاب میں روڑوں کا اصلی وطن کرنال اور انبالہ اضلاع کی سرحدوں پر تھانسیر کے جنوب میں واقع وسیع ڈھاک جنگل ہیں جہاں پر وہ 84 دیہات پر مشتمل ایک ''چوراسی'' میں آباد ہیں۔ ان میں امین کا گاؤں ٹیکہ یا مرکزی گاؤں ہے (جہاں پر پانڈووں نے کورووں کے ساتھ فیصلہ کن لڑائی سے قبل اپنی فوجوں کو منظم کیا تھا) لیکن روڑوں کی ایک بڑی تعداد مغربی جمنا کینال سے نیچے کرنال کے زیریں حصوں اور جھنڈ میں پھیلی ہوئی ہے۔ وہ گنگا سے پرے بھی 12 دیہات میں آباد بتائے جاتے ہیں۔ وہ زبردست جنگجو، کافی حد تک جٹوں سے مشابہہ اور تقریباً ہم سر کاشتکار ہیں۔ ان کی عورتیں کھیتوں میں کام کرتی ہیں۔ وہ زیادہ امن پسند اور جٹوں کی نسبت کم اکھڑ اور کم ہٹ دھرم ہیں۔ لہٰذا جہاں جٹوں کو دور دور رکھا جاتا ہے وہاں انہیں فوراً مزارع رکھ لیا جاتا ہے۔ میں ان کے ماخذ سے متعلق یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ان کی کہانی بھی بالکل اروڑوں جیسی ہے کہ وہ راجپوت تھے جو پارس رام کے غضب

سے یہ کہہ کر بچ نکلے کہ ان کی ذات کوئی ''اور'' ہے۔ پنجاب کے مشرق میں اکثر و بیشتر اروڑوں کو ''روڑا'' بھی کہا جاتا ہے۔ تاہم مجھے اس بات پر پورا یقین نہیں کہ صاف گو، جنگجو روڑ بھی اروڑا ماخذ سے ہیں۔ امین کے آدمی کہتے ہیں کہ وہ مراد آباد میں سمبھل کے مقام سے آئے۔ لیکن ممکن ہے یہ بات صرف اپنا تعلق ان چوہان راجپوت پڑوسیوں سے قائم کرنے کے لیے ہو جو یقیناً وہاں سے آئے تھے۔ لیکن تقریباً سبھی روڑ ایک ہی طرح سے اپنا آبائی وطن روہتک کی تحصیل جھجر میں باولی بتائے ہوئے ملتے ہیں۔ تاہم، ان میں سے کچھ ایک کا کہنا ہے کہ وہ راجپوتانہ سے آئے۔ ان کی سماجی حیثیت بھی جٹوں جیسی ہے اور وہ بیوہ کی شادی کرتے ہیں، البتہ صرف ذات کے اندر (جیسا کہ وہ بتاتے ہیں)۔

روشنیا...... اسلام کے ابتدائی دور سے ہی ایسے فرقے موجود رہے ہیں جو قرآن سے متضاد عقائد کا پرچار کرتے تھے۔ ان عقائد اور مسالک نے وقتاً فوقتاً خراسان اور فارس میں نئی زندگی پائی۔ ان میں سے کچھ کا کہنا یہ بھی تھا کہ عورتوں کو بھی برادری میں شامل کرنا چاہیے اور جائیداد کی مساوی تقسیم ہونی چاہیے۔ سولھویں صدی کے وسط میں پنجاب میں ان عقائد کو ایک نئی زندگی ملی جس کی سرکردگی ایک انصاری شیخ بایزید کر رہا تھا۔ وہ جالندھر میں پیدا ہوا اور اس کی اولاد اب بھی وہاں آباد ہے۔ اس نے پیر روشن کا لقب اختیار کیا۔

رُوکھر...... سنیاسی فقیروں کا ایک طبقہ۔

رَوَل...... دُھند پال نامی راجپوت کی نسل سے ہونے کا دعویدار ایک گوجر قبیلہ۔ دُھند پال ''لاہور سے باہر'' کے کسی علاقے سے آیا اور ایک گوجر لڑکی گھوکھر سے شادی کی۔ وہ کبھی ایک ''بارہ'' اور ''ستائیسی'' کے مالک تھے (کرنال میں)۔

رونگا...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

رونگڑ...... ملتان میں میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

روہادے...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

رہان...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

رہباری...... ہندو شتربانوں اور شکاریوں کی ایک ذات۔ یہ مشرقی وجنوب مشرقی اضلاع اور ملحقہ دیہی ریاستوں میں ملتے ہیں۔

رہُو...... کنیتوں کی ایک شاخ۔

رہولہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رہیلہ...... (دیکھیں ''روہیلہ'')

ریار...... گورداسپور میں ایک جٹ قبیلہ۔ ریار کی خطے کا نام اسی کے نام پر ہے۔

ریاڑ...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ریمان...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ریہان...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ریا...... ریا (Reya) ایک چھوٹی سی ہندو ذات ہے جو صرف دہلی میں ملی۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ راجپوت تھے لیکن انہیں اس وجہ سے ذات سے خارج کر دیا گیا کہ انہوں نے کریوا یا بیوہ کی شادی کرنا شروع کر دی تھی۔ اب وہ بالکل علیحدہ ہیں۔ وہ جٹوں اور اسی حیثیت کی دیگر زراعتی ذاتوں کے ساتھ کھاتے اور تمبا کو نوشی کرتے ہیں لیکن کریا کے سوا ان میں شادی نہیں کرتے۔ دہلی میں ان کے 9 گاؤں ہیں اور ان کے قبیلچوں کے نام کہیں کہیں راجپوت ہیں۔ وہ اپنا سلسلۂ نسب مہرولی میں ملاتے ہیں جہاں فیروز شاہ کی لاٹ ایستادہ ہے۔



ز

زاہدی......منٹگمری میں زراعت پیشہ سید قبیلہ۔
زرتشت......(دیکھیں ''پارسی'')۔
زرکن......کاکڑ پٹھانوں کا ایک قبیلہ، زرکنی بلوچ کے پڑوسی۔
زمرانی......ڈیرہ اسماعیل خان کے پہاڑپور خطے میں اِدھر اُدھر بکھرا ہوا ایک چھوٹا سا پٹھان قبیلہ۔
زمری......ایک پٹھان قبیلہ جو بلوچستان تک ہی محدود لگتا ہے۔
زمیندار......جہلم میں ایک گروپ۔ (دیکھیں ''چودھریال'')
زنجانی......امرتسر میں زراعت پیشہ سید قبیلہ۔
زنخے......ناچنے والے کھسرے، جو عورتوں والا لباس پہنتے ہیں۔
زیدی......ایک صوفی فرقہ جس کا نام خواجہ عبدالاحد بن زید سے منسوب ہے۔ اس کا مزار بصرہ میں ہے۔
زِیرک......گُیانی پٹھانوں کی دو بڑی شاخوں میں سے ایک۔
زیمُشت......پٹھانوں کا ایک قبیلہ۔ یہ تقریباً سبھی بالائی میرانزئی میں مقیم ہیں۔



س

سادھ...... کسی فقیر کا چیلہ۔ ڈینزل ابٹسن کے بقول: سادھ کافی موزوں طور پر مسلمان لفظ ''پیر'' کا ہندو مترادف ہی ہے یا پھر اس کی بجائے سادھ کا استعمال صرف ایک ہندو بھگت کے لیے ہوتا ہے جبکہ پیر میں کوئی بھی مقدس شخص شامل ہے۔ لیکن اس لفظ کا اطلاق خصوصاً ہندو موحدین کے گروہ پر ہوتا ہے جو مرکزی طور پر بالائی گنگا جمنا دوآب میں فاروق آباد سے اوپر کی طرف پائے گئے۔ اس فرقے کی بنیاد کوئی 200 سال قبل ایک شخص بیر بھان نے رکھی تھی۔ سادھ لوگ تمباکو نوشی نہیں کرتے اور روحانی پاکیزگی پر بہت زور دیتے ہیں۔ ان کی مذہبی تقریبات اجتماعی ضیافت پر مشتمل ہیں۔ یہ ایک سلسلہ سے زیادہ فرقہ ہیں۔ کرنال میں ایک بہت بڑے گاؤں کے جٹوں کا فرقہ سادھ مگر ذات جٹ ہی ہے۔ (دیکھیں مسٹر ولسن کی ''ہندو سیکٹس''،) میکلیگن کے مطابق یہ فرقہ رائے داس کے ایک چیلے اُدوداس نے قائم کیا۔ پست طبقات کے پروہت بھی اکثر سادھ کہلاتے ہیں۔ مثلاً چماروں کے چمرواسادھ یا چرن داسی کے سادھ اور جولاہوں کے کبیر بنسی سادھ۔ ان میں دیوانہ سادھوں کو بھی شامل کرنا چاہیے جن کے ہیڈکوارٹرز بیر پنڈ نامی کسی خیالی مقام پر ہیں۔ اس کے علاوہ نرملا سادھو یا سادھ بھی ہیں۔

سادھ مارگی...... شوتمبری جینیوں کی ایک شاخ۔

سادھو...... ایک بھکشو یا ولی۔ غالباً یہ سادھ کا مترادف ہے۔ یہ اصطلاح متعدد ہندو سلسلوں اور فرقوں پر (بالخصوص جنوب مشرقی پنجاب میں) لاگو ہوتی ہے۔

سادیکے...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

سالار...... ہزارہ میں جدونوں کی ایک شاخ۔ یہ قبل ازیں مینگل یا منگل خطے میں آباد تھے اور 1830ء سے رجوئیا تک ہی محدود ہیں۔

سامتہ...... میانوالی کی لیہ تحصیل میں ایک چھوٹا سا قبیلہ جو راجپوت ماخذ کا دعویدار ہے۔ وہ شادیوں کے موقع پر ہندو رسوم ہی ادا کرتے ہیں، لیکن برہمنوں سے خدمات لینے کی بجائے نکاح

پڑھایا جاتا ہے۔

سامل......ساندل میں ایک قبیلچہ جو بھٹیوں کا قرابت دار ہے۔وہ زیادہ تر قبیلے کے اندر ہی شادیاں کرتے ہیں۔وہ کھرلوں کو بیٹیوں کے رشتے دیتے ہیں مگر ان سے لیتے نہیں۔پنڈی بھٹیاں کے بھٹی اپنی بیٹیاں ان کے ساتھ نہیں بیاہتے۔دریائے راوی پر کرانہ بار اور نیلی میں بھی کچھ سامل ہیں۔کچھ کا اندراج ڈیرہ غازی خان سے بھی ہوا۔

ساندی......بھٹنیر کے ایک راجپوت ساندہ کی نسل سے تعلق رکھنے والے جٹوں کا قبیلچہ۔

ساندیے......امرتسر میں (1) ایک ارائیں، (2) ایک کمبوہ قبیلچہ۔دونوں ہی زراعت پیشہ ہیں۔

سانسی (ساہنسی)......ان کی سب سے زیادہ تعداد لدھیانہ، کرنال اور گجرات میں ہے۔وہ اپنا سلسلۂ نسب مارواڑ اور اجمیر میں ملاتے ہیں جہاں ان کی تعداد کافی زیادہ ہے۔وہ بالخصوص ایک سیلانی قبیلہ ہیں۔ایک جگہ پر زیادہ عرصہ کے لیے کبھی نہیں یا شاذ ہی آباد ہوتے ہیں۔وہ زبردست شکاری اور تمام قسم کے جنگلی جانور پکڑتے اور کھاتے ہیں (پاک و ناپاک دونوں طرح کے)۔وہ مُردار خور بھی ہیں۔سانسی بکریاں، بھیڑیں، سور اور گدھے پالتے، گھاس پیال اور نرسل کا کام کرتے اور بھیک مانگتے ہیں۔ان کی عورتیں عام طور پر گاتی، ناچتی اور جسم فروشی کرتی ہیں۔وسطی پنجاب کے جٹ قبائل کے ساتھ ان کے کچھ انوکھے رشتے ہیں۔بیشتر موروثی ماہرین انساب یا گویے ہیں اور حتیٰ کہ راجپوتانہ میں بھی وہ خود کو عموماً "بھرت" یعنی بھاٹ کہتے ہیں۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ فیروز پور کے ڈوگروں، ہوشیار پور و جالندھر کے راجپوتوں اور آنند پور کے سوڈھیوں کے ماہرین انساب کے طور پر کام کرتے ہیں۔تقریباً 11 فیصد کا اندراج بطور مسلمان اور چند ایک کا ہی بطور سکھ ہوا۔باقی سب ہندو ہیں، لیکن یقیناً اچھوت۔وہ اپنا سلسلۂ نسب بھرت پور کے سانس مل سے جوڑتے ہیں جس کی وہ ابھی تک بطور گورو تعظیم کرتے اور ملنگ شاہ نام کے تحت اس کے سرپرست بزرگ کی پوجا کرتے ہوئے بتائے گئے۔ان کی تقریب شادی کا ایک مخصوص انداز ہے۔جب شادی کی رسومات ادا کی جا رہی ہوں تو دلہن کو ایک ٹوکری سے ڈھانپ دیا جاتا ہے جس پر دلہا بیٹھتا ہے۔وہ دو بڑے قبائل کالکا اور مالکا میں تقسیم ہیں جو باہم ازدواج نہیں کرتے۔ان کا ایک مخصوص لہجہ ہے اور عورتیں خصوصاً بدکار ہیں۔

پنجاب میں سانسی سب سے زیادہ جرائم پیشہ طبقہ ہیں۔ ایکٹ کے تحت ان کو نو اضلاع میں رجسٹرڈ کیا گیا۔ پھر بھی ساری کی ساری ذات چھوٹی چھوٹی چوریوں کے لیے زیر شبہ ہے۔ وہ کسی بھی طرح ہر صورت میں پیشہ ور چور نہیں۔ دی پنجاب گورنمنٹ نے 1881ء میں لکھا: ''مختلف علاقوں میں ان کی عادات بہت زیادہ بدل جاتی ہیں۔ ایک پشت قبل لاہور میں انہیں جرائم پیشہ طبقہ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ لاہور میں انہوں نے زمیندار جٹوں کے شجرہ نسب رکھے اور زرعی مزدوروں کے طور پر کام کیا۔ دوسری طرف وہ گورداسپور میں بدترین جرائم پیشہ لوگوں کے طور پر بدنام ہیں۔'' جہاں وہ پیشہ ور مجرم ہیں وہاں پر وثوق اور بے دھڑک ہیں اور نقب زنی و ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔ تاہم، ان کے گروہ شاذ و نادر ہی بہت بڑے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ چور پیشہ سانسی دھیدوں اور مہنگوں کے سوا معاوضہ لے کر کسی بھی ذات کے شخص کو اپنی برادری میں شامل کر لیتے ہیں اور یوں شامل کیا جانے والا شخص عملاً سانسی بن جاتا ہے۔

شاید سانسیوں کی اس طرح زمرہ بندی کرنا درست ہوگا: (1) آباد سانسی جن کا اندراج کریمنل ٹرائبز ایکٹ کے تحت ہوا ہے لیکن وہ اپنے ہی گاؤں کے قریب یا پڑوسی علاقوں میں چھوٹے موٹے جرم کرتے ہیں۔ (2) خانہ بدوش سانسی جن کی دو بڑی شاخیں برتوان اور ریہلو والا ہیں۔ موخر الذکر کی عورتیں ریہلو گاتی اور رقص کرتی ہیں۔ لیکن وہ غالباً تمام سانسیوں میں سب سے زیادہ جرائم پیشہ ہیں۔ ان کی رسوم بھی زیادہ قدیم ہیں۔ مثلاً وہ اپنے مُردوں کو جلانے یا دفنانے کی بجائے جنگل میں پھینک آتے ہیں۔

سانسی ذات کی ابتداً کے حوالے سے متعدد کہانیاں ملتی ہیں۔ مثلاً سیالکوٹ میں کہا جاتا ہے کہ پنجاب کے ایک راجا نے کسی دور میں اپنی ایک بیٹی کو ملک بدر کر دیا۔ اس نے بیابان علاقوں میں پھرتے ہوئے ایک سانسی کو جنم دیا جس کے ہاں دو بیٹے بینڈ وا اور ماہلا پیدا ہوئے اور 23 سانسی گوتیں انہی دونوں سے نکلیں۔ لیکن گجرات کے سانسی لکھی جنگل کے ایک خانہ بدوش راجا شنس مل کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں۔ جھنگ سے ملنے والے بیان کے مطابق سانسی بالاصل پنوار راجپوت ہیں اور ان کی زیادہ تر آبادی مغربی راجپوتانہ میں ہے۔

سانسیوں میں ان کی بوڑھی عورتوں کا اثر ورسوخ بہت زیادہ ہے۔ ان کی مذہبی پوجا کے متعلق 1911ء کی مردم شماری رپورٹ میں مندرجہ ذیل بیان ملتا ہے: ''وہ صبح اور شام کے

وقت رام رام کا ورد کرتے ہیں اور گوگا پیر کو پوجتے ہیں۔ وہ ماگھ سُودی کی دوسری تاریخ کو جوالا جی یا کسی اور دیوی (کالکا) کے احترام میں چاول پکاتے اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے منتیں مانتے ہیں۔ بچے کی پیدائش کے بعد ناپاکی کا عرصہ 10 روز ہے۔ وہ دسویں روز دُسُوتھن کی رسم میں نہاتے اور سارے گھر کو دھوتے ہیں۔ بچے کی ماں کو 40 روز تک کچھ پکانے کی اجازت نہیں ہوتی کیونکہ اسے پوری طرح پاک نہیں سمجھا جاتا۔ یہ معیاد پوری ہونے پر بیٹیوں اور بہنوں کو دعوت دے کر میٹھے چاول کھلائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد سارا گھر پاک ہو جاتا ہے۔ لڑکے کی جھنڈ اڑھائی ماہ کی عمر میں اتاری جاتی ہے۔ شادی کے موقع پر ایک دلچسپ رسم مروج ہے۔ شادی کی رات کو پو پھٹنے سے پہلے ایک گھڑے میں شربت بنایا جاتا ہے۔ اس کے بعد گھر کے صحن میں ایک گڑھا کھود کر کسی پھل دار درخت کی ٹہنیاں چار کونوں میں بو دی جاتی ہیں۔ گڑھے میں تھوڑا سا شربت اور کچھ Pice رکھ دیتے ہیں۔ پھر دلہا گھڑا سر پر اٹھا کر اس کے گرد سات چکر لگاتا ہے۔ دلہن اپنے ماموں کے ہمراہ پیچھے پیچھے چلتی جاتی ہے۔ یہ دستور تولید کے ہمہ گیر قانون کی جانب اشارہ کناں لگتا ہے۔ یعنی وہ تصور کرتے ہیں کہ پودے پر پھل لانے والا دیوتا یا دیوی اس شادی کو بھی پھلدار بنائے گی۔ خود سانسیوں کو اس دستور کے مفہوم کا کوئی ادراک نہیں۔

سانسی اپنے تنازعات کا فیصلہ برادری کی مجلس میں کرتے ہیں۔ انہوں نے قابل تعزیر جرائم کے لیے مخصوص سزائیں مقرر کر رکھی ہیں۔ مجلس کے سربراہوں کو نمبردار کہتے ہیں۔ کبھی کوئی سانسی اپنا جھگڑا عدالت میں نہیں لے کر آیا اور نہ ہی اس نے کبھی تھانے میں پرچہ درج کروایا ہے۔ عموماً سزاؤں کے طور پر 5 تا 30 روپے جرمانہ کیا جاتا ہے۔ سانسی تصورات کے مطابق قتل کرنا، زدوکوب کرنا، پڑوسی کی بیوی کو اغوا کر لینا جرم ہے لیکن چوری چکاری کو ضروریات زندگی حاصل کرنے کے فطری ذرائع خیال کیا جاتا ہے۔ اس نسل کی جسمانی ساخت غیر معمولی ہے۔ سانسی نہایت سخت جان اور تکلیف برداشت کرنے کی زبردست صلاحیت رکھتے ہیں۔ کسی سانسی کے لیے ایک دن میں 25 یا 30 کوس پیدل سفر کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ کچھ ہی عرصہ پہلے سانسیوں نے باقاعدہ بستیوں میں گھر بنا کر رہنا شروع کیا ہے۔ پچیس تیس سال پہلے تک بھی وہ ایک سے دوسرے خطے میں گھومتے رہتے تھے۔ پنجاب کے سانسی عموماً لمبے بال رکھتے

ہیں جن میں ایک تیز چاقو پرس کاٹنے کے لیے چھپایا گیا ہوتا ہے۔وہ اپنے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور انگشت شہادت کے ناخن بھی انہی مقاصد کے تحت لمبے رکھتے ہیں۔

سانگرہ......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سانگھیرا......لدھیانہ میں ایک جٹ قبیلہ۔وہ شادی کے بعد جنڈی کاٹتے اور ڈالیوں سے کھیل کھیلتے ہیں۔وہ گائے یا بھینس کا دودھ سب سے پہلے اپنے جٹھیرا کو بھینٹ کرتے ہیں۔

سانگھی......ڈیرہ غازی خان کی سانگھڑ تحصیل میں جٹ قبیلہ۔اروال جٹوں کی طرح ان کی شادی کی رسوم بھی بلوچوں والی ہیں۔

سانگی......امرتسر اور ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سانول شاہی......وادیٔ سندھ میں سانول شاہی یا سوم شاہی نامی ایک سکھ فرقہ ملتا ہے جو بابا نانک کے ایک بھگت سانول شاہ نے قائم کیا تھا۔1489ء میں بابا نانک نے اسے جنوب مغربی پنجاب میں پرچار کرنے بھیجا تھا۔

سانی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ساولہ......امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

ساہنی......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ساہون......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ساہی......(لدھیانہ میں اسے کبھی کبھی چھاہی بھی بولا جاتا ہے)۔ایک جٹ قبیلہ جو سندھو کی طرح سورج بنسی راجپوت کی نسل ہونے کا دعویدار ہے جو محمود کے ہمراہ غزنی گیا اور واپس آکر لاہور کے قریب راوی کنارے آباد ہوگیا۔ان کا اندراج صرف گجرات اور سیالکوٹ سے ہوا۔ہندو ساہی بجا اور سندھو جبکہ مسلمان ساہی صرف سندھو کے ساتھ شادی سے اجتناب کرتے ہیں۔ان علاقوں کے سندھو اور چیمہ کی طرح ان کی بھی کچھ مخصوص شادی کی رسوم ہیں۔مثلاً بکرے کا کان کاٹنا اور اس کے خون سے پیشانی پر تلک لگانا، دلہے کا جنڈ کے درخت کی ایک شاخ توڑنا وغیرہ۔بیوہ کی دوسری شادی کی اجازت ہے لیکن وہ صرف متوفی شوہر کے بھائی سے شادی کرسکتی ہے، بصورت دیگر اسے ذات بدر کردیا جاتا ہے۔ملتان، شاہ پور اور امرتسر میں جٹوں کا ایک زراعت پیشہ قبیلچہ بھی ساہی ہے اور منٹگمری میں انہیں کھرلوں کا

ایک قبیلچہ بتایا جاتا ہے جس کے ساتھ مرزا کا تعلق تھا (مرزا صاحباں داستان کا مرزا)۔

سبراہی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سبروال......جہلم میں زراعت پیشہ کھتریوں کا ایک خاندان۔

سِبیا......فیروز پور میں جٹ قبیلہ۔کہا جاتا ہے کہ اس قبیلے میں شادی کرنے والی ایک حاملہ عورت مرگئی لیکن اس کی ارتھی جلائے جانے کے دوران اس نے ایک بیٹے کو جنم دیا جو سِبیا کہلایا۔لاشیں جلانے کی جگہ کو سِبا کہتے ہیں۔

سِپرا......یہ جٹوں کے گِل قبیلے کی ذیلی شاخ لگتے ہیں جنہوں نے سپراؤں کے مشہور میدان جنگ کو اپنا نام دیا۔وہ بھی مرکزی طور پر جہلم اور زیریں چناب میں ملتے ہیں اور جھنگ میں ان کی تعداد کافی زیادہ ہے۔جھنگ کے سپرے ایک طاقتور قبیلہ تشکیل دیے ہوئے ہیں۔وہ ہندو راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرتے اور شادیوں پر برہمنوں یا میراثیوں کی خدمات لیتے ہیں۔ان کی بیویاں چدھرڑ اور ماہون جٹوں اور کبھی کبھی سیالکوٹ میں سے بھی ہوتی ہیں۔لیکن اپنی بیٹیاں صرف سیالوں کے بھروانہ قبیلچے یا اپنے ہی حلقوں میں بیاہتے ہیں۔

سپرا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سپرائے......امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

سپیلا،سپیرا یا سپادا......سانپ پکڑنے والا۔یہ جوگیوں کی ایک شاخ ہونے کے دعویدار ہیں۔

ست واہن......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سترداری......امرتسر میں زراعت پیشہ سید قبیلچہ۔

ستنامی......ہندو بھگتوں کا ایک طبقہ۔ست نام کا لفظی مطلب "سچا نام" ہے۔رام سنگھ کوکا نے اپنے پیروکاروں کو ابتداً میں یہی نام دیا تھا۔لیکن کوکا کبھی بھی ست نامی کہلاتے نظر نہیں آئے۔وسطی صوبجات کے ستنامیوں کو رائے داسی چماروں کی ایک شاخ بتایا جاتا ہے۔لیکن ان کا ماخذ غالباً کافی اعلیٰ ہوگا۔اورنگزیب کے عہد حکومت کے پندرھویں سال (1675ء) کے وقائع میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

ستھار......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سُتھار......امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

سُتھار......لوہار۔ ترکھان ذات کا ایک گروپ۔ ستھار لوہار بالاصل ہندو ترکھان تھے اور روایت کے مطابق اکبر جودھپور سے دہلی جاتے وقت ان میں سے 12,000 کو ساتھ لے گیا، زبردستی ان کے ختنے کروائے اور انہیں لوہے کی بجائے لکڑی کے کام پر مجبور کیا۔ کچھ ایک لوہار اس کہانی کو درست مانتے ہیں۔ سندھی میں ترکھان کے لیے عام اصطلاح سُتھار ہے۔

ستھانک واسی......غیر بت پرست شوِیتمبر جین جنہیں ڈھندیا بھی کہتے ہیں۔

ستھرا شاہی......سکھ بھگتوں کا ایک سلسلہ جس کا ماخذ یوں بیان کیا جاتا ہے: تیغ شاہ نامی فقیر کی زندگی میں ہی ایک لڑکا پیدا ہوا جس کی پیشانی پر ایک کالا نشان اور منہ پر مونچھیں تھیں۔ ماں باپ نے اسے ایک بدشگون خیال کرتے ہوئے کسی جگہ پھینک دیا۔ اتفاقاً دسویں گورو ہرگوبند کو وہ بچہ مل گیا اور اس نے اپنے شاگردوں سے اسے اٹھانے کو کہا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ کتھرا یعنی گندا ہے۔ گورو نے جواب دیا ''نہیں وہ ستھرا ہے۔'' یہی لڑکا ستھرا شاہی فرقے کا بانی بنا۔ مسلمان اور ہندو دونوں اس پنتھ میں داخل ہوتے ہیں۔ مسلمان سُتھرے ایک ڈنڈا ساتھ رکھتے ہیں جس کے ساتھ اپنی لوہے کی چُوڑی چھنکاتے رہتے ہیں۔ ہندو سُتھرے اپنا فرقہ اُداسی بتاتے ہیں۔ وہ گورو نانک کے بیٹے ہری چند کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں۔ یوں تو وہ وحدانیت پرست ہیں مگر ہندوؤں سے بھی بھیک مانگنے کی وجہ سے ہندو دیوتاؤں کو بھی پوجتے ہیں۔

ستھند......امرتسر میں زراعت پیشہ (1) ارائیں قبیلچہ اور (2) کمبوہ قبیلچہ۔

ستی......راولپنڈی میں پہاڑی قبائل میں سب سے بڑا اور اہم ترین قبیلہ۔ وہ مری تحصیل میں پہاڑیوں پر۔ ڈھندوں کے جنوب میں آباد ہیں اور کہوٹہ تحصیل کے شمال مغربی کونے میں بھی۔ غالباً ان کا ماخذ ڈھندوں والا ہی ہے جو انہیں بہ نظر تحقیر دیکھتے ہیں۔ دونوں کی جسمانی اور عام خصوصیات ایک جیسی ہیں۔ وہ اچھے سپاہی بنتے ہیں۔ ستیوں کے بارے میں ڈھند کا کہنا ہے کہ ایک ڈھند کلو رائے نے ایک غلام لڑکی سے شادی کی اور ستی اسی کی اولاد ہیں۔ اس لڑکی کا بیٹا نرار پہاڑ کے دامن میں پیدا ہوا۔ ماں باپ راستہ بھول کر اسے بھی کھو بیٹھے۔ تین روز بعد وہ ایک برہمن کو مل گیا جس نے اسے ''ست'' قرار دیا۔ بلاشبہ ستی اس سلسلہ نسب کو پسند نہیں کرتے اور بالعموم انہیں ''ساہو'' یا Gentle تسلیم کیا جاتا ہے۔ خلوص اور دیگر

کرداری خصوصیات میں وہ ڈھندوں سے برتر ہیں۔ان میں قبائلی احساسات قوی ہیں اور اپنے سرداروں کی زیادہ قدر کرتے ہیں۔کریکفورٹ کے مطابق وہ نوشیرواں کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں۔غالباً اس کا مقصد خود کو ایرانی النسل بتانا ہے۔

ستے گرہ......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سجرا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سدوزئی...... پٹھانوں کا ایک قبیلہ۔اصلاً اتمانزئی کی ایک شاخ (اتمان کی دوسری بیوی سے)۔ ایک زراعت پیشہ قبیلے کے طور پر وہ صرف منٹگمری میں ملتے ہیں۔ڈیرہ اسماعیل خان اور بہاولپور میں ان کی کچھ تعداد موجود ہے۔

سِدھ......کوئی بزرگ یا ولی۔

سدھانا......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سدھنا پنتھی......سیہون میں جنم لینے والے ایک بھگت سدھنا کے قائم کردہ فرقے کا پیروکار۔وہ نام دیو کا ہم عصر اور پیشے کے اعتبار سے قصاب تھا۔لیکن اس نے خود کبھی کسی جانور کی جان نہ لی اور صرف گوشت ہی بیچا کرتا تھا۔ان کے عقائد واضح نہیں، لیکن غالباً یہ وشنو کے سدھنا اوتار کی پرستش کرتے ہیں۔

سِدھو، سِدھو۔برار......سدھو اپنی شاخ برار یا سدھو برار سمیت پنجاب کے جٹ قبائل میں بہت بڑا اور انتہائی اہم ہے کیونکہ پٹیالہ، نابھا اور جِنڈ کا پھلکیاں اور فرید کوٹ کے برار خاندان اسی میں سے پھوٹے تھے۔سدھو اپنی نسل کا ماخذ ایک بھٹی راجپوت اور جیسلمر کے بانی مہانی جیسل کو قرار دیتے ہیں جو ایک کامیاب بغاوت کے نتیجہ میں اپنی سلطنت سے محروم ہوا اور دہلی کے آخری ہندو بادشاہ پرتھوی راج چوہان کے پاس پناہ لی۔اس کی اولادوں نے حصار اور سرسا پر غلبہ حاصل کیا اور موخر الذکر کا نام اپنے نام پر بھٹیانہ رکھا۔انہی میں کھیوا شامل تھا جس نے دریائے گھگر کی ایک جٹ خاتون سے شادی کی اور اس کے بطن سے سدھو پیدا ہوا۔وہی اس قبیلے کا بانی بنا۔سدھو کے چار بیٹے دیوی، بور، سور اور روپچ تھے۔بور کی اولاد دھول سے برار قبیلہ نکلا۔

بھٹیانہ کے خالص بھٹی راجپوت آج بھی سدھو اور برار کے ساتھ تعلق تسلیم کرتے

ہیں۔ان قبائل کی ابتدائی تاریخ سر لیپل گریفن نے ''دی چیفس آف پنجاب'' کے صفحہ ایک تا دس اور 8-546 پر بیان کی ہے۔اصل میں یہ ساری کتاب ہی سدھو کی اولادوں کی سیاسی تاریخ ہے۔انہوں نے اپنی اسی کتاب کے صفحات 36-429 پر چھوٹے سر کردہ قبائل پر بات کی ہے۔ان کی قدیم جدیت کے بارے میں کچھ مزید تفصیلات ''حصار سیٹلمنٹ رپورٹ'' کے صفحہ 8 پر بھی مل جائیں گی۔اس قبیلے کا اصل گھر مالوہ تھا۔اب بھی ان کی سب سے زیادہ تعداد وہیں پائی گئی۔لیکن وہ ستلج کے پار لاہور، امرتسر، جالندھر اور دیگر اضلاع میں بھی سرایت کر گئے ہیں۔مسٹر برانڈرتھ (Brandreth) فیروز پور کے برار کو یوں بیان کرتے ہیں: ''کہا جاتا ہے کہ برار اسی خاندان سے بھٹی راجپوت تھے جس سے جیسلمر کے راجپوت تھے اور دونوں کا آبائی گھر جیسلمر ہی تھا۔ان کے مورث اعلیٰ کے پوتے کا نام برار تھا۔اس کے بعد انہیں سدھو اور برار دونوں کہا جانے لگا۔ برار یا اس کی کوئی اولاد بھٹنڈہ کو نقل مکانی کر گئی، جس کے بعد اس کی اولادیں نواحی زمینوں پر پھیلنا شروع ہوئیں اور علاقہ کے ہر بڑے خطہ پر آباد ہیں۔وہ اس ضلع میں ماڑی، موڈ کی، مکتسر، بھوچون، مہراج، سلطان خان اور بھدوڑ کے تمام علاقوں، سارے فرید کوٹ، پٹیالہ، نابھا، جھونبہ اور ملودھ کے ایک بڑے حصہ پر رہتے ہیں۔ان تمام ریاستوں کے سرداروں کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہے۔قبول اسلام کر لینے والے سرسا کے بھٹی بھی بالاصل بھٹی راجپوت تھے اور براروں سے تعلق رکھتے تھے۔لیکن ان کا سلسلۂ نسب سدھو کے وقت سے پہلے کے کسی مشترک مورث اعلیٰ سے جوڑا جاتا ہے۔''

''کاشتکاروں کی حیثیت میں برار دیگر جٹ قبائل کے ہم پلہ نہیں۔وہ نفیس کپڑے زیب تن کرتے اور خود کو زیادہ برتر خیال کرتے ہیں۔سابق برسوں میں متعدد انتہائی بے خوف و بے دھڑک ڈاکو تھے اور ہمارے راج میں پکڑے اور انصاف کی زد میں لائے جانے والے بدنام ترین مجرموں میں برار بدترین تھے۔کہتے ہیں کہ پہلے وقتوں میں وہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار دیا کرتے تھے۔مجھے بتایا گیا ہے کہ چند برس قبل برار دیہاتیوں میں بمشکل ہی کوئی جوان لڑکی نظر آتی تھی۔روایت کے مطابق یہ جرم اس وقت وہاں رواج پا گیا جب نابھا کے سرداروں میں سے ایک سردار کی بیٹی کے ساتھ کسی کمتر قبیلے کے آدمی نے بدکاری کی۔تاہم، اس نے خود کو شادی کرنے کے لیے پابند سمجھا۔اس واقعہ کے نتیجہ میں اس نے اپنے سارے

قبیلہ کے ساتھ معاہدہ کیا کہ آئندہ ہر لڑکی کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالا جائے تاکہ پھر کبھی ایسی شرمناک بدنامی سے دوچار ہونے کی نوبت نہ آئے۔

تاہم تمام بیانات کے مطابق یہ خوفناک رسم کچھ سال پہلے معدوم ہو چکی ہے اور مجھے برار دیہات اور دیگر ذاتوں سے آباد دیہات کے درمیان لڑکیوں کی تناسبی تعداد میں کوئی فرق نہیں نظر آتا۔"

سدھو جٹوں کا سدھ "سدھ تلکارا" ہے اور ہر ماہ کی 14 ویں بادی کو اسے گائے کی باؤلی بھینٹ کی جاتی ہے اور اسی روز غیر شادی شدہ لڑکیوں کو بھی کھلایا جاتا ہے۔ اس کی سمادھ فیروز پور میں مہراج کے مقام پر ہے۔ شادیوں پر وہ سوا من کے روٹ برادری میں تقسیم کرتے ہیں۔ سب سے پہلے سکھ ہونے والے سدھوؤں کے نام سردار کرم سنگھ اور سردار دھرم سنگھ تھے۔

سدھرا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔ لدھیانہ میں ہندو سدھرا بھی ملے جن کی رسوم سنگھیرا جیسی ہیں۔

سدھووانا...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

سدھو...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سرا...... منٹگمری میں جزواً ہندو اور جزواً مسلمان قبیلہ۔ بلاشبہ یہ سرائے ہی ہیں۔

سُرا...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ہندو اور مسلمان جٹ قبیلچہ۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ شاہ جہاں کے عہد میں دہلی سے وہاں آئے۔

سراج...... گھوڑے کی کاٹھیاں بنانے والا۔

سرارا...... ہزارہ میں ملنے والے سرارے چھال میں آباد نسل سے تعلق رکھتے ہیں یا ہزارہ کی سرحد پر کشمیر کے پہاڑی علاقہ سے۔ میجر ولیس کے مطابق ان کا تعلق اسی خطہ کے ڈھنڈ، ستی اور کرال کے نسلی گروپ ہی سے ہے۔ شاید انہیں کرالوں کے ساتھ رکھنا زیادہ بہتر ہوگا۔ وہ مرکزی طور پر تحصیل ایبٹ آباد میں پائے گئے ہیں جہاں وہ خالصتاً زراعتی ہیں۔ وہ سب مسلمان ہیں۔

سراف، صراف...... منی چینجر یا بینکر۔ صراف قیمتی دھاتوں کا لین دین کرتا ہے۔ اس کے برعکس سُنار محض ان دھاتوں سے چیزیں ہی بناتا ہے۔ صراف پرانے زیورات کے علاوہ چوری کے

زیورات بھی خرید کر انہیں گلاتا ہے۔

سرائی......امرتسر میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

سرائے......(1) امرتسر اور گورداسپور میں ایک جٹ قبیلہ۔ گورداسپور کے سرائے سلطانیوں یا سخی سرور کے پیروکاروں کے رہنما ہونے کی وجہ سے کبھی کبھی شیخ بھی کہلاتے ہیں۔ (2) مرکزی طور پر گورداسپور اور سیالکوٹ میں ملنے والے جٹوں کا قبیلہ۔ تاہم، بالائی و وسطی ستلج پر بھی کچھ ایک موجود ہیں۔ سیالکوٹ میں انہیں سرائے راجپوت کہا جاتا ہے جو تحصیل حافظ آباد کے سرائے نامی مورث اعلیٰ کی نسل کے بھٹی ہیں۔ ڈیرہ غازی خان کے کلہوڑا خاندان کے سرائیوں اور ان کے درمیان بمشکل ہی کوئی تعلق ہو سکتا ہے جو قریشی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جالندھر اور نواحی اضلاع میں سرائے جانے پہچانے جٹ ہیں۔ میجر ٹاڈ پنوار راجپوتوں کی اس نسل کو ''سہرائی'' نام دیتے ہیں۔ جس نے دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر سندھ میں اروڑ کے مقام پر ایک سلطنت کی بنیاد رکھی اور رسمی لقب کے طور پر اپنی نسبت سے علاقے کا نام سہل یا سہر اور شہزادوں اور باشندوں کا نام سہرائے رکھا۔ (3) ڈیرہ غازی خان میں راجن پور کے کلہوڑا خاندان کا لقب۔

سرایے......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سربنگی......بلا تعصب تمام ذاتوں کے افراد کے ہاتھ سے کھا لینے والا شخص، فقیروں کا ایک طبقہ۔

سردیے......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سرگانا......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

سرلہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سروان......اونٹ بان۔ انہیں جٹ بتایا جاتا ہے۔

سروانی......ایک پٹھان قبیلہ جسے ڈینزل ابٹسن نے غلزئی اور لودھی قبائل کا قرابت دار بتایا۔ اس نے کبھی بھی نمایاں حیثیت حاصل نہیں کی اور اب افغانستان میں تقریباً ختم ہو چکا ہے۔

سروت......گڑگاؤں میں جٹوں کا قبیلہ۔

سرویا......سخی سرورؒ کا پیروکار۔

سروردیا......بے نوا یا بے قاعدہ اسلامی سلسلوں میں سے ایک۔ یہ خواجہ حسن بصریؒ کے پیروکار ہیں

(دیکھیں ''سہروردیہ'')۔

سرورکے......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

سروہا......ایک راجپوت قبیلہ۔ روہتک کے گھوال جٹ اسی سے نسلی تعلق کا دعویٰ کرتے ہیں۔

سروی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سرہاری......منٹگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلہ۔

سرہانی......منٹگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلہ۔

سریرا، سریہرا، سراہرا......ایک پست ذات جس کا اندراج صرف کانگڑہ اور ملحقہ علاقوں سے ہی ہوا۔

سریسر......منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

شکر چکیا......سکھوں کی ساتویں مسل جس میں جٹوں کو بھرتی کیا گیا۔

سقہ......پانی بردار یا پانی فروخت کرنے والا۔ سقے مسلمان آب بردار ہیں۔ وہ راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کی متعدد گوتیں راجپوتوں والی ہیں مثلاً چوہان، بھٹی، پنوار، تُر اور بھلیم۔

سکھرا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سِقطیاں......خواجہ سری سقطی کے نام پر بنایا گیا ایک صوفی فرقہ۔

سکھیرا......بھونا کے تنوار راجپوتوں سے نسلی تعلق رکھنے والے پچادوں یا پچھادوں کی ایک شاخ۔ ان کا جد امجد تھری پال ایک پست ذات جٹنی کے ساتھ بھاگ گیا، اور نتیجتاً ذات بدر ہونے کے بعد سرسا سے ہوتا ہوا ستلج کے کناروں پر آباد ہوا۔ لیکن اس کی اولادیں واپس بھونا گئیں۔ اب ان کے مرکزی افراد بستی بھیم اور بیگار میں رہتے ہیں اور حصار میں ان کے 25 گاؤں ہیں۔ ان کا نام تھری پال کے بیٹے سکھا کے نام پر ہے۔

سگل......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سگلا......راوی کے دائیں کنارے پر منٹگمری تحصیل میں ملنے والا جٹ رتبے کا مسلمان قبیلہ۔ یہ بالاصل راجپوت ہیں اور دھارانگر کے راجا کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اکبر کے عہد میں اپنے موجودہ مقامات پر آئے لیکن ان کے مرکزی گاؤں محمد شاہ اور قمر سنگھ نکئی نے آباد کیے تھے۔

سِگوال......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

سِگھ......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

سگی......منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

سلطانی......سلطان سخی سرورؒ کا پیروکار۔ اسے سرو ریا، نگاہیا، لکھ داتا، دھونکلیا بھی کہتے ہیں۔ سرو ریوں کے واحد امتیازی وصف یہ ہیں۔ (1) جھٹکا کے ذریعہ مارا ہوا جانور نہ کھانا۔ (2) جمعرات کا دن منانا جس روز منتیں مان کر نیاز بانٹی جاتی ہے۔ سخی سرورؒ بنیادی طور پر جٹوں کا بزرگ ہے اور اس کی پوجا وسطی پاجٹ اضلاع کا غالب مسلک ہے۔ جھیور، گوجر اور پست ذاتیں عموماً اسی بزرگ کو مانتی ہیں لیکن کچھ کھترانی اور برہمنی پجارنیں بھی ملتی ہیں۔ کسی بھی ذات کا کوئی بھی فرد خود کو سرور کا پجاری بتا سکتا ہے اور سبھی مذاہب اور ذاتوں کے لوگ اس کے پیروکار ہیں۔ سلطانی کو تمباکو نوشی اور اپنی مرضی کا لباس پہننے کی پوری اجازت ہے۔ صرف ذبح کیے ہوئے جانوروں کا گوشت کھانے کا اصول لاگو ہونے کی وجہ سے بہت کم سکھ اس کے پیروکار ہیں۔

سلوترا......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

سلوتھی......برہمنوں کی ایک شاخ۔ کیتھل کے موروثی پادھے۔

سلوتے......امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

سلہریا......سلہریا سوم بنسی راجپوت ہیں جو اپنا سلسلۂ نسب دیومالائی عہد کے راجا سینگل اور اس کی اولاد چندر گپت سے ملاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کا نام دہندہ مورث اعلیٰ سلطان ممداح کے دور میں اس فوجی دستے کے سپہ سالار کی حیثیت میں دکن سے آیا جو شیخا کھوکھر کی بغاوت فرو کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا اور وہ سیالکوٹ میں آباد ہو گیا۔ بہلول لودھی کے دور میں اس کی اولادیں مسلمان ہو گئیں۔ وہ زیادہ تر مسلمان ہیں لیکن برہمنوں کی خدمات حاصل کرتے اور دروں زواجی نہیں کرتے۔ شادی کے موقع پر وہ دلہا اور دلہن کے ماتھے پر بکرے کے خون سے نشان لگاتے ہیں۔ ان کے مرکزی مقامات مشرقی حصے کی طرف ہیں، البتہ وہ گورداسپور اور لاہور میں بھی پائے گئے۔ سیالکوٹ کے ٹھاکر زیادہ تر سلہریا ہیں اور ان کی تعداد دونوں قبیلوں میں شامل کی گئی جبکہ سیالکوٹ کے سلہریاؤں میں سے بیشتر نے خود کو منہاس اور بھٹی

لکھوایا۔ سلہریا لوگ ملوترہ، کاٹل، بُتاہ اور گدیہہ راجپوتوں کے ساتھ باہمی ازدواج کرتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر جموال، سمپال، منہاس اور جسوآہ قبیلچوں میں بھی لڑکیاں بیاہتے ہیں۔ مہاراجا رنجیت سنگھ کو اس کے پنڈتوں نے سلہریا لڑکیوں سے شادی کرنے کا مشورہ دیا تھا کہ وہ باعث خوش نصیبی ہوں گی۔ لہٰذا مہاراجا نے سلہریا قبیلے سے تین بیویاں لیں۔ ان میں سے ایک بیوی اس کے ساتھ ہی ستی ہوگئی۔ گورداسپور میں سلہریا کا رتبہ کھری والا ہے۔ وہ چُونڈاونڈ کے اصول پر عمل کرتے ہیں۔ عورتوں کے حوالے سے تنازعات ان کے ہاں عام ہیں، اور رنجیت سنگھ کا ڈالا ہوا رواج آج بھی نافذ ہے کیونکہ بتایا جاتا ہے کہ متعدد سلہریا لڑکیوں کو لاہور اور امرتسر میں فروخت کردیا جاتا ہے۔

سلیمان خیل...... ڈیرہ اسماعیل خان کے مرکزی پٹھان قبائل میں سے ایک۔

سلیم شاہی یا شیر شاہی...... بھٹیاروں کا اختیار کردہ ایک لقب جو اپنے ناموں کے ساتھ خان لگاتے ہیں۔

سُلیکا...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

سُمبل، سُنبل...... نیازی پٹھانوں کا ایک قبیلہ جس کی باقیات میانوالی میں اب بھی موجود ہیں۔ شیر شاہ کے دور میں انہیں تقریباً مکمل طور پر بے دخل کردیا گیا تھا۔

سمدار...... کاشت کاری میں حصہ دار۔ اسے ہالی بھی کہتے ہیں۔ وہ فصل بوتا اور اس کی دیکھ بھال کرتا ہے جبکہ زمین کا مالک ہل، بیل اور بیج مہیا کرتا ہے۔

سمدرانی...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سمرا...... منٹگمری اور ملتان میں زراعت پیشہ ہندو قبیلچہ۔

سمرائے...... امرتسر اور لدھیانہ میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ موخرالذکر ضلع میں وہ شادیوں پر جنڈ کی ڈالی کاٹتے اور ان سے کھیلتے ہیں۔ نذر نیاز ایک برہمن کو دی جاتی ہے۔ ان کا جد امجد جو اندا سیالکوٹ سے آیا اور یہاں اس کی سمادھ موجود ہے۔

سُمرے...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

سمن...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو کمبوہ قبیلچہ۔

سمند خیل...... امرتسر میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

سمور......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سمہ......ریاست بہاولپور میں ایک قبیلہ۔

سمیجا، سمیجہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سمے کے......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

سموگی......بھگتوں کا ایک طبقہ جو شادی کرتے اور گھریلو زندگیاں گزارتے ہیں اس کے برعکس ناگ بھگت مجرد اور تارک الدنیا رہتے ہیں۔

سَن......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سُنار......سُنیار، سُنارا۔ سنار کو قصبات میں اکثر زرگر بھی کہتے ہیں۔ یہ صوبہ میں سونے اور چاندی کی دستکاری کرنے والا ہے۔ وہ زیورات گروی رکھ کر سود پہ رقم ادھار دینے کا کام بھی کافی زیادہ کرتا ہے۔ دیہاتیوں کے درمیان اپنی بچتوں کو چاندی کے کنگنوں وغیرہ کی صورت میں سنبھال کر رکھنے کی ہمہ گیر عادت اس ذات کو اہم اور جامع بناتی ہے۔ لہٰذا یہ ایک حقیقی ذات لگتی ہے۔ سنار بالعموم صوبہ بھر میں پھیلے ہوئے اور انتہائی اہم مرکزی دیہات میں موجود ہیں۔ سارے مشرقی میدانوں وخطہ کوہستان میں وہ عموماً ہندو، مگر ملتان ڈویژن وسرحد پر اکثر و بیشتر مسلمان ہیں۔ وسطی ڈویژن میں چند ایک سکھ سنار ہیں۔ ان میں متعدد جنیو یا مقدس دھاگا پہنتے ہیں۔ لیکن ان کی سماجی حیثیت تجارتی اور زرعی ذاتوں سے کہیں پست ہے، البتہ تمام بہت سے دیگر یا شاید تمام دستکاروں سے برتر۔ بتایا جاتا ہے کہ دہلی میں وہ ''دیسے'' اور ''دیسوالے'' میں تقسیم ہیں (اول الذکر کریوا کرتے ہیں اور موخر الذکر نہیں) اور یہ کہ دیسوال سنار کا رتبہ بنیے کے فوراً بعد آتا ہے۔ اگر مذہبی معیار لاگو کیا جائے تو یہ غالباً درست ہے۔ لیکن میرے خیال میں جٹ سنار کو خود سے بہت کمتر سمجھتا ہے۔ سنار کے ایک سے زائد مترادفات ہیں۔ اسے ہتر کہا جاتا ہے کیونکہ ایک کہانی کے مطابق درگا دیوی نے اسے خاک سے بنایا تھا۔ لہٰذا وہ مائی پتر یا دیوی پتر بھی کہلاتا ہے۔

سنبھل......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

سندا......ضلع ملتان میں جٹ رتبے کا ایک قبیلہ۔ ''آئین اکبری'' مرتب کیے جانے کے دور میں وہ راوی کے موجودہ دہانے پر آباد ہو چکے تھے۔

سندرال......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

سندرانا......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔ منٹگمری کے سندرانوں کو مسلمان جٹ بتایا جاتا ہے مگر وہ ہندو لگتے ہیں۔

سَندری......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سندہ، ساندہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ ڈھلوں جٹوں کی ایک شاخ ساندا ہے۔

سندھر......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سندھل......ضلع ملتان کی میلسی تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سِندھو......جہاں تک ہمارے اعداد و شمار کا تعلق ہے، سندھو دوسرا سب سے بڑا جٹ قبیلہ ہے۔ صرف سدھو اس سے تعداد میں سبقت لے گیا ہے۔ ضلع امرتسر و لاہور ان کے مرکزی مقامات ہیں۔ لیکن وہ سارے بالائی ستلج میں اور انبالہ سے لے کر سیالکوٹ کے مشرق اور گوجرانوالہ کے مغرب والی پہاڑیوں کے نیچے بھی ملتے ہیں۔ اور ایودھیا کے رام چندر سے ہوتے ہوئے سورج بنسی راجپوتوں کی رگھوبنسی شاخ سے اپنی نسل قرار دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ محمود غزنوی ان کے مورث اعلیٰ کو اپنے ساتھ لے گیا یا وہ خود ہی چلا گیا اور تیرھویں صدی کے دوران یا فیروز شاہ کے دور میں افغانستان سے واپس انڈیا آیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد اس نے لاہور کے نزدیک مانجھا میں رہائش اختیار کر لی۔ کچھ سندھو کہتے ہیں کہ جس غزنی سے وہ آئے تھے جو افغانستان نہیں بلکہ دکن میں تھا۔ جبکہ کچھ دیگر کے مطابق یہ جگہ بیکانیر میں غزنی تھی۔ جالندھر والے سندھوؤں کا کہنا ہے کہ مانجھا میں جنوب کی سمت سے دو یا تین سو سال قبل آئے جب پٹھانوں نے منج راجپوتوں کو بے دخل کر دیا تھا اور کچھ ہی عرصہ بعد وہ نکالے گئے منج کی جگہ لینے کے رگلوں کی دعوت پر امرتسر سے جالندھر چلے گئے۔ سر لیپل گریفن کی رائے میں قبیلے کا اصل ماخذ شمال مغربی راجپوتانہ میں ہے۔ سکھوں کے دور میں مرکزی اہمیت رکھنے والے قبیلے کی سیاسی تاریخ کو لیپل گریفن نے ''دی چیفس آف پنجاب'' کے صفحات 253، 360 اور 28-417 پر بیان کیا ہے۔ سندھو جٹوں میں بھی شادی کی وہی مخصوص روایتیں پائی جاتی ہیں جن کا ذکر ساہی جٹوں کے حوالے سے کیا جا چکا ہے۔ کرنال کے سندھو اپنے مورث اعلیٰ کالا مہریا کالا پیر کی پوجا کرتے ہیں، جس کا مزار سیالکوٹ میں تھانہ سترا کے مقام پر بیان کیا جاتا

ہے۔ سندھو اسی جگہ کو اپنا اصلی گھر کہتے ہیں۔

سندھے......(1) منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔ (2) ایک ہندو کمبوہ قبیلہ۔

سندیلا......ملتان میں جٹ رتبے کا ایک قبیلہ۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ شاہ جہاں کے دور میں دہلی سے آئے۔ اس نام کا ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ اور ایک بلوچ قبیلہ (منٹگمری میں) بھی بتایا جاتا ہے۔

سندیلہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سنسرال......اٹک میں راجپوت درجے کا ایک قبیلہ۔ یہ اپنی بیٹیاں الپیال اور گھیبا میں بیاہتے ہیں۔

سنسیال......ڈگر یا جموں سرکل میں درجہ دوم کا راجپوت۔

سنگ تراش......انبالہ میں اسے پتھر چورے کہتے ہیں۔

سنگاہ......امرتسر میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

سنگو......فال نکالنے والا۔

سنگوکے......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

سنگہ......امرتسر میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

سنگھ......سکھ گوروؤں کا پیروکار جس نے گورو گووند سنگھ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق پاہل لی ہو۔ تمام سکھ اپنے نام کے ساتھ سنگھ کا لاحقہ لگاتے ہیں۔ پاہل لینے کے بعد عموماً ہندو لاحقے مثلاً رام چندر، کی بجائے ارجن سنگھ۔ دوسری طرف کوئی راجپوت تخت سنبھالنے پر اپنے نام کے ساتھ سنگھ کی بجائے سین لگالیتا ہے۔

سنگھر، سینگھر......کنوئیں تلاش کرنے والا (دیکھیں ''ٹوبا'')۔ یہ لفظ غالباً سونگھنے سے مشتق ہے۔

سنگھا......کسی نکے مسلمان لڑکے کو کہا جاتا ہے۔

سنگھاڑی......سنگھاڑے کاشت کرنے والا۔

سنگھووال......کلہور کے 16ویں راجا سنگر چند کے بیٹے لکھمی چند کی نسل سے راجپوتوں کی ایک شاخ۔

سنگھے......فیروز پور میں ڈھلوں کا قرابت دار ہندو جٹ قبیلہ۔ ان کے ہاں شادی کی ایک مخصوص

رسم رائج ہے جس کے تحت دلہن کی آمد کے بعد دلہا اپنے پروہت کے ہمراہ جاتا اور پنو نامی جھاڑی (جس سے جھاڑو بنتا ہے) کی ایک شاخ لے کر آتا ہے۔ اسے گھر کے صحن میں بو کر ایک سال یا چھ ماہ تک پانی دیا جاتا ہے تاکہ وہ سرسبز رہے۔

سنگیرے...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سُنی...... مسلمانوں کا راسخ العقیدہ فرقہ۔ ان کے چار بڑے مکاتب ہائے فکر ہیں: حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی۔

سنیاسی...... یہ اصطلاح سنسکرت کے سنیاس (ترکِ دنیا) سے مشتق ہے اور ان لوگوں پر لاگو ہوتی ہے جو زندگی کے بان پرستھ مرحلے کو گزار کر 75 سال کی عمر میں دنیا سے تعلق توڑ لیں۔ اس قسم کا سنیاسی بھگوا (نارنجی) رنگ کے کپڑے پہنتا لیکن جنیو استعمال کرتا ہے اور مذہبی چوٹی رکھتا ہے۔ غالباً سنیاسی بحیثیت فرقہ سنیاس کی برہمنی روایت سے زیادہ پرانے ہیں۔ سنیاسی عموماً اپنا سلسلۂ نسب سوامی دِتاترے سے ملاتے ہیں جسے شنکراچاریہ کا استاد بتایا جاتا ہے۔ بودھی دور میں سنیاسی فرقہ انحطاط کا شکار ہوا اور اس کی متعدد ذیلی شاخیں بن گئیں۔ نتیجتاً بدھ مت کے انحطاط کے بعد شنکراچاریہ کی اصلاحات عمل میں آئیں اور مزید کئی شاخیں بنیں۔ مرکزی مکتبہ خود شنکراچاریہ نے قائم کیا تھا۔

جب کوئی شخص سنیاسی بننا چاہتا ہے تو وہ اپنے رشتہ داروں سے مشورہ کرنے اور اپنی تمام جائیداد انہیں منتقل کرنے کے بعد گاؤں کا چکر لگاتا اور شمال کی سمت میں ایک کوس تک جاتا ہے۔ وہ اپنے گاؤں کے مندروں اور معبدوں میں بھی عبادت کرتا اور زندگی بھر خدا کی خدمت کا عزم کرتا ہے۔ سانسی عام انداز میں شیو اور ایک خصوصی رسم مارگ کے ذریعہ شکتی کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ رسوم آدھی رات کے وقت شروع ہوتی اور تقریباً 9 روز تک جاری رہتی ہیں۔ باہر کے کسی آدمی کو شریک نہیں کیا جاتا۔ سچے سنیاسی کی علامتیں مندرجہ ذیل ہیں: پانی پینے کے لیے مٹی کا برتن، کھانے کے لیے درخت کی جڑیں، کُھردرا لباس، مکمل علیحدگی، سب کے ساتھ مساوی سلوک۔ جوگیوں کی طرح سنیاسی بھی قریب المرگ شخص کو بٹھا دیتے ہیں۔ اس کی بغلوں کے نیچے سہارے کے لیے ایک لکڑی کا چوکھٹا رکھ دیا جاتا ہے۔ وہ مُردوں کو جلانے کی بجائے اسی بیٹھی ہوئی حالت میں دفناتے ہیں۔

سواتی...... پٹھان نسل ہونے کا دعویٰ کرنے والے قبائل کا ایک گروپ۔ لیکن وہ غالباً مخلوط النسل ہیں۔ وہ بالاصل سوات کے باشندے تھے اور سترھویں صدی کے دوران ہزارہ پر حملہ آور ہوئے اور آہستہ آہستہ پکھلی پر قبضہ کرلیا۔ سواتیوں کی چالبازی مشہور ہے۔

سواگ...... ضلع میانوالی کی لیہ تحصیل میں ایک چھوٹا سا قبیلہ جو کھوکھروں کی شاخ بتایا جاتا ہے۔ اس قبیلے کے میاں سگوہ نامی شخص نے حاجی پور (ڈیرہ غازی خان میں) کو چھوڑا اور بطور مرتاض دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر آباد ہوگیا۔ ایک میرانی بلوچ حکمران نے اسے آزمائش میں ڈالنے کے لیے ایک شیر کو رام کرنے کا حکم دیا۔ وہ یہ کام کرنے میں کامیاب رہا اور سنہہ وگ یعنی شیر کو لگام ڈالنے والا کہلایا۔ چنانچہ اس کی اولادیں سوگ یا سواگ کہلانے لگیں۔

سوامی...... کسی مذہبی سلسلے کا پیشوا۔ سنیاسیوں کا روحانی گورو۔

سوآنی...... راجپوتوں میں کسی اعلیٰ خاندان کی عورت۔

سوترک...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سوترہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سوتھنہ...... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

سوٹر...... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

سوجانی...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سُود...... زیریں پہاڑیوں اور ان کے عین نیچے واقع اضلاع میں امرتسر تک ہی محدود ہیں۔ ان کا مرکزی مقام لدھیانہ اور ماچھی واڑا نامی پڑوسی قصبہ ہے۔ وہ پنجاب سے باہر نا معلوم ہیں۔ اپنے مشاغل میں وہ کلیتاً تجارتی ہیں۔ تاہم، کبھی کبھار بطور کلرک ملازمت کرلیتے ہیں۔ اور ان کی سماجی حیثیت بنیا یا کھتری دونوں سے واضح طور پر پست ہے۔ وہ چھ کی بجائے تین لڑیوں والا جنیو پہنتے ہیں۔ متعدد بیوہ کی شادی نہیں کرتے۔ چند ایک سکھوں کو چھوڑ کر وہ سب ہندو ہیں، لیکن دیگر تجارتی ذاتوں کے مقابلہ میں مذہب پر عملدرآمد میں بہت تساہل پسند۔ وہ آزادی کے ساتھ گوشت کھاتے اور شراب پیتے ہیں اور اپنی عادات، روایات و سماجی حیثیت میں کائتھوں سے کافی مشابہہ ہیں۔ یہ یقیناً ایک پرانا قبیلہ ہے، لیکن اس کے ماخذ سے متعلق

کوئی قطعی معلومات حاصل نہیں ہوسکیں۔قبائلی نام کی بہت سی من گھڑت تاویلیں عام ہیں، زیادہ تر کی نوعیت رُسوا کن ہے۔لدھیانہ کے سُود دو گروپوں میں تقسیم ہیں: اُچا ندیہ یا پہاڑوں کے سُود اور نیوا ندیا یا میدانوں کے سُود۔اس کے علاوہ بیوہ کی شادی نہ کرنے والے سود کو ''کھرا'' اور کریوا کرنے والے کو ''گولا'' کہتے ہیں۔ یہ دونوں گروپ آپس میں شادیاں نہیں کرتے۔وہ جسامت کے اچھے، ذہین اور جفاکش ذات ہیں۔انہوں نے شادی کی رسوم میں اخراجات کافی حد تک گھٹانے میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔لدھیانہ میں چینی کی تجارت اور زراعتی قرضے دینے کا کاروبار تقریباً مکمل طور پر ان کے ہاتھ میں ہے۔محاورہ عام ہے کہ ''اگر دریا کے دوسرے کنارے پر سُود کھڑا ہو تو اپنی گٹھڑی اسی کنارے پر چھوڑ دو۔'' سُودوں کی 52 گوتیں ہیں۔

سودھن......راولپنڈی میں راجپوت بتایا جانے والا قبیلہ۔

سُور......لودی شاخ کا افغان قبیلہ۔نام کا لفظی مطلب ''سرخ'' ہے۔

سورج پرست......منٹگمری کی دیپالپور تحصیل کے جنوب میں ایک مذہبی گروہ جو صرف انسانی جسم کو پوجتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ عبادت کی رسم بوالہوسی اور جنسی بے لگامی کی صورت اختیار کرلیتی ہے۔اس فرقے کا بانی گوگیرہ تحصیل میں فرید آباد کا ایک چوہڑا مسلمان تھا۔وہ کھولے مُرید کے مقام پر دفن ہوا۔اس کی بیوہ (جو سومیاں میں رہتی ہے) مذہب کی اعلیٰ ترین پروہتہ ہے۔'' زیادہ تر پیروکار مسلمان ہیں۔

سُورداس......ایک اندھا گویا جو کرشن کا بھگت تھا۔چنانچہ کسی بھی اندھے ہندو یا سکھ کو (بالخصوص جو بھجن گانا جانتا ہو) سورداس کہا جاتا ہے۔اس کی حیثیت وہی ہے جو اندھے مسلمان حافظِ قرآن کی۔

سورو......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سوگل......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

سوگی......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

سولکہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سوگی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سُومرا......مسٹراوبرائن سومرا کو بالاصل راجپوت بتاتے ہیں۔750ء میں انہوں نے سندھ اور ملتان سے پہلے عرب حملہ آوروں کو باہر نکالا اور علاقہ میں ایسی حاکمیت قائم کی جس نے 1445ء سے 1526ء تک ملتان میں اقتدار قائم رکھا۔ بالآخر ایک راجپوت قبیلے سمہ نے اسے بے دخل کیا۔ اور ٹاڈ انہیں پنوار راجپوتوں کے سوڈا قبیلے کی دو بڑی شاخیں اُمرا اور سومرا کہتے ہیں جو بہت عرصہ قبل راجپوتانہ کے سارے صحراؤں میں آباد تھے۔ اور انہوں نے دریائے سندھ پر عمر کوٹ اور اُمرا، سمرہ یا بھکر کے نام اپنی نسبت سے رکھے۔ وہ سوڈا قبیلے کو سکندر اعظم کے Sogdi سے شناخت کرتے ہیں۔ اعداد و شمار کو دیکھنے پر یہ نظر آتا ہے کہ یہاں سومرا پھر بالائی ستلج و چناب پر صوبہ کے وسطی اضلاع میں پھیل گئے۔ بہاولپور میں سومروں کی تعداد زیادہ نہیں اور وہ صرف لما تک ہی محدود ہیں۔ ان کی اکثریت مزارع ہے۔ جبکہ دیگر لوہار، ترکھان، ملاح یا نائی پیشوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ سموں کے ہاتھوں شکست کے بعد (روایت بتاتی ہے) صرف وہی سومرے زندہ بچے جنہوں نے خدمتگار بننا منظور کر لیا۔ اس قتل عام میں اتنے زیادہ سومرے مارے گئے تھے کہ تقریباً سبھی عورتیں بیوہ ہو گئیں۔ لہٰذا سومرا بیوی آج بھی اس غم میں نتھلی نہیں پہنتی۔

سومڑ......امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

سونال...... یہ جٹ قبیلہ کبھی راولپنڈی کے 3 میل شمال میں جدید گنجی میں آباد تھا۔

سونبڑ......امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

سونترا......ایک جٹ قبیلہ۔ وہ اپنے نام کے ساتھ ہندو لقب رائے لگاتے ہیں۔ یہ ڈیرہ غازی خان میں ملے۔

سوندی......ایک جٹ قبیلہ۔ کھتریوں کی ایک شاخ۔

سونی......کھتریوں کی ایک شاخ۔

سوہا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سوہلا......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

سوہل......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ ان کا ماخذ چوہان راجپوت بتایا جاتا ہے۔

سوہلن......بالعموم راجپوت قرار دیا جانے والا ایک قبیلچہ۔ یہ جہلم تحصیل میں دریائے سوہلن کے

کنارے ملے۔

سوہی......سوہی کے توسط سے راجا کنگ کی نسل سے تعلق رکھنے والے جٹوں کا قبیلہ۔ یہ گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں ملے۔ امرتسر اور منٹگمری کے سوہی خود کو زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ بتاتے ہیں۔ شادیوں کے موقع پر جنڈی کی رسم ادا کی جاتی ہے جس میں دلہا اپنی دلہن کو سات مرتبہ ڈالی مارتا ہے اور پھر دلہن اسے مارتی ہے۔ 10 سیر آٹے کی روٹیاں لڑکوں میں تقسیم کی جاتی ہیں اور برہمن کو 5 گز کپڑا ملتا ہے۔

سویرا......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

سوَنے......منٹگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

سہارن......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سہج دھاری......لفظی مطلب نرم خُو یا نرم مزاج ہے۔ اس کے برعکس کیس دھاری سکھ ہیں جو کیس رکھتے اور تمباکو نوشی سے احتراز کرتے ہیں۔ کیس دھاری کو گورو گووند سنگھ جبکہ سہج دھاری کو نانک پنتھی یا گورونانک کے پیروکار کہا جاسکتا ہے۔ حالیہ دور میں کیس دھاری سکھوں کا درجہ ذرا بلند ہوگیا ہے اور وہ اپنی بیٹیاں سہج دھاریوں میں اس وقت تک نہیں دیتے جب تک ان کا لڑکا پاہل نہ لے لے۔ البتہ انہیں سہج دھاری کی بیٹی سے شادی کرنے میں کوئی اعتراض نہیں۔ دوسری طرف کیس دھاری اور سہج دھاری سکھوں کے ہندوؤں کے ساتھ تعلقات اس قدر قریبی اور سادہ ہیں کہ ان کے درمیان کوئی خط امتیاز نہیں کھینچا جاسکتا۔ حتیٰ کہ لاہور وامرتسر اضلاع کے کیس دھاری سکھ اپنے نوجوان لڑکوں کو (15 سال تک کے) بال کٹوانے کی اجازت بھی دیتے ہیں، مگر 15 سال کی عمر کے بعد نہیں۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ ایک ہی خاندان میں ایک بھائی کیس دھاری اور دوسرا سہج دھاری ہو۔

سہروردی......شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کا قائم کردہ صوفی سلسلہ۔ شیخ شہاب الدینؒ سہرورد سے انڈیا آئے اور ملتان کے قلعہ میں دفن ہوئے۔ وہ فارس کے عظیم شاعر شیخ سعدی کے روحانی بھائی تھے۔ غالباً شیخ سعدی ان کا ایک شاگرد تھا۔ انڈیا میں سہروردیوں کی چند ایک ہی زیارت گاہیں موجود ہیں۔

سہروردیہ......باقاعدہ مسلمان سلسلوں میں سے ایک جس کی بنیاد سہرورد (عراق میں، نزد بغداد)

کے شہاب الدینؒ نے رکھی۔ وہ عبدالقادر جیلانی کا ہم عصر تھا۔ پنجاب میں اس سلسلہ کا بانی بہاؤالدین زکریاؒ (وفات 1565ء) تھا جس کا معروف نام بہاول حق ہے۔ اس فرقہ کے لوگ بیٹھ کر عبادت کرتے اور تھوڑی دیر بعد ایک نیچے تلے سر میں لفظ اللہ کا ورد کرتے ہیں۔ یہ لفظ ایک دبی ہوئی سانس کے ساتھ یوں ادا کیا جاتا ہے جیسے بڑی کوشش کے ساتھ منہ سے نکلا ہو۔ مرید اکثر اس کثرت میں بے ہوش ہو جاتا ہے۔

سَہنسر، سینسر......ایک دلچسپ ذات جس کے بارے میں زیادہ کچھ معلوم نہیں۔ وہ ہوشیار پور میں ٹانڈا اور دسوئیا کے قریب ملتے اور خود کو بھٹی راجپوتوں میں سے بتاتے ہیں۔ لیکن وہ مہتوں یا پکھی واروں کی ایک شاخ ہیں۔ ان کا پیشہ کپڑا بُننا ہوا کرتا تھا لیکن اب وہ رسے اور چٹائیاں بناتے ہیں۔ انہیں رسی بٹ بھی کہا جاتا ہے۔

سہوتا......(1) ہوشیار پور میں ایک سرکردہ جٹ قبیلہ۔ اس کے ہیڈ کوارٹرز گڑھ دِوالا میں ہیں اور ان کا سربراہ چودھری کہلاتا ہے۔ (2) ہوشیار پور میں ہی ایک گھوڑے پالنے والا قبیلہ جن کا تعلق کنجروں کے ساتھ بتایا جاتا ہے۔ سہوتا کا مطلب ''نوجوان خرگوش'' ہے۔

سہوکا......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

سہول......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سہول......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سیار......جٹوں کا ایک قبیلہ جنہیں سندھ سے آیا ہوا بتایا جاتا ہے۔ انہوں نے کروڑ لعل عیسن کے قریب دریائے سندھ پر ایک آبادی قائم کی۔ سیار اب محنتی زراعت کار ہیں۔ لیکن دوآب کی آبادکاری ہونے سے پہلے تک وہ ایک گلہ بان قبیلہ معلوم ہوتے ہیں۔

سیال......مغربی میدانوں کے قبائل میں سیاسی اعتبار سے سیال انتہائی اہمیت کا حامل قبیلہ ہیں۔ جیسا کہ مسٹر سٹیڈ مین کہتے ہیں کہ ضلع جھنگ کی جدید تاریخ سیال کی تاریخ ہے۔ وہ پنوار راجپوتوں کا ایک قبیلہ ہیں جو اٹھارہویں صدی کے نصف اول میں سرفراز ہوا۔ مسٹر سٹیڈ مین رقمطراز ہیں: ''اس وقت تک غالباً وہ ایک گلہ بان قبیلہ تھے۔ لیکن کھیتی باڑی سے بہت کم وابستہ ہیں۔ وہ دریا کے کناروں پر رہتے ہیں اور موسم سرما کے اواخر اور موسم گرما کے ابتدائی مہینوں کے دوران چناب کی زیریں وادیوں اور برسات کے موسم میں جھنگ بار کی

بالائی زمینوں میں مویشی چرواتے تھے۔ جس خطے میں وہ اب موجود ہیں اس کا بیشتر حصہ شاید انہوں نے مغلوں کی فتح سے پہلے ہندوستان پر چھائی ہوئی تلاطم خیزی کے دوران حاصل کیا۔ اس عرصہ کے دوران یہ علاقہ بھیرہ اور کبھی کبھار ملتان کے زیر تسلط میں آیا۔ بار کی سطح مرتفع اور تھل کے ریگزاروں میں آباد ایک خانہ بدوش آبادی سے مالیہ وصول کرنا کبھی بھی آسان نہیں ہوسکتا تھا اور اس کی کوشش بھی شاذ و نادر ہی کی گئی۔ اکیلے رہ جانے پر سیال نے اس زمین پر رہنے والوں (نول، بھنگو، منکن، مرل اور دیگر پرانے قبائل) کو کامیابی کے ساتھ بے دخل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ کافی زیادہ باہمی خلفشار اور لڑائی جھگڑوں میں لگے رہے۔ گاہے بگاہے کھرلوں اور بلوچیوں کے ساتھ مصروف پیکار رہے۔''

''پھر اس زمین پر 200 برس تک امن رہا اور سیال لاہور صوبہ کے خاموش تابعدار بنے رہے۔ لوکل گورنمنٹ کے صدر مقامات چنیوٹ اور شورکوٹ تھے۔ بذریعہ سڑک احمد شاہ ابدالی کے پہلے اچانک حملے اور دہلی پہنچنے سے پہلے شکست کھا جانے سے ایک سال قبل 1747ء میں ولی داد خان نے وفات پائی۔ یہ درست طور پر معلوم نہیں کہ وہ سرداری حاصل کرنے میں کب کامیاب ہوا۔ لیکن یہ غالباً صدی کے آغاز کا واقعہ ہی تھا کیونکہ چھوٹے چھوٹے سرداروں کی تعداد کم کرنے اور وہ ساری اصلاحات متعارف کرانے میں کافی وقت لگا ہوگا جن کا سہرا ولی داد کے سر ہے۔ اسی کے دور میں سیالوں کی قوت عروج کو پہنچی۔ ولی داد کے زیر نگیں علاقہ تھل میں مشرقی منکیرہ سے لے کر راوی پر کمالیہ تک پھیلا ہوا تھا۔ راوی و چناب کے مقام اتصال سے لے کر چنیوٹ سے پرے پنڈی بھٹیاں کے علاقہ تک اس کے بھتیجے عنایت اللہ نے اس کی جگہ لی جو اگر اپنے چچا سے کسی اعتبار سے کم تھا تو انتظامی اور جنگی صلاحیت میں۔ وہ شمال میں بھنگی سکھوں اور جنوب کی طرف ملتان کے سرداروں سے متواتر جنگ و جدل میں لگا رہا۔ ان کے قریبی رشتہ داروں رشید پور کے سیال سرداروں نے انہیں پیہم تنگ کیا اور پریشان رکھا۔ ایک مرتبہ تو چالیس سواروں کے ایک دستے نے جھنگ پر حملہ کر دیا اور خان کو قیدی بنا کر ساتھ لے گئے۔ وہ چھ ماہ تک اسیر رہا۔ بعد کے تین سرداروں کی تاریخ بھنگیوں اور ان کے شدید دشمن سوکر چکیہ مسل (جن کے مقدر میں جلد ہی بھنگیوں اور سیالوں دونوں کا زیر نگیں ہونا لکھا تھا) کے استحکام اقتدار کی تاریخ ہے۔ 1803ء میں چنیوٹ

اور 1806ء میں جھنگ لے لیا گیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد سیالوں کے آخری خان احمد خان نے 1808ء میں اپنا علاقہ دوبارہ حاصل کرلیا۔ 1810ء میں مہاراجا نے اسے دوبارہ پکڑ کر لاہور جیل میں پھینک دیا۔ یوں جھنگ کے سیال خوانین کی وہ آزادی اختتام پذیر ہوئی جو کبھی انہیں حاصل تھی۔''

''سیال ایک پنوار راجپوت رائے شنکر کی اولادیں ہیں جو الہ آباد اور فتح پور کے درمیان دارانگر کا رہائشی تھا۔ قبل ازیں پنواروں کی ایک شاخ اپنے آبائی علاقے سے نقل مکانی کر کے جونپور چلی گئی تھی۔ وہیں پر رائے شنکر پیدا ہوا۔ ایک کہانی یہ کہتی ہے کہ رائے شنکر کے تین بیٹے سیوٗ، ٹیوٗ اور گھیوٗ تھے جن سے جھنگ کے سیالوں، شاہ پور کے ٹوانوں اور پنڈی گھیب کے گھیبوں کی نسل چلی۔ ایک اور روایت کے مطابق رائے شنکر کا اکلوتا بیٹا سیال تھا اور یہ کہ ٹوانوں اور گھیبوں کے مورثین اعلیٰ محض شنکر اور سیال کے ہم جد رشتہ دار تھے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ رائے شنکر کی موت پر خاندان کے ارکان میں بہت جھگڑے پیدا ہو گئے اور اس کا بیٹا سیال علاؤ الدین غوری کے دور حکومت میں پنجاب کو ہجرت کر گیا۔ قریباً قریباً یہ وہی دور تھا جب متعدد راجپوت خاندانوں نے کھرلوں، ٹوانوں، گھیبوں، چدھڑوں اور پنوار سیالوں کے آباؤ اجداد سمیت ہندوستان کے صوبوں سے پنجاب کی طرف نقل مکانی کی۔ ان دنوں بابا فریدؒ پاکپتن والے کے پرجوش واعظ سن کر مذہب اسلام قبول کرنا ایک عام رواج تھا۔ اسی کے مطابق ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ سیال آوارہ گردی کرتا ہوا پاک پتن پہنچا اور وہاں اپنے آباؤ اجداد کا مذہب ترک کر دیا۔ بزرگ نے اسے دعا دی اور پیشگوئی کی کہ اس کے بیٹے کی اولاد دریائے جہلم و چناب کے درمیانے علاقہ پر حکمرانی کرے گی۔ یہ پیش گوئی بہت زیادہ درست نہ ثابت ہوئی۔ بابا فریدؒ نے 64-1265ء میں انتقال فرمایا۔ سیال اور اس کے پیروکار جہلم کے دائیں کنارے پر ایک حد تک مستقلاً رہائش پذیر ہونے سے پہلے کچھ عرصہ کے لیے رچنا اور چج / چج دوآبوں میں ادھر ادھر بھٹکتے ہوئے نظر آئے۔ اسی لامکانی کے دور میں اس علاقہ کی ایک عورت، بھئی خان میکن کی بیٹی سوہاگ سے شادی کی۔ کہتے ہیں کہ اس نے سیالکوٹ میں ایک قلعہ بھی بنایا اور عارضی طور پر وہاں رہا۔ سیال نے اس ضلع میں اپنی پہلی آبادی قائم ہونے پر تھل میں منکیرہ اور دریائے جہلم کی درمیانی پٹی پر قبضہ کرلیا۔ مشرق سے مغرب

اور شمال میں خوشاب سے لے کر جنوب میں موجودہ گڑھ مہاراجا تک، ضلع جھنگ کا سارا جنوبی حصہ سیالوں کا صدر مقام ہے۔ چناب کے ساتھ ساتھ راوی سے اس کے اتصال تک اور راوی و جہلم کے سنگموں کے درمیان دریائے چناب کے دائیں کنارے پر۔ وہ ملتان میں بھی راوی کی ساری گزرگاہ کے دونوں کناروں پر آباد ہیں اور کچھ آگے تک ضلع منٹگمری میں بھی۔ دریا کے بالائی حصے پر بھی ان کی تھوڑی سی تعداد ملی ہے۔ وہ جہلم سے شاہ پور اور گجرات میں پھیلے اور ڈیرہ جات و مظفر گڑھ کے زیریں دریائے سندھ پر بھی کافی تعداد میں پائے گئے۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آسکی کہ کانگڑا کے سیال کون ہوں گے؟ وہاں پر گھرتھوں کا ایک سیال قبیلہ ہے۔ اور یہ عین ممکن ہے کہ ان افراد میں سے کچھ نے اپنی ذات سیال بتائی ہو۔ لہٰذا انہیں راجپوتوں میں شمار کیا گیا۔ مسٹر پرسر انہیں یوں بیان کرتے ہیں: ''سیال قوی الجثہ، اکھڑ مزاج، مویشیوں کے شوقین اور زراعت پر کم توجہ دینے والے لوگ ہیں۔ کھرل اور کاٹھیا کی طرح وہ ہندو تہواروں میں حصہ لیتے ہیں اور اپنی عورتوں کو پردہ نشین نہیں رکھتے۔ وہ براؤن رنگ کے کپڑے اور پیتل کے برتن استعمال کرنے پر اعتراض کرتے ہیں۔''

سیان...... یہ سیالکوٹ میں ملتے ہیں اور چندربنسی راجپوت سیان کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرنے والا جٹ قبیلہ ہیں۔ یہ راجا سرہند میں حکومت کرتا تھا۔ اس کی نسل میں سے ولین اور گنیس اورنگزیب کے عہد میں سیالکوٹ آئے۔

سیپی...... لفظی مطلب ''دیہی برادری کو مہیا کردہ خدمات۔'' سیپی یا غیر ملازم وہ لوگ ہیں جو کسی ایک مخصوص فرد نہیں بلکہ سب کے لیے کام کرتے ہوں۔ وہ زراعتی کام کرتے ہیں۔ وہ کمہار، چوہڑا یا خاکروب، کھیت مزدور اور موچی ہیں۔

سیٹی (سیٹھی)...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سیّد...... اصلی سید حضرت علیؓ کی اولاد ہیں، بالخصوص امام حسنؓ و حسینؓ کی اولاد۔ لیکن علوی سید بھی موجود ہیں جنہیں حضرت علیؓ کی دیگر بیویوں کی اولاد بتایا جاتا ہے۔ ہماری مردم شماری رپورٹوں کے مطابق پنجاب اور صوبہ سرحد میں اڑھائی لاکھ سید موجود ہیں۔ لیکن یہ بتانا مشکل ہے کہ ان میں سے کتنے سید صحیح النسب ہیں۔ ایک کہاوت مشہور ہے: ''پچھلے سال میں جولاہا

تھا۔اس سال شیخ ہوں اوراگر فصل اچھی رہی تو اگلے سال سید بن جاؤں گا۔'' اگر سال کی بجائے پشت کہا جائے تو یہ عمل کافی عام ہے۔

سید صوبہ بھر میں ادھر ادھر بکھرے ہوئے ملے۔پنجاب کے مشرقی نصف میں وہ (دہلی کے سوا) کل آبادی کا نسبتاً قلیل عنصر ہیں۔یہ افراد زیادہ تر مسلم فاتحین یا عہد سلاطین میں آئے اورانہیں اراضیاں اور مالیہ عطا کیا گیا جوان کی اولادوں کے پاس اب بھی ہے۔جمنا گنگا دو آب کے بارا سادات، جن کے ساتھ مشرقی سیدوں میں سے بیشتر کا تعلق ہے، نے مغل سلطنت کے آخری دنوں میں کافی سیاسی اہمیت حاصل کر لی تھی۔لیکن لاہور کے نصف النہار سے سیدھا آگے گزر کر آبادی کا واضح طور پر کافی بڑا حصہ سیدوں پر مشتمل ہے۔پٹھان سرحد اور خطہ کوہستان نمک میں ان کی تعداد سب سے زیادہ اور زیریں سندھ میں کچھ کم ہے۔کوہاٹ کے بنگش اور مشوانی جیسے متعدد پٹھان قبائل سید نسل کا دعویٰ کرتے ہیں، اور ممکن ہے کہ ان میں سے کچھ نے خود کو پٹھان کی بجائے سید بتایا ہو۔پٹھانوں کے قبول اسلام کو مکمل کرنے والے جو بزرگ مغرب سے آئے تو سید اور مشرق سے آئے تو شیخ کہلائے۔اور غالباً اول الذکر کی اولادوں سے تعلق اور سید ماخذ کا غلط دعویٰ سارے مسلمان خطہ میں بہت عمومی حیثیت اختیار کر گیا۔اسی لیے پنجاب کے مغرب میں سیدوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔اس کے ساتھ ساتھ بلوچی (جو بالاصل شیعہ تھے اور انہیں ''یارانِ علیؓ'' کہا جاتا تھا) سیدوں کی عزت وتکریم سنی پٹھان کی نسبت کہیں زیادہ کرتے ہیں۔اور بلوچیوں کی نسبت پٹھانوں میں سیدوں کی زیادہ تعداد دیکھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا۔سید جلال بابا کے ہمراہ ہزارہ میں آنے والے کاغان کے سید ساری وادی کاغان میں آباد اور ملتان ضلع کے سید ایک ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ان کے بارے میں تفصیل مسٹر روئے (Roe) کی سیٹلمنٹ رپورٹ میں ملے گی۔

سید برہمن سے کم تر نہیں۔وہ وسیع پیمانے پر زمیندار اور کاشتکار ہیں۔درحقیقت برہمن تو پیدائشی پروہت ہے یا کم از کم اس کا تعلق مذہبی طبقہ سے ہے لیکن سید ان دونوں میں سے کچھ بھی نہیں۔بہرحال پنجاب کے مغرب میں وہ اپنی فرضی بزرگی ان نذرانوں کی وصولی کے لیے استعمال کرتا ہے جن کے لیے اس کے دینی ضوابط میں اسے کسی قسم کا استحقاق حاصل

نہیں۔ میں نے کرنال کے سیدوں کو اپنی سیٹلمنٹ رپورٹ میں یوں بیان کیا ہے: ''مجھے معلوم کاشتکاروں میں سید بدترین ہیں: کاہل، غیر کفایت شعار، پرلے درجے کے جاہل اور مغرور۔ وہ فاقہ کشی تک پہنچ جانے سے پہلے کھدائی نہیں کرتا اور سمجھتا ہے کہ اس کی مقدس نسل اس کے ابرو کو پسینے کی حاجت سے بچالے گی۔ جہاں تک میں جانتا ہوں اس کے پاس کوئی مال مویشی اور زمین نہیں اور وہ اپنے مزارعین کو آخری حد تک پیس ڈالتا ہے۔ اسی قدر برے انداز میں وہ غریب، گندا اور مقدس بھی ہے۔ ضلع میں وہ بدترین مالیہ ادا کرنے والا ہے کیونکہ اس کے لیے ایک نہایت ہلکے محصول کا مطلب محض بہت بڑی کاہلی ہے۔'' مسٹر تھاربرن بنوں کے سیدوں کو یوں بیان کرتے ہیں: ''اصولی طور پر سید مزارعے نہیں زمیندار ہیں اور وہ بھی بہت برے اور کاہل قسم کے۔ سیکھنے، عام ذہانت اور حتیٰ کہ گفتگو اور شخصیت میں بھی وہ ان پٹھانوں اور جٹوں سے بمشکل ہی قابل امتیاز ہیں جن کے بیچ وہ رہتے ہیں۔ جس واسطے سے وہ موجودہ زمینوں کے مالک ہیں، وہ انہوں نے زیادہ تر صورتوں میں تحفتاً حاصل کی تھیں۔ اگرچہ ان میں متعدد اب بھی کافی اثر و رسوخ رکھتے ہیں لیکن بحیثیت ایک طبقہ لوگوں پر ان کا اختیار 30 برس قبل کی نسبت کافی کم رہ گیا ہے۔ آبادی میں اضافہ کے نتیجہ میں جب سے جہد للبقاء شروع ہوئی ہے پٹھان زمیندار یہ محسوس کرنے لگا ہے کہ اسے مقدس افراد کی ضرورت نہیں۔ وہ زیادہ تر معاملات کو اب ایک توہم پرستانہ نکتہ نظر کی بجائے کڑے دنیا دارانہ نکتہ نظر سے دیکھتا ہے۔ کئی ایک خاندان یا آبادیاں اب تحائف کا وہ آبائی عمل منسوخ کر رہی ہیں جس کے تحت سید ایک موٹی تازی موروثیت کا حظ اٹھاتا تھا۔ لیکن انہیں دیوار سے لگا دینے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے مجرمانہ نتائج سے روحانی نتائج کو بھی کافی خطرہ لاحق ہے۔''

افغانستان میں کافی تجارت سیدوں کے ہاتھ میں ہے کیونکہ ان کا مقدس کردار انہیں ایسی جگہوں سے بلانقصان گزر جانے میں مدد دیتا ہے جہاں سے گزرتے ہوئے دیگر پٹھان یقیناً قتل ہو جائیں۔ حتیٰ کہ بلوچی بھی سید سے محبت نہیں رکھتے۔ وہ کہتے ہیں ''خدا سیدوں اور ملاؤں کا رشتہ دار نہ بنائے۔'' اصولی طور پر سید وراثت کے قانون شریعت پر کاربند ہیں اور اپنی بیٹیوں کی شادی سیدوں کے علاوہ کسی اور سے نہیں کرتے۔ لیکن مشرق کے دیہات میں

بہت سوں نے اپنے پڑوسیوں کی قبائلی روایات اپنالی ہیں، جبکہ مغرب میں بیوہ کی شادی کرنے کے خلاف ہندو تعصب ان میں بھی سرایت کر گیا ہے۔

سیدوں کی تقسیم: پنجاب کے سید بنیادی طور پر حسنی اور حسینی یعنی حسنؓ ابن علیؓ اور حسینؓ ابن علیؓ کی نسلوں میں تقسیم ہیں۔ اس کے علاوہ حسن۔ حسینی حضرت عبدالقادر جیلانی کی اولاد ہیں جو دونوں شاخوں کی باہمی شادی کے نتیجہ میں پیدا ہوئے۔ علوی حضرت فاطمہؓ کے علاوہ حضرت علیؓ کی دیگر بیویوں کی اور زیدی حضرت امام حسینؓ کے پوتے زید شہید کی نسل ہیں۔ لیکن ان میں تقسیم کا ایک اور حوالہ بھی ہے۔ کچھ کا نام ان مقامات کی نسبت سے ہے جہاں سے ان کے آباؤ اجداد آئے تھے۔ لہٰذا حضرت عبدالقادر کی اولادیں اکثر گیلانی کے طور پر جانی جاتی ہیں۔ اسی طرح گردیزی یا بغدادی سید حسینیوں کی ایک اہم شاخ ہیں اور وہ کبھی ملتان کی تحصیل سرائے سدھو کے ایک بڑے حصہ کے مالک تھے۔ جبکہ زیدیوں کو گردیزیوں کی ہی ایک شاخ بتایا جاتا ہے۔ بخاری سید حسینی شاخ سے لگتے ہیں۔ مغربی میدانوں کے زیادہ تر سید بخاری اور حسینی ہیں۔ جیلانی سید مرکزی طور پر پنجاب کے وسط اور کوہستان نمک و مغربی دامن کوہ میں ملے، شیرازی جہلم اور شاہ پور میں، جعفری گجرات میں، حسینی جہلم میں، باقری راولپنڈی اور مشہدی خطہ کوہ نمک میں۔ لدھیانہ کے سید بخاری یا سبزواری ہیں۔ موخر الذکر کی تعداد زیادہ ہے۔ سبزوار نامی شہر فارس میں ہے۔ سبزواری خود کو امام موسیٰ کاظم کی اولاد بتاتے ہیں۔

وہ عموماً اپنی ذات میں ہی شادی کرتے ہیں لیکن اگر کوئی موزوں رشتہ نہ مل رہا ہو تو بخاری گروپ میں رشتہ ڈھونڈتے ہیں۔ بیوہ کی دوبارہ شادی منع تو نہیں لیکن اسے ناپسند کیا جاتا ہے۔

سیر...... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

سیرائے راجپوت...... بھٹی راجپوتوں کی ایک شاخ جس کا جد امجد سیرائے حافظ آباد میں آن بسا اور متعدد گاؤں آباد کیے۔ وہ سیالکوٹ میں بھی ملتے ہیں۔

سیرہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سیکن...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سیکھو......امرتسر، لدھیانہ، جنڈ وغیرہ میں ایک جٹ قبیلچہ۔ گوجرانوالہ میں ان کے 20 گاؤں ہیں اور وہاں انہیں راجپوت بتایا جاتا ہے۔ ان کے جدامجد سیکھو کے پڑپوتے ہمبو، پرتھو اور چہر 17 پشتیں پہلے مالوہ سے ضلع گوجرانوالہ میں آئے تھے۔ وہ گونڈوں اور بلوں کے سوا باقی سب قبائل کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ انہیں کبھی بھی سیاسی اہمیت حاصل نہیں رہی۔ بس 1794ء میں ان میں سے ایک یادو ڈاکو بہت بدنام ہوئے۔

سیگر......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سیگراہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سیمی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سَین......راجپوت شہزادے لکھن سین کی نسل ہونے کے دعویدار راجپوتوں کا ایک قبیلہ۔ یہ صرف سیالکوٹ میں ملتے ہیں اور منہاسوں میں اپنی بیٹیاں بیاہتے ہیں۔

سَینی......مشرقی دامنِ کوہ اضلاع میں سبزیاں کاشت کرنے والے۔ جمنا زون کے مالی اور باقی صوبجات میں ارائیں اور باغبان کا ہم معنی۔

سیواپنتھی......ایک سکھ فرقہ۔ گورو تیغ بہادر کا ایک ذاتی پیروکار کنہیا لال تھا جو گوجرانوالہ میں سودھرا کا دھمن کھتری تھا۔ وہ مغلوں کا ایک افسر ہوا کرتا تھا اور پھر گورو کے گھوڑوں کے لیے پانی لانے والا بن گیا۔ گورو نے اسے ایک سیلی اور ٹوپی عنایت کی۔ گورو تیغ بہادر کی وفات پر کنہیا لال گورو گووند سنگھ کی خدمت میں ہی رہا اور آنند پور کے محاصرے میں بھی ہمراہ تھا۔ ایک دن اسے ندا آئی کہ "اے دل، خدا سے محبت کر۔" چنانچہ اس نے جنگ کے دوران ہی دونوں فریقوں کے سپاہیوں کو پانی پلایا اور سکھ عقائد کے مطابق عمل کیا۔ اسی خدمت یا سیوا کی وجہ سے وہ سیوا رام کہلایا۔ اس کے پیروکاروں کو سیواپنتھی کہا جانے لگا۔ کچھ سیواپنتھی شیو کرتے ہیں۔ وہ مجرد رہتے اور جائیداد میں شراکت کرتے ہیں۔ گوشت، شراب اور بھنگ سے پرہیز کی جاتی ہے۔ ان کا لباس سفید رنگ کا ہے۔

سیواری......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سیوک دریا:......جنوب مغربی پنجاب میں دریا کی پوجا عام ہے اور اس مسلک کے پروہت ٹھاکر کہلاتے ہیں۔ وہ دریا صاحب پر یقین رکھتے اور ساری مرادیں اسی سے مانگتے ہیں۔ رسوم ورواج

میں ان کا ہندوؤں سے فرق بہت کم ہے۔مشرقی پنجاب میں اس کا متبادل مسلک خضر پیر کا ہے جسے ہندو اور مسلمان دونوں ہی پوجتے ہیں۔زندہ کلیانا کی پوجا کا تعلق بھی کسی نہ کسی طرح دریا دیوتا سے بنتا ہے۔درحقیقت کچھ کی رائے میں دریا صاحب زندہ کلیانا کا چیلہ تھا۔جبکہ کچھ دیگر کے خیال میں زندہ پیر دریا دیوتا کی مجسم صورت تھا۔دریا کے پجاریوں کی سب سے زیادہ تعداد ملتان میں ملتی ہے۔

سیوک......خادم، پجاری، شاگرد۔

سیونی......کھتریوں کی ایک شاخ۔

سیہو......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان قبیلہ۔

سیہی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔



ش

شافیا (شافعی)......سُنی مسلمانوں کے چار بڑے مکاتبِ فکر میں سے ایک۔ اس کی بنیاد محمد ابن ادریس الشافعیؒ (الشافی۔819ء) نے رکھی۔ یہ عموماً شمالی افریقہ، عرب، سری لنکا اور مالے جزیرہ نما میں ملتے ہیں لیکن شمالی ہند میں بھی ان کی تعداد کم نہیں۔ شافعی اور حنفی مکتبہ فکر میں بڑا فرق یہ ہے کہ شافعی نماز پڑھتے وقت ہاتھ سینے پر باندھتے ہیں اور حنفی ناف پر۔ 1891ء میں خود کو سانسی درج کروانے والے 300 افراد نے اپنا فرقہ شافعی بتایا تھا۔

شام داسی......جنوب مغربی پنجاب کے بیراگی مصلح شام داس یا شام جی کا پیروکار (دیکھیں ''چھبیل والا'')۔

شاہیے......امرتسر میں زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔

شاہ......(1) امیر تاجر، بینکر، تاجر، وغیرہ۔ (2) فقیروں کے مخصوص سلسلوں بالخصوص سیدوں کا اختیار کردہ لقب۔ (3) بادشاہ۔ پنجاب میں یہ لفظ عموماً جاگیردار اور بینکر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ غالباً اس کا تعلق ''ساہو'' سے ہے۔

شاہ باسی......شاہ پور کا زراعت پیشہ قبیلچہ۔

شاہ دولتانہ......منٹگمری میں زراعت پیشہ سید قبیلچہ۔

شاہی خیل......پشاور میں خاکروب یا گورکن۔

شاہیے......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

شجرا......ملتان کی شجاع آباد تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ انہیں بھٹوں کا قرابت دار بتایا جاتا ہے۔

شکاری......صرف بہاولپور کی صادق آباد کارداری میں ملنے والا قبیلہ۔ وہ صرف نام کے مسلمان ہیں کیونکہ وہ ''حرام'' چیزیں، حتیٰ کہ مردار اور سور بھی کھا لیتے ہیں۔

شلولی......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔
شمبانی......ایک چھوٹا سا بلوچ ذیلی تمن۔اس کو بگتی کے ایک قبیلچے کے طور پر بھی شمار کیا گیا ہے۔
شمسی......ملتان کے صوفی بزرگ شمس تبریزؒ کے پیروکار۔یہ بزرگ پنجاب کے تمام حصوں اور سبھی مسالک میں یکساں مقبول ہے۔کہا جاتا ہے کہ اس کی کھال کھنچوا دی گئی مگر اس کے باوجود وہ اپنی کھال ہاتھ میں لیے چلتا رہا۔لیکن صوبے کے شمال میں موجود ایک فرقہ شمس تبریزؒ سے خصوصی عقیدت رکھتا ہے۔یہ اپنے پیر کے نام پر خیرات دیتے ہیں۔ان کے کوئی بت نہیں مگر بھگوت گیتا کا احترام کرتے ہیں۔یہ سُناروں، ٹھٹھیاروں اور جھینوروں میں مقبول ہے۔پی ہری کشن کول کے مطابق شمسی فی الحال اسماعیلیوں کے امام کو مانتے ہیں۔موجودہ اسماعیلی امام بمبئی کا آغا خان ہے۔ان میں سے زیادہ تر کا تعلق سُنار ذات سے ہے۔
شموزئی......منٹگمری اور ملتان میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔
شنکی......امرتسر میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔
شِنواری......یہ کرشبون کے تیسرے بیٹے کانسی کی اولادوں میں سے واحد شاخ ہیں جو ابھی تک قبیلہ کے مربوط وجود میں شامل ہیں۔وہ درہ خیبر کے مغربی کونے پر شمالی پہاڑیوں پر رہتے ہیں۔
شِوگوترا......جٹوں کی ایک شاخ۔
شون دل......پنجاب میں بکرماجیت کے عہد میں ایک طاقتور ترین قبیلہ تھا۔
شہید......یہ اصطلاح سکھوں میں بھی مسلمانوں جتنی عام ہے۔لیکن سکھوں میں اس کا استعمال دیپ سنگھ اور سدا سنگھ کے پیروکاروں کے لیے ہی محدود ہے۔دیپ سنگھ ضلع لاہور میں پوہو پنڈ کا ایک کھارا جٹ تھا اور اولین خالصوں میں شامل ہوا۔دمدمہ کے مقام پر اس نے تعلیم حاصل کی اور سدا سنگھ اس کا شاگرد بن گیا۔اس دور میں تخت لاہور نے سکھوں کے سر کی قیمت وصول کر رکھی تھی لیکن دیوان کورامل کھتری نے انہیں ممکنہ حملے سے خبردار کر دیا۔دیپ سنگھ نے اپنے تمام پیروکاروں کو منتشر کر دیا مگر 60 افراد اس کے ساتھ ہی رہے۔ان کے ہمراہ وہ شاہی افواج کے ساتھ لڑا مگر شکست کھائی۔دیپ سنگھ اپنا سر تن سے جدا ہو جانے کے بعد بھی لڑتا رہا۔بعد میں اسے شہید قرار دیا گیا۔شاہی گورنر نے ایک خواب میں متنبہ کیے جانے پر

مکافات کے لیئے دیپ سنگھ کی بہن مالن کو پوہو پنڈ بطور جاگیر دے دیا۔ جس جگہ پر دیپ سنگھ کی ارتھی جلائی گئی اس کا نام ''شہید بُونگا'' (امرتسر میں) ہے۔ مسلمانوں میں یہ اصطلاح صرف عقیدے کی خاطر مرنے والے کے لیے ہی نہیں بلکہ ہر اس شخص کے لیے لاگو ہوتی ہے جو مارا جائے لیکن مہلک وار کے بعد کچھ نہ بولے۔

شیخ......شیخ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب بزرگ یا سردار ہے اور عرب کے قبائل میں یہ پنجاب والوں کے چودھری کے مترادف ہے۔ لہٰذا یہ نام صرف عرب نسل تک ہی محدود ہوگا اور قبائل کافی عمومی طور پر ایسا ہی کرتے ہیں۔ لیکن اس کے کافی بے تکے استعمال نے اسے بہت پست درجہ کر دیا۔ قبول اسلام کرنے والا راجپوت یا جٹ اپنی ذات کا نام برقرار رکھتا اور راجپوت یا جٹ ہی رہتا ہے۔ تاہم، میں ایسے مسلمان راجپوتوں کو جانتا ہوں جو غربت کا شکار ہو گئے اور جولاہے کا پیشہ اپنا کر شیخ کہلانے لگے۔ بہر حال جب بھی وہ آبائی گاؤں کی برادری نے انہیں رشتہ دار ہی تسلیم کیا۔ اسی طرح کوئی اچھوت یا ناپاک پیشے سے وابستہ شخص مسلمان ہونے کے بعد اپنا پیشہ بدستور وہی رکھتا ہے یا کم از کم اسے چھوڑ کر نسبتاً کم ذلت آمیز درجہ کا پیشہ اختیار کر لیتا ہے تو اپنی ذات کا نام بھی برقرار رکھتا ہے یا بالکل نئے نام سے جانا جاتا ہے، مثلاً دیندار یا مصلی۔ لیکن ان دو انتہاؤں کے درمیان والا طبقہ اپنی نسل پر اتنا فخر مند ہے نہ انہیں کوئی خواہش ہے اور نہ ہی وہ اپنے پیشے کی وجہ سے اس قدر پستی کا شکار ہیں کہ انہیں اپنی اصل ذات کا نام برقرار رکھنے پر مجبور کیا جا سکے۔ عمومی طور پر اسلام قبول کرتے ہی پرانا نام ترک کر کے شیخ کا نام اپنا لیتے ہیں۔ فارسی کی ایک کہاوت ہے: ''پچھلے سال میں جولاہا تھا، اس سال شیخ ہوں اور اگر قیمتیں اچھی رہیں تو اگلے سال سید ہو جاؤں گا۔'' مزید برآں انڈین ماخذ کے متعدد کمتر زراعتی مسلمان قبائل نے خصوصاً صوبہ کے مغرب میں عرب نسل کا دعویٰ کیا۔ اگرچہ وہ اب بھی اپنے قبائلی نام سے جانے جاتے ہیں، لیکن انہوں نے غالباً یا یقیناً حالیہ مردم شماری میں اپنا اندراج بطور شیخ کرایا۔ کچھ علاقوں میں شیخ بہترین کردار کے حامل نہیں۔ روہتک میں ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ''کمال بے اعتنائی کے ساتھ ہماری فوجوں اور جیلوں کے لیے بھرتی مہیا کرتے ہیں۔'' اور ڈیرہ اسماعیل خان میں نو مسلم شیخوں کو ایک ''کاہل اور غیر کفایت شعار کاشتکاروں کا طبقہ'' بیان کیا جاتا ہے۔ تاہم، جنوب مغربی اضلاع

کے حقیقی قریشی عموماً انتہائی اثر و رسوخ رکھتے اور تقدیس میں کافی بلند کردار کے حامل ہیں۔ ڈیرہ غازی خان میں ترکھانوں کا لقب بھی شیخ ہے۔

شیخ بھنگی یا شیخڑا...... دہلی میں مسلمان چوہڑوں کا ایک طبقہ جن کا کہنا ہے کہ وہ مسلمان حملہ آوروں کے ساتھ عرب سے آئے تھے (دیکھیں ''لال بیگی'')۔

شیخ بہلانی...... منٹگمری میں زراعت پیشہ سید قبیلہ۔

شیخوں...... امرتسر میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔ بلاشبہ یہ سکھ ہی ہے۔

شیرازی...... منٹگمری میں زراعت پیشہ سید قبیلہ۔

شیرانی...... یہ پٹھان قبیلہ تخت سلیمان کے ارد گرد آباد ہے (اس کی تفصیل ''پٹھان'' کے ضمن میں ملاحظہ کریں)۔

شیر خانانہ...... منٹگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔

شیر کے...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

شیرو آنا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

شیوراں...... جٹوں کا ایک قبیلہ جو جھنگ کی دادری تحصیل میں 42 دیہات کے مالک ہیں۔



ص

صابون گر......صابن بنانے والا (دیکھیں "تیلی")۔

صاحب زادہ......کسی مُلا کی اولاد جس نے علم یا تقدس کے بل بوتے پر شہرت حاصل کرلی ہو۔ جندول کے صاحبزادے عربی النسل ہونے کے دعویدار ہیں۔

صِقلی گر......یہ ایک خالص پیشے کا نام اور فولاد کے اسلحہ کو صقیل کرنے والے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وہ مرکزی طور پر بڑے شہروں اور چھاؤنیوں میں ہی ملے۔ لیکن متعدد نے خود کو لوہار بتایا۔

صوفی......آزاد خیال، باطنیت پرست یا وحدت الوجودی مسلمانوں کا ایک طبقہ جو کوئی نشہ آور چیز استعمال نہیں کرتے۔ عموماً صوفی سلسلوں کی تعداد 14 بتائی جاتی ہے۔ عجمی سلسلہ خواجہ حبیب عجمی، ایازی سلسلہ خواجہ فضیل ابن ایاز، ادھمی سلسلہ خواجہ ابراہیم خان سے منسوب ہے۔ اس کے علاوہ چشتی، ہبیری، قزرونی، طوسی، سہروردی، فردوسی، کرخی، قادری، سقطی، نقشبندی اور زیدی سلسلے ہیں۔ ان سب سے پرانا سلسلہ قادریہ ہے جو 1100ء میں عبدالقادر جیلانیؒ، پیر دستگیر نے قائم کیا (مقبرہ بغداد میں) جو حسنی سید تھے۔

ط

طوسی.....صوفی فرقوں میں سے ایک۔ اس کا نام شیخ علاؤالدین طوسی کی نسبت سے ہے جن کا مزار طوس میں ہے۔





ع

عباسی......داؤد پوتروں کے حکمران خاندان کا نام۔ یہ بہاولپور کے نواب ہیں اور مصر کی سلطنت عباسیہ کے ساتھ تعلق کے دعویٰ دار ہیں۔ (دیکھیں ''داؤد پوترا'' اور ''کلہورا'')

عثمان زئی......ایک پٹھان قبیلہ، مندنر کی مرکزی شاخوں میں سے ایک۔

عدن شاہی (یا ادن شاہی)......ایک سکھ فرقہ یا سلسلہ۔ سیوا پنتھیوں کے بانی کنہیالال کے ایک شاگرد ادن شاہی نے یہ سلسلہ قائم کیا۔

عرب......ملتان میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ (مردم شماری میں اپنا اندراج بطور عرب کرنے والوں کا حقیقتاً عربی ہونا نہایت مشکوک ہے۔ البتہ پشاور اور ملتان جیسے تجارتی مراکز میں کبھی کبھار چند ایک عرب تاجر ل جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کچھ قریشیوں، شیخوں اور دیگر نے خود کو عرب بتایا ہو۔)

عربی......ایک مسلمان قبیلچہ جس کا ماخذ ارائیں بتایا جاتا ہے۔ عربیوں کو مغل دور میں ملتان کے قریب کئی دیہات دیئے گئے لیکن اب وہ اپنی زیادہ تر املاک سے محروم ہو چکے ہیں۔ انہیں ملتان اور منٹگمری دونوں جگہوں پر جٹ (زراعت پیشہ) ہی شمار کیا گیا۔ یہ بہاولپور کی احمد پور تحصیل میں بھی ملتے ہیں۔

عطار......دواساز یا عطر فروش۔ لوگ پنساری سے دوا لے کر عطار کے پاس جاتے ہیں کہ وہ انہیں تیار کر دے۔ عطار عرق اور شربت بھی بناتا ہے۔ اب عطر بنانے کا کام صرف گاندی (یا گاندھی) کرتے ہیں۔

علماء......یہ متفرق افراد کا مجموعہ ہیں، جن میں بیشتر کسی مذہبی پیشوایانہ کردار کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ عقیدۂ اسلام کے بارے میں جانکاری رکھنے والا کوئی بھی شخص ''عالم'' کے لقب کا دعویدار ہے، جس کی جمع ''علماء'' ہے۔ لیکن سرحد میں ہر وہ شخص عالم ہونے کا داعی ہے جو پڑھ لکھ سکنے اور مسجد میں نماز پڑھانے کے لیے کافی مذہبی علم کا مالک ہے۔ ڈینزل ابٹسن نے خود کو علماء بتانے

والے افراد کے علاوہ اس عنوان کے تحت ایسے لوگوں کی بھی ایک بڑی تعداد شامل کی جنہوں نے اپنی ذات کا حوالہ کسی ایسے لفظ سے دیا جو مسلمانوں میں مذہبی علم کی ایک مخصوص حد یا رتبے کو بیان کرتا ہے۔ اس طور پر شامل کردہ اصطلاحات میں مجاور، قاضی، ملا، ملوانا، مولانا، مخدومانہ، میاں، ملازادہ شامل تھے۔ خود کو بطور علماء درج کرانے والے تقریباً سبھی افراد لاہور وراولپنڈی ڈویژنوں، گورداسپور اور گجرات میں تھے۔ مجاور کسی مزار کا موروثی محافظ (گدی نشین) ہوتا ہے۔ ان میں سے زیادہ تر نگاہا کے مقام پر سخی سرور کے مشہور مقبرے کے خدمت گار تھے۔ قاضی ماہر شریعت ہے جو تمام مذہبی وقانونی امور پر اپنی رائے دیتا ہے لیکن کسی مشہور قاضی کی اولاد اکثر اس لقب کو قائم رکھتی ہے۔ لہٰذا کئی ایک مشہور قاضی خاندان ہیں۔ ڈیرہ غازی خان میں تمام قاضی اعوان ہیں اور وہ خود کو ملا کہلاتے ہوئے بتائے جاتے ہیں۔ ملوانا یا مولانا محض ملا کی ہی دیگر شکلیں لگتی ہیں۔ ان سب افراد کا اندراج ڈیرہ جات، پشاور اور ملتان ڈویژنوں سے ہوا۔ مخدوم کا مطلب مزار کا ناظم اعلیٰ ہے۔ وہ عموماً کسی ایسے بزرگ کی اولاد ہیں جس نے انتظام کی ذمہ داری سنبھالی، اور یہ لقب صرف زیادہ مشہور مزاروں کے ناظموں کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اب چھوٹے مزاروں والے بھی اسے استعمال کرنے لگے ہیں، اور وہ سب بھی جو کسی بزرگ کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مخدوم کی ایک اور صورت مخدومانہ ہے، یا شاید اس کا مطلب کسی مخدوم کی اولاد ہوگا۔ ڈیرہ جات میں میاں کا مطلب بزرگ یا مقدس آدمی یا معلم ہے، لیکن اب یہ ایسے اشخاص کی اولادوں کے لیے بھی اکثر وبیشتر مستعمل ہے۔ ملازادہ کا مطلب بھی یقیناً ملا کی اولاد ہی ہے۔ علماء کے اس عنوان کے تحت غالباً اخوندزادہ اور اخوندخیل کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ اخوند کسی بھی مشہور روحانی رہنما کو دیا گیا لقب ہے اور ایسے شخص کی اولادیں اوپر مذکور ناموں سے جانی جاتی ہیں۔ درحقیقت میجر ولیس بھی یہ کہتے ہیں کہ ہزارہ کے پٹھانوں میں کوئی بھی ایسا شخص بلا امتیاز اخوندزادہ یا ملا کہلاتا ہے جس نے مذہبی کتب کا مطالعہ کیا ہو۔ لیکن مسٹر بیکٹ (Beckett) نشاندہی کرتے ہیں کہ ان میں سے متعدد افراد ایسے ہیں جو کوئی اور لقب نہ بتا سکے۔ وہ زیادہ تر گوجر اور اعوان ہیں لیکن اسے تسلیم کرنے میں متامل ہیں، اور بہت عمومی طور پر سید ہونے کا دکھاوا کرتے ہیں۔ انہیں ملاؤں یا پروہتوں کے ساتھ شمار نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ وہ کوئی پروہتانہ فرائض سرانجام نہیں

دیتے۔ وہ دیگر پٹھانوں کی طرح ہی زمین کاشت کرتے یا مویشی چرواتے ہیں لیکن اس لقب سے چمٹے ہوئے ہیں کیونکہ یہ ایک خاص قسم کی اہمیت کا حامل ہے۔

ان میں میاں، مفتی، امام، طالب العلم، حکیم، حافظانہ، جلدی اور چاولیانہ کو بھی شامل کرنا چاہیے جو اصل میں محض احترام کے القابات ہیں۔ تاہم علماء کا عہدہ یا لقب موروثی نہیں۔ مثلاً اگر کسی عالم کا بیٹا عربی سے نابلد ہو تو اس طبقے سے خارج ہو جاتا ہے۔

علوی...... (1) ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ (2) حضرت علیؓ کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرنے والے کھوکھروں کی ایک شاخ جو ملتان، بہاولپور، مظفر گڑھ اور لدھیانہ میں ملتے ہیں۔

علی خانانہ...... سیالوں کا ایک قبیلچہ۔

علی خیل...... اورکزئی پٹھانوں کا ایک ذیلی قبیلچہ۔

علی زئی یا علے زئی...... (1) اورکزئی پٹھانوں کے پانچ بڑے قبیلچوں میں سے ایک۔ عملی طور پر یہ نام اب ترک ہو چکا ہے اور اس قبیلچے کے لوگ اپنی اپنی شاخوں کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ یعنی ستوری، انداور تازی۔ آخری دو شاخیں شیعہ ہیں۔ (2) ملتان کا ایک ممتاز خاندان۔

علی شیر خیل...... شنواری پٹھانوں کے چار مرکزی قبیلچوں میں سے ایک۔

علیانی (یا الیانی)...... بلوچ لغاری قبیلے کے چار قبیلچوں میں سے ایک۔ لغاریوں کے سردار کا تعلق اسی سے ہے۔

عُمر زئی...... بنوں میں وزیر پٹھانوں کی احمد زئی شاخ کا پانچواں قبیلچہ۔ اس کی مرکزی شاخیں منزئی، بتی، بوزا اور سید ہیں جو اب مروت میدان میں ہی آباد ہیں۔

عیسیٰ زئی...... منٹگمری میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

عیسیٰ خیل...... (1) پٹھانوں کے نیازی قبیلے کی شاخ جس کے نام پر میانوالی کی عیسیٰ خیل تحصیل کا نام ہے۔ (2) پشاور سرحد پر برمُہمند کی ترکزئی شاخ کا ایک ذیلی حصہ۔

عیسیٰ زئی...... یوسف زئی پٹھانوں کا ایک مرکزی قبیلچہ۔ یہ مہابن کی شمال مشرقی ڈھلانوں اور ہزارہ میں دریائے سندھ کی دونوں طرف، اور گدون وادی میں آباد ہیں۔ ہزارہ میں ان کے تین قبیلچے حسن زئی، اکازئی اور مدوخیل ہیں اور 1907ء میں انہوں نے اپنا خان منتخب کیا۔



غ

غزلانی...... منٹگمری میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلہ۔

غلام...... پشاور میں یہ لوگ غلام خانزاد اور ملتان میں صرف خانزاد کہلاتے ہیں۔ روایت کے مطابق وہ جنگی قیدیوں کی نسل ہیں۔ وہ زیادہ تر گھریلو خدمات سرانجام دیتے اور نسل در نسل اپنے مالکوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ البتہ کچھ ایک نے دکانداری اور دیگر پیشے اختیار کر لیے ہیں۔ ان کے مرد مرائی اور عورتیں وِنزا (فاحشہ) کہلاتی ہیں۔

غِلزئی...... پٹھانوں کی متی شاخ کا ایک قبیلہ۔ دُرانیوں کے برسراقتدار آنے سے پہلے تک یہ تمام افغان قبائل میں سب سے زیادہ مشہور تھا۔ ان کا اولین ذکر محمود غزنوی کے دور میں ملتا ہے۔ وہ اس کے ہمراہ ہندوستان پر حملہ آور ہوئے۔ کچھ ہی عرصہ بعد انہوں نے جلال آباد اور قلاتِ غلزئی کے درمیانی خطہ کو فتح کر لیا۔ 18 ویں صدی کے آغاز میں انہوں نے فارسی حکمرانوں کے خلاف بغاوت کی اور ان کے سربراہ میر واعظ (Wais) نے قندھار میں خودمختار حکومت قائم کر کے فارس پر چڑھائی کر دی۔ لیکن ربع صدی بعد نادر شاہ نے ان کی حکومت ختم کر دی۔ ان کا نسلی ماخذ بھی عیسیٰ خیل اور لودی پٹھانوں والا ہے۔

غورگشت...... (یا غورغشتی) پٹھانوں کی بڑی شاخوں میں سے ایک۔ یہ اسماعیل عرف غورغشت کی نسل ہیں جو پٹھان قیس عبدالرشید کے تین بیٹوں میں سے ایک تھا۔ اسماعیل کے بھی تین بیٹے دانئی، مانڈ واور بابئی تھے۔ غورغشت کا مطلب ''اچھل کود'' یا کھیل کود بتایا جاتا ہے۔ یہ اسماعیل کا گھریلو نام تھا۔

غوری...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ مغل قبیلہ۔

غوریا یا غوریا خیل...... پٹھانوں کی غوری شاخ۔ یہ پانچ قبیلوں مہمند، خلیل، داؤدزئی، چمکنی اور زیرانی پر مشتمل ہے۔



ف

فاروقا یا فاروکا......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

فتیانہ......جھنگ کے سیالوں کی مرکزی شاخوں میں سے ایک۔

فردوسیاں......صوفیوں کا ایک سلسلہ جس کی بنیاد شیخ نجم الدین فردوس نے رکھی۔

فقیر......لفظ فقیر سے دو نہایت مختلف طبقے مراد ہیں۔ ان میں سے متعدد نہایت محترم مقام رکھتے ہیں۔ فقیر بالعموم خانقاہوں یا مقبروں میں جمع رہتے اور نہایت پر امن زندگی گزارتے ہیں۔ وہ مسافروں کے لیے اپنے دروازے کھلے رکھتے، معتقدوں کو تربیت دیتے اور گردونواح کے لوگوں میں بڑا اثر ورسوخ رکھتے ہیں۔ بیراگیوں اور گوسینوں کے فقیر اسی قسم کے ہیں۔ کچھ سلسلوں کی باقاعدہ خانقاہیں نہیں، بلکہ وہ ادھر ادھر سفر کرتے اور اپنے شاگردوں کے پاس ٹھہرتے ہیں۔ چند ایک سلسلے ہی تارک الدنیا ہیں، مگر وہ بھی شاذونادر ہی تجرد پر قائم رہتے ہیں۔ ہندو سلسلوں کے بیشتر فقیر سنیوگی اور ونیوگی شاخوں میں تقسیم ہیں جن میں سے موخر الذکر ہی تجرد کا عہد کرتے ہیں، جبکہ مسلمان سلسلوں میں تجرد پر شاذ ہی زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ البتہ خانقاہوں میں رہنے والے اکثر فقیر مجرد ہیں۔ کٹر مرتاض سادھ (ہندوؤں میں) اور پیر (مسلمانوں میں) کہلاتے ہیں۔ یہ اپنے اپنے شاگردوں کو سیوک اور مرید کہتے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ خود کو فقیر بتانے والے زیادہ تر افراد پست ذاتوں کے اور بالکل جاہل ہیں، اور وہ اپنے مذہب یا سلسلے کے عقائد کا کوئی علم نہیں رکھتے۔ انہوں نے چھوٹی موٹی زیارت گاہوں اور مقبروں کا نظام اور آمدنی سنبھال رکھی ہے۔ گاؤں والے انہیں ان خدمات کے عوض اکثر تھوڑی بہت زمین عنایت کر دیتے ہیں۔

فیروزکے......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

فیض الپوریا......سکھوں کی چھٹی مسل جو سکھوں پر مشتمل پر ہے۔ (یہ غالباً فاضل پوریا ہوں گے)۔



ق

قادری، قادریہ...... (دیکھیں ''صوفی'' کے ضمن میں۔)

قادیانی (احمدیہ)...... گورداسپور میں قادیان سے تعلق رکھنے والے مرزا غلام احمد کے پیروکار۔ 1900ء میں (آئندہ مردم شماری کے پیش نظر) فرقے نے احمدیہ کہلوانا شروع کر دیا۔ فرقے کا بانی ایک برلاس مغل تھا جس کا خاندان بابر کے عہد میں فارس سے ہجرت کر کے آیا اور ضلع گورداسپور میں ایک جاگیر حاصل کی۔ ایک مولوی کے طور پر آغاز کرنے والے مرزا غلام احمد نے انجام کار مہدی یا مسیحا ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ مسلمان اور عیسائی دونوں ہی مسیح موعود کی آمد کے منتظر تھے۔ تاہم فرقہ اس عقیدے کو پرزور انداز میں مسترد کرتا ہے کہ اسلام کا مہدی ایک جنگجو ہوگا۔ وہ صحیح بخاری کو بنیاد بناتے ہیں جس میں کہا گیا تھا کہ ''وہ جنگ نہیں کرے گا، بلکہ مذہب کی خاطر جنگ کا خاتمہ کر دے گا۔'' مرزا غلام احمد نے اپنی کئی جلدوں پر مشتمل تحریروں میں جہاد کے نظریے کو نئے سرے سے پیش کیا۔

قارلوغ، قارلغ یا قارلوق...... ایک معروف ترک قبیلہ جس کے ملک یا سردار سیف الدین حسن اور اس کے بیٹے ناصر الدین محمد کا ذکر 1221ء تا 1260ء کے دوران دریائے سندھ کے علاقوں پر مغل حملوں کے حوالے سے ملتا ہے۔

قاضی ...... مسلمان ماہر شریعت جو تمام مذہبی اور قانونی سوالات کے جواب دیتا ہے۔ عموماً کسی مشہور قاضی کی اولادیں اپنے نام کے ساتھ یہ اصطلاح جوڑ لیتی ہیں۔ ڈیرہ غازی خان کے تمام قاضیوں کی ذات اعوان بتائی جاتی ہے اور ان میں سے زیادہ اہم افراد مُلا کہلاتے ہیں۔ وہ مختلف اجداد کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

قاضی شیخ راضو (راجو)...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

قانونگو...... لغوی مطلب ''قانون کی تفسیر و شرح کرنے والا۔'' کرنال میں ایک خاندان کا لقب جو بالاصل مودی یا سٹور کیپر تھا اور جولی کے مقام پر لین دین کیا کرتا تھا۔ خاندان کا ایک رکن

کرنال میں قانونگو مقرر ہوا اور اس کا خاندان وہیں مقیم ہو گیا۔ خاندان کی اصل ذات مہاجن تھی۔ اس کے بانی مَیدی مل کا ایک بیٹا رائے مل موجود قانونگو خاندان کا جدامجد تھا لیکن اس نے بعد میں اسلام قبول کیا۔ اور ایک مسلمان بیوی سے جنم لینے والا اس کا بیٹا شیخ طیب مغل دربار میں وزیر کے عہدے تک پہنچا اور اپنے بھائی کو قانونگو بنوادیا۔ ہوشیار پور میں بھی قانونگو خاندان ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ گجرات، جالندھر، کانگڑا، گڑگاؤں اور دوسری جگہوں پر بھی موجود ہیں۔

قائم خانی...... جِنڈ کی باول نظامت اور ریاست جے پور میں چوہان راجپوتوں کی ایک شاخ۔ یہ اسلام قبول کرنے والے ایک مشہور شخص قائم خان کی اولاد ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ اپنے دروازوں میں لکڑی کے تختے استعمال کرنے سے اجتناب کرتے ہیں۔

قریشی...... امرتسر میں زراعت پیشہ اعوان قبیلچہ۔

قریشی...... حضرت محمدؐ کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا۔ اس لفظ کا مطلب تاجر بتایا جاتا ہے۔ قریش ایک پسندیدہ ترین قبیلہ ہے اور اس کے ساتھ تعلق باعثِ افتخار سمجھا جاتا ہے، لہٰذا خدشہ ہے کہ خود کو قریشی درج کروانے والوں میں سے بہت کم افراد اس کے صحیح اور جائز حقدار ہوں گے۔ تاہم جنوب مغربی اضلاع کے حقیقی قریشی عموماً بڑا اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔ ملتان کے مشہور بزرگ بہاؤالحق کی نسل کے افراد اسی قسم کے ہیں جو ہاشمی قریشی کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ اس خاندان کی تفصیل سر لیپل گریفن نے ''رؤسائے پنجاب'' کے صفحہ 490 پر بیان کی ہے۔ خود کو قریشی بتانے والوں میں سے متعدد صدیقی یا فاروقی ہیں لیکن عموماً صدیقی اور صدقی کو خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ جھنگ کے قریشی آٹھ شاخوں یا خاندانوں میں منقسم ہیں: ہاشمی، بودلہ، میراں، شہانا، شیخ، عباسی، اللہ بیلی اور حارثی۔ اللہ بیلی شاخ کا نام ایک فقیر کی نسبت سے ہے جو کثرت سے یہ الفاظ بولا کرتا تھا۔ ہاشمی دیگر شاخوں سے لڑکیاں لے لیتے ہیں لیکن اپنی لڑکیاں باہر نہیں بیاہتے۔ اسی طرح شہانا اور عباسی صرف ہاشمیوں کو بیٹیاں دیتے اور دیگر شاخوں سے صرف لیتے ہیں۔ قریشی اپنی بیٹیوں کو سیدوں کے ساتھ بیاہتے ہیں۔ حارثیوں کا قریشی ہونا متنازعہ ہے لیکن حویلی بہادر شاہ اور گڑھ مہاراجا یا پیر عبدالرحمان کے حارثی کچھ اہمیت کے حامل ہیں۔

ملتان کے قریشی مرکزی طور پر بہاول حق کے گھرانوں تک ہی محدود ہیں۔ متعدد قبائل مثلاً لنگڑیال بھی قریشی ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں، اسی طرح منٹگمری کے ہانس، کھگہ اور چشتی بھی۔

قزلباش......(ترکی زبان میں ''قزل'' کا مطلب سرخ اور ''باش'' کا مطلب سر ہے)۔ قزلباش کو ان قیدیوں کی اولاد خیال کیا جاتا ہے جنہیں تیمور نے صفوی کے شیخ حیدر کے سپرد کیا تھا۔ وہ خود کو ممیز کرنے کے لیے سرخ ٹوپیاں پہنتے تھے اور فارسی افواج کے بہترین سپاہی شمار کیے جاتے تھے۔ ابٹسن ان کے بارے میں لکھتے ہیں: قزلباش مشرقی قفقاز (کاکیشیا) سے تاتاری گھوڑ سواروں کا ایک قبیلہ ہیں جو اس قدیم فارسی فوج اور قوت کی ریڑھ کی ہڈی تھے جس کے ساتھ نادر شاہ نے انڈیا پر چڑھائی کی۔ متعدد اعلیٰ مغل وزیر قزلباش تھے، جن میں اورنگزیب کا مشہور وزیر میر جملہ قابل ذکر ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ ان کا نام اس مخصوص طرز کی ٹوپی کی وجہ سے پڑ گیا جو وہ پہنتے ہیں اور جس کو فارس کی صوفی (Sophi) سلطنت کے بانی ایک شیعہ نے اپنے فرقہ کے نشانِ امتیاز کے طور پر ایجاد کیا تھا۔ اس کے بیٹے شاہ طماسپ (طوماسپ) نے اس وقت ہمایوں کو یہ ٹوپی پہننے پر مجبور کیا جب وہ دربار فارس میں پناہ گزین تھا۔ صرف کابل شہر میں کوئی 1200 قزلباش گھرانے ہیں جنہیں نادر شاہ نے وہاں آباد کیا۔ وہ اب بھی اہم عسکری آبادی تشکیل دیئے ہوئے ہیں اور مقامی سیاست پر خاصا اثر و اختیار رکھتے ہیں۔ سارے افغانستان میں بھی وہ بہت عام ہیں۔

فرشتہ قزلباش کو دوسرے کسی بھی مصنف کی نسبت زیادہ قدیم النسل بتاتا ہے۔ ''قندھار کے تورکمان سرخ ٹوپیاں پہننے کی وجہ سے (1044ء میں) قزلباش کہلاتے تھے۔''

قصاب......اسلامی قواعد کے مطابق جانور کو ذبح کرنے اور گوشت بنانے والا۔ کرنال میں قصاب اکثر سبزی بیچنے والا ہے۔ روہتک میں وہ انسانی زندگی لینے میں اپنی سفاکی کے باعث بہت برا خیال کیا جاتا ہے۔ ایک مقولہ عام ہے: ''جس نے شیر نہیں دیکھا اس کے لیے بلی دیکھ لینا کافی ہے اور جس نے ٹھگ نہیں دیکھا اس کے لیے قصاب دیکھ لینا۔'' کپورتھلہ میں قصابوں کے دو علاقائی گروپ ہیں: (1) لاہوری جو رائے ابراہیم کی سرکردگی میں ہجرت کر کے آئے،

اور (2) شیخوپوریا جوراجا فتح سنگھ کی زیر قیادت شیخوپور سے آئے۔ ایک تیسرا گروپ دیہی یادوآبیا قصابوں کا ہے۔ لاہوری قصاب بالاصل بھٹی راجپوت تھے جنہوں نے عہد اکبری میں اسلام قبول کیا جبکہ شیخوپورے کھوکھر تھے۔ دونوں ہی درون زواجی کرتے ہیں۔ وہ کسی بھی اور ذات کے فرد کو اپنے اندر شامل نہیں کرتے۔ کہیں کہیں قصاب اور قصائی ایک ہی نظر آتے ہیں۔ چنانچہ جھنگ کے بھٹی یا بھُٹی قصاب کپاس صاف کرنے والے ہیں۔ وہ مسجد کے سامنے جھنڈا اتروانے کی رسم ادا کرتے ہیں اور اس موقع پر اڑھائی سیر چوری بانٹی جاتی ہے۔

قصائی...... کپاس کی صفائی کرنے والا۔ قصائیوں کے متعدد سیکشن ہیں: عربی بھٹی، بھٹہ، کھوکھر، گوراہا، تہیم، تہیم انصاری اور سوہل۔ یہ ذات مزید پیشہ ورانہ گروپس میں بھی منقسم ہے۔ باکری بکرے کا گوشت بیچتے اور ہندوؤں کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں، پنجارے روئی دُھننے والے ہیں۔ یہ دونوں گروپ آپس میں شادیاں نہیں کرتے اور نہ ہی اصولی طور پر کوئی سماجی میل جول رکھتے ہیں۔ قصائی اور قصاب کو عموماً گڈمڈ کر دیا جاتا ہے۔ قصائی کا فارسی ترجمہ ''نداف'' ہے۔ (دیکھیں ''پینجا۔'')

قصائی...... (دیکھیں ''قصاب'')۔

قصرانی...... (دیکھیں ''کسرانی'')۔

قصنانا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

قلندری...... ''الف لیلہ'' کا قلندر غالباً ایک مقدس مسلمان مرتاض ہے جو دنیا ترک کر کے سر منہ مونڈ کر آوارہ پھرتا ہے۔ لیکن پنجاب میں یہ لفظ عموماً بندر کا تماشہ دکھانے والے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ان میں سے کچھ ایک مذہبی کردار کا ڈھونگ کرتے ہیں، لیکن ان کا ظاہری پیشہ ریچھ، بندر اور دیگر کرتب ساز جانور لے کر گھومنا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ کنجروں کی طرح اعلیٰ معیار کی حقے کی ٹوپیاں بناتے ہیں۔ گڑگاؤں سے ان کا اندراج حیرت انگیز حد تک کم ہوا۔ مسٹر کیٹنگ کی رائے میں: ''1881ء کی مردم شماری میں جن افراد نے خود کو قلندر بتایا وہ شاید (میوؤں کے لیے نہایت قابل احترام ولی) شاہ چوکھا کے دربارے کے فقیر ہوں گے۔ حتیٰ کہ اس پیر کے عرس یا میلے سے کسی شادی شدہ عورت کو بھی اغواء کر لینے کی اجازت ہے،

کیونکہ خیال ہے کہ اغواء کنندہ وہ عورت شاہ چوکھا کو دے دیتا ہے۔قلندروں کی ایک خفیہ بولی میں بہت سے خالص فارسی الفاظ شامل ہیں۔وہ اپنے بیشتر جھگڑے خود ہی نمٹاتے ہیں اور کسی مسئلے پر بحث نہایت منظم اور پروقار انداز میں کرتے ہیں۔ان کی مشہور ترین زیارت گاہ پانی پت میں مدفون ابوعلی یا بوعلی قلندر کی ہے۔

قلہاری......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔



ک

کاپری......ایک ذات جو برہمن ماخذ کی دعویدار ہے اور شادیوں پر دلہے کے لیے مور اور دیگر سجاوٹی اشیاء تیار کرتی ہے۔ وہ گڑگاؤں میں شادیوں پر بھاٹوں کی طرح سہرے بھی پڑھتے ہیں۔ انہیں راجپوتانہ یا باگڑ سے آیا ہوا بتایا جاتا ہے جہاں ان کی حیثیت ہندو ڈوموں والی ہے۔ اکثر وہ کھیری کے ساتھ گڈمڈ کر دیئے جاتے ہیں۔

کاپڑیا یا کاپڑی......ایک فرقہ جو چہرے سمیت سارے جسم کو کپڑے سے ڈھانپتا ہے۔

کاٹل......گورداسپور میں ملنے والا ایک راجپوت قبیلچہ۔ ان کے بانی راجا کریب نے محمود غزنی کے دور میں میدان سے نکال باہر کیے جانے پر جموں کے ایک قلعے منگلا دیوی میں رہائش اختیار کی اور وہاں خیر پور شہر بسایا۔ اس کی اولادیں کھوکھر کہلانے لگیں۔ وہ اب بھی جموں میں وسیع خطے کے مالک ہیں۔ ان کے ایک رکن نے سانبھا کے آس پاس والے جنگل میں ڈاکہ زنی شروع کر دی اور اس دوران ایک سمبیال لڑکی اغوا کر لی۔ لڑکی کے رشتہ داروں نے اسے تحصیل شکرگڑھ میں ایک کافی بڑی جاگیر دی۔ یہاں اُس نے کٹلی کی بنیاد رکھی اور اس کی اولادیں کاٹل کہلانے لگیں۔ قبیلہ نے 360 دیہات آباد کیے جن میں سے صرف 100 باقی ہیں (60 برطانوی علاقے اور 40 جموں میں)۔ کاٹل سورج بنسی اور باوا ساہی کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ مہاجنوں، کپوروں، اسواروں، چماروں، بٹوالوں اور ڈومنوں کو اپنی شاخیں سمجھتے ہیں۔ اورنگ زیب کے عہد میں کاٹل، راو، بلیل، بل اور نہال نے اسلام قبول کیا مگر ذات کے حوالے سے کاٹل ہی رہے۔ کاٹل اپنے سے برتر راجپوت شاخوں مثلاً سمبیال کے ساتھ شادیاں نہیں کرتے۔ کھوکھروں کے ساتھ شادیاں ممنوع ہیں کیونکہ انہیں نسلاً قرابت دار سمجھا جاتا ہے۔

کاٹھیا......کاٹھیا بھی بڑے راوی قبائل میں سے ایک ہیں اور اہمیت کے لحاظ سے ان کا نمبر کھرل کے بعد آتا ہے۔ کاٹھیے پنوار راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ تقریباً ملتان اور منٹگمری

اضلاع کی وادیٔ راوی تک ہی محدود ہیں، لیکن جھنگ کے جنوب میں ان کے پاس خاصا علاقہ ہے جو بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے سیالوں سے اس امداد کے بدلہ میں حاصل کیا جو انہوں نے نواب آف ملتان کے خلاف انہیں بہم پہنچائی تھی۔ انہیں وہی Kathaei افراد ہی خیال کیا جاتا ہے، جنہوں نے سانگلہ پر اپنے مضبوط قبضہ کے ساتھ سکندر کی فاتح فوجوں کی زبردست مزاحمت کی تھی۔ اس بارے میں جنرل کننگھم نے اپنی ''آرکیالوجیکل رپورٹس'' جلد دوم کے صفحات 33 تا 42 پر تفصیلی بات کی ہے اور کرنل ٹاڈ کی راجستھان (مدارس سے 1880ء میں شائع کردہ) میں بھی کافی بحث کی گئی ہے۔ کیپٹن ایلفنسٹون نے اپنی منٹگمری رپورٹ میں انہیں یوں بیان کیا:

''یہ حقیقت کہ سکندر اعظم کے حملہ کے وقت ضلع گوگیرہ کے ایک حصہ پر ''کھٹیوئی'' نام کے لوگ آباد تھے، کاٹھیا قبیلے میں خصوصی دلچسپی پیدا کرتی ہے۔ اس بارے میں کافی غور و فکر کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ موجودہ دور کے کاٹھیا انہی کھٹیوئی کی نسل ہونے کا پرزور دعویٰ کرتے ہیں، جنہوں نے شاندار طریقہ سے مقدونیائی فاتحین کی مزاحمت کی۔ اپنے ماخذ کے بارے میں ان کا اپنا بیان کافی مختلف ہے۔ تمام جٹوں کی طرح وہ شہنشاہ اکبر کے دور میں قبول اسلام سے قریبی وقت کے ایک راجپوت کی نسل سے اپنا سلسلہ جوڑنے میں ایک خاص قسم کا تفاخر کرتے ہیں لیکن اس اعلیٰ نسل سے ہونے کے دعویٰ کی جانچ پڑتال سے عیاں ہوتا ہے کہ ایسی دیگر عوامی روایات کی طرح ان کا یہ بیان بھی ضرور بالکل من گھڑت ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ راجپوت کے حکمران ایک کھٹیہ نامی شہزادے پر یہ دباؤ ڈالا گیا کہ وہ شہنشاہ دہلی کو اپنی بہن شادی کے لیے پیش کرے۔ راجپوت وقار کے خلاف اس انتہائی شرمناک بات پر کڑھنے کے بعد اس نے ایک بڑی فوج اکٹھی کرنے کا بندوست کیا اور اسے لے کر شاہی فوجوں پر حملہ کر دیا۔ تاہم، مخالفین کی زیادہ تعداد سے شکست کھا گیا، اور اس کے تقریباً سبھی حمایتیوں کو تہہ تیغ کیے جانے کے بعد اسے قیدی بنالیا گیا۔ پھر اسے بڑی عزت و وقار کے ساتھ دہلی دربار میں لے جایا گیا، جہاں شہنشاہ نے اس کے ساتھ بڑا مہربان رویہ اختیار کیا، اور کم از کم اسے اسلام قبول کرنے پر مائل کر کے ایک اہم عہدے پر تعینات کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد اسے راوی قبائل کے ایک باغی حصے کو کچلنے کے لیے روانہ کیا گیا۔ اپنی کامیابی کے بعد وہ علاقہ کی خوبصورتی پر اس قدر

فریفتہ ہوا کہ وہیں ٹھہر گیا اور سارا خطہ اپنے اور اپنی اولادوں کے لیے بطور عطیہ حاصل کر لیا۔ تمام کاٹھیے اس شہزادے کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن اس کہانی کو بامعنی بنانے کے لیے بدقسمتی سے اس کی 8000 اولادوں کے پاس واحد طریقہ صرف یہ مفروضہ قائم کر لینا تھا کہ اس شہزادے کے کم از کم 150 بیٹے تھے، جبکہ قبیلہ کے مرکزی میراثی کے تیار کردہ شجرۂ نسب میں (جس میں مختلف پشتوں کے دوران اولادوں میں اضافہ زیادہ قرین قیاس طور پر پیش کیا گیا ہے) یہ سلسلہ قبیلے کے صرف چند ایک چیدہ چیدہ خاندان تک ہی لایا گیا ہے۔''

''کاٹھیے اپنی عادات میں دیگر جٹ قبیلوں سے بہت کم مختلف ہیں۔ رنجیت سنگھ کی تخت نشینی سے قبل زیادہ تر گلہ بانی اور لوٹ مار پر گزارہ کیا کرتے تھے۔ کھرلوں اور فتیانوں کی طرح وہ ابھی تک ہندو پروہت رکھتے ہیں، جو شادی کی تمام تقاریب میں نمایاں حصہ لیتا ہے۔ یہ بات بلاشبہ اس امر کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ انہوں نے حالیہ وقتوں میں ہی اسلام قبول کیا ہے۔ وہ ایک خوبصورت اور قوی الجثہ نسل ہیں، اور راوی کے تقریباً سبھی بڑے قبائل کی طرح اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو سن بلوغت تک پہنچنے سے پہلے شادی کرنے کی اجازت نہیں دیتے، کیونکہ (ان کا یہ خیال بالکل درست ہے) چھوٹی عمر کی شادیاں نسل کی ''قد و قامت'' کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔ ان کی خوراک میں کسی اہم اور پسندیدہ ترین شئے ہے۔ ان میں گندم کھانا بہت ناکافی ہے۔''

تاہم مسٹر پرسران کی نقل مکانی کے بارے میں کچھ مختلف طور پر بتاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

''کاٹھیا کا تعلق سکندر اعظم کے وقت کے کھٹیوئی سے ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ سورج بنسی راجا کرن کی اولاد ہیں۔ ان کا اصل وطن بیکانیر تھا، جہاں سے انہوں نے نقل مکانی کی اور ریاست کاٹھیاواڑ کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد وہ سرسا اور پھر بہاولپور گئے۔ پھر انہوں نے قبولہ پار کیا اور دائرہ دین پناہ میں گئے۔ یہاں پر بلوچیوں کے ساتھ جھگڑے کے بعد انہیں کوچ کرنا پڑا، تب وہ جھنگ میں میراہ سیال کے مقام پر آباد ہوئے۔ انہوں نے کمالیہ کے علاول خان کے مویشی چوری کیے جوان کا تعاقب کرتے ہوئے مارا گیا۔ اس حرکت کی وجہ سے قید کیے جانے والے ان کے رہنماؤں کو سعادت یار خان نے اس شرط پر رہا کروایا کہ وہ ادی راوی میں رہائش اختیار کریں گے۔ اس طرح کاٹھیوں نے اس ضلع میں اپنے قدم

جمائے۔ وہ ہمیشہ کمالیہ کھرلوں کے قابو میں رہے لیکن جب بھی موقع ملا دوسروں کو لوٹا مارا۔
کاٹھیے پنوار راجپوت ہیں۔ ان کی دو بڑی شاخیں، کاٹھیا خاص اور کاٹھیا بکھیلے ہیں۔"
اس حوالے سے راوی کے کاٹھیے کاٹھیاواڑ کے مہاجر بنتے ہیں۔ کاٹھیاواڑ کی ایک مرکزی ریاست جزدان کے راجا نے ایک پنڈت کو اس بارے میں پڑتال کے لیے پنجاب میں بھیجا، جس نے مجھے بتایا کہ کاٹھیاواڑ کے راجپوتوں، جو خود بھی راجا کرن کی نسل ہونے کے دعویدار ہیں، میں ایک روایت ہے کہ وہ اپنے موجودہ علاقہ میں پنجاب سے براستہ سندھ اور کچھ آئے۔ کاٹھیاواڑ کی روایت یہ ہے کہ انہیں سرسہ رانیا یا گھگر کی زیریں وادی سے تیمور کے حملہ کے قریبی دور میں بے دخل کیا گیا تھا۔
بلوانہ اور پوار اُن کی دو مرکزی گوتیں ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے یہ قبیلہ جھنگ میں بد سے بدتر حالات کی جانب جا رہا تھا اور اب بھی ضلع میں زیادہ اہمیت کا حامل نہیں۔

کاچھی...... لودھا کی طرح ہندوستان کی ایک مشہور کاشتکار ذات۔ یہ پنجاب کے جمنا اضلاع میں ملتے ہیں، البتہ چند ایک مغرب کی طرف بڑی چھاؤنیوں میں بھی منتقل ہو گئے ہیں۔ وہ تقریباً سبھی ہندو ہیں، انہیں ہندوستان کے سبزی فروش اور پست رتبے کے حامل بیان کیا جاتا ہے۔ پنجاب میں وہ بالعموم سنگھاڑے اور اسی طرح کی دیگر چیزیں کاشت کرتے ہیں۔ درحقیقت کچھ علاقوں میں انہیں سنگھاڑی بھی کہا جاتا ہے۔

کادیاں...... کرنال میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔

کارلُوغ...... (دیکھیں "قارلُغ")

کاسبی...... ہزارہ میں جولاہے کو کہتے ہیں۔

کافر...... چترال، افغانستان اور ہندوکوش کے درمیانی خطے (کافرستان) میں آباد قبائل کو افغانوں کی جانب سے دی گئی ایک نسلی اصطلاح۔ اسلام قبول کر لینے والے کافر شیخ کہلاتے ہیں لیکن ان کے رشتہ دار انہیں بدستور کافر ہی کہتے ہیں۔

کاکاخیل...... (دیکھیں "سید")

کاکر (غالباً کاکڑ)...... کوہ سلیمان ("کوہ سیاہ") پر قابض پٹھان قبائل میں سے ایک۔ یہ بورا کے مرتفع خطے میں رہتے ہیں جو کافی زرخیز ہے۔ امرتسر میں ایک زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ

بھی ملتا ہے۔

کاکر...... پرنی افغانوں کی ایک شاخ۔

کاکرا...... جہلم میں آرا کے مقام پر آباد عسکری برہمن خاندان۔

کاکڑ...... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

کاکڑی...... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

کالڑو...... ملتان تحصیل میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ اس تحصیل میں شاہ جہاں کی فوج کے ملازمین کو جاگیریں ملی تھیں۔

کالس...... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

کالسن...... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

کالسیہ...... امرتسر میں زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔

کالون...... سیالکوٹ میں ایک جٹ قبیلہ۔ یہ بلاشبہ کاہلوں ہی ہیں۔

کالہیر، کالیر...... جٹوں کا ایک قبیلہ۔ یہ کرنال کے پرگنہ اندری میں 16 دیہات کے مالک ہیں۔

کالیر دتھ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کالیکا...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

کالیئر...... پانی پت میں راجپوتوں کی ایک شاخ۔ ان کا خاندانی بزرگ کالا سید بڑے معجزے دکھاتا ہے اور اس کے مقبرے کے پاس سونے والے کسی بھی شخص کے لیے زمین پر سونا لازمی ہے ورنہ اسے سانپ کاٹ لیتا ہے۔ لیکن اگر کالیئر کی زمین پر سانپ کسی کو ڈس لے تو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

کاما...... کوئی بھی پست ذات کا آدمی جو کسی قرضے وغیرہ کی وجہ سے پشت در پشت ملازمت کرتا آ رہا ہو۔ اس کی یہ خدمت گاری محض اصل زر کا سود ہوتی ہے۔ چمبہ میں یہ طریقہ اب بھی موجود ہے۔ میدانوں میں کھیت مزدور کو کاما کہتے ہیں۔

کامون...... ملتان میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

کانجن...... ضلع ملتان کی لودھراں تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کانجو...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

کانجی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کانڈا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کانوری......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کانوین......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کائتھ، کیتھ، یا کائستھ......کانگڑا پہاڑیوں میں کائتھ ایک اکاؤنٹینٹ ہے، میدانوں میں کائتھ یا کائستھ ایک ذات ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ برہما کے جسم میں سے پیدا ہوئے جس نے اپنے مراقبے کی قوتوں کے ذریعے چترا گپت نامی بیٹے کو جنم دیا تھا۔ اس نے چترا گپت کو دنیا میں کرم کا پرچار کرنے کے لیے بھیجا۔ اس کی اولادیں کائستھ کہلاتی ہیں۔ کائستھ پنجاب کے رہنے والے نہیں، اور مغرب کی جانب آتے ہوئے ان کی تعداد گھٹنے لگتی ہے۔

کاہلوں......امرتسر اور ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کاہلوں، کہلوں......امرتسر، بالخصوص سیالکوٹ اور دیگر اضلاع میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ وہ چندر بنسی راجا بکرماجیت کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کے اجداد میں سے دارانگر کے راجا جگدیو کی فیاضی کی کئی کہانیاں مشہور ہیں۔ اس نے اپنی بہن سے وعدہ کیا تھا کہ وہ جو بھی خواہش کرے گی اسے پورا کیا جائے گا۔ بہن نے اپنے بھائی کا سر مانگ لیا اور بھائی نے اپنا وعدہ پورا کیا، لیکن معجزانہ طور پر دوبارہ زندہ ہو گیا۔ قبیلے کا نام اس کی چوتھی پشت میں کہلوان کے نام پر ہے۔ کہلوان سے بعد چوتھی پشت میں سولی یا سودی آیا جس کی قیادت میں انہوں نے دارانگر کو خیر باد کہا اور گورداسپور میں بٹالہ کے قریب آباد ہو گئے۔ یہیں سے وہ سیالکوٹ آئے۔ مسلمان کاہلوں نکاح پڑھواتے ہیں مگر شادیوں کے موقع پر ہندو رسوم بھی ادا کرتے ہیں۔ بارات روانہ ہونے کے بعد وہ گاؤں کے قریب جھری یا ملھا درخت کے پاس جاتے ہیں۔ وہاں مٹی کا ایک چراغ جلایا اور درخت کی ایک شاخ پر دھاگا باندھا جاتا ہے۔ دلہا تلوار سے شاخ کو کاٹ کر ایک برتن میں رکھ دیتا ہے۔ ان کا جٹھیرا بابا پھول جو ہد ہے۔

کبیر پنتھی......بھگت کبیر کا پیروکار۔ کبیر کا دور مارٹن لوتھر سے ذرا پہلے کا ہے۔ اس کی پیدائش 1440ء اور وفات 1518ء میں ہوئی۔ بھگت یا ولی شمار کیے جانے والے افراد کی تعداد عموماً 14 ہے......یعنی: بنی، بھیکن، دھنا، شیخ فرید، جے دیو، کبیر، نام دیو، پیپا، رانا نند، روی داس،

سَدھنا، سینُو، سُورداس اور تری لوچن۔ ان میں سے کبیر اور تلسی داس نے شمالی و وسطی ہند کے غیر تعلیم یافتہ طبقات پر سب سے زیادہ مثبت اثر ڈالا۔

کہا جاتا ہے کہ کبیر کی پرورش بنارس کے ایک مسلمان جولاہے کے گھرانے میں ہوئی تھی۔ عموماً اسے کبیر جولاہا ہی کہا جاتا ہے اور علاقے میں جولاہا ذات کے لوگ بڑے فخر کے ساتھ خود کو کبیر کی اولاد بتاتے ہیں۔ پنجاب میں بہت سے جولاہوں نے اپنا اندراج بطور کبیر بنسی یا کبیر پنتھی کروایا۔ وہ غالباً محض جولاہے ہی ہیں جو مذہب کے معاملات میں خود کو ہندو جولاہوں سے ممیز کرنے پر توجہ نہیں دیتے۔

کبیر واہ......ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

کپائی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کپاہی......(کپاس کے پودے کے رنگ کی نسبت سے) کھتریوں کی ایک شاخ۔

کُپچانی (قُپچانی)...... ایک بلوچ شاخ جس کی نمائندگی اب بھکر تحصیل کے چند ایک خاندان ہی کرتے ہیں۔

کپور......(عربی کے ''کافور'' سے ماخوذ) کھتریوں کی ایک شاخ۔

کتانہ، کرتانہ......لاہور کے مغرب میں تقریباً سبھی چوہڑے مسلمان ہیں اور انہیں بالعموم مُصلی یا کتانہ کہا جاتا ہے۔ دونوں اصطلاحات ایک لحاظ سے ہم معنی ہیں، لیکن کتانہ کا استعمال خاص طور پر جنوب مغرب اور مصلی کا شمال مغرب میں ہوتا ہے۔ سرسا میں مذہب تبدیل کرنے والے چوہڑے کو احترام کی اصطلاح میں ''دیندار'' کہا جاتا ہے، یا پھر کھوجا یعنی اپنے ختنوں کی ہجو بہ تلمیح میں ایک خواجہ سرا۔ یا جیسا کہ کبھی کبھی توجیہ پیش کی جاتی ہے کہ کھوجا کا مطلب ایسا شخص ہے جس نے راہ نجات کھوج لی ہو، لیکن نظر آتا ہے کہ متعدد علاقوں میں مسلمان چوہڑا اس وقت تک چوہڑا ہی کہلاتا ہے جب تک وہ مردار کھاتا یا فضلہ صاف کرتا رہتا ہے۔ یہ عادات ترک کرنے پر ہی اسے ''مُصلی'' ہونے کا اعزاز دیا جاتا ہے۔ مصلی کو چوہڑے سے واضح طور پر اعلیٰ طبقہ سمجھا جاتا ہے۔ دوسری طرف سرحدی قصبات کا مصلی فضلہ صاف کرتا ہے۔ پشاور سرحد پر مصلی گورکن ہونے کے ساتھ ساتھ جھاڑو کش بھی ہے اور کہتے ہیں کہ کہیں کہیں وہ شاہی خیل کہلاتا ہے۔ تاہم، یہ موخرالذکر لقب زیادہ عمومی طور پر ان چوہڑوں کے

لیے مستعمل لگتا ہے جو بالائی سندھ پر آباد ہوئے اور کتانوں کی طرح گھاس اور نرسل میں کام کرنے لگے۔

کتانے، یا جیسا کہ گاؤں میں اکثر اسے کرتانہ بولا جاتا ہے، عموماً ایسے مسلمان جھاڑ و کش طبقہ کو دیا گیا نام ہے، جو زیریں دریائے سندھ کے کنارے آباد ہوئے، خاکروبی اور مردار خوری ترک کر دی اور رسے بنانے اور گھاس و نرسل میں کام کرنے کا پیشہ اختیار کر لیا۔ تاہم اس لفظ کا اطلاق کسی بھی مسلمان جھاڑ و کش پر ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ کچھ کرتانے اپنی مرضی سے زمین کاشت کرتے ہیں۔ جب تک کرتانے خاکروبی بالکل نہ چھوڑ دیں اس وقت تک دیگر مسلمان انہیں مذہبی مساوات میں شامل نہیں کرتے۔

کتایا...... دھاگا کاتنے والا (دیکھیں ''تارکش'')۔

کتپال...... پکھی واروں کی ایک ذیلی شاخ۔

کترہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کتل باشی...... (دیکھیں ''قزلباش'')۔

کتوال...... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

کتور...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کتھانے...... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

کُتھرالو...... سیالکوٹ میں بھٹیوں کی ایک شاخ جو بھونی کے بیٹے کتھرال کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

کتھک...... کتھائیں یعنی کہانیاں سنانے والا، شاستر پڑھنے والا، گلوکار، ناچ دکھانے والا لڑکا۔

کتھورا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

کٹ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کٹاریا...... باول میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلچہ۔ ان کا نام ''کٹار'' سے ماخوذ ہے۔

کٹارے...... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

کٹال یا کاٹل...... شملہ پہاڑیوں میں راجپوتوں کی ایک شاخ۔

کٹوچ...... ایک سلطنت کا نسلی نام جس کا اصل صدر مقام جالندھر میں تھا، لیکن حدود کانگڑا کی

پہاڑیوں تک جاتی تھیں۔ البتہ کانگڑا کے ایک گھرانے کو ہی کٹوچ کہتے ہیں۔ اس سے چار شاخیں نکلیں...... جسوال یا جسوان ڈون کے حاکم، گولیر یا جو کبھی گولیر کے حاکم تھے، سپایا، اور داتا پور کے ددوال۔ کٹوچ ماخذ کا دعویٰ کرنے والی پانچویں شاخ لدورا جپوت ہیں۔ رتبے کے اعتبار سے کٹوچ درجہ اول کے جے کار یا راجپوت ہیں۔

کٹھانے...... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

کجلان...... جنڈ اور حصار میں جٹ قبیلہ۔ یہ ایک چوہان راجپوت کجلا کی اولاد ہونے کا دعویدار ہیں جس نے ایک جٹ بیوہ سے شادی کی تھی۔

کجلا...... ضلع گوجرانوالہ کی شمالی بار میں پایا جانے والا ایک بے زمین خانہ بدوش قبیلہ۔

کچالا...... ضلع ملتان کی شجاع آباد تحصیل میں ایک منظم گروپ کی صورت میں ملنے والا زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کچورے...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلہ۔

کچیرا...... کانچ کا کام کرنے والوں کو کہتے ہیں۔ کچھ جگہوں پر یہ اصطلاح چوڑی گر کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے۔ نابھا کی باول نظامت میں کچیرے ہندو اور مسلمان دونوں ہیں اور وہ راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مثلاً ان کی گوتوں میں جے پور کے چوہان بھی شامل ہیں۔ وہ اپنا موجودہ پیشہ اپنانے کے باعث ذات بدر ہوئے اور اپنی چار گوتوں کے سوا باقی سب کے ساتھ دروں زواجی کرتے ہیں۔ ان کی رسوم جٹوں والی ہیں جن کے ساتھ وہ حقہ پی لیتے ہیں۔ بیٹے کی پیدائش یا شادی کے موقع پر وہ سب ایک شامیانے تلے جمع ہو کر شربت پیتے ہیں۔ یہ پرانی راجپوت رسم ہے۔ ہندو کچیرا عورتیں کبھی بھی نیلا رنگ نہیں پہنتیں کیونکہ ایک مرتبہ ان کی ایک ذات ستی بن گئی تھی۔ کچیروں کا گورو جے پور میں بگواڑا کے مقام پر ایک بیراگی دیہرا ہے، لیکن وہ برہمن پروہت بھی رکھتے ہیں۔

کچیلا...... ڈیرہ غازیخان کے لغاری بلوچ علاقے میں ملنے والا جٹ قبیلہ۔ اس نے بھی بلوچ آداب، لباس اور دستور اپنا لیے ہیں۔

کدھر...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

کدھن...... منٹگمری میں چھوٹا سا زراعت پیشہ مسلمان قبیلہ۔

گرار......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

کراڑ......یہ لفظ کافی حد تک بزدل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اس میں بانیے لفظ سے بھی زیادہ تحقیر کا احساس پایا جاتا ہے۔ لگتا ہے کہ اس اصطلاح کا اطلاق تمام مغربی یا پنجابی تاجروں کے لیے ہوتا ہے تاکہ انہیں ہندوستان کے بانیوں سے ممیز کیا جا سکے۔ لیکن بالعموم اروڑا کو ہی کراڑ کہتے ہیں، اور کھتری اِس نام کو باعث بے عزتی سمجھتے ہیں۔ مقامی محاوروں اور ضرب الامثال میں کراڑ کے ساتھ نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ مثلاً ''چوروں کی تعداد 4 تھی اور ہماری 84۔ چور آئے اور ہم بھاگ گئے۔'' اور ''ایک بیلچہ بردار راٹھی کو دیکھ کر 9 کراڑ خود کو تنہا سمجھنے لگتے ہیں۔'' تاہم کسان کراڑ سے خوف کھاتا ہے۔ ''جٹ کو اُس کے جنگل میں، کراڑ کو اس کی دکان میں یا ملاح کو اس کی کشتی میں تنگ نہ کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو وہ تمہارا سر توڑ دے گا۔'' اور ''کوے، کتے یا کراڑ پر بھروسہ نہ کرو، چاہے وہ سو ہی رہا ہو۔''

کرال......کرال کا اندراج صرف ہزارہ سے ہوا ہے۔ میرے پاس اس کے علاوہ ان کے بارے میں کوئی معلومات نہیں جو میجر ویلس اس ضلع پر اپنی سیٹلمنٹ رپورٹ میں فراہم کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: ''کرال کا خطہ تحصیل ایبٹ آباد میں نارا علاقہ پر مشتمل ہے۔ کرال پہلے گکھڑوں کے ماتحت تھے اور کوئی دو سو سال قبل ان سے آزادی حاصل کی۔ وہ بالاصل ہندو ہیں اور مقابلتاً جدید دور میں اسلام قبول کیا۔ 30 سال پہلے تک بھی اسلام کے ساتھ ان کی شناسائی خفیف سی تھی۔ اگرچہ اب وہ اس کے بارے میں زیادہ جانتے اور اس کی پیروی میں زیادہ محتاط ہیں، لیکن ان کی سماجی عادات میں سابق ہندو عقائد کی یادگاریں اب بھی صاف جھلکتی نظر آتی ہیں۔ وہ اپنے گھروں اور کھلیانوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ بڑی سادگی اور جفاکشی کے ساتھ کاشتکاری کرتے ہیں۔ باقی حوالوں سے ان کا کردار عیارانہ اور بزدلانہ ہے۔'' میجر ویلس مزید کہتے ہیں: ''اپنی اصلیت اور کردار میں کرال بالکل ڈھونڈوں جیسے ہیں۔'' یہ بات کرالوں کو دریائے جہلم کے بائیں کنارے کے ساتھ ساتھ پہاڑیوں کے راجپوت قبائل میں سے ایک قرار دیتی ہے۔ اور ایک دیسی افسر نے مجھے بتایا کہ وہ راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے حال ہی میں گکھڑوں کی طرح کیانی مغل ماخذ کا دعویٰ کیا ہے یا یہ کہ ان کا مورث اعلیٰ کیان سے آیا' لیکن سکندر اعظم کی اولاد تھا۔ سب سے حیران کن اور

نرالی کہانی یہ ہے کہ پنجابی لوک کہانی کے عظیم راجا رسالو کی ملکہ کے بطن سے خاکروب طبقہ کے ایک آشنا کے چار بیٹے سیو، ٹیو، گھیبو اور کرو پیدا ہوئے، جن سے بالترتیب سیالوں، ٹوانوں، گھیبوں اور کرالوں کا سلسلہ چلا۔ وہ گکھڑوں، سیدوں اور ڈھونڈوں کے ساتھ اندرونی شادیاں کرتے ہیں۔

کرتاری، کلتاری..... گذشتہ چند برس کے دوران پنجاب کے جنوب مغرب میں بننے والا نیا ہندو فرقہ۔ اس کا بانی ڈیرہ اسماعیل خان کا اسا تھا جس نے نہ صرف ہندوؤں میں بلکہ ضلع کے مسلمان کاشتکاروں میں بھی شاگرد بنائے۔ اس پیر کے پیروکار معمول کا دنیاوی کاروبار دوپہر تک جاری رکھتے اور اس کے بعد خوبصورت نقوش اور مختلف رنگوں کے تلک لگا کر چپ چاپ بازار میں ہی بیٹھ جاتے یا پھر ہاتھوں میں پنکھے لے کر اِدھر اُدھر گھومتے ہیں۔ وہ مسلمانوں یا ہندوؤں کی مذہبی کتب سے لاتعلق ہیں۔ وہ بے ضرر ہیں مگر ترقی کرتے نظر نہیں آتے۔

کُرتانا..... (دیکھیں "کُتانہ")

کرخیاد..... صوفیوں کا ایک سلسلہ جس کی بنیاد خواجہ معروف کرخیؒ نے رکھی تھی۔

کرشنی..... ایک ہندو وشنو فرقہ۔ اس فرقے کے لوگ ہر بات شروع کرنے سے پہلے کرشن یا جے کرشن کہتے ہیں۔ ان کا بانی مُنی دِتترے بتایا جاتا ہے۔ لاہور میں وہ بائی کہلاتے ہیں۔ ان کے پروہت نارنجی لباس اور سفید ٹوپیاں پہنتے ہیں۔

کِرمانی..... منٹگمری میں زراعت پیشہ سید قبیلہ۔

کُرمی یا کُمبھی..... ہندوستان کے مشرقی علاقوں اور دکن میں وسیع پیمانے پر پھیلے ہوئے کاشتکاروں کی ایک ذات۔

کرناتک..... ہوشیار پور میں اوسوال بھابڑوں کی ایک گوت۔

کرنول..... منٹگمری میں زراعت پیشہ ہاشم قبیلہ۔

کرنیرے..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

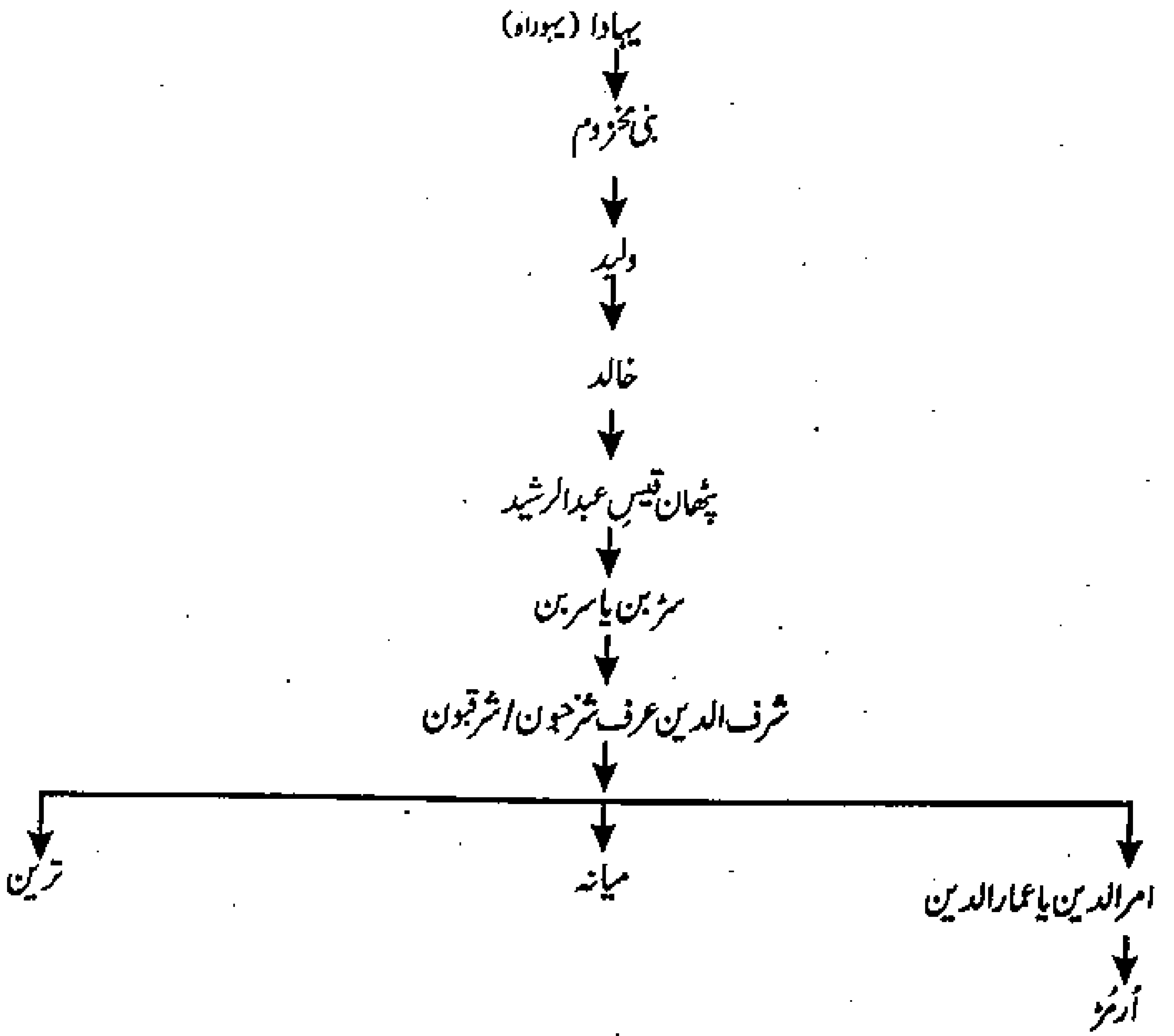
کرُولا..... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان قبیلہ۔

کرُونجڑا..... سبزیاں فروخت کرنے والا، کُنجڑا۔

کرہالہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کریلا.....منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

کڑلانی.....پٹھانوں کی مرکزی شاخوں میں سے ایک جن کا سلسلہ نسب یوں ہے۔



اُرمڑ کے خاندان میں سے دو افراد عبداللہ اور زکریا ایک مرتبہ شکار کرنے نکلے۔ زکریا کو زمین پر ایک لاوارث بچہ پڑا ملا (زکریا کثیر الاولاد تھا) جبکہ عبداللہ (جو امیر اور بے اولاد تھا) کو لوہے کی ایک کڑاہی ملی۔ دونوں نے بچے اور کڑاہی کا تبادلہ کر لینے کا فیصلہ کیا۔ عبداللہ نے بچے کا نام کڑلانی رکھا۔ ایک اور بیان کے مطابق کڑلانی ایک سڑبن تھا جسے امرالدین نے گود لیا؛ جبکہ ایک خٹک مورخ محمد افضال خان کڑلانی کو اُرمڑ کا بھائی بتاتا ہے۔ ایک درویش سید محمد نے کڑلانی خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کی اور دو بیٹوں' ہونی اور وردگ کا باپ بنا۔ بالعموم کڑلانی پیر روشن کے ماننے والے تھے لیکن شیعہ اور سنی دونوں ہی انہیں کافر قرار دیتے تھے۔ ان کے عقائد نے انہیں زبردست تباہی سے دوچار کیا کیونکہ مغلوں نے روشنیا بدعت کو ماننے والے قبائل کے خلاف بار بار مہمات روانہ کیں۔

کسانیے......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

کسّر......جہلم کی تحصیل چکوال کے شمال مغربی علاقے کا زیادہ تر حصہ کسّروں کے پاس ہے اور یہ صوبے کے کسی اور حصے میں نہیں ملتے۔ سر ڈینزل ابٹسن نے 1881ء کی مردم شماری رپورٹ میں لکھا کہ وہ کوہستان نمک کے چند ایسے قبائل میں سے ایک ہیں جو مغل، اعوان یا راجپوت ماخذ کا دعویٰ نہیں کرتے، لیکن مسٹر Bowring کے مطابق ایک دور میں وہ راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتے اور خود کو جموں سے آیا ہوا بتاتے تھے۔ تاہم 1881ء کی مردم شماری میں زیادہ تر نے اپنا اندراج بطور راجپوت کروایا۔

مغلوں کے طور پر شمار کیے جانے کے حوالے سے کسّروں کا دعویٰ چاہے کچھ بھی ہو، لیکن وہ عام طور پر میسّروں اور کھوٹوں کے برابر شمار ہوتے ہیں۔ وہ میسّروں کے ساتھ آزادانہ رشتے کرتے اور بیٹیاں لیتے دیتے ہیں لیکن اپنی بیٹی کی شادی کسی کھوٹ سے کرنے والا کسّر برداری کی ناراضگی مول لیتا ہے۔

کسرانی، قیصرانی......یہ منظم بلوچ تمنوں میں سب سے شمال میں ہے۔ اس کا علاقہ دو دڑوں کے درمیان ہے۔ قبیلہ کافی غریب اور سات شاخوں میں منقسم ہے۔ یہ رند ماخذ رکھتے ہیں اور ڈیرہ جات سے آگے پنجاب میں کہیں نہیں ملتے۔

کسیرا......پیتل کا کام کرنے والا (دیکھیں ''ٹھٹھیرا'')۔

کشمیری......لفظ کشمیری کا اطلاق شاید کشمیر کی کسی بھی نسل سے تعلق رکھنے والے فرد پر ہو سکتا ہے، لیکن کشمیر میں اس کا استعمال عموماً وادیٔ سرینگر کے لوگوں کے حوالہ سے ہوتا ہے۔ تاہم ہماری تعداد میں کچھ چبھالی یا وہ نسل بھی شامل ہے جو کشمیر کی پہاڑیوں و گجرات، راولپنڈی اور ہزارہ کی سرحدوں پر آباد ہے لیکن ان میں ڈوگرے یا کشتواڑ اور بدرواہ کے پہاڑی شامل نہیں کیونکہ یہ ہندو ہیں جبکہ ہمارے کشمیری مسلمان۔ بہرصورت یہ اصطلاح جغرافیائی نوعیت کی ہے اور شاید ان میں بہت سے وہ افراد بھی شامل ہوں گے جنہیں ہم پنجاب کی علیحدہ ذاتوں سے متعلق کہتے ہیں۔ کاشتکار طبقہ، جو کشمیری خاص کا معتدبہ حصہ ہیں، غالباً ارائیں نسل کے ہیں، لیکن شاید خاص خون کی اندرونی آمیزش والے اور واضح خصوصیات کے مالک۔ مسٹر ڈریو (Drew) نے انہیں قوی الجثہ، طاقتور اور خوب صورت نقوش والی ذات قرار دیا اور انہیں پورے

برصغیر کی عمدہ ترین نسل کا درجہ دیتے ہیں۔ بہرحال حالیہ ادوار میں ان کی تاریخ نہایت افسوسناک مصیبتوں اور ظلم وتشدد والی تاریخوں میں سے ایک ہے۔ ''وہ بزدل' دروغ گو اور جھگڑالو بھی ہیں' تاہم اس کے ساتھ ساتھ انتہائی زیرک شاداں وفرحاں اور پر مذاق بھی ہیں۔'' مسٹر ڈریو کی تصنیف ''جموں اینڈ کشمیر'' میں ان کی اچھی تفصیل ملتی ہے۔ پنجاب میں اصطلاح کشمیری سے مراد مسلمان کشمیری ہے۔ کشمیر کے ہندو کو شاذ ہی کبھی کشمیری کہا جاتا ہے۔ پنجاب میں اہم ترین کشمیری عنصر لدھیانہ اور امرتسر شہروں میں ملتا ہے جہاں اب بھی جولاہوں کی بہت بڑی آبادیاں ہیں۔ وہ قالین اور عمدہ پارچے بُنتے ہیں۔ ان کے علاوہ صوبہ بھر میں بہت سے کشمیری بکھرے ہوئے ملتے ہیں۔ بہت سوں کو گذشتہ قحط (1878ء) کے ہاتھوں مجبور ہو کر دامن کوہ کے اضلاع میں آنا پڑا۔ گجرات' جہلم اور اٹک کے کشمیریوں میں سے زیادہ تر چھالی ہیں (حال ہی میں شائع ہونے والی ''تاریخ اقوام کشمیر'' میں ان کے متعلق مفصل معلومات دی گئی ہیں)۔ سر والٹر لارنس کی ''وادیٔ کشمیر'' باب XII میں کشمیری قبائل کا مفصل حال دیا گیا ہے۔ پنجاب میں اپنا اندراج کروانے والے مرکزی کشمیری قبائل درج ذیل ہیں: بٹ' بٹ' ڈار' لون' مہر' مان' میر' شیخ' وائیں' وردے۔

کفش دوز...... مسلمان موچیوں کا ایک پیشہ ورانہ گروپ جو کفن بناتے ہیں۔

ککے زئی...... ہندوستان بھر میں ملنے والے مسلمان تاجروں کا ایک طبقہ جو مغرب میں قندھار تک پائے جاتے ہیں۔ وہ سیستان کے افغانوں کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کا سلسلۂ نسل کرن کے بیٹے ککا سے شروع ہوا۔ شاید ان کا نیوکلیس اب بھی ایک پٹھان قبیلچہ ہی ہو لیکن ککے زئی کی شاخوں میں بھرسی، ملک، کیتھلے، کسولیہ شیخ، بھاگیرتھ، چاندی، باندا، کھوریا جیسے نام شامل ہیں جو بمشکل ہی کسی افغان ماخذ کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ نکتہ نظر زیادہ درست معلوم ہوتا ہے کہ کھوجوں کی طرح ککے زئی بھی ہندو تھے جنھوں نے کافی پہلے اسلام قبول کیا۔ سکھ دور میں شیخ کہلانے والے ککے زئیوں کی ایک شاخ نے جالندھر دوآب میں سرفرازی حاصل کی اور حتیٰ کہ کشمیر کے حاکم بھی بنے۔ پنجاب کے ککے زئی کافی محنتی اور بااثر ہیں۔

گگوانہ...... جھنگ میں ساندل بار کے کمہاروں کو کہتے ہیں۔ وہ متعدد ''رہنوں'' یا جھونپڑیوں میں بطور کاشتکار ملتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ کمہار نہیں بلکہ جٹ ہیں جن کا جد امجد گگو تھا جبکہ

برتن بنانے کا کام چند پشتیں قبل ہی شروع کیا تھا۔

کِلا......جٹوں کا ایک قبیلہ جو سورج بنسی راجپوت نسل سے ہونے کا دعویدار ہے۔ یہ ہمایوں کے عہد میں پنجاب میں آئے اور سیالکوٹ میں ملتے ہیں۔

کلاسرہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کلال......(1) منٹگمری اور ملتان میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔(2) کلال یا کرال نامی ایک طبقہ غالباً مخلوط ماخذ کا حامل ہے۔ کرال ہندو راجپوت اجداد رکھتے ہیں اور ان کا نام راجپوتانہ میں کرولی ریاست کے نام پر ہے۔ وہ 52 قبیلچوں یا گوتوں میں منقسم ہیں۔ کرال خود کو آہلووالیہ بھی بتاتے ہیں۔ یہ شمالی پنجاب میں گجرات سے ہوشیار پور تک کے اضلاع میں ملتے ہیں۔ کلال بھی ہندو ہیں لیکن اب اکثر سکھ بھی ملتے ہیں۔ ان کا پیشہ شراب کشید کرنا ہے۔

کلاوَنت، کلاونت......لفظی مطلب ''فنکار'' ہے۔ یہ پیشہ ور مغنیوں اور گلوکاروں کے طور پر شمار کیے گئے۔

کلتیرا......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

کِلچی یا قِلچی......منج راجپوتوں کا ایک قبیلچہ۔

کلس......جہلم میں ملنے والا ایک قبیلہ۔

کلسن......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

کلگان، کلغان......امرتسر میں زراعت پیشہ اعوان قبیلچہ۔

کلمت......ایک بلوچ قبیلہ۔ سابقہ دور میں زبردست اہمیت رکھنے والے کلمت مریوں کے ساتھ لڑے۔ ڈیمز کے خیال میں وہ غیر بلوچ ہیں۔ اب وہ مکران میں پاسنی اور سندھ میں ملتے ہیں۔ ان کا نام غالباً مکران کے ایک مقام خلمت سے ماخوذ ہے۔

کلو......سیالکوٹ میں ایک جٹ قبیلہ۔ یہ بلاشبہ کاہلوں ہی ہے۔

کلُو......امرتسر، منٹگمری اور شاہ پور میں ملنے والا زراعت پیشہ مسلمان قبیلچہ۔ منٹگمری کے کلو مسلمان ہیں۔

کلہورا یا سرائے......بالاصل ایک جٹ قبیلہ، لیکن وو دائی لٹی (لٹ والے) بھی کہلاتا ہے۔ اس قبیلے نے سندھ میں ایک سلطنت قائم کی اور ڈیرہ غازی خان میں ان کے نمائندے اب بھی

موجود ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد ایک مشہور استاد سید محمد جون پوری کو ماننے والے درویش تھے۔ ان میں سے ایک درویش ہرمُس نے سندھ کے ابراجتوں کی ایک بیٹی سے شادی کی اور جہیز میں ایک جاگیر پائی۔ ہرمُس کے بیٹے یا پوتے شیخ نصیر اور اس کے بیٹے شیخ دین محمد نے بالائی سندھ کے ابراعلاقے پر اپنی دنیاوی وروحانی حاکمیت قائم کی۔ شیخ دین محمد کے بھائی یار محمد نے مغلوں کے ساتھ ناطہ توڑ کر ٹھٹھہ کی سیوستان سرکار پر قبضہ کرلیا۔ اس کی اولاد میں سے نور محمد نے داؤد پوتروں کو لکھی کی ''زمینداری'' سے باہر نکالا۔ 37-1736ء میں لٹی خان خُوندیار نے ٹھٹھہ کا صوبہ (بمعہ بھکر سرکار کے ایک حصے کے) وصول کیا، لیکن دو یا تین برس بعد ہی نادر شاہ نے اسے دو تہائی علاقے سے محروم کر دیا۔ تاہم نادر شاہ کی وفات کے بعد خوندیار نے سارے سندھ پر حاکمیت قائم کی (دُرانیوں کے نام پر) لیکن یہ حکومت زیادہ عرصہ نہ چل سکی۔ 1752ء میں نور محمد کلہورا کا بیٹا محمد مراد اس کی جگہ آیا مگر پانچ سال بعد تالپور بلوچ نے اسے معزول کر کے اس کے بھائی میاں غلام شاہ (58-1557ء) کو حکومت دے دی۔ اس کے بھائی عطار خان نے سندھ واپس لینے کی کوشش کی مگر ناکام ہوا۔ غلام شاہ 1771ء میں حیدر آباد قلعہ تعمیر اکروانے کے کام کی نگرانی کرتے ہوئے مرگیا۔ اس نے 15 سال ہنگامہ خیز حکومت کی۔ 1758ء میں اس نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو سندھ میں فیکٹری لگانے کی اجازت دی تھی لیکن اس کے بیٹے اور جانشین سرفراز خان نے 1775ء میں یہ اجازت نامہ منسوخ کر دیا۔ اس نے ایک سال قبل تالپوروں کے سربراہ بہرام خان اور اس کے بیٹے کو قتل کروا دیا تھا۔ نتیجتاً 1786ء میں اسے معزول ہونا پڑا۔

سرائے یا سیرائے کا نام ڈیرہ غازی خان کی جام پور تحصیل میں حاجی پور کے مشہور کلہورا خاندان نے اختیار کیا ہے۔

کلیار......(1) شاہ پور میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔ (2) ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کلیر......(1) جنڈ میں ایک جٹ قبیلہ جہاں بھم ودی کے مقام پر اس کے سِدھ دیدار سنگھ کی سمادھ ہے۔ ماگھ کی یکم بدی کو یہاں ایک میلہ لگتا ہے۔ یہ سیالکوٹ میں بھی ملتے ہیں جہاں یہ چیموں کی طرح چوہان راجپوت ماخذ اور راجا کنگ کی نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں۔ لدھیانہ کے کلیر جٹ شادیوں کے موقع پر اپنے جٹھیرا کو بھینٹ پیش کرتے ہیں۔ وہ سخی سرور کو بھی

مانتے ہیں۔ بھینس یا گائے کی باؤلی ایک کنواری لڑکی (اور اگر کافی ہو تو دیگر لڑکیوں کو بھی) دی جاتی ہے۔ کلیر منٹگمری اور امرتسر میں بھی بطور زراعت پیشہ قبیلچہ پائے گئے۔ منٹگمری میں یہ مسلمان ہیں۔(2) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

گلیہ......(1) منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔(2) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ، اور (3) امرتسر میں زراعت پیشہ اعوان قبیلچہ۔

کماچی......خانہ بدوش گویوں کا ایک چھوٹا سا قبیلہ۔

کمال زئی......کھکئی پٹھانوں کی مندڑ شاخ کی چار بڑی تقسیموں میں سے ایک۔ کمال زئی اور امازئی مردان اور رزر میں ملتے ہیں۔

کمان گر...... تیر گر کو بھی اس کے ساتھ شمار کیا جا سکتا ہے۔ کمان گر زیادہ تر بڑے شہروں اور چھاؤنیوں میں ملتا ہے اور یہ تمام مسلمان ہیں۔ اب چونکہ کمانیں محض آرائش کے لیے بنتی ہیں اس لیے کمان گر نے لکڑی کا آرائشی کام بھی شروع کر دیا ہے۔ یہ محض ایک پیشہ ورانہ اصطلاح ہے۔

کمبوہ.....کمبوہ پنجاب کی عمدہ ترین زراعتی ذاتوں میں سے ایک ہیں۔ وہ شاذ و نادر ہی سبزی فروشی کا کام کرتے ہیں، لیکن ارائیوں سے کم محنتی اور باہنر نہیں۔ وہ بالائی وادیٔ ستلج میں نیچے منٹگمری تک، مشرقی میدانوں کے سارے شمالی حصہ میں اور نیچے وادیٔ جمنا میں کرنال تک ملے۔ خاص طور پر کپورتھلہ میں ان کی تعداد بہت ہے۔ لگتا ہے جمنا کے کمبوہ اس وادی میں مغرب سے نقل مکانی کر کے آئے اور کچھ عرصہ پہلے تک وہاں پر پٹیالہ کے شمالی خطوں سے تھانیسر اور دریا کے درمیان واقع گھنے ڈھاک جنگلوں میں بہت بڑی تعداد میں اُمڈ کر آتے رہے۔ منٹگمری کے ستلج کمبوہ دو شاخوں میں تقسیم ہیں: ایک وہ جو ملتان کے علاقہ سے اوپر دریا کی طرف اور دوسرے جو کپورتھلہ کے نواح سے نیچے وادی میں آئے۔ دونوں نقل مکانیاں سکھ دورِ حکومت میں وقوع پذیر ہوئیں۔ وہ راجا کرن کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ ان کا مورثِ اعلیٰ کشمیر کی طرف بھاگ نکلا تھا۔ بجنور کے کمبوہ بھی اپنا نسب سندھ پار کے علاقہ میں ملاتے ہیں اور مسٹر پرسراس روایت کو واضح طور پر درست تسلیم کرتے ہیں۔ کچھ کے مطابق وہ فارس کے قدیم باشندے ہیں اور کرنال کے کمبوہ اپنا ماخذ غزنی سے ملاتے ہیں۔ لیکن حقیقت

یہ ہے کہ ان میں 40 فیصد ہندو اور 23 فیصد سکھ ہونا کم از کم ماضی بعید میں غیر ہندوستانی ماخذ کے خلاف فیصلہ کن امر ہے۔

عموماً ارائیں اور کمبوہ کو قریبی رشتہ دار خیال کیا جاتا ہے۔ دراصل منٹگمری میں مسلمان شخص ارائیں اور ہندو کمبوہ کہلاتا ہوا نظر آتا ہے۔ لیکن ہر صورت میں ایسا نہ ہونے کی حقیقت اس امر سے واضح ہو جاتی ہے کہ امرتسر، لاہور، فیروز پور، پٹیالہ، نابھا اور مالیر کوٹلہ کے کمبوہوں کے معتد بہ تناسب نے خود کو مسلمان درج کرایا، اگرچہ ان علاقوں میں مسلمان ارائیوں کی تعداد بھی کافی ہے۔ شاید یہ بات قابلِ تشکیک ہے کہ ان دونوں کے درمیان فرض کیے گئے تعلق کی اس حقیقت کے علاوہ بھی کوئی بنیادیں ہیں کہ وہ دونوں مغرب سے آئے اور کافی حد تک ایک جیسی سماجی حیثیت اور زراعتی شہرت کے حامل ہیں۔ کچھ نے بنیادی فرق یہ بتایا کہ کمبوہ اپنی بیٹیوں کی قیمت وصول کرتے ہیں، جبکہ ارائیں ایسا نہیں کرتے۔ لیکن بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو کمبوہ کی سماجی حیثیت ارائیں سے برتر ہے، خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں موخر الذکر سبزی اگاتا ہے۔ مزید برآں، کمبوہ محض ایک زراعتی ذات ہی نہیں، وہ اکثر و بیشتر تجارت کے پیشہ سے وابستہ ہے اور فوج، دفاتر یا حتیٰ کہ نجی ملازمتیں کرتا ہے، جبکہ اس کی عورت اکثر ایسے علاقوں میں بھی رقم ادھار پر دیتی ہے جہاں وہ محض ایک کاشتکار ہے۔ اکبر کے دور میں شہباز خان نامی ایک کمبوہ جنرل نے پانچ ہزار آدمیوں کی قیادت بھی کی تھی اور بنگال میں خود کو کافی ممتاز کر لیا۔ گڑگاؤں میں چند سو سال پہلے تک سوہنا کے مقام پر مسلمان کمبوہ آباد تھے، اور ان کی متروکہ مساجد اور مزار یہ ظاہر کرتے ہوئے لگتے ہیں کہ انہیں یہاں پر کافی مناسب حیثیت حاصل تھی۔ فوجی، تاجر اور دفتری کمبوہ کو بطور ''قلمی'' ممتاز کیا جاتا ہے، اور وہ اپنی ذات کے زراعتی حصہ میں دروں زواجی نہیں کرتے۔ لیکن یہ غالباً ایک سماجی روایت ہی ہے نہ کہ ذات کا کوئی اصول۔

کمبوہ اپنی ایمانداری کے لیے اتنی بلند کرداری کے حامل نظر نہیں آتے جتنا کہ ہنرمندی کے لیے۔ شمالی مغربی صوبوں میں محاورہ عام ہے: ''افغان، کمبوہ اور کشمیری تینوں بدذات ہیں۔'' اور کرنال کے مسٹر بینٹن (Benton) انہیں ''بدنام دھوکہ باز اور سازشی'' بیان کرتے ہیں۔ دوسری طرف (سند معلوم نہیں) سردار گوردیال سنگھ کہتے ہیں: ''انڈیا کے دور ہر اس میں

امیر ساہوکاروں نے کمبوہوں پر ہی یہ بھروسہ کیا تھا کہ وہ فقیروں کے بھیس میں ان کی دولت کہیں اور لے جائیں۔'' میرٹ (میرٹھ) میں کمبوہ کی تعداد غیر معمولی بتائی جاتی ہے۔ پہاڑیوں کے دامن میں ان کا پایا جانا کشمیر کے ساتھ ان کے نسلی تعلق کی کچھ حمایت کرتا ہے۔

کمبوہ نام کے ماخذ کے بارے میں مندرجہ ذیل بیانات ملتے ہیں: (1) ایک مرتبہ سورج بنسی نسل کا طاقتور راجا (جس کا دارالحکومت اجودھیا تھا) دیرت آیا اور یہاں کے راجا پرمر کو شکست دے کر اس کی سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ اس نے ورنگر کی بنیاد رکھی جبکہ اس کے بیٹے نے ایک اور شہر دیجاپور قائم کیا۔ اس کے علاوہ لمبنی اور گجنی شہر بھی بسائے۔ موخرالذکر اس کا دارالحکومت تھا اور یہ گزارت (گجرات) کے جنوب میں جزیرہ نما پر واقع کھمبے شہر کے قریب تھا۔ سولونو تیوہار کے موقع پر جب وہ مذہبی رسوم انجام دے رہا تھا تو دشمن نے پروہت کے ساتھ ساز باز کر کے حملہ کر دیا، شہر کو لوٹا اور لوگوں کو قتل کیا گیا۔ بچ نکلنے والوں میں سے کچھ لوگ گھگر کے قریب سامانا چلے گئے اور راستے میں جے پور اور سرہند سے گزرے۔ وہیں سے وہ جمنا اور ستلج کے سارے درمیانی علاقے میں پھیل گئے اور پھر پنجاب بھر میں پہنچے۔ کچھ دیگر براستہ سندھ ملتان اور پھر منٹگمری آ گئے۔ انہیں گجنی نزد کھمبے سے آئے ہونے کے باعث کمبوہ کہا جاتا ہے۔ دیگر کے خیال میں یہ نام کمبدھ (یعنی کم فہم) کی بدلی ہوئی شکل ہے کیونکہ انہوں نے سولونو تیوہار کے دن ہتھیار اٹھانے کی بجائے مرنے کو ترجیح دی (2) کمبوج کے سوریہ بنسی راجا (اور دیوتا چندر برمن کی اولاد) سودکش نے پانڈوں کے خلاف لڑائی میں کوروں کا ساتھ دیا۔ میدان جنگ میں اس کے تقریباً سبھی آدمی مارے گئے اور بھاگ کر نابھا میں آباد ہونے والے کمبوجی (بعد میں کمبوہ) کہلانے لگے۔ (3) کمبوہ لفظ کو کے اور انبوہ کا مرکب بتایا جاتا ہے۔ اس بیان کے مطابق قبیلہ فارس کی کے سلطنت سے تعلق رکھتا ہے۔ کیکاؤس، کیخسرو، کیقباد، کے لہراسپ اور داریوش کا تعلق اسی سلطنت سے تھا۔ جب وہ ہجرت کر کے پنجاب آئے تو ''کے انبوہ'' یا کمبوہ کہلانے لگے۔ (4) حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کو ایک بہت بڑی فوج دے کر فارس فتح کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ انہوں نے وہاں قیام کر کے دریا کے کناروں پر متعدد جھونپڑیاں تعمیر کیں۔ اہلِ فارس ان کی زبان (عربی) نہیں سمجھ سکتے تھے چنانچہ وہ کم گو بن گئے۔ ابنِ زبیرؓ کی فوج میں کئی عقیدوں کے حامل لوگ شامل تھے۔ کچھ عرصہ بعد ان کی

آبادیاں تباہ ہوگئیں اور کم کو ہجرت کر گئے۔

پہلی کہانی خود کمبوہوں سے حمایت یافتہ ہونا فطری بات ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کمبوہ سولونو تہوار کو بدشگون خیال کرتے ہوئے نہیں مناتے۔ واحد قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ ان لوک کہانیوں میں کمبوج کے بادشاہ سودکش (سودکشنا) کی جانب اشارہ ہے۔ یہ سلطنت پہاڑوں کے دامن میں تھی جہاں اب اٹک وراولپنڈی اضلاع کی شمالی سرحد ہے...... دریائے سندھ تا جہلم۔ مہابھارت کے مطابق اس بادشاہ نے یونوں اور شکوں پر مشتمل ایک فوج کوردوں کی مدد کو بھیجی تھی۔ لیکن کاموج ایک قبیلے کا نام بھی معلوم ہوتا ہے۔ یہ حقائق اس روایت کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں کہ کمبوہ کشمیر سے آئے۔ اس کے علاوہ کمبوہوں اور کاموجوں کو ایک ہی قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں ملتی۔ یہ امر واضح نہیں کہ ان کی گوتیں برہمنوں اور چھتریوں کی گوتوں کے ساتھ کیسے مطابقت رکھتی ہیں۔ کمبوہوں کی ذیلی شاخوں کی تعداد کافی ہے۔ سب سے کثیر التعداد شاخیں مندرجہ ذیل ہیں: تھند، جوسن، جورا، دھُوت، مہروک، سندے، جموں، جھندے، اُنمال۔

مذہبی اعتبار سے کمبوہ بالخصوص مشرق میں ہندو، خصوصاً سکھ اضلاع میں سکھ، جبکہ چند ایک جین اور بہت بڑی تعداد میں مسلمان ہیں۔ مسلمان کمبوہ لاہور میں ہیں۔ انہیں ارائیوں سے تمیز کرنا مشکل ہے۔ لیکن سکھ کمبوہ مسلمان یا ہندو کمبوہ دونوں سے بہتر ہے۔ وہ سبزی اگانے والے کی حیثیت میں ارائیں کا ہم پلہ ہے اور عام کاشتکاری میں سِدھو جٹ سے کمتر نہیں۔ البتہ وہ جسامت میں کچھ چھوٹا اور جٹ کی نسبت کم ذہین ہے۔ 1904ء میں چناب کالونی میں سکھ کمبوہوں کی تعداد 10 ہزار تھی۔ ہندو کمبوہ جنیو پہنتے ہیں اور نہ ہی چوکا کی تطہیر کرتے ہیں۔ بیوہ کی دوبارہ شادی ممنوع نہیں۔

کملانا...... سیالوں کی ایک شاخ۔

کملیا، کمبلیا...... کرنال کے مسلمان جٹ جو کمبل بنتے ہیں۔ وہ صرف دروں زواجی ہی کرتے ہیں۔ تمام ہندو کمبلیے درحقیقت گڈریے ہی ہیں۔

کموکے...... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

کمہار...... کمہار کو پنجاب میں اکثر گھمیار بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کوزہ گر اور اینٹیں پکانے والا ہے۔

حصار اور سرسا میں اس کی کافی تعداد ملی۔ وہاں اور دامن کوہ اور وسطی اضلاع میں وہ اکثر کاشتکار ہے۔ زیریں دریائے سندھ پر ان کی کچھ تعداد نے اپنا اندراج بطور جٹ کرایا۔ وہ رواجی معاوضے لے کر خدمات سرانجام دینے والا حقیقی خدمت گار ہے جن کے بدلے میں وہ گھریلو استعمال کے لیے مٹی کے تمام برتن اور (جہاں رہٹ استعمال ہوتا ہے) مٹی کی ٹنڈ یں بھی فراہم کرتا ہے۔ پنجاب کی ذاتوں میں صرف وہی گدھے پالتا ہے، اور گاؤں کی حدود میں اناج کی نقل وحمل کرنا اور اس کے بدلہ میں اپنے موکلوں سے دیگر اشیاء مثلاً بیج یا کھانا لے کر آنا اس کا کاروبار ہے۔ لیکن وہ اناج گاؤں سے باہر بلا معاوضہ لے کر نہیں جاتا۔ دیہات اور قصبات میں وہ چھوٹا موٹا حمال ہے۔ بعد میں وہ مٹی، کھاد، کوئلہ، اینٹیں وغیرہ بھی لادنے اور لے کر جانے کا کام بھی کرنے لگا۔ اس کا مذہب اپنے علاقے کا غالب مذہب ہی نظر آتا ہے۔ کمہار کی سماجی حیثیت بہت پست ہے، لوہار سے کافی نیچے اور چمار سے کچھ ہی اوپر، کیونکہ گدھے جیسے ناپاک جانور کے ساتھ اس کا موروثی تعلق (گدھا چیچک کی دیوی سیتلا کا مقدس جانور ہے) اسے بھی آلودہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح کھاد اور کوڑا کرکٹ لے جانے پر اس کی آمادگی بھی اسے کم حیثیت بنانے کا سبب ہے۔ وہ پنجاب کا خشت ساز بھی ہے، کیونکہ صرف وہی بھٹوں کا کام سمجھتا ہے۔ کوزے اور اینٹیں پکانے کے لیے بطور ایندھن جلانے میں کوڑا کرکٹ استعمال ہونے کی وجہ سے اس کا تعلق غلاظت سے بھی ہو گیا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ سانچوں والی اینٹیں بھی بناتا ہے لیکن سوکھی مٹی سے گاؤں میں تیار کی جانے والی عام اینٹیں عموماً قلی یا چمار بناتا ہے۔ کمہار کو پزاوا گر (Kiln-burner) اور کوزہ گر بھی کہا جاتا ہے۔ موخر الذکر اصطلاح کا استعمال عام طور پر صرف ان کے لیے ہوتا ہے جو نہایت عمدہ قسم کے برتن بناتے ہیں۔ سرحد پر وہ بطور گلگو نظر آتا ہے۔ ہندو اور مسلمان کمہار دونوں پائے جاتے ہیں۔ ہندو کمہار کو کبھی کبھی پرجاپتی (خالق دیوتا) بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ مٹی سے چیزیں بناتا ہے۔ نابھا میں کمہار برہما کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں: ''رام ذات (جات) کا رانگڑ، کرشن ایک آہیر، برہما ایک کمہار اور شیو ایک فقیر۔'' کہانی یوں ہے کہ ایک مرتبہ برہما نے اپنے بیٹوں میں کچھ گنے تقسیم کیے۔ کمہار کے سوا باقی سب نے اپنے اپنے حصے کا گنا کھا لیا، لیکن کمہار نے اسے ایک مٹی بھرے برتن میں لگا کر پانی دیا جس نے جڑ پکڑ لی۔ کچھ روز بعد

برہما نے بیٹوں سے گننے کے بارے میں پوچھا تو صرف کمہار ہی اسے گنا دینے کے قابل ہو سکا۔ تب برہما نے خوش ہو کر اُسے پرجاپتی یعنی ''دنیا کی شان'' کا لقب دیا۔ لیکن برہما کے دیگر 9 بیٹوں کو بھی خطابات ملے۔

روایت بھگت کُبا کو کمہاروں کا جدامجد بتاتی ہے۔ دہلی کے کمہار سبھی دیوتاؤں اور اولیاء کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ شادیوں کے موقع پر بھی پیروں کو کچھ نذر کرتے ہیں۔ ڈیرہ غازی خان کے کمہار، جو سب کے سب مسلمان ہیں، تونسہ پیر کو مانتے ہیں۔ لاہور کے کمہار ہولی کا تیوہار دیگر ذاتوں کی ہی طرح دھوم دھام سے مناتے ہیں۔

مسلمان کمہاروں کے دو علاقائی گروپ بھی ہیں___ جنڈ، نابھا اور مالیر کوٹلہ میں دیسی اور ملتانی۔ دیسی عورتیں سیتلا کو مانتی ہیں لیکن ملتانی عورتیں نہیں۔ گورداسپور میں پنجابی اور کشمیری کمہار، سیالکوٹ اور گجرات میں کشمیری اور دیسی کمہار ہیں۔ مسلمان کمہاروں کے کوئی زیادہ اہم پیشہ ورانہ گروپ نہیں ہیں، ماسوائے گجرات کے کُلالوں کے جو پیشے کے اعتبار سے گانے ناچنے والے ہیں اور کمہاروں کی شادیوں پر خدمات انجام دیتے ہیں۔ اگرچہ دیگر کمہار انہیں بہ نظر حقارت دیکھتے ہیں، مگر انہیں اپنی بیٹیوں کے رشتے بھی دے دیتے ہیں۔ میانوالی کے کمہار برتن سازی کے ساتھ ساتھ کاشت کاری بھی کرتے ہیں، اور چند ایک گویے اور زمیندار قبیلوں کے مغنی بھی ہیں۔ لیہ کے کمہار جلال بکری (باقری) کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ گوجرانوالہ میں مسلمان کمہار پیغمبر دانی ایل پر یقین رکھتے اور کام شروع کرنے سے پہلے اسی کا نام لیتے ہیں۔

لباس کے حوالے سے بھی مختلف علاقوں کے کمہاروں میں فرق پایا جاتا ہے۔ کانگڑا میں ہندو دیسی کمہار عورتیں سونے کی نتھلی پہنتی ہیں۔ مالیر کوٹلہ میں مسلمان ملتانی کمہار عورتیں اپنے پاجاموں کے اوپر ایک لمبا چولا زیب تن کرتی ہیں جو کمر تک آتا ہے۔ ملتان میں ہندو اُترادھی خواتین ناک میں نتھ پہننے کی عادی ہیں۔ مسلمان (زیادہ تر ملتانی) کمہار عورتیں ساری زندگی ''پیراہن'' یا ''چولا'' پہنتی ہیں۔ میانوالی تحصیل میں لڑکیاں شادی کے بعد چولا پہنتی ہیں۔

کمیانا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

کمیرا...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کمیرا...... جولاہے کا مترادف۔

کنازئی...... پشاور میں سوت کاتنے والے کو کہتے ہیں، ہزارہ میں اتمانزئی پٹھانوں کا ایک حصہ بھی کنازئی ہے۔

کنجر...... (1) دہلی علاقہ کے کنجر (یا جیسا کہ انبالہ ڈویژن میں انہیں ''جلاد'' کہا جاتا ہے) کافی حد تک پرنا جیسے سیلانی قبیلہ ہیں' اور علاقہ کے اس حصہ میں کسی دلال یا رنڈی کو کنچن یا ایسے ہی کسی دوسرے نام سے پکارا جاتا ہے' نہ کہ کنجر سے۔ باقی کے پنجاب میں لفظ کنچن مستعمل نہیں۔ واضح طور پر کنجروں کے سیلانی قبائل نہیں ملے اور کسی دلال یا رنڈی کو بالعموم کنجر کہا جاتا ہے۔ دہلی' حصار و انبالہ ڈویژنوں میں کنچن اور کنجر (بشمول جلاد) کا اندراج علیحدہ علیحدہ ہوا اور باقی صوبہ کے لیے صرف کنجر کا۔ تقریباً سبھی کنچنیں مسلمان ہیں' جبکہ سب کنجر ہندو ہیں (ماسوائے سرسا) اور ممکن ہے کہ سرسا کے مسلمان کنجر بھی حقیقت میں کنچن ہوں۔ دہلی علاقہ کے کنجر ایک سیلانی قبیلہ ہیں جو علاقہ میں گھوم پھر کر گیدڑ اور رینگنے والے جانور وغیرہ پکڑتے اور کھاتے' گھاس کے رسے اور دیگر اشیاء بنا کر بیچتے اور پھوڑے پھنسیوں و دیگر بیماریوں کا علاج کرتے ہیں۔ وہ خصوصاً جولاہوں کے استعمال میں آنے والے برش (کوچیاں) بناتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ اپنی کچھ لڑکیوں سے جسم فروشی کرواتے ہیں اور کچھ سے نہیں۔ انبالہ کے جلاد ایک کنجر خاندان کی نسل بتائے جاتے ہیں۔ ان کا کام کوڑے مارنا' مثلہ کرنا اور گردن اڑانا تھا اور انہیں ''جلاد'' کہا جاتا تھا۔ یہ لفظ جلد سے ماخوذ ہے' کیونکہ عرب کے جلاد کھال کھینچا کرتے تھے۔

کنجروں کی حیثیت نٹ سے بہتر لگتی ہے' تاہم وہ لازماً اچھوت ہیں۔ وہ ماتا کی پوجا کرتے ہیں جسے کالی مائی بھی کہتے ہیں' مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کالی دیوی کے حوالے سے ہے یا سیتلا کے حوالے سے۔ اول الذکر صورت قرین قیاس ہے۔ وہ گگا پیر کی تعظیم بھی کرتے ہیں۔ پنجاب میں اس قبیلے کا صدر مقام دہلی بتایا جاتا ہے لیکن لفظ کنجر کا استعمال بہت ناشائستہ معنوں میں ہوتا ہے۔ لفظ کنجر اور بنگالی کا استعمال اکثر مترادف معنوں میں کیا جاتا ہے۔ نیز مسٹر ایچ ایل ولیمز کے مطابق ہندوستان اور دریائے گھگر کے مشرق میں واقع پنجاب کے اضلاع میں سانسی بھی بطور کنجر جانے جاتے ہیں۔ متعدد اہم چھاؤنیوں میں مستقل کنجر

آبادیاں موجود ہیں۔ان کے مرد پست کام کرتے اور عورتیں گھریلو خدمات انجام دیتی ہیں' مثلاً برتن دھونا اور تیمارداری کرنا۔(2) ملتان میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کُنجڑا......کُنجڑا (کانجرہ) خالصتاً پیشہ ورانہ اصطلاح ہے۔ کُنجڑا ''ہندوستانی'' میں کم وبیش وہی کچھ ہے جو فارسی میں سبزی فروش کی اصطلاح سبزیاں فروخت کرنے والے کے لیے۔ اصولی طور پر کنجڑے سبزی کاشت کر کے فروخت کرنے والوں کی ذاتوں میں سے ایک ہیں۔ کنجڑا کا اندراج اس نام کے تحت صرف مشرق میں ہی ہونے کی وجہ مجھے معلوم نہیں۔ ہوسکتا ہے صوبہ کے دیگر سبزی فروشوں کو ارائیں یا باغبان کی بجائے اس نام سے بلانا زیادہ عام ہو، اور یہ کہ لفظ کنجڑا کا استعمال بہت کم ہوتا ہو۔ یہ وضاحت کافی حد تک درست لگتی ہے کیونکہ دیسی ریاستوں کے لیے تعدادیں اس مخصوص امر کو ظاہر کرتی ہیں۔

کنجن......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

کُنجیاں والا......فقیروں کا ایک فرقہ جو چابیوں کے ذریعہ سے خدا تک پہنچنے کی تعلیم دیتا ہے۔ (غالباً وردی کی صورت میں) وہ سیالکوٹ کے علاوہ جہلم میں ملے۔ غالباً وہ راول ہیں۔

کنچن......کنجر کی طرح یہ بھی بمشکل ایک ذات ہے۔ کنچن کا مطلب محض ایک طوائف یا جسم فروش عورت ہے۔ یہ پنجابی کنجر کا ہندوستانی مترادف ہے۔ کنچن کا لفظی مطلب ''سونا'' یا ''خالص اور چمکدار'' ہے۔ ہندو فاحشہ عام طور پر رام جنی کہلاتی ہے۔ رنڈی کی اصطلاح جسم فروش عورت اور بیوہ دونوں کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ صرف 20 فیصد کنچنیں سکھ ہیں۔ وہ ایک ممیز طبقہ تشکیل دیے ہوئے ہیں۔ البتہ نہ صرف ان کی اپنی اولادیں بلکہ خریدی ہوئی شیرخوار لڑکیاں بھی کنچن ہی بن جاتی ہیں۔ تاہم، پنجاب کے جنوب مشرق میں کنچنوں کا طبقہ بالکل جداگانہ معلوم ہوتا ہے۔ ان میں سے جو عورتیں نسل درنسل پیشہ کرتی آرہی ہوں انہیں ڈیرہ دار کہتے ہیں اور وہ نئی آنے والیوں کو بہ نظر تحقیر دیکھتی ہیں۔ ان کے ہاں بیٹی کی پیدائش بڑا پرمسرت موقع ہوتا ہے۔ عموماً غیر شادی شادہ لڑکیاں پیشہ کرتی ہیں لیکن بیویوں اور بہوؤں کو تو اعلیٰ ذات کی عورتوں سے بھی زیادہ پردے میں رکھا جاتا ہے۔ جب کوئی لڑکی بالغ ہوجائے اور پہلی مرتبہ کسی مرد کے ساتھ ہم آغوش ہو تو ایک ضیافت ''شادی مِسّی'' منعقد کی جاتی ہے۔ اس موقع سے پہلے تک لڑکی نتھ پہنتی ہے، لیکن مابعد نہیں۔ حمل کے سات ماہ گزرنے کے بعد

بھی برادری کی دعوت کی جاتی ہے۔ کنچوں کا میراثی دادا کہلاتا اور ایک روپیہ سالانہ وصول کرتا ہے۔ کسی اور ذات کی عورت کو برادری میں شامل کرنے کے لیے شربت کا گلاس پلایا جاتا اور فطری بیٹیوں کی ہی طرح جائیداد میں سے حصہ دیا جاتا ہے۔ لدھیانہ کی کنچنیں خود کو چغتائی مغلوں کی نسل بتاتی ہیں اور ان کا مورث اعلیٰ مرزا حبیب تھا۔

کندان...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

کندرانہ...... ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

کندرکے...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

کندیرا...... یہ دُھنیا یا پینجا کا متبادل نام ہے۔ (دیکھیں "کنیرا")۔

کنڈوا...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کُنڈی یا گُنڈی...... نیازی کے ساتھ مشترک ماخذ کا حامل ایک پٹھان قبیلہ۔ کنڈی کا اصل وطن ڈیرہ اسماعیل خان کی ٹانک تحصیل میں سوہلی ندی کے کنارے پر ہے۔ اب ان علاقوں میں مروت سے آنے والے مہاجرین قابض ہیں۔ کنڈی ایک پوونده قبیلہ ہیں۔ وہ لاقانون اور لوٹ مار کرنے کے عادی ہیں۔ محاورہ عام ہے: "مرا ہوا کنڈی زندہ کنڈی سے بہتر ہے۔"

کنگ...... جٹوں کا قبیلہ جو خاص طور پر بیاس اور ستلج کے درمیانی مثلث نما علاقہ میں ملتے ہیں، البتہ وہ ستلج پار کر کے انبالہ اور فیروز پور میں بھی گئے اور زیریں دریائے سندھ کے کناروں پر بھی تھوڑی بہت تعداد میں ملتے ہیں۔ ان کی روایت کے مطابق وہ گڑھ غزنی سے آئے تھے، لیکن امرتسر کے کنگ کہتے ہیں کہ وہ پہلے دہلی کے قریب خیر پور میں آباد ہوئے۔ سکھ دور کے ابتدائی دنوں میں انہوں نے اس خطہ میں کچھ سیاسی اہمیت حاصل کی تھی۔ جالندھر کے کنگ سے متعلق مسٹر بارکلے لکھتے ہیں: "تحصیل نکودر کے بیشتر سکھ سردار یا تو اس قبیلے سے ہیں، یا پھر شادی کے ذریعہ اس سے تب تعلق رکھتے تھے جب انہوں نے وہاں اپنی حاکمیت قائم کی۔" فتح کے وقت ان کا رہنما تارا سنگھ گھیبا خود بھی اسی نسل سے اور ستلج کے کنارے ایک کنگ باشندہ تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ وہاں پر بیک وقت 18 سردار رہتے تھے لیکن گاؤں دریا برد ہو جانے پر وہ دونوں کناروں پر اپنی علیحدہ علیحدہ املاک میں منتشر ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ کنگ اپنے

مورث اعلیٰ جوگرا (کنگ کے باپ) کے توسط سے ایودھیا کے سورج بنسی راجپوتوں کی نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں۔ (کنگ کے تلفظ میں ن کی آواز کی بجائے ں کی آواز آئے گی)۔

کنگ......منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلہ۔

کنگرہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کنگیارا......تیلیوں کی ایک گوت یا شاخ۔

کنوری، کناوری...... بالائی ستلج پر واقع وادیٔ کنور کا باشندہ۔ اس کے تمام باشندے کنیت یا جاد ہیں لیکن یہ بشہر خاص کے کنیتوں سے کلیتاً مختلف ہیں (جس طرح لاہول کے کنیت کولو کے کنیتوں سے مختلف ہیں)۔

کنون......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کنون کھور......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کنہیا (یا گھنیا)......سکھوں کی پانچویں مسل جس کے ارکان جٹ ہیں۔ اس کا نام لاہور کے قریب ایک گاؤں گھنی سے مشتق ہے۔

کنیال......مسٹر سٹیڈمین کے مطابق کنیال کا تعلق متفرق افراد کے اس گروپ سے ہے جو خود کو راجپوت کہتے ہیں اور ضلع راولپنڈی کے جنوب مشرقی کونے کے خاصے بڑے حصے میں آباد ہیں۔ وہ کافی حد تک بدھال اور بھکرال جیسا ہی طبقہ ہیں۔ وہ دامن کوہ کے ساتھ ساتھ گجرات میں بھی ملتے ہیں۔

کنیت......(یہ پنجاب کی مشرقی پہاڑی ریاستوں، مثلاً کانگڑا، منڈی، کولو، اور شملہ میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے حوالے سے معلومات کے لیے دیکھیں ''پنجاب کی ذاتیں'' از ڈینزل ابٹسن، صفحہ 443 تا 453۔)

کنیرا......(1) چٹائیاں بُننے والا۔ (2) کنیرا ایک چھوٹی سی مسلمان ذات ہیں۔ یہ صرف ستلج اور چناب کے زیریں بہاؤ کے ساتھ ساتھ ہی ملتے ہیں۔ انہیں دہلی کے کندیرا یا پینجا سے تمیز کرنا چاہیے۔ وہ ایک دریائی قبیلہ ہیں اور ان کا اصل پیشہ گھاس اور پتوں سے چٹائیاں تیار کرنا تھا۔ لیکن اب انہوں نے کپڑا بُننے کا کام بھی شروع کر دیا ہے۔

کنیران...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کوتلا...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

کوٹ...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

کوچ بند...... کوچ یعنی جولا ہے کے برش بنانے والا۔ ان کا تعلق اچھوت اور سیلانی طبقوں سے ہے۔ وہ اپنا اصل وطن راجپوتانہ میں چتوڑ بتاتے ہیں جہاں سے وہ ہجرت کر کے حصار آ گئے۔

کوڈن...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کورا...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔ یہ منٹگمری میں بھی ملتا ہے جہاں اسے بطور کھرل قبیلہ شناخت کیا گیا۔

کوریانا...... سیالوں کی ایک شاخ۔

کوریتانہ...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

کوریجہ یا قوریجہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کوری...... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

کورے...... امرتسر میں زراعت پیشہ کمبوہ قبیلہ۔

کوک...... جہلم میں مغلوں کے ساتھ شمار ہونے والا ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

کوکا...... سکھوں کا ایک کٹڑ اور انتہا پسند فرقہ۔

کولی...... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

کوم...... ہڑو کے قریب (ملتان میں) ایک چھوٹا قبیلہ جو وسط ایشیا سے آئے ہونے کا دعویدار ہے۔

کونڈا پنتھی...... ایک فرقہ جس کی بنیاد 40 سال قبل پٹیالہ میں رام پور کے حاکم سنگھ نے رکھی تھی۔ بتایا جاتا ہے کہ حاکم سنگھ ایک حقیر نظر آنے والا اور غلیظ انسان تھا۔ اس کے پاس ''عہد نامۂ جدید'' کے چند ایک ٹکڑے پنجابی زبان میں موجود تھے (جو اسے لدھیانہ میں امریکی عیسائی مبلغین سے ملے)۔ وہ اپنے پیروکاروں کو اس کے اقتباسات سنایا کرتا تھا۔ جلد ہی پیروکاروں کی تعداد 3,000 تک پہنچ گئی جن میں رام پور کے کچھ کھاتے پیتے لوگ بھی شامل

تھے۔اس کی تعلیمات میں بھی تبدیلی آئی اور وہ کہتا تھا کہ برطانوی حکومت کی جگہ جلد ہی اُس کی اپنی حکومت آ جائے گی۔ حاکم سنگھ ایک جٹ تھا وہ جوانی میں کئی سال تک بطور فقیر مختلف مقدس مقامات پر جاتا رہا۔اس کا خیال تھا کہ اس طرح وہ اپنے سابقہ گناہ دھو کر خدا کی نظروں میں قابل قدر بن جائے گا۔ پھر وہ اپنے آبائی گاؤں میں آباد ہوا اور ''نیہہ کلنک اوتار'' (بے داغ اوتار) کی عبادت کا پرچار کرنے لگا۔اس نے لدھیانہ میں مسیحی مبلغین سے کچھ مذہبی کتب حاصل کیں اور مسیح کو ''بے داغ'' قرار دیا۔ وہ خود کو مسیح کا اوتار کہتا تھا...... یعنی مسلمانوں کا امام مہدی اور ہندوؤں کا رگھوناتھ۔ حاکم سنگھ نے اپنے پیروکاروں کو مل کر کھانے کی تعلیم دی اور اپنے فرقے کو گونڈا پنتھی کا نام دیا (گونڈا ایک مٹی کا برتن ہوتا ہے۔آج کل یہ دہی جمانے کے لیے استعمال ہوتا ہے)۔

کوہاڑ......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کوہلی......شاہ پور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کویرا......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

کوَاری......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کہار......جھینور کی ہم معنی اصطلاح۔ کہار کو مہرا بھی کہتے ہیں، اور کم از کم فیروز پور میں تو وہ اپنے تمام جھگڑے ذات کی پنچایت میں ہی نمٹا لیتے ہیں۔مزے کی بات یہ ہے کہ مسلمان کہار اب بھی پانی کے دیوتا خواجہ خضرؑ کو مانتے ہیں (جس پر جھینوروں کا بھی اعتقاد ہے)۔ جمنا کے کنارے کہار خواجہ اور ہنومان کے نام کا شب و روز وِرد کرتے ہیں تا کہ وہ خطرات سے محفوظ رہیں۔وہ خود کو خواجہ کے بالک یا بچے کہتے ہیں۔

کہدَر......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

کہل......جٹوں کا ایک قبیلہ جو لدھیانہ میں شادیوں کے موقع پر جنڈی کی رسم پر عمل کرتا ہے۔سوا من کی ایک روٹی پکائی جاتی ہے جس میں سے ½ من بھرائی کو جاتا ہے اور باقی رشتے داروں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

کہوٹ......شاہ پور، گجرات، راولپنڈی، ہزارہ اور جہلم میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ راولپنڈی کی کہوٹہ پہاڑیوں کا نام انہی کی نسبت سے ہے (جہاں اب کیتوال اور دھنیال آباد

ہیں) اور کھوٹہ شہر بھی۔ کھوٹہ پر اب جنجوعوں کا قبضہ ہے۔ ان کے موجودہ ہیڈکوارٹرز کوہ نمک میں ہیں اور تحصیل چکوال کا کھوٹانی علاقہ کا نام ان کے نام پر ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ اصل میں عرب کے رہنے والے قریشی تھے اور موجودہ نام محض ایک مشترکہ جدامجد کا ہے جو 24 پشتیں قبل گزرا تھا۔ 1359ء میں ان کے جدامجد سعید نواب علی نے ''فیروز شاہ غوری'' (فیروز تغلق بن محمد تغلق) کے عہد میں دہلی کی جانب ہجرت کی۔ دہلی آتے ہوئے راستے میں انہوں نے سیالکوٹ کے بت پرست بادشاہ سین پال سے جنگ کی اور فتح پائی۔ وہ سین پال کو ایک ڈوگرا بادشاہ بتاتے ہیں۔ دہلی پہنچ کر انہوں نے بادشاہ کو خراج عقیدت پیش کیا جس نے انہیں دھنی اور کوہ نمک میں آباد ہونے کا حکم دیا۔ نواب علی کے بیٹے کھوٹ کی زیر قیادت انہوں نے ایسا ہی کیا اور کوہ نمک کے دامن میں وریامال موضع میں آباد ہوئے۔ انہوں نے کچھ عرصہ یہیں گزارا، پہاڑیوں کے جنجوعوں اور دھنی کے گوجر چرواہوں سے محصول وصول کر کے دہلی کو ادا کیا۔

کھوٹوں کی کوئی خصوصی رسوم نہیں ہیں، ماسوائے اس کے کہ قبیلے کے مرد کبھی بھی نیلا رنگ نہیں پہنتے اور اگر وہ ایسا کریں تو بیمار پڑ جاتے ہیں۔ قبیلہ قبیلچوں میں منقسم نہیں۔ وہ ماڑوں (میسروں) اور کسروں سے، اور کبھی کبھی اعوانوں سے بیویوں کا لین دین کر لیتے ہیں، لیکن بالعموم شادی قبیلے کے اندر ہی کی جاتی ہے۔ بیواؤں کو دوبارہ شادی کی اجازت ہے، لیکن اچھے خاندان ایسا نہیں کرتے۔

کھاجہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھادر...... شاہ پور اور ملتان میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

کھادل...... جموں سے ہجرت کر کے (مغل دور میں) تحصیل ملتان کے شمال میں آباد ہونے والا ایک جٹ قبیلہ۔

کھارا...... نابھا میں ایک جٹ قبیلہ۔ یہ کھشتری النسل ہونے کے دعویدار ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا جدامجد دہلی دربار میں ایک عہدیدار تھا لیکن اس کا بیٹا کھارا رہزن بن گیا اور قندھار جا کر کسی اور قبیلے کی عورت سے شادی کرنے کے باعث جٹ بن گیا۔ کھاروں کا ایک سدھ پر یقین ہے جس کی زیارت گاہ کھندور میں ہے اور وہاں وہ پنجیری وغیرہ نذر کرتے ہیں۔ وہ اتنی دیر

تک دودھ یا دہی استعمال نہیں کرتے جب تک کہ انہیں زیارت گاہ پر نذر نہ کیا گیا ہو۔ یہ سِدھ ایک کھارا تھا جو اپنے مویشی چرانے کے دوران سو جایا کرتا تھا۔ ایک روز ڈاکوؤں نے اس کا سر کاٹ دیا، مگر اس کے باوجود وہ کچھ دور تک ان کے پیچھے گیا۔ جس جگہ پر اس کی جان نکلی وہیں پر زیارت گاہ تعمیر کی گئی ہے۔ اگرچہ کھارے کھنڈر چھوڑے گئے ہیں مگر سدھ کی بدستور پوجا کی جاتی ہے۔

کھاشا...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

کھامہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھاندانا...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

کھانگرُ واہ...... ''خانزادہ'' کا مترادف۔

کھَب...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھبیرا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

کھترا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلچہ۔

کھترائی...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھتری...... کھتری یقینی طور پر سنسکرت کشتریہ کی ہی پراکرت صورت ہے۔ کشتریہ لفظ کا مادہ کشتر یعنی ''ملک'' ہے۔ ادب میں کھتری ذات کے مختلف ماخذ بتائے گئے ہیں۔ ''وِشنو پران'' کے مطابق بھارت یا بھرت کے نو بیٹے پیدا ہوئے لیکن ماؤں نے انہیں مار ڈالا کیونکہ وہ اُس کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتے تھے اور ماؤں کو ڈر تھا کہ کہیں بھرت انہیں اپنا ماننے سے انکار نہ کر دے۔ چنانچہ بیٹوں سے محروم بھرت نے ماروتوں کو قربانی پیش کی جنہوں نے اسے بھردواج دیا جو ممتا کے بطن سے جنم لینے والا برہسپتی کا بیٹا تھا۔ بھردواج کے چار پوتے تھے جن میں سے دو برہمن بنے جبکہ باقی دو بدستور کھتری رہے۔ تاہم یہ چاروں بھردواج گوتر ہی شمار ہوئے۔

انگیرس گوتری کھتریوں کو اگنی کی اولاد بتایا جاتا ہے۔ کوشِک گوتری کھتریوں کا تعلق چندر بنسی نسل سے ہے۔ کوشلیہ گوتری کھتری سورج بنسی ہیں۔

کسی دور میں برہمن کھتریوں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر شادیاں کیا کرتے تھے، لیکن یہ

سلسلہ بہت عرصہ ہوا ختم ہو چکا ہے۔ کھتریوں کے سرسُوت برہمن ان کا پکایا ہوا کھانا کھا لیتے ہیں، مگر راجپوت کا نہیں اور حقیقی سرسُوت صرف کھتریوں سے ہی تحائف قبول کرے گا، کیونکہ ایک قدیم اصول کے مطابق برہمن کو صرف جنگجو طبقے سے ہی تحفے لینے چاہئیں۔ ان تاریخی حکایات کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ کھتری ذات تین نسلی عناصر پر مشتمل ہے ___ سورج بنسی، چندر بنسی اور اگنی کُول (کُل)۔ ان نسلوں میں سے کچھ خاندان برہمن بن گئے جبکہ دیگر کشتریہ ہی رہے۔ مہا بھارت کے مطابق تو کچھ کشتریہ ویش، شودر اور حتیٰ کہ حجام بھی بن گئے۔

عیسائی عہد کے بعد بھی ہم دیکھتے ہیں کہ برہمور کے حکمران طویل عرصہ تک اپنے نام کے ساتھ کشتریہ لقب ورما لگاتے رہے ___ یعنی ساتویں تا سولہویں صدی۔ کشتریہ سلطنتوں کے ہی ملبے سے راجپوت خاندان ظاہر ہوئے لیکن اس تقلیب کا عمل کچھ مبہم ہے۔ روایت بتاتی ہے کہ رِشیوں نے کافروں سے لڑنے کے لیے چار اگنی کل کشتریہ بنائے ___ پرہار، سُولنکھی، پنوارا اور چوہان (سابقہ کشتریہ تاریخ میں یہ نام نہیں ملتے)۔ ان اگنی کُلوں سے راجپوتانہ کے 36 راجپوت چھتری یا راجپوت نکلے لیکن میجر ٹوڈ کے مطابق یہ خالص کشتریہ نہیں بلکہ مذہب تبدیل کر لینے والے بودھیوں، ہُنوں اور شکوں کی اولاد ہیں۔ یہ امر قطعی ہے کہ راجپوت کشتریوں کی ایک بہت بعد کی صورت ہیں۔

پنجاب کے لوگوں میں کھتری دیگر تجارت پیشہ ذاتوں سے قطعی مختلف حیثیت رکھتا ہے۔ وہ ان سے قد وقامت، مردانہ پن اور طاقت میں برتر اور ان کی طرح محض دکاندار ہی نہیں بلکہ وہ منو کے کشتریہ کا ایک براہِ راست نمائندہ ہے۔ سر جارج کیمپ بیل کی ''ایتھنالوجی آف انڈیا'' میں کھتری کی حیثیت بہت عمدہ انداز میں بیان کی گئی ہے:

''تجارت ان کا بنیادی پیشہ ہے، لیکن درحقیقت وہ زیادہ وسیع اور جداگانہ خصوصیات کے حامل ہیں۔ پنجاب اور افغانستان کے ایک بڑے حصے کی تجارت پر اپنا اجارہ قائم کرنے اور ان کی حدود سے پرے بھی اچھا خاصا اثر رکھنے کے علاوہ وہ پنجاب میں مرکزی شہری منتظم ہیں، اور تقریباً ساری لکھت پڑھت ان کے ہاتھوں میں ہے۔ مزید برآں، جس حد تک سکھوں کا مذہبی سلسلہ ہے، وہ سکھوں کے گورو یا پروہت ہیں۔ گورونانک جی اور گورو گوبند جی

دونوں کھتری تھے اور موجودہ دور کے سوڈی اور بیدی بھی کھتری ہیں۔ دراصل وہ پنجاب میں وہی ہیں جو مہرٹا (مرہٹہ) علاقہ میں مہرٹا برہمن، ماسوائے تجارت سے منسلک ہونے کے جو مہرٹا برہمنوں کے پاس نہیں ہے۔ وہ بالعموم اپنے کردار میں جنگجو نہیں، لیکن ضرورت پڑنے پر تلوار چلانے کی اچھی خاصی قابلیت رکھتے ہیں۔ ملتان کے گورنر دیوان ساون مل اور بعد میں اس کی مسند سنبھالنے والے رسوائے زمانہ مولراج کے علاوہ رنجیت سنگھ کے مرکزی اہلکاروں میں سے متعدد کھتری تھے۔ حتیٰ کہ مغرب میں مسلمان دور حکومت کے دوران انہوں نے اہم انتظامی عہدے حاصل کیے۔ بدخشاں یا کندز کے ایک کھتری دیوان کا ریکارڈ موجود ہے، اور مجھے یقین ہے کہ افغانوں کے ماتحت پشاور کے ایک کھتری گورنر کا بھی۔ شہنشاہ اکبر کا مشہور وزیر ٹوڈرمل کھتری تھا۔ بایں ہمہ اس بارے میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ کھتری انڈیا کی انتہائی زیرک، باہمت اور زبردست نسلوں میں سے ایک ہیں۔ درحقیقت پنجاب پر مقامی اعتبار سے علاوہ یورپین انہیں زیادہ نہیں جانتے۔ کھتری راسخ العقیدہ ہندو ہیں اور یہ بات کچھ عجیب وغریب ہے کہ انہوں نے سکھوں کو تو گورو دے دیئے لیکن خود شاذ و نادر ہی سکھ ہیں۔ کھتری ایک بہت عمدہ، زبردست اور خوب صورت نسل ہیں اور، جیسا کہ میری اوپر کہی گئی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے، وہ عموماً پڑھے لکھے ہیں۔"

"کھتریوں کا ایک بہت بڑا ماتحت طبقہ ہے۔ کچھ پست درجے کا لیکن یکساں تجارتی اہلیت کا حامل، جنہیں "روڑ" یا "روڑے" کہا جاتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے کھتری خاص اکثر ان کے ساتھ کوئی تعلق واسطہ ہونے سے انکار کر دیتے ہیں، یا کم از کم صرف یہ تسلیم کرتے ہیں کہ کھتریوں کے ساتھ ان کا رشتہ ناجائز قسم کا ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس متعلق کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ وہ نسلی اعتبار سے ایک ہی ہیں، اپنے پیشوں میں یقیناً کھتریوں سے ملے جلے ہوئے ہیں۔"

"چنانچہ کھتریوں کے بارے میں وسیع تر معنی میں بات کرتے ہوئے جیسا کہ میں نے کہا ہے، پنجاب کی ساری اور افغانستان کی زیادہ تر تجارت ان کے پاس ہے۔ کھتری کے بغیر کوئی گاؤں نہیں چل سکتا، کیونکہ وہ حسابات بناتا، لین دین اور اناج کی خرید وفروخت کرتا ہے۔ وہ

اس قسم کے تاجروں اور سودخوروں کی نسبت لوگوں کے ساتھ زیادہ بہتر طور پر منسلک بھی ہیں۔ افغانستان میں اکھڑ اور بیگانے لوگوں کے درمیان اصولی طور پر کھتری زیادہ منکسر المزاج کاروباریوں، دکانداروں، رقم ادھار پر دینے والوں کی حیثیت ہی رکھتے ہیں، لیکن اس استعداد میں بھی پٹھان اسے ایک قیمتی جانور کی طرح دیکھتا ہے۔ ایک شخص دوسرے شخص کا کھتری چرا لیتا ہے، نہ صرف فدیہ حاصل کرنے کے لیے (جیسا کہ پشاور اور ہزارہ سرحد پر اکثر کیا جاتا ہے) بلکہ اس طرح بھی جیسے وہ ایک دودھیل گائے چرا سکتا ہے یا میں یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ جیسے قرون وسطیٰ میں یہودیوں کو فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے اٹھا لیا جاتا تھا۔ مغرب کی طرف کھتری پیشے کی قطعی حدود کا مجھے علم نہیں۔ وہ وسط ایشیا بعید میں اپنا سلسلہ ملاتے ہیں، لیکن اس سے آگے ان کی حیثیت زیادہ مایوس کن اور ذلت آمیز ہوتی جاتی ہے۔ ویمبرے (Vambery) ترکستان میں ان سے متعلق نہایت تعصب کے ساتھ کہتا ہے کہ وہاں پر وہ بزدلانہ اور سازشی کردار والے زرد رُو ہندو ہیں۔ پنجاب میں ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ سب ہی امیر اور تجارت پیشہ نہیں ہو سکتے اور متعدد زمین کے مالک ہیں، جسے وہ کاشت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ نوکری کرتے اور مختلف پیشوں سے وابستہ ہیں۔

''کھتری برہمن کشمیر سے فی الجملہ خارج ہیں۔ تاہم پہاڑیوں میں ''ککے'' دریائے جہلم کے مشرقی کنارے پر بالاصل راجپوت بتائے گئے۔ وہ حیرت انگیز طور پر خوبصورت نسل اور کانگڑہ پہاڑیوں کے اندرون عمدہ سر قبائلی نظر آنے والے گلہ بانوں کی نسل ہیں، جو ''گدی'' کہلاتے ہیں اور جن میں سے بیشتر کھتری ہیں۔ دہلی میں کھتری تاجروں کی کافی تعداد ہے۔ اس کے علاوہ وہ آگرہ، لکھنؤ اور پٹنہ میں پائے گئے، اور کلکتہ کے ''بڑے بازار'' میں کافی معروف ہیں۔ اگرچہ وہاں پر وہ پنجاب کے مشترک کاروبار سے ہی مرکزی طور پر منسلک ہیں۔''

''اصولاً کھتری مغربی ساحل تک پہنچتے ہوئے نہیں لگتے۔ بمبئی کی منڈی میں وہ مجھے کسی مناسب جگہ پر نظر نہیں آئے۔ تاہم کیپٹن برٹن کی کتاب میں سندھ کے اندر دکھاوے کی کشتریہ نسل کا ذکر ملا جو درحقیقت نانک شاہی (سکھ) عقیدے کے بنئے اور تجارت سے

منسلک ہیں، عوامی دفاتر میں بھی ان کا بڑا حصہ ہے۔ یہ واضح طور پر کھتری ہیں. لدھیانہ تجارت پیشہ کھتریوں کا ایک بڑا اور کامیاب قصبہ ہے جس میں شال بننے والے کشمیریوں کی کثیر التعداد آبادی بتائی گئی۔"

پنجاب کے اندر کھتری عنصر کی تقسیم کافی واضح ہے۔ یہ سکھ ازم کی مشرقی سرحد لدھیانہ کے شمال میں بمشکل ہی نظر آتا ہے، اور نہ ہی مشرقی پہاڑیوں تک پہنچا ہے۔ وہ سکھ ازم سے مغلوب وسطی اضلاع میں سب سے زیادہ مستحکم ہے اور راولپنڈی وہزارہ اور مغربی پہاڑی ریاستوں میں ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ کھتری اپنا سلسلہ نسب ملتان میں ملاتے ہیں، لیکن وہ مغربی میدانوں کے جنوبی اضلاع میں بہت کم ممتاز ہیں اور حقیقی سرحد پر سب سے کم لیکن اگر اروڑوں کو کھتریوں کی ایک شاخ خیال کیا جائے تو اس کی وضاحت ہو جائے گی۔ جیسا کہ سر جارج کیمپ بیل نے کہا ہے کہ ہمیشہ کی طرح اب بھی سکھ ازم کے ساتھ قریبی طور پر جڑے ہوئے صرف 9% کھتریوں کا تعلق اس مذہب سے ہونا حیرت انگیز ہے۔ مجھے یہ بھی سمجھ نہیں آیا کہ جہلم اور راولپنڈی اضلاع میں سکھوں کا تناسب دوگنا اور تین گنا کیوں ہے۔

لیکن کھتریوں کی سماجی درجہ بندی انہیں سکھ عقیدے کے زیادہ سخت جمہوری خیالات کو قبول کرنے سے روکتی ہے۔ سکھ کھتری گورو گوبند سنگھ کی بجائے محض نانک کا سکھ ہی ہوتا ہے۔ کھتریوں کی تعداد غالباً جہلم اور راولپنڈی میں زیادہ ہے کیونکہ شمال اور مغربی پنجاب میں راجپوت عنصر ہمیشہ کمزور رہا ہے۔ جھنگ اور ملتان میں کچھ مسلمان کھتری بھی ہیں۔ اروڑوں اور بھاٹیوں کی طرح کھتری بھی ایک تجارت پیشہ ذات ہیں اور بہت کم کاشتکاری کرتے ہیں۔ لیکن ان کا مقام اروڑوں یا کھتریوں سے بہتر ہے۔ سول انتظامیہ میں بھی ان کی کافی تعداد ہے۔

کھتری تین مرکزی گروپس میں تقسیم ہیں__ یعنی باری، بُنجاہی اور شرین۔ باری عموماً بُنجاہیوں سے لڑکیوں کے رشتے لے لیتے ہیں لیکن بدلے میں انہیں اپنی لڑکیاں نہیں دیتے۔

اگر کوئی باری خاندان اپنی بیٹی کی شادی کسی بُنجاہی کے ساتھ کرے تو اس کا رتبہ گر جاتا اور وہ خود بھی بُنجاہی بن جاتا ہے۔ شرین کی درست حیثیت واضح نہیں۔ مجھے فراہم کیے جانے والے ایک سے زائد بیانات میں کہا گیا ہے کہ وہ بُنجاہیوں کو بیٹیاں دیتے ہیں۔ پٹیالہ میں وہ اس گروپ کے ساتھ شادیاں کرتے ہیں مگر بہت کم، کیونکہ اس قسم کے رشتوں کو موزوں نہیں سمجھا جاتا۔ پشاور کے شرین کہتے ہیں کہ بُنجاہی انہیں اپنی بیٹیوں کے رشتے دیا کرتے تھے لیکن ایسا قرین قیاس نہیں کیونکہ سبھی بیانات کے مطابق ان کی حیثیت بُنجاہیوں سے کمتر ہے۔

کھتریوں کے چار مقدس حصے بھی ہیں۔ بیدی، سوڈھی، ترِیہُون اور بھلاّ۔ ان حصوں کے تقدس کی وجہ مختلف سکھ گوروؤں کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔ دوسرا گورو انگد ایک ترِیہُون تھا، تیسرا گورو امرداس بھلاّ تھا۔ تاہم، یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس موروثی تقدس کے باوجود ذات کے ان حصوں کے سماجی رتبے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

کھتری اپنی گوتوں کی چار شاخوں میں شادی سے گریز کرتے ہیں__ یعنی باپ کی گوت، ماں کی گوت، دادی اور نانی کی گوت۔ البتہ اس اصول کی کچھ مستثنیات موجود ہیں۔ کپور، کھنہ، ملہوترا اور سیٹھ شاخوں کے خاندان اس اصول کے پابند نہیں اور وہ صرف باپ کی گوت اور ماں کے قریبی رشتہ داروں میں شادی سے گریز کرتے ہیں۔ کھتریوں میں منگنی کی عمر کا دارومدار گروپ کی حیثیت پر ہے۔ مثلاً راولپنڈی میں منگنی کی عمر میں تنوع پایا جاتا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ کھوکھراں اور باری شاخ میں لڑکی کی عمر 4 تا 8 سال اور بُنجاہیوں میں 8 تا 10 سال ہوتی ہے۔ شادیاں بالترتیب 8 تا 12 اور 10 تا 12 سال کی عمر میں کی جاتی ہے۔ وہ مکلاوا نہیں کرتے اور تمام گروپس میں ازدواجی زندگی 13 تا 15 سال کی عمر میں شروع ہوتی ہے۔

باری، بُنجاہی اور شرین نامی چار شاخوں میں تقسیم کا ماخذ یہ بتایا جاتا ہے کہ علاؤالدین خلجی نے کھتریوں پر بیوہ کی شادی کرنے کی رسم لاگو کرنے کی کوشش کی تھی۔ مغربی کھتریوں نے اس بدعت کی مدافعت کرنے کا تہیہ کیا اور اپنا معاملہ دربار میں پیش کرنے کے لیے 52 ارکان پر مشتمل وفد روانہ کیا، لیکن مشرقی کھتری یادداشت پر دستخط کرنے سے خوفزدہ تھے۔ چنانچہ وہ

شرعی آئین کے پیروکار کہلائے اور اسی نسبت سے ان کا نام شرین (شرعین) پڑ گیا۔ جبکہ یادداشت پیش کرنے والے وفد یا وفد میں شامل قبیلچوں کی تعداد کی نسبت سے "باونجی" کہلائے جو بگڑ کر بنجاہ (بونجا، باون) بن گیا۔ کھوکھران شاخ کو ان مخصوص کھتریوں کی اولادوں پر مشتمل کہا جاتا ہے جو کھوکھروں کے ساتھ بغاوت میں شریک ہوئے اور جس کے ساتھ دیگر کھتری خاندان باہم ازدواج کرنے سے خوفزدہ تھے۔ باہری شاخ مہر چند، خان چند اور کپور چند، تین کھتری سلسلہ ہائے نسب سے ہیں جو اکبر کی راجپوت بیویوں میں سے ایک کے ساتھ حضوری میں دہلی گئے اور یوں ذات سے باہر ہو گئے۔ وہ صرف آپس کے خاندانوں میں ہی شادی کرتے تھے۔ لیکن یہ کہانیاں من گھڑت ہیں کیونکہ باہری اور بنجاہی میں یہی تفریق مغربی میدانوں کے برہمنوں کے درمیان نظر آتی ہے۔ سماجی رتبے کے اعتبار سے مرہوترا (ملہوترا) یا مہرا، کھنہ، کپور اور سیٹھ اہم ترین ہیں۔ پہلے تین ناموں کی وجہ تسمیہ اوپر مذکور تین نام (مہر چند، خان چند، کپور چند) بتائے جاتے ہیں جبکہ سیٹھ کی اصطلاح اب ایک امیر بنکر کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ ان چار قبیلچوں کا تعلق ذات کی باہری شاخ سے ہے اور سماجی درجہ بندی میں بلند تر ڈھائی گھر اور چار ذاتی کی تقسیم کو متشکل کرتے ہیں۔ ڈھائی گھر اصطلاح کا ماخذ یہ حقیقت ہے کہ اس شاخ کے خاندان نہ صرف باپ بلکہ ماں کے قبیلچے کے ایسے خاندانوں کو بھی خارج کرتے ہیں جو اس کے قریبی رشتہ دار ہوں اور باہم ازدواج کے لیے دستیاب قبیلچوں کی تعداد گھٹا کر ڈھائی کر دیتے ہیں۔ ہر شاخ اپنے سے نیچے درجے والی شاخ سے بیویاں تو لے لے گی لیکن اسے اپنی بیٹیاں نہیں دے گی۔

کھٹیک...... کھٹیک صرف جمنا زون، سرسا، پٹیالہ اور دیگر پھلکیاں ریاستوں میں ملتے ہیں۔ وہ خاکروبوں اور چمڑے کا کام کرنے والوں کے درمیان ایک رابطے کا تعلق تشکیل دیے ہوئے ہیں، تاہم موخر الذکر کی نسبت کہیں زیادہ پست سماجی حیثیت کے حامل ہیں۔ وہ بہت بڑے پیمانے پر سور اور مرغیاں پالتے ہیں جو کوئی چمار نہیں پالتا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان میں سے متعدد چمڑا رنگتے اور صاف کرتے ہیں، اور یقیناً اکثر چمرنگ کے ساتھ گڈمڈ ہو

جاتے ہیں۔ تاہم، کھتیک صرف بھیڑ اور بکرے کی کھالوں کی دباغت (کم از کم لاہور کے کچھ کھتیکوں اور چمرنگوں نے مجھے یہی بتایا) نمک اور خارخسک یعنی مدار کی رس۔۔۔ (Calotropis Procera) کی مدد سے ہی کرتا ہے، چونے سے نہیں۔ جبکہ چمرنگ بھینس اور بیل کی کھال کی چونے سے دباغت کرتا ہے اور چمڑا نہیں رنگتا۔ تاہم، یہ ممکن ہے کہ چمرنگ ذات سے زیادہ ایک پیشے کا نام ہو۔ کھتیک کہیں کہیں بھیڑیں اور بکرے پالتا اور ان کے بالوں سے کمر بند بٹ کر فروخت کرتا ہے، اور اس سے زیادہ عموماً بطور قصاب کام کرتا ہے۔ شاید کھتیک کو چمڑا مزدوروں کے ساتھ شمار کرنا زیادہ بہتر ہوتا۔ جہاں تک میں سمجھ پایا حقیقت یہ ہے کہ مشرق کا کھتیک سور پالنے اور مغرب کا کھتیک چمڑے کی دباغت کرنے والا ہے، اور موخر الذکر کی حیثیت اول الذکر سے بلند تر ہے۔ (مزید دیکھیں ''چمرنگ'')۔ مسٹر کرسٹی نے مجھے بتایا کہ ہندو کھتیک سور پالنے والا پوربی مہاجر ہے، جبکہ پنجاب خاص کا دباغت کرنے والا مسلمان کھتیک اس چمار سے زیادہ کچھ نہیں جس نے اسلام قبول کر لیا اور گائے کی کھال کا کام کرنا چھوڑ دیا۔

کھٹڑ...... ضلع اٹک کا ایک قبیلہ۔ یہ اعوانوں کے ساتھ قرابت داری رکھنے اور ان کی اور مغربی کھوکھروں کی طرح غزنی کے قطب شاہ قریشی کے بیٹوں کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن اعوان اس تعلق کو تسلیم نہیں کرتے، اور کھٹڑ اکثر اوقات راجپوت ماخذ کے دعویدار بتائے جاتے ہیں۔ تاہم، مسٹر سٹیڈ مین ان کا اعوان ماخذ ہونا تسلیم کرتے ہیں، اور ان کا کہنا ہے کہ اعوان بھی یہ بات مانتا ہے لیکن وہ کھٹڑوں کو قبیلے کا کمتر حصہ خیال کرتا ہے اور اس میں اپنی بیٹی کی شادی نہیں کرے گا۔ سر لیپل گریفن نے ''دی چیفس آف پنجاب'' کے صفحات 561 تا 569 پر اہم کھٹڑ خاندانوں کی تاریخ بیان کی ہے۔ ان کے خیال میں وہ بالاصل خراسان کے باشندے ہیں جو ابتدائی مسلمان حملہ آوروں کے ہمراہ انڈیا میں آئے۔ لیکن کرنل کریکفورٹ بتاتے ہیں کہ راولپنڈی کے کھٹڑوں میں ابھی تک شادی کی ایسی روایات موجود ہیں جو انڈین ماخذ کی جانب اشارہ کرتی ہیں۔ ان کی اپنی ایک روایت کے مطابق انہیں دریائے سندھ پر

اٹک کے قریبی علاقہ سے نکال کر افغانستان میں دھکیل دیا گیا، اور بعدازاں وہ محمد غوری کی فوجوں کے ساتھ واپس آئے۔ سرلیپل گریفن لکھتے ہیں کہ کھٹڑ خان کے زمانے میں ہندو طاقتور ہو گئے تھے جنہوں نے کھٹڑوں کو نیلاب سے نکال دیا اور مجبور کیا کہ ہندوستان چھوڑ کر افغانستان چلے جائیں، جہاں جا کر کھٹڑ خان نے تقریباً 1175ء میں محمد غوری کی ملازمت اختیار کر لی جس نے حال ہی میں غزنی کا صوبہ فتح کیا تھا اور ہندوستان پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ چنانچہ کھٹڑ خان محمد غوری کے ساتھ پنجاب واپس آیا۔ قوم کھٹڑ نے اس زمانے میں اپنے سردار کھٹڑ کے نام پر اپنا نام رکھا۔ یہ لوگ لنگر خان شاہی ناظم اٹک کے ماتحت تھے جو بعدازاں لاہور کا وائسرائے ہوا۔ دوسری طرف جنرل کننگھم انہیں کٹور، Cidaritae یا چھوٹے یوچی کی ایک شاخ کے ساتھ ملاتے ہیں، جن کی نسل سے گوجر بھی ہیں۔ اب وہ اپنے نام کے خطے میں آباد ہیں جو دریائے سندھ سے لے کر راولپنڈی تحصیل کی حد تک کالا چٹا سلسلہ کوہ کے دونوں طرف اور شمال میں عثمان کاٹر سے لے کر جنوب میں خیر مورت پہاڑیوں، جو انہوں نے گوجروں یا اعوانوں سے لی تھیں، تک ہے۔ ریورٹی کا کہنا ہے کہ ان کی حاکمیت کا مرکز دریائے سندھ کے کنارے بھٹیوٹ یا بوٹ اور نیلاب تھے۔ وہ اب بھی نیلاب پر قابض ہیں جسے تخت نیلاب کہا جاتا ہے۔ کھٹڑوں نے سکھوں کے خلاف مغلوں کا ساتھ دیا۔

کرنل کریکفورٹ لکھتے ہیں: ''جرائم کے اعتبار سے کھٹڑ لاثانی بدنامی رکھتے ہیں۔ ان کا خطہ ہمیشہ سے ایک ایسا خطہ رہا ہے جس میں سنگین جرائم پھلے پھولے۔ وہ پھوہڑ کاشتکار، عادات میں نامعقول، عقاب اور گھوڑے پالنے والے اور مالیہ کی ادائیگی میں عموماً کافی پیچھے ہیں۔ وہ اپنی بیٹیوں کو صرف اسی صورت میں ترکہ دیتے ہیں جب ان کی شادی خاندان کے اندر ہوئی ہو، حتیٰ کہ ایسا بھی کچھ خاص وجوہ کی بناء پر ہوتا ہے۔'' اس بارے میں مسٹر سٹیڈمین رقمطراز ہیں: ''تب سے وہ زیادہ مہذب اور پرتشدد اقدامات کے کم عادی ہو گئے ہیں۔ کھٹڑوں کو معاشرتی اعتبار سے درمیانی حیثیت حاصل ہے۔ ان کا شمار گکھڑوں، اعوانوں، گھیبوں اور دیگر اعلیٰ درجہ کے راجپوتوں سے نیچے ہوتا ہے۔'' کھٹڑوں کو عموماً دو حصوں میں

تقسیم کیا جاتا ہے: کالا کھرڑ اور چِٹا کھرڑ، البتہ وہ خود اس کا تذکرہ کم ہی کرتے ہیں۔ دھریک خاندان کا تعلق کالا کھرڑ اور واہ خاندان کا چِٹا کھرڑ سے ہے، البتہ وہ باہمی شادیوں کے ذریعہ قریبی رشتہ دار ہیں۔

کھجن ...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کھچی ...... بہاولپور میں ایک قبیلہ۔ اس کے کچھ ارکان پیشے کے اعتبار سے کھتیک ہیں۔

کھچر ...... جنڈ میں جٹوں کی ایک شاخ۔

کھچی ...... ملتان کی تحصیل میلسی میں ایک جٹ مسلمان قبیلہ۔ ان کی کچھ تعداد ضلع منٹگمری کی گوگیرہ تحصیل میں بھی ملتی ہے۔ یہ چوہان ماخذ اور اجمیر کے حکمران کھچی خان کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں۔ مسلمانوں کے ہاتھوں دہلی سے نکالے جانے پر اس کی اولادوں سیسن اور ودر نے ملتان کی طرف ہجرت کی۔ کھچی جوئیوں کے ساتھ لڑے اور ان علاقوں میں رہنے لگے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مغلوں نے انہیں ملتان میں کھائی کے باغی بلوچوں کے خلاف بھیجا تھا۔ منٹگمری کے کھچی کہتے ہیں کہ انہوں نے بہاول حق کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، دریائے راوی سے اوپر کی جانب گئے، زراعت چھوڑ کر مویشی پالنا اور کھرلوں کے ساتھ مل کر ڈاکے مارنا شروع کر دیئے۔ لیکن کمر (قمر) سنگھ نکئی کے دور میں انہوں نے دوبارہ زراعت اپنائی اور اب محنتی کسان ہیں۔

کھچی ...... ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

کھدرخیل (خضر کی مسخ شدہ صورت) ...... (1) سین خیل گدیزئی، الیاس زئی اور بنیر وال کی ایک شاخ۔ (2) شاہوزئی، دُمر اور کاکڑ پٹھانوں کا ایک ''ہمسایہ'' سیکشن۔

کھرا ...... امرتسر اور منٹگمری میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ منٹگمری کے کھرے مسلمان اور ہندو دونوں ہیں۔

کھرل ...... کھرل ایک حقیقی راجپوت قبیلہ لگتے ہیں، تاہم ان کے زیادہ تر حصے کا اندراج بطور جٹ ہوا۔ بہاولپور کے راجپوت کھرلوں نے اپنا قبیلہ بھٹی بتایا۔ جالندھر کے چند کھرل وہاں پر راجپوت تسلیم کیے جاتے ہیں اور منٹگمری کے کھرل راجا کرن کی نسل ہونے کے داعی ہیں۔ وہ

کثیر تعداد میں صرف دریائے راوی کی وادی کے ساتھ پائے گئے ــــــ چناب کے ساتھ اس کے مقام اتصال سے لے کر لاہور و منٹگمری کی درمیانی حد تک۔ جبکہ چند ایک لاہور میں اوپر نالہ ڈیک اور گوجرانوالہ بار میں بکھرے ہوئے ہیں، اور دریائے ستلج کی وادی میں اوپر فیروز پور تک ان کی تھوڑی سی تعداد ملی ہے۔ اس حصہ میں راوی قبائل دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں: بڑے راوی قبائل اور چھوٹے راوی قبائل۔ اول الذکر زراعت کی بجائے گلہ بان ہیں اور ان میں کھرل، کاٹھیا اور مسلمان جٹوں کے دیگر متعدد بڑے قبائل شامل ہیں۔ وہ چھوٹے قبائل کو بنظر تحقیر دیکھتے ہیں جو ان کی حدود کے اندر ہی آباد اور گلہ بان کی بجائے زراعتی ہیں۔ چھوٹے قبائل ارائیں، کمبوہ اور مشرقی پنجاب میں ان جیسے دیگر عام قبائل پر مشتمل ہیں۔ بڑے راوی قبائل مویشی چوری کے لیے اپنی رغبت کے باعث بدنام ہیں، اور ان میں کسی نوجوان کو اس وقت تک پگ باندھنے یا شادی کرنے کی اجازت نہیں جب تک کہ وہ ایک بیل چوری کر کے اپنی اہلیت اور قابلیت نہ ظاہر کر دے۔ جبکہ کوئی ایسا سردار جس کے پاس ہر وقت چوری کے لیے تیار رہنے والے کافی سارے ماتحت نہ ہوں عوامی طور پر "یتیم" جانا جاتا ہے۔

بڑے راوی قبائل میں کھرل انتہائی شمالی اور اہم ترین قبیلہ ہیں۔ ان کے دو حصے ہیں، بالائی اور زیریں راوی کے کھرل۔ موخرالذکر کا مرکز کوٹ کمالیہ ہے۔ دونوں کی آپس میں شدید رقابت ہے اور مشترک دشمن یعنی جھنگ کے سیال راجپوتوں کے خلاف نفرت ہی واحد باہمی بندھن ہے۔ عالمگیر کے دور میں کمالیہ کے کھرل کچھ اہمیت اختیار کر گئے، اور وہ اس وقت عطیہ میں ملنے والی زمینوں پر اب بھی آباد ہیں۔ لیکن بالائی کھرل اب زیادہ طاقتور شاخ ہیں۔ کھرل اپنی شورش پسندی کے لیے ہمیشہ سے بدنام رہے ہیں اور مسٹر پرسر کی منٹگمری رپورٹ میں سکھ دور اور ماقبل ان کی تمام کارگزاری بیان کی گئی ہے، جبکہ خاندان کی تاریخ دی چیفس آف پنجاب کے صفحہ 509 اور اس سے آگے بیان کی گئی ہے۔ وہ اپنا سلسلہ نسب راجا کرن کی اولاد بھوپا سے جوڑتے ہیں، جو اُچ میں آباد ہوا اور مخدوم شاہ جہانیاں کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اُچ سے وہ اپنے موجودہ علاقہ میں چلے آئے۔ ملتان میں اب وہ معدودے

چند ہی ہیں، لیکن (چھوٹی تعداد میں ہی سہی) ستلج کے ساتھ ان کا پایا جانا اس کہانی کی حمایت کرتا ہے کہ وہ نیچے سے اوپر کی طرف آئے ہیں۔ کیپٹن ایلفنسٹون اپنی گوگیرہ رپورٹ میں کھرلوں کو یوں بیان کرتے ہیں:

''بڑے راوی قبائل میں کھرل انتہائی شمالی ہیں۔ گوگیرہ و لاہور کے درمیان دریا کے دونوں طرف ان کے پاس خاصا بڑا خطہ اراضی ہے اور ضلع گوجرانوالہ میں بھی کچھ آگے تک نفوذ کر گئے ہیں۔ فساد پسندی اور بلند ہمتی میں انہیں ہمیشہ سے کاٹھیا کے علاوہ سب سے برتر سمجھا جاتا ہے، لیکن ان کی کاشتکاری کی بہ سرعت توسیع کی وجہ سے ان کا خطہ مرحلہ بہ مرحلہ درختوں سے محروم ہوتا گیا، انہی درختوں سے گھنے جنگلوں میں ان کی قوت مضمر تھی۔ تاہم کافی حالیہ وقتوں میں وہ گڑبڑ کے دوران بڑی فوجی قوتوں کے آنے پر اپنی زمینیں خالی کر دیا کرتے تھے، اس طرح نقصان صرف گاؤں تک ہی محدود رہتا۔ ان کا انتہائی مشہور و معروف رہنما احمد خان کھرل اتحادی قبائل کا سربراہ تھا، جسے کیپٹن بلیک کی زیر قیادت مہم نے ستمبر 1857ء میں مار دیا۔ تاہم، وہ ایک خاص اعتبار سے کامیاب ثابت ہونے والی کم از کم پانچ باغیانہ تحریکوں کا سرغنہ تھا۔ قیام امن کے بعد ان کا بنیادی مقصد...... یعنی کھتریوں اور ہندوؤں کو لوٹنا مارنا...... ان پر عائد کردہ جرمانے ''نذرانہ'' کی نرمی کی صورت میں عموماً پورا ہوتا رہا۔ اس کامیابی نے احمد خان کھرل کو چاردانگ میں مقبول بنا دیا اور سادے ''بڑے راوی'' پر زبردست اثر و رسوخ دلا دیا، جیسا کہ 1857ء کے غدر میں ثابت ہوا جس میں بنیادی منصوبہ بندی اسی کی نظر آتی ہے۔ کھرل قد و قامت میں عموماً اوسط سے زیادہ ہیں۔ ان کے نقوش بڑے تیکھے، جسم پھرتیلا اور حوصلہ زبردست ہے۔ باقی تمام جٹوں کی طرح وہ بھی راجپوت نسل ہونے کا دکھاوا کرتے اور اسی طبقے کی طرح ہل جوتنے والوں کو حقیر جانتے ہیں۔ لہٰذا ان کے دیہات میں زراعت کا کام بالخصوص ویسیوانوں کے کندھوں پر ہے۔ کھرل مالکان پیداوار میں اپنا حصہ وصول کرنے پر ہی قانع ہیں۔ وہ دریا کے کنارے صرف دلدلی خطوں میں ہی آباد ہیں، محض بہتر کاشتکاری ان کے ماتحتوں کے لیے بھی ایک نہایت محنت طلب کام ہے۔''

اس حوالے سے مسٹر پرنسر کہتے ہیں کہ وہ شادی کے اخراجات میں فضول خرچ، مسافروں

کی آؤ بھگت کرنے والے، عادی چور اور زراعت کا تھوڑا بہت شوق رکھنے والے واقع ہوئے ہیں، اور یہ کہ وہ ہنوز ہندو روایات کی پیروی کرتے ہیں، خصوصاً شادی کے موقعوں پر۔ لاہور میں ان کا کردار منٹگمری کی نسبت بہتر نہیں ہے۔ ایک فارسی محاورہ ہے: ''ڈوگر، بھٹی، وٹو اور کھرل باغیانہ اور قتل کردیئے جانے کے قابل ہیں۔'' سر لیپل گریفن ان کے بارے میں لکھتے ہیں، ''ہر تاریخی عہد میں کھرل لوگ فساد، وحشی اور چور رہے ہیں۔ کسی کی حکومت ان کو برداشت نہیں، اور وہ لڑائی جھگڑے اور لوٹ مار میں خوش رہتے ہیں۔ دیگر مسلمان قبائل کی نسبت زیادہ متعصب ہونے کی وجہ سے انہوں نے ہندوؤں کی حکومت کو سخت بے دلی سے قبول کیا۔ اور اس اطاعت کو تسلیم کروالینے سے زیادہ دیوان ساون مل اور سکھ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے، کیونکہ جب کبھی ان کے خلاف کوئی فوج مرتب کر کے روانہ کی گئی تو یہ دلدلوں اور گھنے جنگلوں میں نکل جاتے جہاں ان کا تعاقب کرنا تقریباً ناممکن ہوتا تھا۔ گوجرانوالہ میں وہ آوارہ، شوریدہ سر، برے کاشتکار اور بدنام چور ہیں۔ ان کے افراد عموماً دراز قامت اور وجیہہ، اور ان کی عادات سیلانی اور غارت گرانہ ہیں۔''

جھنگ میں مسٹر ای ڈی میکلگین کی جمع کردہ معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس ضلع کے کھرل پنوار راجپوت ہونے اور کرن کی بجائے راجا جگدیو کے ساتھ تعلق کے دعویدار ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ نامعلوم دور سے راوی کے کناروں پر آباد ہیں۔ وہ بیوہ کی شادی کرتے ہیں (جو انہیں جٹ ثابت کرتی ہے) اور اپنی بیٹیوں کے رشتے صرف کھچیوں اور اعوانوں کے ساتھ کرتے مگر چدھڑ، کاموکے، ہرل اور حتیٔ کے سیال لڑکیاں بھی لے لیتے ہیں۔ بہر حال چناب کالونی میں وہ سیالوں سے بیویاں لیتے ہوئے ہرگز نظر نہیں آتے۔

سب سے پہلے جیسل منٹگمری میں دانا باد کی طرف آیا۔ کھرل کے عہد کے بعد قبیلہ جامرا اور دیگر اطراف میں منتشر ہونے لگا۔ واسُو کمالیہ شاخ کا سربراہ ہے؛ اور عقیل کی اولادیں اس کے جنوب میں آباد ہیں۔ جگدیو ایک بہت بڑا بادشاہ تھا جس کے بازو گھٹنوں تک لمبے تھے۔ بُدھ یابُٹی سلطان محمد غوری کے عہد میں کھرل سردار تھا اور پیر شیر شاہ سید جلال نے اسے مسلمان کیا۔

ساندل بار کے کھرل چناب کالونی میں تمام خانہ بدوش قبائل سے زیادہ اطمینان بخش ہیں۔ وہ طاقت اور پھرتی میں سیالوں کے ہم پلہ ہیں، اور سیال اُن کے ساتھ رسہ کشی سے کتراتے ہیں۔ کسی دور میں کھرل دختر کشی کے عادی تھے لیکن اب یہ رسم چھوڑ چکے ہیں اور ان کی آبادی میں مردوں اور عورتوں کی تعداد برابر ہے۔ بار کے دیگر خانہ بدوش قبائل کی طرح کھرل بھی پکی چھت کی بجائے چھپر تلے سونا پسند کرتے ہیں۔ ان کی ایک روایت ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے انہیں پکی چھتوں والے گھروں میں سونے سے منع کیا تھا اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو مارے جائیں گے۔ لہٰذا محاورہ ہے: ''کھرل دی پکھی، نہ گھُن نہ کھی۔''

کھرلوں کے متعدد قبیلے ہیں۔ بنیادی طور پر کوٹ کمالیہ میں پائے جانے والے لکھیرا کی تعداد اب کافی ہے۔ وہ بالائی راوی کے اُپیرا کھرلوں کے دشمن ہیں۔ چوہڑیرا کھرل کہلانے والے دو قبیلے خود کو کھرل بتاتے ہیں، لیکن حقیقت میں ان کا اِس قبیلے سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ پیرو کے اور جلالکے ہیں۔ انہیں چوہریڑا کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مشہور چوہڑے ڈاکو ساندل نے کھرلوں کو مویشی چرانے کی اجازت دینے کے عوض ایک دُلہن کا مطالبہ کیا تھا۔ کھرلوں نے یہ بے عزتی وقتی طور پر قبول کر لی۔ جب ساندل بارات لے کر آیا تو اس کا بڑا پُر تپاک استقبال کیا گیا، لیکن ضیافت والی جگہ کے نیچے گھاس میں چھپائے گئے بارود کی مدد سے ساندل اور اس کے ساتھیوں کو اُڑا دیا گیا۔ اس کے بعد کھرلوں نے چوہڑوں کی عورتوں کو بیوی بنایا۔ چوہریڑا کھرل انہی عورتوں کے بطن سے پیدا ہوئے۔ بہاولپور کے کھرلوں کی 15 شاخیں ہیں: جگ سین، سالار سین، گوگیرہ، توگھیرا، ممکھیرا، چوہریڑا، ساہی، بھنڈارا، رن سین، جگو برا، فتویرا، جوریا، درویشا، چھلک اور گدن۔ اس کی علاوہ چار مُہین یا ذیلی شاخیں بھی ہیں— کلکلا، جمیکا، پروپیا اور میانا۔ کھرلوں کے دو مشہور مذہبی گھرانے ہیں (1) صاحب زندگانی مہاروی اور منگھیروی جو قبلہ عالم خواجہ نور محمد کی اولاد ہیں، اور (2) صاحب الیسر زیارت گاہ کے میاں۔ دونوں وسیع علاقوں کے مالک ہیں اور میاں فضل حق منگھیروی 10,000 روپے سالانہ مالیہ ادا کرتا ہے۔

کھر......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ یہ اپنا سلسلۂ نسب منٹگمری اور لاہور کے کھرلوں کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ لاہور بار کے کھرلوں کی ایک پارٹی نے ملتان میں کماد کے ایک کھیت کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ انہوں نے اپنے مویشیوں کے چارے اور جھونپڑیوں کو سہارا دینے کے لیے کچھ گنے کاٹ لیے۔ کھیت کے مالک نے اس بارے میں شکایت کی تو انہوں نے کہا کہ وہ گنے کو کانے سمجھے تھے۔ چنانچہ انہیں ''خر'' (گدھے) کہا جانے لگا اور یہی لفظ بگڑ کر کھر بن گیا۔

کھر والا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کھر والی...... یہ جنجوعہ قبیلے اور راجا مل کی نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں اور مسٹر سٹیڈ مین کو اس روایت پر شک کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ وہ راولپنڈی کی کہوٹہ تحصیل کے مشرقی نصف کی پہاڑیوں پر آباد اور قوی الجثہ نسل ہیں۔ وہ بیوہ کی شادی نہیں کرتے۔

کھروپر......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

کھرورا...... نابھا میں جٹوں کا ایک چھوٹا سا قبیلہ۔ ان کا جدامجد پٹیالہ کے ایک مسلمان گاؤں ''بڑا گاؤں'' کا حاکم تھا۔ جب وہ خزانے میں محصول جمع کروانے گیا تو اس نے خود کو اس گاؤں کا مالک بتایا۔ لوگوں نے خفا ہو کر اسے قتل کر ڈالا۔ اس کی بیوی نے میکے کی جانب سفر کے دوران ایک سخت کھردری جگہ پر بیٹے کو جنم دیا۔ تبھی سے یہ نام کھروندا یا کھرورا پڑ گیا۔

کھروکا...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

کھریالا...... میراثیوں کا مترادف یا ان کا ایک طبقہ۔

کھریہ......غالباً باجوہ جٹوں کی ایک شاخ۔ یہ راجا شلپ بجو کے ایک بیٹے کلس کی اولاد ہیں۔ کلس کے بیٹے داوا کے تین بیٹے تھے: مُدرا، وسرا اور نانا عرف چحرا۔

کھریے......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کھک......ضلع ملتان کی کبیر والا تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ جو خطے کے چار قدیم ترین قبائل میں سے ایک ہونے کا اعزاز رکھتا ہے۔ دیگر تین قبائل پندا، پھور اور ساہو ہیں۔

کھکھ......منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلہ۔

کھکھا......کسی بھی چھوٹے کھتری تاجر کو کہتے ہیں۔ کھکھے اصل میں اسلام قبول کر لینے والے کھتری

ہیں، اور کشمیر کی پہاڑیوں میں ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ سر جارج کیمپ بیل نے انہیں ''خوبصورت لوگ'' بیان کیا۔

کھگا......جنوب مغربی پنجاب کا ایک نیم مقدس قبیلہ۔ مسٹر پرسر نے انہیں یوں بیان کیا: ''کھگے ضلع ملتان میں رنجیت سنگھ کی فتح کے بعد ضلع منٹگمری میں آئے۔ وہ خود کو قریشی کہتے اور جلال الدین کو پہلا کھگا بتاتے ہیں۔ کھگا ایک خاص قسم کی مچھلی کا نام بتایا جاتا ہے، اور یہ نام جلال الدین کو اس کے روحانی استاد نے اس وقت دیا تھا جب وہ ایک کشتی کو طوفان میں سے نکال لایا۔ ملتان و میلسی تحصیلوں میں کھگا کچھ زمین کے مالک ہیں اور انہیں اب بھی بنظر احترام دیکھا جاتا ہے۔ ساون مل سے قبل کے پُرشورش زمانے میں کوئی بھی پریشان حال شخص کسی کھگا کے پاس پناہ لیتا۔ کہتے ہیں کہ کسی کھگا کے گھر میں داخل ہونے والا چور بصارت کھو بیٹھتا ہے۔

کھگر......ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

کھگہ......(1) ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ، (2) ملتان میں ملنے والا زراعت پیشہ قریشی قبیلہ۔ (دیکھیں ''کھگا'')۔

کھل......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کھلانی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کھلواہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کھمان...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کھنجان......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کھند......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔ تاہم، اس کی زیادہ تر تعداد پشاور میں ملتی ہے جہاں وہ پشاور شہر کے مشرق میں چند دیہات میں آباد ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک دور میں وہ پشاور اور نوشہرہ کے سارے درمیانی علاقے میں آباد تھے۔ لوک ریت کے مطابق ان کا نام ہندکو لفظ کھند سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے: ''جس کے سامنے کے دانت ٹوٹے ہوئے ہوں۔'' ایک مرتبہ ان کے جد امجد کا سامنے والا دانت ٹوٹ گیا تھا۔ ایک اور رائے کے مطابق یہ نام اصل میں کھنڈ یعنی چینی ہے کیونکہ قبیلے نے ایک مرتبہ اپنے علاقے میں شکار کی غرض سے

آنے والے بادشاہ کی تواضع شکر یا چینی سے کی تھی۔ کھند عموماً اعوانوں کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں، اور پٹھانوں کے ساتھ بھی۔ حتیٰ کہ کمیوں کے ساتھ بھی شادی کی اجازت ہے، بشرطیکہ وہ کوئی پلید کام نہ کرتے ہوں۔ وہ موچیوں اور چماروں وغیرہ جیسی ناپاک ذاتوں کے ساتھ شادی نہیں کرتے۔ کھند سُنی مسلمان ہیں اور اپنے علاقہ میں موجود چار مشہور زیارت گاہوں پر جاتے ہیں: یعنی اخون درویزا صاحب، میاں شیخ عمر صاحب، اخون پنجا صاحب اور کا کا صاحب۔ ان چاروں میں سے کوئی بھی کھند نہیں تھا۔ ان کی درگاہوں پر سال کے سال میلے لگتے ہیں۔ سب سے زیادہ قابل ذکر میلہ کا کا صاحب کا ہے جو 16 تا 20 رجب کو لگتا ہے کیونکہ بزرگ کی وفات انہی میں سے کسی دن ہوئی تھی۔ کا کا صاحب اورنگ زیب کا ہم عصر تھا۔ کا کا خیل پٹھان اس کی درگاہ کے پاس گوشت اور چاول پکا کر رکھ دیتے ہیں جنہیں زائرین لے جاتے ہیں۔

کھندویہ...... جہلم میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔ وہ چوہان راجپوتوں کی شاخ لگتے ہیں۔

کھنڈ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھنڈیے...... امرتسر میں زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔

کھوترے...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

کھوتریل...... ضلع راولپنڈی کی کہوٹہ، گوجر خان اور راولپنڈی تحصیلوں میں ملنے والا ایک قبیلہ، اور یہ نسلی حوالے سے مری پہاڑیوں کے ڈھونڈوں اور جسگاموں سے منسلک ہیں۔

کھوجا...... لفظ کھوجا در حقیقت الف لیلیٰ کے بوڑھے کردار خواجہ سے زیادہ کچھ نہیں اور اس سے ایک محترم اور دولتمند شخص ہی مراد ہے۔ پنجاب میں اس کا استعمال تین معنوں میں ہوتا ہے۔ ایک خواجہ سرا کے لیے، دوسرا اسلام قبول کر لینے والے خاکروب کے لیے، اور تیسرا کسی مسلمان تاجر کے لیے۔ صرف آخری مفہوم میں ہی کھوجوں کو ایک ''ذات'' قرار دیا جاسکتا ہے، لیکن لگتا ہے کہ کوئی حقیقی کھوجا ذات موجود نہیں۔ اسلام قبول کرنے والا کوئی بھی ہندو تاجر اس نام سے پکارا جاتا ہے۔ لہٰذا شاہ پور کے کھوجے تقریباً مکمل طور پر کھتری ہیں اور اِس ضلع میں مسلمان ہو جانے والا کوئی بھی کھتری کھوجا کہلاتا ہے۔ دوسری جانب جھنگ کے کھوجے مذہب بدل لینے والے اروڑے بتائے جاتے ہیں، جبکہ کم از کم لاہور کے کھوجوں میں سے

چند ایک بھاٹیا نسل ہونے کے دعویدار ہیں اور انبالہ کے کھوجوں کی ایک شاخ کانٹھ ہیں۔ اب پراچے بھی مسلمان تاجر ہیں اور مکھڈ میں صدر مقام رکھنے والی (دریائے سندھ پر راولپنڈی میں) ان کی ایک نہایت واضح شاخ ہے۔ وہ اسلام قبول کر لینے والے کھتری ہیں اور صرف دروں زواجی کرتے ہیں۔ مگر بدقسمتی سے وسطی اضلاع میں لفظ پراچہ کا استعمال کسی بھی چھوٹے مسلمان تاجر کے لیے ہوتا ہے۔ راولپنڈی و پشاور ڈویژن میں پراچے ایک تسلیم شدہ اور دولت مند ذات ہیں۔ وہاں یہ امر دکھائی دیتا ہے کہ کھوجا کا استعمال متفرق مسلمان تاجروں، خصوصاً پھیری اور چھابڑی والوں یا کم از کم چھوٹے موٹے تاجروں کے لیے کیا جاتا ہے جبکہ مشرقی اضلاع و ڈیرہ جات میں، جہاں کھوجا کو تجارتی اعتبار سے اہمیت حاصل ہے، پراچہ مسلمان پھیری والے کے لیے مستعمل ہے۔

یہ مسلمان تاجر چاہے کھوجا کہلاتے ہوں یا پراچہ، امرتسر سے پشاور تک پہاڑیوں کے دامن میں دونوں صوبوں میں ملتے ہیں، اور مغربی میدانوں کے مشرقی و وسطی اضلاع میں جنوب کی طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ لیکن ڈیرہ جات اور مظفر گڑھ سے ان کا اندراج نہیں ہوا۔ مسٹر مونکٹن ان کے بارے میں لکھتے ہیں: ''وہ اپنے ہاتھوں سے کھیتی باڑی نہیں کرتے، لیکن بہت سے کنوؤں کے مالک ہیں اور کافی وسیع پیمانے پر تجارت کرتے ہیں۔ وہ مویشی نہیں چراتے اور اپنے دعووں کی قانونی کارروائیوں میں دھوکے بازی اور جعل سازی کے عادی ہیں۔'' اسلام قبول کر لینے کے باوجود کھوجوں میں کھتریوں والی تنظیم کے متعدد نقوش باقی ہیں۔ شاہ پور میں بھیرہ سے انہوں نے مندرجہ ذیل ذیلی شاخوں کا اندراج کروایا...... سہگل، دوہرایا، بوہرا، سیٹھی، کپور، ڈگل، روڑ، گوراول [illegible]ں اور مہندرو۔ یہ سب کی سب کھتری شاخیں ہیں۔

کھوجہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ (دیکھیں ''کھوجا'')۔

کھوجی...... کشمیریوں کے ہاں ایک باعث اعزاز لقب۔

کھود...... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان قبیلچہ۔

کھوریجا...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھوڑ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھوسر......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھوسک...... منٹگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔

کھوسہ......ایک بہت اہم بلوچ قبیلہ جو دو الگ الگ ٹکڑوں میں منقسم ہے: ایک بالائی دریائے سندھ کے کنارے پر جیکب آباد کے قریب، اور دوسرا ڈیرہ غازی خان کے قریب باتل کے مقام پر۔ انہیں نسلاً ہوت بتایا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ اصل میں وہ کیچ میں آباد ہوئے تھے لیکن جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے تو بہاولپور کی ایک مخصوص تعداد کو چھوڑ کر وہ صرف ڈیرہ غازی خان میں پائے گئے۔ تاہم، سندھ میں ان کے پاس وسیع اراضی ہے جو ہمایوں نے انہیں فوجی خدمات کے صلہ میں عطا کی تھی۔ وہ سرحد کے نہایت طاقتور قبائل میں سے ایک ہیں اور اپنے سردار کے مطیع نہیں۔ انہیں ''بہادر ترین'' ''بلوچ'' تسلیم کیا جاتا ہے۔ وہ حقیقی رند اور چھ قبیلچوں میں تقسیم ہیں۔ جن میں جیلانی (یا بلیلانی) اور عیسانی اہم ترین ہیں۔ موخرالذکر کھیتران تخم سے ہے جو کھوسہ کے ساتھ منسلک ہے۔ دیگر چار میں جکیل، جندانی، جروار اور مہروانی شامل ہیں۔ سردار کا تعلق باتیل قبیلچہ سے ہے۔ منظم قبائل میں کھوسہ سب سے زیادہ محنتی اور اس کے ساتھ ساتھ ایک بدترین غیر قانونی کردار کا حامل قبیلچہ بھی ہے جس کا نمبر گورچانی کے بعد آتا ہے۔ 1859ء میں میجر پولاک (Pollock) لکھتے ہیں، ''کوئی ایسا کھوسہ شاذونادر ہی ملتا ہے جو مویشی چوری کے جرم میں جیل نہ کاٹ چکا ہو، یا اس کا مستحق نہ ہو۔ اور کوئی ایسا کھوسہ جس نے قتل نہیں کیا، یا اپنے ہمسائے کی بیوی کو ورغلایا نہیں، یا ہمسائے کے گھر کی حدود کو تباہ و برباد نہیں کیا وہ فیصلہ کن طور پر ایک زبردست نمونہ ہے۔'' یہ بیان اب بھی زیادہ مبالغہ آمیز نہیں لگتا۔

شوران کے رندوں اور رتجی کے لنڈوں کا ایک قبیلہ بھی کھوسہ ہے۔ (2) جٹوں کا ایک قبیلہ جس کا ماخذ تو ر راجپوت بتایا جاتا ہے اور جنہیں چوہانوں نے دہلی سے باہر نکالا تھا۔ اس طرح لوٹے کھسوٹے لوگ کھوسے کہلائے۔ پنجابی میں کھُس جانے کا مطلب ''چھن جانا'' ہے۔ وہ مقدس دھاگا جنیو پہنا کرتے تھے لیکن جٹوں سے تعلق داریاں بننے کے بعد اسے ترک کر دیا۔ وہ فیروز پور کی موگا تحصیل میں ملتے ہیں۔

کھوکھر......جٹوں، راجپوتوں، ارائیوں اور چوہڑوں کے درمیان پایا جانے والا ایک قبیلہ۔ متنوع

راجپوت اور جٹ رہتے والے قبیلے کے طور پر کھوکھروں کی سب سے زیادہ تعداد جہلم اور چناب کی وادیوں میں ہے، اور بالخصوص جھنگ وشاہ پور اضلاع میں۔ لیکن چاہے کم تعداد میں ہی سہی، وہ زیریں سندھ، ستلج اور لاہور کے علاوہ جہلم سے لے کر ستلج تک پہاڑیوں کے دامن میں بھی ملے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ پنڈ دادنخان کا نام اس کے بانی کھوکھر سردار کے نام پر رکھا گیا ہے جو جہانگیر کے عہد میں ان علاقوں کا راجا تھا۔ جہلم میں پنڈ دادنخان کے حوالے سے بتایا جاتا ہے کہ گڑھ چتوڑ کے ایک ہادا راجپوت فتح چند نے اسلام قبول کر لینے کے بعد اپنا نام دادن خان رکھا اور پنڈ دادنخان کو دوبارہ سے تعمیر کروایا۔ وہ عہد جہانگیری میں ان علاقوں کا راجا تھا، لیکن کھوکھر سابقہ دور سے ہی خطے کے مالک بتائے جاتے ہیں اور ان کا ذکر آئین اکبری میں ملتا ہے۔ وہ جھنگ میں بھی کبھی جہلم کے مشرق کی طرف ایک وسیع وعریض خطے پر مقتدر تھے۔ گجرات اور سیالکوٹ کے کھوکھروں میں ایک اہم روایت کے مطابق وہ بالاصل گڑھ کرانا میں آباد ہوئے (جس کی وہ شناخت نہیں کر سکتے، تاہم مسٹر سٹیڈ مین کی رائے میں یہ ضلع جھنگ میں شاہ پور کے جنوب میں واقع کوہ کیرانا ہے) اور تیمور نے انہیں وہاں سے بے دخل کیا۔ جہلم اور چناب پر میدانوں کے کھوکھروں کا ارتکاز اور دامن کوہ خطہ کے کھوکھروں کا وسیع اختلاط اس نظریہ میں کچھ رنگ بھرتا ہے کہ وہ پہاڑیوں سے نیچے کی طرف پھیلے نہ کہ جنوب سے اوپر کی طرف۔ اکبر کے دور میں کھوکھروں کو ہوشیار پور کے دسوئیہ پرگنہ کا ایک اہم قبیلہ دکھایا گیا تھا، اور مسلمان تاریخ دان ہمیں بتاتے ہیں کہ تیمور کے حملہ کے وقت کھوکھر لاہور پر قابض اور اپر باری دوآب میں مقتدر تھے۔

کپورتھلہ میں کھوکھروں کی چار شاخیں ہیں...... بجرائے، کالو، بیر اور چچ۔ شاہ پور کے کھوکھروں کو متعدد شاخوں میں منقسم بتایا جاتا ہے۔ جن میں سے ایک کا نام نسووانہ ہے۔ منٹگمری میں اُن کی شاخیں بھٹی اور کدھن ہیں۔

کھوکھروں کے ماخذ بھی پنجاب کے کسی بھی اور قبیلے جتنے ہی مبہم ہیں۔

پنجاب کے مشرق میں کھوکھر تسلیم شدہ راجپوت نسل نظر آتے ہیں۔ تاہم، جالندھر میں بتایا جاتا ہے کہ وہ اپنے قبیلچے کے اندر ہی شیخوں، اعوانوں اور دیگران جیسوں کے ساتھ شادی بیاہ کرتے ہیں، نہ کہ اپنے راجپوت پڑوسیوں کے ساتھ۔ لیکن مغرب میں کھوکھر غزنی کے

قطب شاہ کے سب سے بڑے بیٹے محمد کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جو اعوانوں کا روایتی مورث اعلیٰ ہے، اور عموماً اعوان بھی یہ دعویٰ تسلیم کرتے ہیں۔ تاہم، یہ بھی ان کی اپنی کہانی جیسا ہی من گھڑت ہے۔

صورت چاہے کچھ بھی ہو، سیالکوٹ کے کھوکھر تو دیگر قبیلوں کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں، مگر اعوان نہیں۔ گجرات میں کچھ زرخیز ترین زمینوں کے مالک کھوکھر بھرت یا کھوکھر سے تعلق ہونے کی بناء پر راجا کہلاتے ہیں۔ تاہم وہ اعوانوں کے ساتھ قرابت کے دعویدار ہیں اور ان کے اور بھٹیوں کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ چھبوں کو بھی بیٹیاں دیتے ہیں، مگر ان کی بیٹیاں نہیں لیتے۔

ہندوستان کی تاریخ میں کھوکھروں کا ذکر کافی جگہوں پر ملتا ہے۔ تیمور کے مورخین کے مطابق انہوں نے اس کی فوج کے خلاف مدافعت میں کافی اہم کردار ادا کیا۔ اکتوبر 1398ء میں تیمور نے دریائے بیاس کے کنارے جال کے مقام پر (شاہ پور کے سامنے) پڑاؤ ڈالا۔ یہاں اُسے پتہ چلا کہ کھوکھر قبیلے کے نُسرت (نصرت) نے ایک جھیل کے کناروں پر قلعے میں مورچہ قائم کر رکھا تھا۔ تیمور نے نصرت پر حملہ کیا اور اسے شکست دے کر بہت سامال واسباب اور مویشی اپنے قبضے میں کر لیے۔ خود نصرت بھی مارا گیا۔ اس کے کچھ ساتھی بچ کر بیاس پار چلے گئے۔ اس کے بعد ہمیں ''کافروں کے کمانڈر'' ملک شیخایا شیخا کھوکھر (گوکر) کا ذکر ملتا ہے جسے تیمور نے کُپلا یا ہردوار کی وادی میں شکست دی اور ہلاک کیا۔ تاہم ظفر نامہ اس بیان سے اختلاف کرتا ہے۔ اس میں علاؤالدین کا تذکرہ شیخ کُکاری کے نائب کے طور پر کیا گیا۔ اس کے بعد ہم تیمور کی واپسی کے دوران جموں میں آمد سنتے ہیں۔ جموں کے نواح میں اُس نے کافروں کے سات قلعوں پر قبضہ کیا جن کے لوگ ہندوستان کے سلطان کو جزیہ ادا کیا کرتے تھے لیکن کافی عرصہ سے یہ سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔ ان میں سے ایک قلعہ ملک شیخ گوکر کا تھا، لیکن ظفر نامہ کے مطابق قلعے کا مالک ملک شیخ گوکر کا ایک رشتہ دار شیخا تھا۔ اس طرح معاملہ کچھ واضح ہو جاتا ہے۔ نصرت کھوکھر دریائے بیاس کے کنارے مارا گیا جس کے بعد اُس کے بھائی شیخا نے تیمور کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور اس کے ساتھ ہی دہلی گیا۔ کُپلا میں مارا جانے والا ملک شیخا سرے سے کھوکھر تھا ہی نہیں، لیکن تیمور کی آپ بیتی میں

ملک شیخا کو ملک شیخا کھوکھر کے ساتھ گڈمڈ کر دیا گیا ہے۔ غالباً ملک شیخا کا کوئی کھوکھر رشتہ دار تھا جس کا جموں کے قریب ایک چھوٹا سا قلعہ تھا۔

تیمور کے ہاتھوں گرفتار ہونے کے بعد شیخا صفحہ تاریخ سے غائب ہو جاتا ہے، لیکن 1420ء میں (کوئی 22 برس بعد) جسرت ابن شیخا منظر پر اُبھرتا ہے۔ اس برس کشمیر کے بادشاہ نے سندھ پر چڑھائی کی تو جسرت نے حملہ کر کے اسے شکست دی، قید کیا اور سارا مال واسباب اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس کامیابی سے حوصلہ پا کر جسرت دہلی پر قبضے کے خواب دیکھنے لگا۔ تیمور جاتے وقت خضر خان کو حاکم مقرر کر گیا تھا۔ جسرت نے اس کی وفات کی خبر سنی تو بیاس اور ستلج عبور کر کے مینار رہنماؤں کو شکست دی، لدھیانہ سے لے کر اڑوبر تک کا علاقہ لوٹا اور پھر جالندھر کی جانب بڑھا۔ جسرت دھوکے سے زیرک خان کو قید کر کے واپس لدھیانہ آیا اور پھر سرہند کا رُخ کیا۔ سرہند کا قلعہ زیر نہ ہو سکا اور سلطان مبارک شاہ کی پیش قدمی نے اسے پسپا ہو کر لدھیانہ جانے پر مجبور کر دیا۔ سلطان کی افواج نے لدھیانہ تک اس کا تعاقب کیا مگر ستلج عبور نہ کر سکیں کیونکہ جسرت نے ساری کشتیوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ آخر کار جب افواج نے دریا عبور کر لیا تو جسرت نے بھاگ کر پہاڑوں میں تیکھر کے مقام پر پناہ لی۔ لیکن جموں کے رائے بھیم نے سلطان کی فوجوں کی رہنمائی کی اور انہوں نے جسرت کے قلعے کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ البتہ جسرت کی طاقت میں کچھ زیادہ کمی نہ آئی، کیونکہ جونہی سلطان واپس دہلی گیا تو جسرت نے چناب اور راوی پار کیے اور ایک بڑی فوج کے ہمراہ لاہور پر ہلہ بولا۔ اس نے چھ ماہ تک لاہور کا محاصرہ کیا۔ شہر کی انتہائی مضبوطی کے ساتھ قلعہ بندی کی گئی تھی اور بڑی بہادری وخوبی کے ساتھ اس کا دفاع کیا گیا۔ جب اس کو تسخیر کرنے کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں تو اس نے محاصرہ اُٹھا دیا اور کلانور کی طرف چلا گیا۔ اس جگہ سے اس نے جموں پر حملہ کر دیا۔ گذشتہ معرکے میں اس کے راجا نے بادشاہ کی فوجوں کی بسال تک رہنمائی کی تھی۔ تاہم، جسرت جب راجا اور اس کی سلطنت پر کوئی تاثر قائم نہ کر سکا تو وہ اپنی فوج میں از سر نو بھرتی کرنے کے لیے دریائے بیاس کی جانب لوٹ آیا۔ دریں اثناء لاہور میں وزیر ملک سکندر کی سرکردگی میں تازہ فوج کی کمک آن پہنچی، اس نے حاکم دیپال پور ملک رجب اور حاکم سرہند اسلام خاں کے ساتھ الحاق کر لیا تھا، لہٰذا یہ اپنی اپنی فوج کی قیادت کر رہے تھے۔ متحدہ فوج

نے جسرت کے خلاف پیش قدمی کی اور اسے بہت زیادہ نقصان کے ساتھ پیچھے چناب پار دھکیل کر اپنی پہاڑی پناہ گاہ کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ ہوشیار وزیر نے اب بے رہنما کھوکھروں کا تعاقب کیا اور دریائے راوی کے کنارے کنارے، کلانور پہنچ گیا۔ وہاں جموں کے راجا سے مل کر اس نے بے شمار کھوکھروں کو ڈھونڈ نکالا جو مختلف مقامات پر چھپ گئے تھے۔ ان سب کو تہہ تیغ کر دیا گیا۔ ان کارروائیوں کے بعد، وزیر اپنے دستوں کے ہمراہ واپس لاہور آ گیا۔ بادشاہ، وزیر ملک سکندر کی بہادری و دلیری سے بہت زیادہ خوش ہوا، اس نے اسے لاہور کا صوبیدار مقرر کیا اور محمود حسن کو واپس دہلی بلا بھیجا۔

شاہی فوجوں کو روانہ ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ جسرت کھوکھر دوبارہ میدان میں نمودار ہوا۔ اس نے 12 ہزار کھوکھروں کی ایک فوج جمع کر کے جموں کے راجا، رائے بھیم کو شکست دے کر قتل کر دیا اور لاہور و دیپال پور کے صوبوں کو تہہ و بالا کر دیا۔ حاکم لاہور ملک سکندر، لاہور سے اس کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا، لیکن اس کی آمد پر جسرت اپنے لوٹ مار کے سامان کے ساتھ دوبارہ پہاڑوں میں فرار ہو گیا۔ دریں اثناء حاکم ملتان ملک عبدالرحیم علاء الملک کے انتقال کے باعث، ملک محمود حسن کو ایک فوج کے ہمراہ ملتان روانہ کیا گیا۔ غالباً اسی دور میں، حاکم کابل شاہ رخ مرزا کی ملازمت میں ایک مغل سردار، امیر شیخ علی نے، جسرت کے اکسانے پر بھکر اور ٹھٹھہ پر حملہ کر دیا۔

ستمبر 1427ء میں، جسرت کھوکھر نے کلانور کا محاصرہ کر لیا اور ملک سکندر کو شکست دے کر لاہور کی طرف پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ بادشاہ نے حاکم سامانہ زرق خاں اور حاکم سرہند اسلام خاں کی سرکردگی میں کمک روانہ کی، لیکن اس سے پیشتر کہ وہ لاہور کی فوج کے ساتھ شامل ہوتے، ملک سکندر نے جسرت کو عبرتناک شکست سے دوچار کر کے اسے اس لوٹ مار کے سامان سے بھی محروم کر دیا تھا جو اس نے غارت گری کے باعث علاقے سے جمع کیا تھا۔

1429ء میں حاکم کابل امیر شیخ علی نے شاہ رخ مرزا کے توسط سے پنجاب پر حملہ کر دیا۔ کھوکھروں نے اس کے ساتھ مل کر پنجاب میں بہت زیادہ غارت گری شروع کر دی۔ لاہور پہنچنے پر اس نے حاکم لاہور ملک سکندر پر ایک سال کی آمدنی کے برابر خراج عائد کر دیا۔ اس کے بعد وہ دیپالپور روانہ ہو گیا اور وہاں پہنچنے پر علاقے کو غارت کیا۔ فرشتہ کے مطابق

اس موقع پر 40 ہزار ہندوؤں کو قتل کر دیا گیا۔ حاکم ملتان عماد الملک نے تلمبہ کے مقام پر شیخ علی پر اچانک حملہ کیا لیکن اسے ناکامی ہوئی۔

دریائے راوی کے کنارے کے ساتھ چلتے ہوئے مغل خیر آباد کی طرف بڑھے اور وہاں سے ملتان روانہ ہوئے، جس پر 29 مئی 1430ء کو حملہ کیا گیا۔ جب حملہ ناکام ثابت ہوا تو ملتان کا مکمل محاصرہ کر لیا گیا۔ دریں اثناء دہلی سے مظفر خاں گجراتی کے بیٹے فتح خاں کی قیادت میں کمک آن پہنچی، لہٰذا امیر شیخ علی کی قیادت میں مغل فوجوں اور عماد الملک کے تحت دہلی اور پنجاب کی فوجوں میں زبردست خونریز جنگ لڑی گئی۔ ابتداء میں مغلوں کو کچھ کامیابی ہوئی، لیکن فتح خاں گجراتی کی موت نے ہندوستانیوں میں انتقام کی پیاس کو بڑھا دیا، لہٰذا وہ اس مستقل مزاجی اور مضبوط ارادے کے ساتھ لڑے کہ مغلوں کو شکست ہوگئی۔ فاتحین نے ان کا لگاتار تعاقب کیا اور ان کی ساری فوج کو یا تو تہہ تیغ کر دیا گیا یا وہ دریائے جہلم کو عبور کرنے کی کوشش میں ڈوب گئی۔ امیر شیخ علی اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ کابل کی طرف فرار ہو گیا۔

1432ء میں نصرت خاں گرگندز کو لاہور کا صوبیدار مقرر کیا گیا۔ پنجاب پر اس سال اور اگلے سال کے دوران ملک جسرت اور امیر شیخ علی نے حملہ کیا۔ تاہم، شاہی فوجوں نے ان حملوں کو بڑی کامیابی سے پسپا کر دیا۔ 1436ء میں سلطان محمد شاہ نے شیخا کھوکھر کے خلاف ایک مہم بھیجی جس نے اس کے علاقوں میں لوٹ مار مچائی۔ 1441ء میں سلطان نے بہلول خان کو دیپالپور اور لاہور کا حاکم مقرر کر کے اسے جسرت کے خلاف بھیجا مگر جسرت نے صلح کر لی اور اسے دہلی کے تخت کے خواب دکھائے۔ اس کے بعد کھوکھر طاقت کو نامعلوم وجوہ کی بناء پر زوال آ گیا۔

اکبر کے عہد میں باری دوآب میں لاہور سرکار کے (52 میں سے) 5 محل (mahalls)، چنہٹھ دوآب میں 21 پرگنوں میں سے سات کھوکھروں کے پاس تھے۔ اس کے علاوہ ایک ایک محل بست جالندھر اور رچنا دوآب میں بھی تھا۔ ملتان کی دیپالپور سرکار میں 10 میں سے تین محل ان کے تھے۔ ریورٹی نے اُس دور میں اُن کی تعداد دو لاکھ نفوس بتائی۔

مندرجہ بالا تفصیلات کے باوجود کھوکھروں کی حیثیت کے ماخذ سے پردہ نہیں اُٹھتا۔ (گورداسپور کے کاٹل راجپوتوں کے متعلق بیان میں کہا گیا کہ اولین اسلام قبول کرنے والوں

میں سے کچھ کو کھوکھر کہا گیا، لیکن وہ کہتے ہیں: ''ہمارے اجداد میں سے ایک ریاست جموں میں واقع منگلا دیوی کے قلعے میں آباد ہوا اور پھر خیر پور پر قابض ہو گیا۔ خیر پور کی نسبت سے ہی اس کی اولادیں کھوکھر کہلانے لگیں۔'' انہوں نے غزنی کے محمد کے عہد میں اسلام قبول کیا۔ نیز کاٹل ان کے ساتھ اس لیے شادیاں نہیں کرتے کیونکہ کھوکھر محمد غزنی کی کاٹل بیویوں کی اولاد تھے۔

(2) چوہڑوں کی ایک شاخ جسے کھوکھر راجپوت کی نسل بتایا جاتا ہے۔ کھوکھر راجپوت کی بیوی نے قبر میں ایک بیٹے کو جنم دیا، جس کی جان تو بچ گئی لیکن ایک لاش کی چھاتیوں سے دودھ پینے کے باعث وہ ذات باہر ہوا اور چوہڑا لڑکی سے شادی کی۔ کھوکھر چوہڑے اپنی مورث اعلیٰ خاتون کے احترام میں کسی بھی جانور کا دل نہیں کھاتے۔

کھوہارنا...... بہاولپور میں سموں کا ایک قبیلہ۔ سموں کی سنگ شاخ کی ایک روایت ہے کہ قدیم وقتوں میں سموں کے دو رُتبے تھے...... ایک اعلیٰ اور حقیقی، اور دوسرا 13 کمتر شاخوں پر مبنی تھا جو سموں کے وزیر تھے۔ کھوہارنا کا تعلق موخر الذکر سے ہی ہے۔

کھیپڑ...... منٹگمری میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

کھیتران...... ہماری سرحد سے باہر لغاری، کھوسہ اور لُنڈ علاقہ کے پیچھے آباد یہ ایک خود مختار قبیلہ ہے۔ ان کا اصل مقام ڈیرہ اسماعیل خان کے قصرانی علاقہ میں وہوآ تھا، جہاں ان میں سے متعدد اب بھی قصرانی علاقہ اور دریا کی درمیانی زمین میں آباد ہیں۔ لیکن شہنشاہ اکبر نے قبیلہ کے مرکزی حصے کو باہر نکال دیا اور انہوں نے لغاری پہاڑیوں کی بارخان وادی میں پناہ لی، اور اب بھی آس پاس کے قطعات پر قابض ہیں اور لغاری سردار کو اپنا محافظ سمجھتے ہیں۔ وہ یقیناً خالص بلوچ ہیں اور متعدد کا تعلق ابدالی کے مورث اعلیٰ ترین کے بھائی میانہ کی نسل سے ہے اور کچھ صورتوں میں وہ پٹھانوں کے ساتھ اندرونی بیاہ نہیں کرتے لیکن وہ شکل، عادات و خصائل وغیرہ میں بلوچیوں سے بہت زیادہ مشابہہ ہیں۔ ان کی شاخوں کے نام بلوچی کنیتی اصطلاح ''آنی'' پر ختم ہوتے ہیں اور وہ تمام عملی اعتبار سے اب بلوچ قبیلہ ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ اصل میں حقیقی جٹ آبادی کی باقیات ہوں۔ وہ اپنی بولی کھیترانی بولتے ہیں جو سندھی سے کافی قریب انڈین لہجہ ہے، اور درحقیقت ساری زیریں وادی سندھ کے جاتکی لہجے کی ہی

ایک صورت ہے۔ کھیتران تمام بلوچ قبیلوں کی طرح صلح جُو، بہت اچھے کاشتکار اور نتیجتاً انتہائی دولتمند ہیں۔ ان کی زمینیں عموماً بڑے بڑے بلاکس کی صوت میں ہیں جن کے متعدد حصہ دار ہیں۔

موجودہ صورتحال میں یہ قبیلہ چار قبیلچوں پر مشتمل ہے، جن میں سے گنجورا اصلی کھیتران مرکز کا نمائندہ ہے، جبکہ ان کے ساتھ خود کو دودائی بلوچی کہنے والے دھاریوال یا چاچ منسلک ہیں اور ان کے علاوہ حسانی جو ایک اہم بلوچ قبیلہ ہوا کرتا تھا اور جسے قلات کے ناصر خان نے کچل دیا اور اس نے کھیتران میں پناہ لی۔ تاہم، اب وہ کھیتران سے تقریباً خودمختار ہیں۔ نسل کے اعتبار سے لودی پٹھان ناہر یا بابر بھی کھیتران سے وابستہ ہیں۔ ان کا نام بلاشبہ کھیتر یعنی میدان سے ہی ماخوذ ہے۔

کھیرا...... سیالکوٹ کی پسرور اور ڈسکہ تحصیلوں میں ایک جٹ قبیلہ۔ کھیرا سن پال کا بیٹا تھا۔ گھمنوں کی طرح وہ بھی نسلاً باجوہ راجپوت ہیں۔

کھیرا...... ضلع ملتان کی کبیروالا تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ وہ تیرھویں صدی میں لکی جنگل سے ہجرت کر کے دہاں آئے۔ وہ امرتسر میں بھی ملتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ سورج بنسی راجپوت نسل کے ہیں۔ قبیلے کا وطن مالوہ میں تکھروند تھا۔ کھدُور میں آباد ہونے کی ایک کوشش کنگ نے ناکام بنا دی۔ لیکن انجام کار کنگ کو شکست ہوئی اور کھیرا امرتسر میں اپنے موجودہ دیہات میں آباد ہوئے۔ کھیرا ایک سِدھو جٹ کی بیٹی کا داماد تھا اور اپنے سُسرالیوں کے ساتھ بڑے کھردرے انداز میں پیش آتا تھا۔ پنجابی میں ترش مزاج کو کھروا کہتے ہیں۔ ''کھیرا'' اسی کی بدلی ہوئی صورت ہے۔

کھیڑے...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔

کھیوا...... راجپوت ماخذ سے اپنا تعلق بتانے والا ایک قبیلچہ، اور جہلم میں اسے جٹوں سے کچھ بہتر درجہ حاصل ہے۔ یہ بھی جالپوں میں اپنی بیٹیاں بیاہتے ہیں۔ شاہ پور میں کھیوا کا شمار بطور زراعت پیشہ قبیلچہ ہوا۔

کیتوال...... راولپنڈی میں ایک راجپوت قبیلہ۔ اس کا تعلق بھی ڈھونڈ اور ستی قبائل والے گروپ سے ہے اور وہ ستی علاقہ کے مغرب کی طرف پہاڑیوں میں آباد ہیں۔ سکندر اعظم کی نسل

ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ وہ ان ان پہاڑیوں میں ڈھوند یاستی دونوں سے زیادہ عرصہ پہلے کے باشندے ہیں۔ لیکن بدیہی طور پر ڈھوند نے تاریخ کے کسی نامعلوم دور میں اس قبیلہ کو تقریباً تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ اب وہ تعداد میں بہت کم اور غیر اہم ہیں۔

کیجاہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کیجر...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کیرہ...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کیس...... منٹگمری میں مسلمان جٹ قبیلہ۔

کیسر شاہی...... فقیر سید میر شاہ عرف میاں میر کی وفات پر اس کی جگہ نور پور چومک (جموں) کے سید بھاون شاہ نے سنبھالی۔ اس نے فقیر کا لقب اختیار کیا اور اپنے ایک دوست، ضلع گوجرانوالہ کے زمیندار ابراہیم خان کو بھی یہی لقب دیا۔ ابراہیم خان کی وفات کے بعد اس کا بیٹا غلام شاہ فقیر بنا، پھر غلام شاہ کا بیٹا کیسر شاہ آیا جس نے ایک فرقے کی بنیاد رکھی۔ وہ 65 سال کی عمر میں فوت ہوا (1863ء) اور اس کے بیٹے محمد حسین یا صوبے خان نے فرقے کی قیادت سنبھالی۔ مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اس فرقے کے مسلمان (اگرچہ انہیں قادریہ مسلک کا پیروکار بتایا جاتا ہے) شراب سے اجتناب نہیں کرتے، روزے نہیں رکھتے اور شکار کے شوقین ہیں۔ نئے شامل ہونے والے رکن کے لیے کوئی رسوم نہیں، اور نہ ہی اسے کوئی مخصوص انداز حیات اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اس فرقے کے ارکان گوجرانوالہ، سیالکوٹ، شاہ پور، گجرات اور لاہور میں ملتے ہیں۔

ریکین...... سانسیوں کی دو بڑی شاخوں میں سے ایک۔ یہ بھیڑ کٹ بھی کہلاتے ہیں۔ لیکن مویشی چور، بچے اغوا کرنے والے، ڈاکو اور چور ہیں۔ وہ گائے اور بھینس کا گوشت کھا لیتے ہیں۔ کبھی کبھی انہیں ریہلو والا بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی عورتیں ناچتی اور محبت کے گیت ''ریہلو'' گاتی ہیں۔

کیلے...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کیمل خیل...... (دیکھیں ''ہتی خیل'')۔

کیہل...... مچھیروں اور ملاحوں کا ایک خانہ بدوش قبیلہ جو دریائے سندھ پر کالا باغ اور سکھر کے

درمیان کشتیاں چلاتے ہیں۔ وہ شاذ و نادر ہی کبھی دریا کی وادی سے باہر آتے ہیں۔ لیکن ملاح (جن کی ذات جھبیل اور گوت کیہل بتائی جاتی ہے) کہیں بھی چلے جاتے ہیں۔ کیہلوں کا دعویٰ ہے کہ وہ کالا باغ سے لے کر کراچی تک کے علاقے میں اولین مسلمان ہیں۔ موہانوں اور جھبیلوں کی طرح کیہل بھی ''دم دین پناہ'' پکارتے، اور دم بہاول حق، لال عیسا اور ایلی راجن کو مانتے ہیں۔ ان کا شیطانوں پر کوئی یقین نہیں، لیکن موہانوں اور جھبیلوں کے مطابق کوئی بھی بیماری شیطانی غلبے کا نتیجہ ہوتی ہے اور اس سے نجات پانے کے لیے متعلقہ اولیاء سے مدد مانگنی چاہیے۔ ان شیطانوں کے انسانی نام ہیں، مثلاً کھیتری پال، زلفِ جمال، نورِ جمال، نور محمد، چنگو، غلام رسول، شبراتن اور کندائی۔ آخری دو مونث جن ہیں۔ اکثر و بیشتر عورتیں ہی آسیب کا شکار ہوتی اور اپنے رشتہ داروں کو اس کا نام بتاتی ہیں۔ کیہلوں کے لڑکوں اور لڑکیوں کو 5 سال کی عمر میں تیرنا اور 10 سال کی عمر میں غوطہ لگانا سکھا دیا جاتا ہے۔

ماہی گیری جمعے کے سوا تمام دنوں میں دن یا رات کسی بھی وقت کرنے کی اجازت ہے۔ البتہ شادی والے دن مچھلیاں نہیں پکڑی جاتیں۔ کیہل اپنی کشتیاں کرائے پر دیتے، ٹوکریاں اور چٹائیاں بیچتے، اُجرتاً فصلوں کی کٹائی کرتے ہیں۔ وہ شہروں کے بازاروں میں جا کر مچھلیاں فروخت نہیں کرتے۔ ان کے ہاں اگر پہلا بچہ لڑکا ہو تو اسے مبارک لیکن لڑکی کو نامبارک خیال کیا جاتا ہے۔ تین لڑکیاں پیدا ہونا بدقسمتی کی علامت ہے اور اگر تین لڑکیوں کے بعد بیٹا پیدا ہو جائے تو اس کی ماں یا باپ تین سال کے اندر اندر مر جاتے ہیں۔ اولین بچہ لڑکا ہونے کی صورت میں بڑا جشن منایا جاتا ہے اور ملا، سیدوں، خواجہ سراؤں اور اُن کے شاگردوں کی دعوت کی جاتی ہے۔ وہ پیدائش کے تیسرے دن لڑکے کا نام رکھتے، 7ویں دن سر مُونڈتے اور دس سال کی عمر سے پہلے پہلے ختنے کرتے ہیں۔ لڑکیوں کا مونڈن ساتویں روز ہوتا ہے اور اس کی عمر پانچ سال ہونے سے پہلے کانوں میں 10 تا 15 جگہوں پر چھید کیے جاتے ہیں۔ کیہل عورتیں ناک نہیں چھیدتی۔

شادیوں میں اسلامی رسوم پر عمل کیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے ایک دو باتیں ہی قابل ذکر ہیں۔ وہ اپنی کشتیوں کو اچھی طرح دھوتے ہیں۔ دلہن سرخ چُنی اور چولی اور گھگھرا، جبکہ دلہا

سفید پگڑی، کرتا اور تہمد پہنتا ہے۔ نکاح سے ایک روز پہلے کھسرے آکر ناچتے گاتے ہیں۔ دیگر مسلمانوں کے برعکس شادی شدہ کپل اپنے سسر کے گھر ہی منتقل ہو جاتا اور بعد میں اس کی املاک کا وارث بن جاتا ہے۔ اگر وہ شادی کے وقت بالغ نہ ہوا ہو تو کچھ عرصہ اپنے باپ کے ہاں ہی گزارتا ہے۔ نوبیاہتا دلہن اگر چھ ماہ کے اندر اندر حاملہ نہ ہو تو وہ اپنے ختنے کرواتی ہے۔ اس کے بعد عام طور پر اُس کے حمل ٹھہر جاتا ہے۔ بیٹیاں اور بیٹے اپنے باپ کی جائیداد میں برابر کے حصہ دار ہوتے ہیں اور وراثت کے جھگڑے عموماً مُلا ہی اسلامی شریعت کے مطابق نمٹاتا ہے۔



گ

گادی......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔

گاریا گارھ اور سامل یا سامیل......وہ دو دھڑے جن میں شمال مغربی سرحد کے پٹھان اور دیگر قبائل منقسم ہیں۔اب یہ تقسیم زیادہ واضح نہیں۔

گارا (گڑا)......دوغلے ذات کے کسی بھی شخص کے لیے استعمال ہونے والی اصطلاح۔ دوغلی ذات سے مراد یہ ہے کہ اس کی ماں اور باپ کا تعلق دو مختلف ذاتوں سے ہو۔ بالخصوص مسلمان راجپوت کی کسی اور ذات سے تعلق رکھنے والی بیوی کی اولاد گارا یا گڑا کہلاتی ہے۔ اس کے علاوہ گڑگاؤں میں گوڑ برہمنوں کے ایک گاؤں نے اسلام قبول کر لیا تو خود کو گور شیخ کہلوانے لگے، لیکن پڑوسی لوگ انہیں گاڑا کہتے ہیں۔ جیسا کہ محاورہ ہے: ''کھیت میں جاڑا، گاؤں میں گاڑا۔''

گاری......جگہ جگہ پھرنے والے اداکاروں کی ایک پست ذات۔ یہ زیادہ تر ہندو ہیں اور ان کا مرکزی مقام جموں میں ہے، لیکن یہ بجوات اور سیالکوٹ میں بھی ملتے ہیں۔ سر ڈنلپ سمتھ کے مطابق یہ اداکاروں کی بجائے میراثیوں کی طرح سیلانی گویے ہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے ٹولوں کی صورت میں پھرتے ہیں اور پنجاب خاص میں نہیں آتے۔ وہ عموماً سیالکوٹ اور ظفر وال تحصیلوں کے راجپوت دیہات میں ہی جاتے ہیں۔ ان کی آمد خریف کی کٹائی اور کبھی کبھی ربیع کے موقع پر بھی ہوتی ہے۔ وہ خود کو ہندو بتاتے ہیں۔ ان کے پاس عموماً رِنگ نامی ساز ہوتا ہے۔ وہ ڈوگری بولی بولتے ہیں جو جٹوں کو سمجھ نہیں آتی اور گیتوں میں عموماً ایک عظیم مورث اعلیٰ خاتون کا ذکر ہوتا ہے۔ کبھی کبھی وہ اپنے گیتوں کی دُھن پر ناچتے بھی ہیں۔ وہ صرف قبیلے کے اندر ہی شادی کرتے ہیں۔

گازر......دھوبی۔

گاگرا......زیادہ تر مسلمانوں پر مشتمل اور وسطی اضلاع میں ملنے والی ایک چھوٹی سی ذات۔ ان کا

موروثی پیشہ جونکیں پکڑنا، پالنا اور لگانا ہے، اور انہیں عموماً جوکیرا بھی کہا جاتا ہے۔ وہ چٹائیاں اور بوریاں بھی بناتے ہیں۔ مسلمان گاگرے نکاح پڑھواتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ شادیوں کے موقعوں پر کسی قسم کی خدمات کے عوض طے شدہ رقم وصول کرتے ہیں۔ وہ چوہڑوں کے بالا شاہ گورو کی عبادت کرتے ہیں۔

گاگرہ......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گال یا گل......امرتسر اور ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گان وری......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گاندی......عطر کشید اور فروخت کرنے والا۔ (''گند'' کا مطلب خوشبو ہے) جبکہ عطار عطر کی بجائے عرق بناتا ہے۔

گانگہ......ملتان میں ایک جٹ قبیلہ۔

گاہی......(دیکھیں ''گھائی'')۔

گبر......چترال کے کچھ ایک دیہات میں ملنے والا چھوٹا سا قبیلہ۔ غالباً یہ تزکِ بابری میں بیان کردہ گبرک ہی ہے۔

گبرے، گورتے......(مرکزی گاؤں کی مناسبت سے اسے مہرون بھی کہتے ہیں)۔ یہ تقریباً 300 خاندانوں کا ایک گروپ ہے جو دریائے سندھ پر کوہستان کے کوہی خطہ کے دیہات میں ملتے ہیں۔ وہ ایک گوورو نامی بولی بولتے ہیں اور ان کی روایت ہے کہ وہ سوات میں راشنگ سے آئے تھے۔

گبھل......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

گبیر......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گت......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

گتب......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گتکا......تقریباً 60 افراد پر مشتمل ایک چھوٹی سی شاخ جو جٹوں کے بھل قبیلے سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ افراد لاہور کے قریب ایک گاؤں ہڈیارہ میں ملتے ہیں۔ وہ ایک سکھ جٹ گوربخش سنگھ کی اولادیں ہیں۔ گوربخش سنگھ پنجاب پر انگریزوں کے قبضے سے کچھ عرصہ پہلے اپنی چوری چکاری

کی مہارتوں کی وجہ سے گُتکا کہلانے لگے تھے۔ گُتکا کا لفظی مطلب ہے: ''تمام برائیوں کا مجموعہ۔'' اس کے پاس بہت تھوڑی سی زمین تھی، اور غربت نے اس کی اولادوں کو جرائم کا سلسلہ جاری رکھنے پر مجبور کیا۔

گتھانہ...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

گٹھ والا...... (گٹھ کا مطلب بوجھ یا گٹھڑی ہے)۔ یہ ایک جٹ قبیلہ ہے جو کبھی حمال کا کام کیا کرتے تھے۔ جنڈ تحصیل میں ان کے 10 گاؤں تھے جہاں سے ہجرت کر کے وہ روہتک کی گوہانا تحصیل میں آ گئے۔

گجا...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

گجرال...... گجرات میں ایک مسلمان جٹ قبیلہ۔ جس کے جدامجد کو ایک گوجر رضاعی ماں نے دودھ پلایا تھا۔ یہ اورنگزیب کے عہد میں گجرات میں آباد ہوئے۔

گدا...... ریاست کپورتھلہ کی سلطان پور تحصیل میں ایک جٹ قبیلہ۔ روایت کے مطابق یہ مغل ادوار میں دہلی سے ہجرت کر کے وہاں گئے۔

گدارہ...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گِدری، گیدری...... بلاشبہ یہ نام گیدڑ سے مشتق ہے۔ یہ لوگ ہندوستان اور بیکانیر سے ہجرت کر کے آئے اور اب بہاولپور ریاست میں ملتے ہیں۔ یہ کافی حد تک پنجاب کے سانسیوں جیسے ہیں جو انہیں بہ نظر حقارت دیکھتے ہیں۔ وہ ہمیشہ قبیلے کے اندر ہی شادی کرتے ہیں، بالعموم بیویوں کے تبادلے کے ذریعے۔ لیکن اگر بدلے میں لڑکی نہ ملے تو 15 روپے میں دلہن خریدی جا سکتی ہیں۔ شادی کی رسم میں بس رشتہ داروں کے سامنے نئے رشتے کا اعلان ہی کیا جاتا ہے۔ ان کا لہجہ بیکانیر اور جیسلمر والوں جیسا ہے۔

گدگور...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گدگیر...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

گدوار...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گدون یا جدون...... ہزارہ اور اٹک میں پٹھانوں کا ایک قبیلہ۔ وہ غورغشت کے پڑپوتے سرہنگ کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ غورغشت کے دو بیٹے ایک خونیں

جھگڑے کی وجہ سے بھاگ کر چچ اور ہزارہ کے پہاڑوں میں چلے گئے تھے۔ یہ امر تقریباً یقینی ہے کہ جدون ہندوستانی الاصل نہیں، اگرچہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کا نام راجپوت یادو بنسی سلطنت کے بانی جادُو یا یادُو کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ یادُو کی نسل کے بہت سے افراد 1100 سال قبل مسیح میں گزرات (گجرات) سے ہجرت کر کے کابل اور قندھار میں آن بسے تھے۔ وہ پشاور اور ہزارہ کی سرحدوں کے درمیانی علاقے کے سارے جنوب مشرقی حصے پر قابض ہیں۔

گدھی...... اکالی نہنگوں کے ہاں کسی تمبا کو نوشی کرنے والے کو نفرت کے ساتھ گدھی کہتے ہیں۔

گدھیوک...... ایک قلیل التعداد مگر ذہین اور محنتی قبیلہ جو وسطی کوہ نمک کے چند دیہات میں ملتا ہے۔ روایات کے مطابق ان کا جد امجد مہتہ چندُورائے متھرا سے دہلی آیا اور بابر کے عہد میں مغلوں کا خدمت گار بنا۔ بابر نے مہتہ چندُورائے اور راجا مل جنجوعہ کو کوہ نمک کا مشرقی دھنّی خطہ خالی کروانے کا کام سونپا۔ بعد میں گھرکا کسار اور سدھر منہاس نے اسے یہ خطہ آباد کرنے میں مدد دی اور بابر نے چندُورائے کو دھنّی اور کوہ نمک کے دیگر خطوں سے ہونے والی آمدنی کی ایک مخصوص فیصد تفویض کر دی۔ ہمایوں نے کالی یا کالِک داس بن چندُورائے کو 30000 تنکہ کی سند (1554ء) جاری کی کہ وہ کہون خطے کو ترقی دے۔ اس خاندان کو اکبر اور اورنگزیب سے بھی سندیں ملیں۔ اورنگزیب کے عہد میں قبیلے کی ایک شاخ نے اسلام قبول کر لیا لیکن زیادہ تر ارکان بدستور ہندو رہے۔ گدھیوک عموماً آپس میں ہی شادیاں کرتے ہیں، لیکن کچھ ایک باری گروپ کے کھتریوں سے بھی شادی کر لیتے ہیں۔ وہ بیوہ کو شادی کی اجازت نہیں دیتے۔ ان کے برہمن ناؤلی گوت کے ہیں، اور لڑکے کے مُنن (سر منڈوائی) کے موقع پر باپ یا خاندان کا سربراہ اپنے ہاتھ سے ایک بکرے کا سر قلم کرتا ہے۔ بکرے کے سری، پائے اور کھال قبیلے کے ناؤلی پروہتوں کو دی جاتی ہے، البتہ وہ گوشت نہیں کھاتے اور دیگر برہمن اس قسم کی بھینٹ کو چھوتے بھی نہیں۔ کھال اور سری وغیرہ فروخت کر دی جاتی ہے۔ مقامی ہندو روایات کے برعکس گدھیوک شادیوں کے موقع پر گوشت کھاتے ہیں۔ گدھیوک ترازو کو چھونے سے گریز کرتے ہیں۔ کوئی گدھیوک فرد جمعرات کے روز نہاتا نہیں، اور نہ ہی کسی سفر پر روانہ ہوتا یا کوئی نیا کام شروع کرتا ہے۔ ان کے جد امجد نے

جمعرات کے روز ہی اصل وطن کو خیر باد کہا تھا۔ ہندو گدھیوک کھتریوں کے ساتھ کھا پی لیتے ہیں جبکہ مسلمان گدھیوک کسی موچی یا مُسلی (مُصلّی) کے سوا کسی بھی مسلمان کے ساتھ کھا لیں گے۔

گدّی، گادی...... (1) دہلی، کرنال اور انبالہ کے مسلمان گدّی گنگا اور جمنا کی اپر دوآب میں ملتے ہیں۔ گھوسی سے قریبی مشابہت رکھنے والے گدّی غالباً آہیروں کی ہی ایک ذیلی شاخ ہیں اور ان کا موروثی پیشہ دودھ فروخت کرنا ہے، لیکن کرنال میں (جہاں ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے) انہوں نے کاشتکاری اپنالی ہے اور کئی دیہات کے مالک ہیں۔ (2) چمبا اور کانگڑا کے ہندو گدی پہاڑیے ہیں۔ کنیتوں، میوؤں اور قبائل کی دیگر کیٹیگریز کی طرح وہ بھی مختلف عناصر پر مشتمل ہیں۔

گڈری...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گڈریا...... ہندوستان کا بھیڑیں پالنے والا۔ یہ پنجاب کی جمنا زون میں ہی ملتے ہیں۔ اب اس علاقے میں بھی گڈریے کوئی ممتاز یا الگ ذات نہیں رہے کیونکہ کاشتکار طبقات عموماً اپنے ریوڑ خود ہی چراتے ہیں۔ زیادہ تر گڈریے کمبل بُنتے ہیں اور انہیں کمبلیا بھی کہا جاتا ہے۔ وہ سبھی کے سبھی ہندو ہیں۔

گُراہا...... جٹوں کا ایک قبیلہ جو بالاصل راجپوت تھے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ انہیں اپنی زمینیں نواب غازی خان سے ملیں جسے انہوں نے ایک عمدہ گھوڑا تحفے میں دیا تھا۔ بدلے میں غازی خان نے کہا کہ وہ ایک دن اور ایک رات میں جتنی زمین کا چکر کاٹ لیں وہ ان کی ہوگی۔

گُرآیا چرروا...... چماروں، اہیروں اور دیگر پست ذاتوں کی خدمات انجام دینے والے برہمن۔ برہمنوں کے دیگر طبقات انہیں برہمن نہیں مانتے، البتہ وہ مقدس دھاگا (جنیو) پہنتے ہیں۔ غالباً وہ اصلاً تو برہمن ہی ہیں لیکن کسی وجہ سے اپنا رتبہ کھو بیٹھے۔ انہیں چرروا سادھ بھی کہا جاتا ہے۔

گُربُز...... ایک غیر اہم پٹھان قبیلہ جو وزیر قبیلے کی ہجرت میں اس کے ہمراہ رہا اور ایک دور میں محسود اور درویش خیل برادری کی درمیانی پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا۔ اب وہ واپس اپنے اصل مقام یعنی خوست سلسلہ کوہ کے مغرب میں چلے گئے ہیں۔

گردلی...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔

گردیزی...... حسینی سادات کی ایک شاخ جو بغدادی بھی کہلاتے ہیں۔ کبھی وہ ملتان کی سرائے سدھو تحصیل کے ایک بڑے حصے پر قابض تھے۔ زیدی بھی گردیزیوں کی ایک شاخ ہیں۔

گرزمار یا رفائی...... بے قاعدہ مسلمان سلسلوں میں سے ایک جس کا بانی سید احمد کبیر کو بتایا جاتا ہے۔ ان کا نام پڑنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنی چھاتیوں کو گرز سے پیٹنے کے ذریعہ لوگوں کی ہمدردی حاصل کرتے ہیں۔ وہ سرخ گرم زنجیروں کو ہاتھ میں پکڑتے اور اپنے جسم میں چاقو اور سوئیاں کھبوتے ہیں۔ جنوبی ہند کی ایک کتاب ''قانونِ اسلام'' کے مصنف نے ان کی صلاحیتوں کی کچھ تفصیلات پیش کی ہیں: ''وہ اپنی کمر پر تلواریں مارتے، اپنی آنکھوں یا جلد کے دیگر حصوں میں سوئیاں چبھوتے ہیں، یا پھر اپنی زبان کاٹ لیتے ہیں جو منہ میں رکھنے پر دوبارہ جڑ جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اپنا سر بھی قلم کر کے دوبارہ جوڑ لیتے ہیں۔'' اور اسی طرح کی مزید خرافات۔

گرکے...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

گرمنگ...... ضلع راولپنڈی میں جرائم پیشہ افراد کا ایک غیر اہم طبقہ۔ ان میں سے کچھ کا اندراج جرائم پیشہ افراد کے طور پر کیا گیا ہے۔

گرن...... منٹگمری میں ایک ہندو جٹ (زراعت پیشہ) قبیلہ۔

گرل وال...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گرنتھی...... سکھ گرنتھ کی تلاوت اور تفسیر کرنے والا۔ (دیکھیں ''گیانی'')

گرنو...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

گروانہ...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔ بہاولپور میں وہ گروانہ کہلاتے ہیں۔ وہاں ان کی تین شاخیں اٹو، جالپ اور کریر ہیں۔

گرہار...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گریوال...... لدھیانہ میں ایک اہم جٹ قبیلہ جو ایک ساؤ یا متوسط رتبے کا دعویدار ہے۔ منٹگمری میں ہندو گریوال بھی ملتے ہیں۔

گڑڑی یا گاڑی...... کرنال میں گوالوں اور کاشت کاروں کا ایک چھوٹا سا طبقہ۔ دہلی میں انہیں

گڈی کہتے ہیں۔

گڑسی...... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

گزدار...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گڑی...... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

گشکوری...... ڈیرہ اسماعیل خان، مظفر گڑھ اور منٹگمری کے علاوہ ملتان میں بھی بکھرا ہوا ایک بلوچ قبیلہ۔ مکران کی بوہیدا وادی میں ایک ندی کا نام گشکور ہے۔ لہٰذا گشکوری بھی اسی سے مشتق ہوگا۔ ایک لاشاری ذیلی تمن اور ایک دومبکی قبیلہ بھی اس نام کا ہے۔ منٹگمری کے گشکوری بطور زراعت پیشہ قبیلہ درج کیے گئے۔

گکھڑ...... جہلم، راولپنڈی اور ہزارہ میں ایک اہم مسلمان قبیلہ۔ جہلم کے گکھڑوں کے بارے میں مسٹر ڈبلیو ایس ٹالبوٹ نے لکھا: ''گکھڑوں کی تعداد اگرچہ زیادہ نہیں، لیکن وہ ضلع جہلم کے اہم ترین قبائل میں شمار ہوتے ہیں اور خطے کے مسلمانوں میں ان کا درجہ جنجوعوں کے برابر کا ہے۔ وہ اس ضلع کی جہلم تحصیل تک ہی محدود ہیں۔ اس کے علاوہ راولپنڈی اور ہزارہ اضلاع میں بھی ان کی کچھ تعداد ہے۔''

اس قبیلے کی تاریخ اور ماخذ کے بارے میں کافی کچھ لکھا گیا ہے۔ جنرل کورٹ کی یہ رائے حمایت حاصل نہیں کر سکی کہ گکھڑوں کا نام ایک یونانی ماخذ کی جانب اشارہ کرتا ہے، تاہم قبیلے کے کچھ نمائندے اب خود بھی سکندر اعظم کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرنے لگے ہیں۔ جنرل اے براؤنڈرتھ نے اس روایت کو درست مانا کہ گکھڑ فارس سے کشمیر گئے اور پھر وہاں سے جہلم آئے۔ گکھڑوں کی اکثریت یہی دعویٰ کرتی ہے۔ جنرل کننگھم نے گکھڑوں کے متعلق اپنے خیالات ''آرکیالوجیکل سروے رپورٹس'' (جلد دوم، صفحہ 22 تا 33) میں دیئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ گکھڑ اصل میں قدیم جغرافیہ دان ڈایونی سیئس کے ''گرگاریدے'' ہیں (ڈایونی سیئس چوتھی صدی عیسوی کا تھا) اور ان یُوچی سیتھیوں کی نسل ہیں جو عیسوی عہد کی ابتدائی صدیوں کے دوران ہندوستان کے شمال مغربی علاقے میں داخل ہوئے تھے۔ سر ڈینزل ابٹسن نے کننگھم والی تھیوری کو قبول کرتے ہوئے لکھا: ''گکھڑوں کا تورانی النسل ہونا عین ممکن ہے لیکن باقی نظریہ محض ایک اختراع ہے۔ بحیثیت مجموعی فرشتہ کے متین بیان سے

پرے جانے کا کچھ فائدہ نظر آتا ہے جس نے زیادہ تر پہاڑیوں میں آباد گکھڑوں کو بہت تھوڑے اعتقاد والے یا مذہب سے بالکل عاری ایک بہادر اور وحشی نسل کے طور پر پیش کیا جو چند شوہر اور دختر کشی کے عادی ہیں۔“

گکھڑوں کی اپنی بیان کردہ کہانی یہ ہے کہ وہ اصفہان کے حاکم کیانی خاندان کے بادشاہ کیگو ہار یا کیگوار کی اولاد ہیں اور یہ کہ انہوں نے کشمیر و تبت فتح کر کے کئی پشتوں تک وہاں حکومت کی، لیکن انجام کار واپس کابل کی طرف دھکیل دیئے گئے۔ اس کے بعد وہ گیارہویں صدی عیسوی کے اوائل میں محمود غزنی کے ہمراہ پنجاب میں وارد ہوئے۔ سر ڈینزل ابٹسن نے اس کہانی کو مسترد کیا کیونکہ فرشتہ لکھتا ہے کہ 1008ء میں پشاور کے نواح سے ایک گکھڑ دستے نے محمود پر حملہ کیا تھا۔ بہر صورت یہ امر یقینی ہے کہ وہ اپنے موجودہ مساکن میں مسلمانوں کی ہندوستان آمد سے کافی عرصہ پہلے سے ہی آباد ہیں۔ 1206ء میں محمد غوری کے حملہ کے دوران فرشتہ ان کے بارے میں لکھتا ہے:

”لاہور میں محمد غوری کے قیام کے دوران نیلاب کے کناروں کے ساتھ ساتھ اور پر شوالک پہاڑوں تک آباد گکھڑوں نے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم کیے اور پشاور اور ملتان کے صوبوں کا رابطہ منقطع کر دیا۔ یہ گکھڑ وحشی جنگلیوں کی ایک نسل تھے جس کا کوئی مذہب تھا نہ اخلاقیات۔ ان میں ایک رواج تھا کہ جونہی کسی کے گھر لڑکی جنم لیتی تو وہ اسے اٹھا کر گھر کی دہلیز پر لے جاتا اور ایک ہاتھ میں لڑکی اور دوسرے ہاتھ میں چاقو پکڑ کر بہ آواز بلند پکارتا کہ جو شخص اس کو اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے لے جائے، ورنہ اسے ابھی ہلاک کر ڈالے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ ان میں عورتوں کی نسبت مرد بہت زیادہ ہو گئے تھے۔ نتیجتاً ایک عورت کے کئی خاوند ہونے (کثیر شوہری) کی روایت بھی موجود تھی۔ بیوی ایک شوہر کے گھر جاتے وقت دروازے پر ایک نشانی چھوڑ جاتی، اور دوسرا شوہر وہ نشانی دیکھ کر اس کے ہٹائے جانے تک انتظار کرتا رہتا۔ ان وحشی افراد نے مسلمانوں پر اپنی یلغار اس وقت تک جاری رکھی جب تک اس بادشاہ کے دور اقتدار کے اواخر میں ان کے سردار کو اسیری کی حالت میں مسلمان نہ کر لیا گیا۔“ تاہم لاہور سے واپس آتے ہوئے محمد غوری کو قتل کرنے سے گکھڑوں نے گریز نہ کیا۔ مزے کی بات ہے کہ فرشتہ سے پہلے کے تمام مورخین متفق تھے کہ شہاب الدین غوری کو

گکھڑوں نے نہیں بلکہ کھوکھروں نے قتل کیا تھا۔ یقیناً فرشتہ نے ان دونوں قبیلوں کو گڈمڈ کر دیا۔ مثلاً وہ شیخا اور جسرت کو بھی گکھڑ سردار کہتا ہے۔ گکھڑوں کے شجرے میں ایسے کوئی نام نہیں ملتے، جبکہ وہ کھوکھروں کے نسب ناموں میں موجود ہیں۔

فرشتہ کا گکھڑوں کو وحشی بربریوں کا ایک ایسا قبیلہ بیان کرنا، جو مذہب یا اخلاقیات سے عاری اور کثیر شوہری و دختر کشی کرنے والا تھا، اصل میں ابن اثیر کے عربی متن کا ترجمہ ہے۔ تاہم ابن اثیر گکھڑوں کی بجائے پشاور کے مغرب میں واقع پہاڑیوں کے وحشی قبائل کے بارے میں لکھ رہا تھا۔ دراصل ابن اثیر نے ان قبائل کے ذکر کے فوراً بعد گکھڑوں کے ہاتھوں شہاب الدین کی ہلاکت کے بارے میں لکھا۔ چنانچہ فرشتہ نے غلطی سے ان وحشی قبائل اور گکھڑوں کو گڈمڈ کر دیا، یا شاید وہ گکھڑوں کے خلاف تعصب رکھتا ہوگا۔ فرشتہ یہ بھی بتاتا ہے کہ گکھڑوں نے اس کے اپنے ایک جدامجد ہندو شاہ کے ساتھ بھی ناروا سلوک کیا تھا۔ گکھڑ شاہ یعنی کیگوار شاہ کا ذکر محمود غزنی کے سرکردہ پیروکاروں میں ملتا ہے۔

ہندو لقب ''راجا'' کے استعمال کو اس بات کا ثبوت خیال کیا جاتا ہے کہ گکھڑوں کی اپنے ماخذ کے بارے میں بیان کردہ روایت درست نہیں، لیکن نسبتاً حالیہ ادوار تک گکھڑ سردار سلطان کا لقب استعمال کرتے تھے۔

لاپیرون کی ''پارسیوں کی تاریخ'' میں کہا گیا ہے کہ یزدگرد کے ایک بیٹے کے دور میں فارسیوں نے چین کی جانب ہجرت کی اور یہ ساتویں صدی عیسوی کا واقعہ ہے۔ غالباً اسی موقع پر گکھڑوں کے اجداد تبت میں آباد ہوئے۔ ایک شجرۂ نسب میں سلطان یزدگرد کو 45 ویں پشت میں دکھایا گیا ہے۔

گکھڑوں سے بخوبی واقف ایک افسر نے لکھا: ''گکھڑوں کے کچھ سرکردہ افراد بہت عمدہ رویہ ظاہر کرتے ہیں اور یہ چیز ان کے اعلیٰ ماخذ اور نسل کی جانب اشارہ کرتی ہے۔'' ایک اور افسر کے بقول: ''وہ ضلع راولپنڈی کے جنٹلمین اور اشرافیہ ہیں...... ان میں اب بھی اعلیٰ نسلی ماخذ کے آثار موجود ہیں۔'' مسٹر تھامسن نے لکھا: ''جسمانی اعتبار سے گکھڑ زیادہ دراز قد نہیں، لیکن گٹھیلے جسم کے مالک اور جاندار ہیں، وہ بڑے اچھے فوجی ہیں۔'' یہ تمام آراء تیرھویں صدی میں ان کے متعلق دیئے گئے بیان کو جھٹلاتی ہیں۔ راجا جہانداد خان تسلیم کرتا ہے کہ انہیں

اکثر کھوکھروں کے ساتھ گڈ مڈ کر دیا جاتا ہے، لیکن اپنے فارسی ماخذ کے بارے میں اس کے دلائل قائل کر لینے والے نہیں۔ ایک مقامی روایت مورخین کے اس بیان کی پرزور تصدیق کرتی ہے کہ دھمیاک کے مقام پر شہاب الدین غوری کا قتل گکھڑوں کے ہاتھوں ہی ہوا تھا۔

گکھڑ متعدد ذیلی شاخوں میں بٹے ہوئے ہیں جن میں سے مرکزی یہ ہیں: ادمال، اسکندرال، بگیال، فیروزال اور ٹلیال۔ پہلی تین شاخیں کھدر کے زیادہ تر حصے پر قابض ہیں۔ فیروزال جہلم کے قریب چند دیہات کے مالک ہیں۔ موخر الذکر یعنی ٹلیال دینہ کے قریب دریا کے کنارے چار یا پانچ چھوٹی موٹی جاگیریں رکھتے ہیں (باقی شاخیں ان کے ساتھ باہمی شادیاں نہیں کرتیں)۔ ان تمام قبیلچوں یا شاخوں کے نام اپنے اپنے جدامجد کے نام پر ہیں۔ ہر شاخ کے مرکزی مقام یا اصلی دیہات کو منڈی کہتے ہیں۔ جہلم میں عموماً چھ منڈیاں بتائی جاتی ہیں: سلطان پور (ادمال)؛ لہری اور بکرالا (اسکندرال)؛ دومیلی؛ پدھری اور برگوواہ (بگیال)۔

گگ.....امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

گگریل.....کرنال میں اسلام قبول کرنے والے ہندو نائی کو کہتے ہیں۔

گگی.....امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

گِل..... جٹوں کے بڑے اور نہایت اہم قبائل میں سے ایک۔ اس کے صدر مقام لاہور اور فیروزپور اضلاع میں ہیں لیکن سارے بیاس اور بالائی ستلج کے ساتھ ساتھ بھی ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ سیالکوٹ میں بھی پائے گئے۔ اس قبیلے کا جدامجد گل (شیر گل کا باپ) رگھوبنسی راجپوت نسل کا جٹ تھا جو ضلع فیروزپور میں رہتا تھا۔ اس کا شجرہ نسب گڑھ متھیلہ کے راجا پرتھوی پال سے ملتا ہے جس کی بیوی بھلر جٹوں میں سے تھی۔ قبیلے نے سکھ عہد میں کچھ اہمیت حاصل کی اور سر لیپل گریفن نے "روسائے پنجاب" (صفحہ 352 پر) اس کے مرکزی خاندان کی تاریخ دی ہے۔

گِل قبیلہ کے لوگ موگا تحصیل میں راجیانا کے مقام پر واقع ایک معبد میں اپنے مورثِ اعلیٰ کی پرستش کرتے ہیں۔ غالباً وہ اسے راجا پیر بھی کہتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ فیروزپور میں یہ قبیلہ حضرت سخی سرورؒ کو مانتا ہے اور اس کے ارکان دیپ سنگھ، سروپ سنگھ وغیرہ کی بجائے

دیپا، سروپا کہلوانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ اپنے نام کے ساتھ میاں لگاتے ہیں۔ شادیوں کے موقع پر وہ اپنے گھر کے قریب سخی سرور کے تالاب سے لائی ہوئی مٹی کھودتے ہیں۔ وہ جھٹکا کے ساتھ ساتھ حلال گوشت (اگر مسلمان ہوں) بھی کھا لیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ قبیلے کے کچھ افراد نے جب جھٹکا کیے ہوئے جانوروں کا گوشت کھایا تو ان میں سے ایک کانا ہو گیا جبکہ دوسرے کو قید کی سزا ملی، چنانچہ انہوں نے دوبارہ سابقہ طرز عمل اپنا لیا۔

ہیر اور سدھو جٹوں کی طرح رگل بھی اپنی ننھیالی گوت میں شادی کر لیتے ہیں جو عام ہندو قواعد کے منافی ہے۔ رگل دلہا بارات کی روانگی سے پہلے جنڈ کے درخت کی ایک ٹہنی کاٹتا ہے۔

گلاب داسی' گلاب داسیا...... ایک سکھ شاخ یا سلسلہ جس کی بنیاد (قصور کے نزدیک) چٹھایا چٹھیانوالہ کے ایک اُداسی گلاب داس نے رکھی تھی۔ اس کے عقائد کو ''کھاؤ پیو اور عیش کرو'' کے اصول پر مبنی قرار دیا جا سکتا ہے۔ وہ خدا کو نہیں مانتے اور صرف اپنے فرقے کے حیات مذہبی پیشواؤں کا ہی احترام کرتے ہیں۔ مسٹر میکلیگن کا کہنا ہے کہ پریتم داس ایک اُداسی نے گنگا میں کُمبھ میلے کے موقع پر کسی بات پر سُبکی محسوس کی اور اپنا نیا فرقہ بنا لیا۔ اس کا مرکزی شاگرد ایک سکھ گلاب داس تھا جو مہاراجا شیر سنگھ کی فوج میں گھوڑسوار رہ چکا تھا۔ اس نے اُپدیش بلاس نامی صحیفہ مرتب کیا جو چٹھیانوالہ میں واقع اس کے مقبرے میں رکھا ہے۔ گلاب داس نے کیس رکھنے کا رواج مسترد کیا، اپنے پیروکاروں کو تمبا کو نوشی کی اجازت دی اور گرنتھ کے صرف انہی حصوں کو مانا جو اس کے اپنے خیالات سے مطابقت رکھتے تھے۔ گلاب داسی ہولی کے دوران چھ دن طویل تیوہار مناتے ہیں۔

گلباہا...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

گلسن...... رانا ہر رائے چوہان کی ایک گوجر بیوی سے پیدا ہونے کا دعویٰ کرنے والا گوجر قبیلہ۔ اس نے جمنا دوآب میں انہیں اپنی مفتوحات کا ایک حصہ تفویض کر دیا تھا، اور وہ اب بھی کرنال کے چوہان نار دک میں تھوڑی بہت زمین رکھتے ہیں۔

گل وترہ...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گلہار...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گکھری، گکھریا......اروڑوں کی ایک شاخ۔

گمرانی......پشاور کی تحصیل نوشہرہ میں پٹھانوں کا ایک قبیلچہ۔

گنج......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گنج بخشی......ایک قلیل التعداد سکھ فرقہ جس کے بارے میں بس اتنا ہی معلوم ہے کہ گنج بخش گورداسپور کا ایک فقیر تھا جسے گورو امرداس نے دعا دی تھی۔

گنجیال......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

گنڈو......جنڈ میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلچہ۔ یہ شادیوں اور دیوالی کے موقع پر اپنے جٹھیروں کی پوجا کرتے ہیں۔

گندھی......ایک جٹ قبیلہ جو غالباً مانگٹ والے خطے میں ہی ملتا ہے۔

گندِھیلا......ایک پست درجے کا سیلانی قبیلہ۔ ایلیٹ نے انہیں ''باوریوں کی نسبت تھوڑا سا زیادہ محترم'' بیان کیا۔ تاہم پنجاب میں صورتحال اس کے برعکس ہے۔ گندِھیلا ننگے سر اور ننگے پاؤں چل پھر کر بھیک مانگتے، گھاس اور نرسل کی اشیاء بناتے، بٹیر پکڑتے، چاقو چھریاں اور تلواریں تیز کرتے، لکڑی کاٹتے اور اسی طرح کے چھوٹے موٹے کام کرتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ کچھوے اور مردہ جانور بھی کھالیتے ہیں۔ وہ گدھے پالتے اور تھوڑی بہت تجارت بھی کرتے ہیں۔ کچھ علاقوں میں وہ ریچھ کا تماشا دکھاتے ہیں لیکن یہ امر یقینی نہیں۔ ان کی ایک دلچسپ روایت کے مطابق سندھ پار کے علاقے میں کسی جگہ پر وہ ایک سلطنت کے مالک ہوا کرتے تھے اور انہوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ اپنی کھوئی ہوئی املاک واپس مل جانے تک سر اور پاؤں میں کچھ نہیں پہنیں گے۔

گندیا......ڈیرہ غازیخان میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ چاندیا بلوچ کی طرح وہ بھی (مسلمان ہونے کے باوجود) شام جی کو بھینٹ پیش کرتے ہیں، اور انہیں رنگ رنگیا بھی کہتے ہیں۔

گنڈاپور......اُشترانی (سید) ماخذ رکھنے والا ایک پٹھان قبیلہ۔ اصل ماخذ کے علاوہ وہ شیرانی، غور غشتی پٹھانوں کی موشیزئی شاخ اور یوسف زئی قبیلے کی رانیزئی شاخ کے ساتھ بھی کچھ قرابتیں رکھتے ہیں۔ وہ دریائے سندھ کے اس پار ڈیرہ اسماعیل خان کے شمال مغربی حصے میں 460 مربع میل کے علاقے میں آباد ہیں۔ وہ غریب پاوندہ اور سیلانی قبیلہ ہوا کرتے تھے لیکن

اب ڈیرہ اسماعیل خان کے پٹھانوں میں سب سے زیادہ کاشت کاری کرتے ہیں۔ ان کی خوشحالی کا اعلیٰ ترین دور اٹھارہویں صدی کے وسط میں تھا، لیکن کوئی 70 برس بعد وہ اپنے مشرقی مقبوضات سے محروم ہو گئے۔ لیہ کے سدوزئی حاکم نواب محمد خان نے انہیں بے دخل کر دیا۔ وہ اب بھی پاوندہ تجارت کرتے ہیں۔ انہیں لاقانون، ظالم اور غیر مہذب بیان کیا جاتا ہے۔ ان کا موروثی خان بہت کم طاقت رکھتا ہے۔

گنگ...... ایک قبیلہ جو مُنڈ کی طرح بطور اعوان شمار ہوتا ہے، لیکن اعوان اس دعوے کو مسترد کرتے ہیں۔ ان کے چاروں طرف اعوان آباد ہیں، اور شاید یہ ان کا کوئی ذیلی قبیلہ ہی ہو۔

گنگو...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

گنگو شاہی...... گڑھ شنکر کے بسّی کھتری گنگو یا گنگا داس کا قائم کردہ ایک سکھ فرقہ۔ سکھ روایت کے مطابق اس نے اپنی ساری دولت یعنی چار سیر گُڑ گورو امر داس کی خدمت میں پیش کیا۔ اسے پہاڑی علاقے میں تبلیغ کرنے بھیجا گیا۔ اس نے کھرار کے قریب ڈون میں ایک زیارت گاہ بنائی اور اس کے پڑپوتے جواہر سنگھ نے کھتکر کلاں میں ایک اور مشہور گوردوارہ قائم کیا۔ مہیسر کا ماہی یا مہی بھگت اس فرقے کا ایک اور نمایاں شخص تھا۔ گنگو شاہیوں کے پاس گورو امر داس کی چارپائی تھی اور گورو گوبند سنگھ کی بیعت سے انکار کرنے پر انہیں دین بدر کر دیا گیا۔

گنوان...... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گنوین...... ضلع ملتان کی تحصیل شجاع آباد کے مرکز میں ملنے والا ایک جٹ قبیلچہ۔

گوار، گواریا...... پست سماجی حیثیت کے حامل ہندوؤں کی ایک خانہ بدوش ذات۔ انہیں سانسیوں یا نٹوں کی ایک شاخ بتایا جاتا ہے۔ وہ سرکیاں اور چکی کے پتھر بھی بناتے ہیں۔ وہ پنجاب کے صرف جنوب مشرقی اضلاع میں ہی ملتے ہیں۔

گواسی...... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

گوالا...... ہندو چرواہے یا گڈریے کے لیے ایک پیشہ ورانہ اصطلاح۔ پنجاب میں ہندو دودھ والے، مکھن بنانے والے اور چرواہے کو گوالا کہتے ہیں اور عموماً اس کی ذات اہیر ہوتی ہے۔ لیکن اگر وہ مسلمان ہو تو اسے گھوسی کہا جاتا ہے اور اس کا تعلق عموماً گوجر قبیلے سے ہوگا۔ 1957ء کی بغاوت سے پہلے تک گھوسی صرف دودھ ہی بیچا کرتے تھے لیکن بعد میں انہوں نے

مکھن بھی نکالنا شروع کر دیا۔ ہندو کسی ہندو گوالے یا مسلمان گھوسی سے دودھ لے کر پی لیتے ہیں لیکن اس صورت میں گھوسی سے لیا ہوا دودھ ہرگز نہیں پئیں گے جب انہیں اس میں پانی ملائے ہونے کا شبہ ہو کیونکہ وہ گھوسی سے پانی نہیں پیتے۔ جب گوالے مکھن بنانے کے لیے کسی مسلمان گھوسی سے دودھ خریدتے ہیں تو ہمیشہ اپنی نظروں کے سامنے گائے کو دوہتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

گوپارائے......سورج بنسی راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرنے والے جٹوں کا قبیلہ۔ ان کا جدامجد ملّو امرتسر سے ہجرت کر کے سیالکوٹ آیا۔ وہ مظفر گڑھ اور منٹگمری اضلاع میں بھی بطور زراعت پیشہ قبیلچہ پائے جاتے ہیں۔

گوپالک......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گوپانگ، گوپھانگ......ڈیرہ غازی خان کے بکھرے ہوئے بلوچ قبائل میں سے ایک۔ یہ دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ مظفر گڑھ، زیریں دریائے سندھ و ستلج میں بھی پائے جاتے ہیں۔

گوتم......گڑگاؤں میں چند دیہات کے مالک برہمنوں کی ایک ذات یا گروہ۔ گوتم کا رتبہ گوڑ کے بعد ہے کیونکہ گوتم یا چوراسیا کو حقے سے منہ لگا کر پینے کی اجازت نہیں ہوتی۔

گوج......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گوجراتی......سرڈینزل ابٹسن نے انہیں یوں بیان کیا ہے: ''سندھ میں گجرات سے آنے والے گوجراتی بیاس برہمن کچھ اعتبار سے تمام برہمنوں سے بالاتر ہیں۔ انہیں ہمیشہ سب سے پہلے کھانا کھلایا جاتا ہے اور جب وہ گور سے ملتے ہیں تو اسے آشیرباد دیتے ہیں، جبکہ اس کے ہاتھ سے عام روٹی لے کر نہیں کھاتے۔ انہیں مرگ کے بارہویں دن کھانا کھلایا جاتا ہے اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں وہ تیرھویں دن کھانا نہیں کھائیں گے۔ البتہ وہ غیر مبارک نذرانے لے لیتے ہیں۔ گرہن کے موقع پر وہ خصوصاً راہو کے نذرانوں کے حقدار ہیں۔ وہ تیل، تل، بکرے، بکریاں، سبزیاں اور گندے کپڑے نہیں لیتے، لیکن پرانے کپڑے (بشرطیکہ دُھلے ہوئے ہوں)، بھینس اور ستنجا (سات اناج) قبول کر لیتے ہیں۔ وہ راہو کے لیے مریض سے خصوصی نذرانہ بھی لیتے ہیں۔ مریض گھی میں سونا ڈالتا، اس میں برہمن کا چہرہ

دیکھتا اور یہ کسی گوجراتی کو دے دیتا ہے یا اپنے وزن کے برابر اناج (ستنجا) تول کر نذر کرتا ہے۔ اگر شیطان غالب آ جانے پر کوئی بھینسا گھر کی چھت پر چڑھ جائے (گاؤں میں یہ مشکل بات نہیں) اور ساون میں پیدا ہونے والا بچھڑا یا ماگھ میں پیدا ہونے والی بھینس کا بچہ بدبخت خیال کرتے ہوئے گوجراتی کو دے دیا جاتا ہے۔ کوئی بھی گور یہ وصول نہیں کرے گا۔ ہر فصل کٹنے پر گوجراتی بھی بالکل گور کی طرح پسے ہوئے آٹے کا تھوڑا سا نذرانہ (سیوری) لیتا ہے۔

گوجر، گجر ...... گجراں یا گجر بیڑا بھی لفظ گوجر یا گجر سے ہی مشتق ہیں جن کا مطلب ہے گجروں کے رہنے کی جگہ، جبکہ گجرات کا مطلب گوجروں کا علاقہ ہے۔ ضلع گجرات کا نام اس کے مرکزی شہر کے نام پر ہے لیکن اس شہر کا اصل نام اُدے نگری ہوا کرتا تھا۔ عوامی روایت کے مطابق ایک سورج بنسی راجپوت راجا بچن پال نے اس کی بنیاد رکھی جو گنگا دوآب سے آیا، جبکہ علی خان نامی گوجر نے شہر کو نئے سرے سے تعمیر کیا۔ بلاشبہ وہ گُرجر کا راجا الاخان یا ال کھان تھا جسے 883 اور 901 عیسوی کے درمیان سنگ کارا ورما کے ہاتھوں شکست ہوئی۔ تاہم کیپٹن میکنزی نے ایک اور روایت ریکارڈ کی ہے جس کے مطابق گجرات شہر کی تعمیر نو سیالکوٹ کے راجا رسالو کے بیٹے بدرسین کی بیوی رانی گوجراں نے کی تھی۔ دونوں بیانات اس امر میں متفق ہیں کہ گجرات شہر اکبر کے دور میں دوبارہ تعمیر ہوا۔

موجودہ ضلع گجرات ہرات یا جٹ پرگنہ اور گجرات یا گوجر پرگنہ پر مشتمل ہے۔ یہ پرگنے ٹپوں اور ٹپے، ٹوپوں میں تقسیم تھے۔ ہر ٹوپ کا منتظم ایک چودھری تھا۔ موجودہ ضلع مظفر گڑھ میں دریائے سندھ کے کنارے بھی ایک گجرات ہے۔

سر الیگزینڈر کننگھم موجودہ دور کے گوجروں کے بارے میں لکھتے ہیں: ''گوجر ہند کے شمال مغرب کے ہر ایک حصے میں کافی بڑی تعداد میں ملتے ہیں (دریائے سندھ سے لے کر گنگا تک اور ہزارہ سے لے کر گجرات کے جزیرہ نما تک)۔ بالائی جمنا کے کناروں پر جگادھری اور بُریہ کے قریب اور سہارن پور کے علاقے میں ان کی تعداد بالخصوص زیادہ ہے۔ دہلی کے جنوب میں ریواڑی کے راجے بھی گوجر ہیں۔ جنوبی پنجاب میں ان کی آبادی خال خال ہے، لیکن شمال کی طرف آتے ہوئے ان کی آبادی بڑھتی جاتی ہے۔ شمالی پنجاب میں گوجرانوالہ،

گجرات، گوجر خان وغیرہ انہی کے نام پر ہیں۔ سارے ہزارہ علاقے، جہلم اور حسن ابدال کے قریب ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔''

زیریں علاقوں میں گوجروں کی آبادکاری کے دور کا تعین کرنے میں بہت سی مشکلات درپیش ہیں۔ جمنا اضلاع اور ہوشیار پور کے سوا تقریباً سبھی جگہوں پر وہ مسلمان ہیں۔ جالندھر کے گوجر اپنی تبدیلیٔ مذہب کا واقعہ اورنگزیب کے عہد میں بتاتے ہیں جو کہ قرین قیاس ہے۔ فیروز پور کے گوجروں کا کہنا ہے کہ وہ جنوبی ہند میں دارانگر سے آئے اور پھر سرسا سے ہوتے ہوئے براستہ قصور فیروز پور میں مقیم ہوئے۔ صوبے کے مشرقی نصف کے مسلمان گوجر اب بھی اپنی ہندو روایات کو بدستور قائم رکھے ہوئے ہیں مثلاً ان کی عورتیں شلوار کی بجائے گھگرا اور نیلے کی بجائے سرخ رنگ پہنتی ہیں۔ جالندھر میں گوجروں کا جوتا مخصوص قسم کا ہے جس کے بالائی حصے پر چھوٹا سا چمڑا لگا ہوتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ گوجروں کے لیے گجرات کی حیثیت وہی ہے جو بھٹیوں کے لیے بھٹیز اور بھٹیانا کی۔

گوجر تنومند اور جسمانی اعتبار سے جٹ جیسے ہی ہیں۔ ان کا سماجی رتبہ بھی جٹوں والا ہے یا شاید تھوڑا سا کمتر لیکن یہ دونوں کسی تعصب کے بغیر اکٹھے کھاتے پیتے ہیں۔ محاورہ ہے کہ ''جٹ، گوجر، آہیر اور گولا...... یہ چاروں جگری دوست ہیں۔'' لیکن وہ ذاتی کردار اور شہرت کے معاملے میں جٹوں سے کہیں کمتر ہیں۔ گوجر ایک حد تک سست اور خراب کاشتکار ہے۔ اس کی عورتیں اگرچہ پردہ نشین تو نہیں مگر صرف بہت ہلکی قسم کی کھیت مزدوری ہی کریں گی، جبکہ چوری کے لیے گوجروں کا شوق دیگر لوگوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ کسی جٹ نے مجھے ایک گوجر اور ایک راجپوت مویشی چور کے درمیان فرق بتاتے ہوئے کہا تھا: ''گوجر آپ کی بھینس چرانے کے بعد اپنے باپ کو آپ کے پاس بھیجتا ہے۔ وہ آپ سے کہتا ہے کہ اسے معلوم ہے کہ بھینس کس جگہ ہے اور 20 روپے کے عوض یہ اطلاع دے سکتا ہے۔ لیکن پھر وہ بھینس اور 20 روپے دونوں ہی لے کر غائب ہو جاتا ہے، جبکہ راجپوت ایسا نہیں کرتا۔'' پنجاب کی ساری تاریخ میں گوجر شورش انگیز رہے اور ہمیشہ سلاطین دہلی کی آنکھ میں کانٹا بن کر چبھتے رہے۔ وہ اب بھی تھوڑی سی ڈھیل ملنے پر اپنے پڑوسیوں کو لوٹ لیتے ہیں۔ مقامی محاوروں سے ان کے کردار کا اندازہ ہوتا ہے: ''گوجر جہاں بھی ملے اس کو مار ڈالو۔'' ''کتا

اور بلی...... رانگڑ اور گوجر...... اگر یہ چاروں نہ ہوتے تو ہم اپنے دروازے کھلے چھوڑ کر سو سکتے۔'' اور ''کتا، بندر اور گوجر قدم قدم پر اپنا ارادہ بدلتے ہیں۔'' اور ''جب باقی تمام ذاتیں مر جائیں تو تبھی کسی گوجر کو دوست بناؤ۔''

گوجر اپنی شورش انگیز عادات کے باوجود مردانہ خودمختاری سے محبت نہیں کرتا بلکہ وہ بالعموم ایک کمینہ، مکار اور بزدل ہے۔ تہذیب کی نشوونما نے اسے کچھ زیادہ متاثر نہیں کیا۔ لیکن میجر ولیس نے ہزارہ کے گوجروں کو جفاکش، محنتی اور چاک و چوبند نسل قرار دیا جو اپنے مویشیوں اور کھیتوں کے ساتھ پرامن زندگی گزارنے کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے۔ مسٹر تھامسن کے مطابق جہلم کے گوجر اس ضلع کے بہترین کاشتکار ہیں۔ مسٹر سٹیڈمین نے راولپنڈی کے گوجروں کے بارے میں بھی اسی قسم کا بیان دیا۔

گوجروں کی سماجی رسوم بالعموم دیگر ہندوؤں اور مسلمانوں جیسی ہیں لیکن ایک دو دستور قابل ذکر ہیں۔ دہلی میں ایک نائی اور برہمن مل کر بچے کی شیرخواری میں ہی منگنی کرتے ہیں مگر شادی 10 یا 12 سال کی عمر سے پہلے نہیں ہوتی۔ شادی سے ایک یا دو روز قبل لڑکی والے لڑکے والوں کی طرف جا کر انتظامات پر گفتگو کرتے ہیں۔ نائی اور برہمن کو آدھی رقم منگنی کے موقع پر اور باقی آدھی لگن کے موقع پر ادا کی جاتی ہے، جبکہ جٹ ساری کی ساری رقم منگنی پر ہی دے دیتے ہیں۔ ہوشیار پور کے گوجر شادیوں پر ایک نہایت دلچسپ رسم ادا کرتے ہیں۔ کھاتے پیتے گوجر خاندان اس موقع پر موجود ہر میراثی فرد (چاہے وہ بچہ یا بوڑھا، مرد یا عورت ہو) کو ''مُداجی روپیہ'' یا ایک روپیہ فی کس مُدا ادا کرتے ہیں (حاملہ میراثن کو دو روپے ملتے ہیں)۔ رقم دینے کی یہ رسم بھاجی کہلاتی ہے۔ ''مداجی روپیہ'' دینے والے گوجر کو بہت بلند سماجی مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اور میراثی اسے گربھن کا داتا (یعنی پیدائشی سخی) کا لقب دیتے ہیں۔

گورداس پور میں مسلمان گوجر اپنی تبدیلی مذہب اورنگزیب کے دور میں بتاتے ہیں۔ وہ اب بھی ہندووانہ رسوم اپنائے ہوئے ہیں۔ لڑکے کی پیدائش پر عورتیں گائے کے گوبر سے ایک بت بنا کر اسے پوجتی ہیں۔ لڑکے کی پیدائش ایک مہنگا اور مسرفانہ موقع ہے کیونکہ قاضی اور میراثی کو کھانے کھلانے کے علاوہ نومولود کی بہن اور پھوپھو کو بھی نہ صرف جوڑے بلکہ بھینس

یا رقم بھی ملتی ہے۔ کسی بھی گوجر کو اپنی ہی گوت میں شادی کرنے کی اجازت نہیں، لیکن بھاٹیا نے اب یہ پابندی توڑ دی ہے اور مسلمان شاخوں میں اب ہندو رسوم کا اثر کم پڑنے لگا ہے۔

گجرات میں مسلمان گوجروں کی روایات عمومی طور پر مسلمان جٹوں جیسی ہیں، لیکن پیدائش کے بعد دھون (نہانے) کے روز ایک برہمن آ کر چوکا مانگتا ہے جس پر آٹے سے بنا ہوا ایک دیا روشن کر دیا جاتا ہے۔ بڑی روٹیاں (ایک ٹوپہ وزن کی) پکا کر کمیوں کو دی جاتی ہیں۔ برہمن کو ایک ٹوپہ آٹا بھی ملتا ہے۔ معزز خاندانوں میں حلوہ بھی پکایا جاتا ہے لیکن اسے صرف اسی گوت کے لوگ کھاتے ہیں۔ حتیٰ کہ شادی شدہ بیٹیاں بھی گوت سے نکل جانے کے باعث یہ حلوہ نہیں کھا سکتیں۔ اگر بہو اپنے میکے میں ہو تو اس کا حصہ وہیں بھجوا دیتے ہیں لیکن اس کے ماں باپ کو اسے کھانے کی اجازت نہیں۔ گجرات کے گوجر مِلنی کی رسم پر بھی عمل کرتے ہیں۔

پیشے کے اعتبار سے گوجر ایک چرواہا قبیلہ ہیں، یہاں تک کہ گوجرہ میں کسی بھینس کے مر جانے پر عورتیں باقاعدہ ''سیاپا'' (ماتم) کرتی ہیں۔ ضلع اٹک میں بھی اکثر عورتوں کو اپنے چہرے پر کپڑا ڈال کر مرنے والی بھینس کے لیے روتے ہوئے دیکھا گیا۔

ہوشیار پور میں گوجر عورتوں کی بطور دایا بہت مانگ ہے اور شہری لوگ اکثر اپنے بچوں کو گوجر آیا کے پاس رہنے کو بھیج دیتے ہیں تا کہ وہ چنگے تگڑے ہو جائیں۔ کچھ گوجر اپنی عورتوں کو دودھ لے کر شہر نہیں جانے دیتے اور خود کو ایسا کرنے والوں سے برتر سمجھتے ہوئے اپنی بیٹیاں ان کے ساتھ نہیں بیاہتے۔ اس حوالے سے گوجر عورتوں کی آزادی کے باعث انہیں غیر متقی تصور کیا جانے لگا۔

گوجروں کے لباس میں کوئی خصوصی نشانِ امتیاز شامل نہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ گڑگاؤں کی گوجری کسی کنجری جیسا لباس پہنتی ہے، جیسا کہ محاورہ عام ہے: ''زمین بہ یک سال بنجر شُد ..... گوجر بہ یک نقطہ کنجر شُد''، یعنی زمین ایک سال میں بنجر ہو جاتی ہے اور ایک نقطے سے گجر (گوجر) کنجر بن جاتا ہے۔ اور غالباً اس میں کافی صداقت ہے۔ بہاولپور کے گوجروں کا ایک موروثی نمائندہ (پگ بند) ہے جو شادیوں اور جنازوں کی رسوم نمٹاتا ہے لیکن کسی مخصوص رقم کا حقدار نہیں۔ گوجروں کی زبان کا لہجہ گوجری یا گوجری ہے، جو جے پور اور راجستھانی

زبان سے کافی مشابہت رکھتا ہے۔

گور...... بلوچوں کے ہاں گاور یا گبر کسی کافر کو کہتے ہیں۔ غالباً گور اسی کی بدلی ہوئی شکل ہے۔ گورانی قصبے کا نام انہی کے نام پر ہے۔

گور...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ ہے۔

گوراتہ...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ ہے۔

گورائے...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ ہے۔

گورایا...... ایک جٹ قبیلہ جسے چندربنسی راجپوتوں کے ایک سروہا خاندان کی نسل سے بتایا جاتا ہے۔ یہ ایک خانہ بدوش قبیلے کے طور پر سرسا سے گوجرانوالہ آئے۔ ایک اور روایت کے مطابق گورایا ایک سوم بنسی راجپوت گرایہ کی نسل ہیں جس کا پوتا مل کوئی پندرہ پشتیں پہلے لکّی تھل سے آیا تھا۔ تیسری روایت یہ ہے کہ ان کا بانی رانا شہنشاہی دور میں جموں پہاڑیوں سے ہجرت کر کے آیا۔ اب گورایا گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور گورداسپور میں ملتے ہیں۔ گوجرانوالہ میں ان کے 31 دیہات ہیں۔ وہ بہت اچھے کاشتکار اور ضلع کے خوشحال ترین قبائل میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی شادی کی رسوم بھی ساہی جٹوں والی ہیں۔ سیالکوٹ میں وہ پیر مُندا کے معتقد ہیں جس کی خانقاہ کے گرد دلہا دلہن سات پھیرے لیتے اور بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ ہندو اور مسلمان دونوں ہی اس رسم پر عمل پیرا ہیں۔ ان کے ہاں وراثت کا چونڈاونڈ قانون نافذ ہے۔ منٹگمری میں مسلمان گورایا ایک جٹ، راجپوت اور ارائیں قبیلے (تینوں زراعت پیشہ) کے طور پر نظر آتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ وسطی ہند میں نیل گائے کو گورایا کہتے ہیں۔

گورجے...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ ہے۔

گورچانی...... ایک منظم بلوچ تمن جو ماری اور دراگل پہاڑیوں پر قابض ہے اور ان کی حدود (ہمارے ماتحت قبیلوں میں) سب سے زیادہ آگے پہاڑوں میں جاتی ہیں جبکہ ان کا علاقہ کوہ سلیمان کے مشرق میں زیادہ آگے تک نہیں۔ ان کے گیارہ قبیلچوں میں سے دُرکانی، شیکانی لاشاری، پتانی، جستکانی اور سہرانی اہم ہیں۔ آخری تین شاخیں رند ہیں۔ باقی کے قبیلے کو حیدر آباد کے راجا بھیم سین کے پوتے گورش کی اولاد بتایا جاتا ہے جسے ایک بلوچ نے پالا اور اپنے ہی قبیلہ میں بیاہا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ ہمایوں کے ہمراہ دہلی گیا اور واپسی پر بلوچوں کو ساتھ ملا کر

پٹھان قابضین کو اپنے موجودہ علاقوں سے بے دخل کر دیا۔

گورسی......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

گورکھا یا گُرکھا......نیپال کی حکمران اور عسکری نسل۔ یہ پنجاب میں صرف گورکھا رجمنٹوں میں ہی ملتے ہیں۔ یہ مخلوط آریائی اور منگولیائی خون رکھتے ہیں۔

گورمانی......ڈیرہ جات اور مظفر گڑھ میں بکھرا ہوا بلوچ قبیلہ۔

گورواہ......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گورہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گوری......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گوریا......نابھا میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلچہ جس کا نام ایک راجپوت گورن سنگھ سے منسوب کیا جاتا ہے جو پٹیالہ میں الووال کے مقام پر آباد ہوا اور یوں جٹ بن گیا۔

گوریے......(1) ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ، (2) ایک زراعت پیشہ مغل قبیلچہ۔ یہ دونوں ہی امرتسر میں ہیں۔

گوڑ......برہمنوں کا ایک گروپ جو مشرقی اضلاع، پنجاب کے کوہ ہمالیہ اور پہاڑوں کے دامن میں گجرات تک محدود ہیں۔ گوڑ برہمنوں کو عموماً دو طبقات ادھ (یا خالص) اور گت (ناجائز اولاد) میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ دہلی میں گت برہمنوں کو دھڑ وکرا یا دوغلا کہتے ہیں۔ گوڑوں کی بہت بڑی اکثریت نے سارسوت برہمنوں کی طرح زراعت کا پیشہ اختیار کر لیا ہے۔

گوڑواہ...... غالباً ایسے راجپوت کو کہتے ہیں جو کریوا یعنی بیوہ کی شادی کرنے کے باعث اپنے رتبے سے گر گیا ہو۔ البتہ دہلی میں اس نام کا ایک الگ راجپوت قبیلچہ ہے۔ انہیں جھگڑالو، مضبوط جسم والے بیان کیا جاتا ہے۔ گڑگاؤں میں وہ صرف پلوال تحصیل تک ہی محدود ہیں۔ ان کی اکثریت ہندو اور چند ایک مسلمان ہیں۔

گوسل......جنڈ میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلچہ۔ وہ بدرلو خان میں واقع ایک سمادھ پر بھینٹ چڑھاتے ہیں۔

گوسین......سنیاسی بیراگی سے بھی زیادہ مبہم اصطلاح۔ پنجاب میں ان کا تعین کرنا بہت مشکل ہے۔ سادہ لفظوں میں بات کی جائے تو اس سے کسی بھی سلسلے کا تارک الدنیا شخص مراد ہے،

لیکن اس کی کوئی حیثیت اور اثر ورسوخ ہونا بھی لازمی ہے۔ تاہم، گوسین ایک الگ سلسلہ بھی ہیں جو بیراگیوں اور سنیاسیوں دونوں سے مختلف ہیں۔ پنجاب کے جنوب مغرب میں شام جی اور لال جی کے پروہت (جو کھتری ہیں اور لیہ و بھکر میں پائے جاتے ہیں) گوسین کہلاتے ہیں۔ ان کا اصل مرکز شملہ پہاڑیوں اور کانگڑا میں ہے۔

گوکھا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ماتحت قبیلچہ۔

گوگیرہ...... (1) جھنگ کے سیالوں کی ایک مرکزی مُہین یا قبیلچہ۔ گوگیرہ قصبے کا نام اسی کے نام پر ہے، (2) منٹگمری میں اس نام کا ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ بھی ہے۔

گولیا یا گوالیا...... صرف روہتک اور کرنال میں ملنے والا ایک دلچسپ جٹ قبیلہ۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اصل میں برہمن ہوا کرتے تھے لیکن ایک شراب ساز کے گھر کے باہر بڑے بڑے برتنوں (گول) میں پڑی شراب پینے کے باعث اپنے رتبے سے محروم ہو گئے۔ مقامی برہمن اس روایت کو درست مانتے ہیں۔ گولیا جٹوں کے ساتھ باہمی ازدواج کرتے ہیں۔ وہ تقریباً 30 پشتیں قبل اِندور سے روہتک آئے۔

گولیرا...... (گولڑہ) اس قبیلے کے نام پر ہی راولپنڈی ضلع میں ایک خطے کا نام ہے۔ ان کا جدامجد قطب شاہ کا تیسرا بیٹا تھا۔ کریک فورٹ کے مطابق گولیرا یا گولڑا اعوان ہیں کیونکہ وہ اپنا سلسلۂ نسب قطب شاہ سے جوڑتے ہیں۔

گوندال...... گجرات میں مسلمان جٹوں کا ایک قبیلہ جو چوہان راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کا جدامجد دکن سے بابا فریدؒ کے مزار کی زیارت کرنے آیا اور اسلام قبول کر لیا۔

گوندل...... شاہ پور، ملتان اور منٹگمری (بطور راجپوت) میں ملنے والا زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ وہ گوندل بار میں آباد ہیں جو جہلم اور چناب کے درمیانی خطے کے وسط میں ہے۔ ضلع جہلم میں دریائے جہلم کے کنارے پر بھی ان کی تعداد کافی ہے۔ حتیٰ کہ راوی کے قریب بھی کچھ ایک ملتے ہیں۔ کبھی وہ چوہان راجپوت ہوا کرتے تھے لیکن اب جٹ ہیں اور دیگر جٹ قبائل کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں اپنے پڑوسیوں کے مویشی چرا لینے میں کوئی بری بات نہیں ہے۔ اس کے سوا ان میں اور کوئی بڑی برائی نہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ ان کا جدامجد پاکپتن کے جنوب میں واقع نوشہرہ سے آیا اور بابا فریدؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اگر

واقعی ایسا ہوا تھا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ گزشتہ 600 برس سے اپنے موجودہ علاقوں میں رہ رہے ہیں۔

گوہرا......جنڈ تحصیل میں ایک جٹ قبیلہ۔ اس کا مورث اعلیٰ ایک تُور راجپوت بتایا جاتا ہے۔

گوہڑ......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

گھاسی......ملتان میں گھاس کاٹنے والے کو کہتے ہیں۔ یہ کوئی جداگانہ ذات نہیں۔

گھائی، گاہی......کانگڑا خاص اور نور پور میں گھاس کاٹنے والوں کی ایک ذات۔ غالباً انہیں گھاسی بھی کہتے ہیں۔

گھٹو......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

گھٹوال......جنوب مشرقی پنجاب کے جٹ قبیلچوں میں سے ایک۔ وہ اپنا سلسلہ گڑھ غزنی سے جوڑتے ہیں جو افغانستان نہیں بلکہ دکن میں واقع ہے۔ وہ خود کو سروہا راجپوت بتاتے ہیں۔ ان کے صدر مقام اہولانا اور روہتک میں گوہانا تحصیل ہیں۔ گھٹوال اکثر ''ملک'' بھی کہلاتے ہیں۔ دہلی کے شمال اور کرنال کے جنوب میں ان کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ ان کی روایت کے مطابق: ''قدیم وقتوں میں جب راجپوت حکمران تھے تو وہ جٹوں کو اپنے سر پہ پگڑی رکھنے یا سرخ کپڑا پہننے اور نہ ہی دلہے کو تاج (مور) پہننے یا عورتوں کو نتھ پہننے کی اجازت دیتے تھے۔ وہ کنواری دلہنوں سے سرکاری حقوق بھی وصول کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آج بھی راجپوت اپنے سے کمتر ذاتوں کو (دیہات میں) سرخ کپڑا یا چوڑے گھیرے والا زیریں جامہ نہیں پہننے دیتے۔ گھٹوال نے کسی طرح راجپوت کے خلاف کوئی کامیابی حاصل کر لی اور ان ممنوعات کا خاتمہ کیا۔ چنانچہ وہ ملک کہلانے اور سرخ پگڑی پہننے لگے۔ آج بھی سرخ پگڑی والا جٹ گھٹوال ہی ہوتا ہے۔

گھراٹیا......چکی چلانے والا۔

گھرتھ......کانگڑا خاص اور نیچے کی پہاڑیوں میں گھرتھ کا درجہ وہی ہے جو مشرقی علاقوں میں کنیتوں کا ہے۔ گھرتھ اصلاً راجپوت ہیں جو مخلوط شادیوں یا ناجائز جنسی تعلقات کے نتیجہ میں پیدا ہوئے۔ وہ زیادہ تر کاشت کاری ہی کرتے ہیں۔ لوک ریت کے مطابق گھرتھ کا نام گھی سے مشتق ہے کیونکہ شیو دیوتا نے انہیں گھی سے بنایا تھا۔ ہوشیار پور میں وہ باہٹی اور ہندوستان

میں کُورمی کہلاتے ہیں۔ چانگ پنجابی نام جبکہ گھرتھ پہاڑی لفظ ہے۔

ان کے ہاں دُلہن کی قیمت ادا کی جاتی ہے لیکن کوئی مخصوص رقم مقرر نہیں۔ لڑکی کی عمر جتنی زیادہ ہوگی اس کے لیے اتنی ہی زیادہ رقم ادا ہوگی۔ بیوہ کی دوبارہ شادی عام ہے۔ درحقیقت وہ طلاق دیتے یا اپنی بیویوں کو فروخت بھی کرتے ہیں۔ عموماً دیور اپنی بیوہ بھابھی پر حق رکھتا ہے لیکن یہ کوئی لازمی اصول نہیں۔ بڑا بھائی اپنے چھوٹے بھائی کی بیوہ سے شادی نہیں کر سکتا مگر تحصیل کانگڑا میں ایسا ہوتا ہے۔ گھرتھ ہندو قانونِ وراثت کے مطابق چلتے ہیں۔ ان کی عورتیں کسی بچے کی موت پر پیپل کے درخت پر پانی ڈالتی ہیں۔ گاؤں میں جس کھیت کی فصل سب سے پہلے پک کر تیار ہو اس میں ایک بکرے کی قربانی دی جاتی ہے۔ اگر مویشیوں کو کوئی بیماری لگ جائے تو ہل کا لکڑی کا حصہ گھر کے صحن میں گاڑ کر اس پر سرخ اور کالے نشان لگائے جاتے ہیں تاکہ بیماری دور ہو جائے۔ گھرتھ دیوالی، لوہڑی اور دسہرا کے علاوہ ہرُو (یکم بیساکھ کو) اور ناوَلا تیوہار بھی مناتے ہیں۔

گھروال......راولپنڈی میں کہوٹہ کے بالائی حصے میں ملنے والے راجپوتوں کا ایک قبیلہ۔ وہ جنجوعوں کے جدامجد راجا مل کے بیٹے پیر کالا کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس نے ان پہاڑوں میں مقیم ہونے کے بعد کہورانی نامی عورت سے شادی کی اور اپنے علاقے کو اسی کی نسبت سے کہرُو نام دیا۔ چنانچہ اس کی اولادیں کہروال یا گھروال کہلاتی ہیں۔ دُلال اسی قبیلے کی ایک شاخ ہیں۔

گھرہنا......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

گھریالا......دھاتوں کو ڈھالنے والا۔

گھڑامی......چھپر تیار کرنے والا۔ گھڑامی ایک چھوٹی سی ذات اور غالباً جھیوروں سے الگ ہیں۔

گھڑیالی......جس کا کام ہر گھنٹے بعد گھڑیال بجانا ہو۔

گھگ......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

گھگ، گھکیت......شاہ پور میں دو زراعت پیشہ قبیلچے۔

گھگرہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گھگھریل......گھگھرا پہننے والی ناقابلِ احترام عورت (دیکھیں "دوگریل")۔

گھلو......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گھلّو......ضلع ملتان کے جنوب مغربی کونے میں ایک قبیلہ۔ ریاست بہاولپور کی بہاولپور واحمد پور کارداریوں اور اُچ پیش کاری میں ان کی تعداد کافی ہے۔ ان کے مورث اعلیٰ ہندو راٹھ (راجپوت) کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے مسلمان کیا تھا۔ اس کے سات بیٹوں نے ایک ایک شاخ کی بنیاد رکھی۔ یعنی: ہنیر پوترے، گھنّون پوترے، دیپال، جھانبو، گوریال، کانجی اور گج۔ بہاول پور میں گھلوز میندار اور کاشت کار بھی ہیں اور ان کے مزارعے "غلام" ہیں جن کا ماخذ معلوم نہیں۔

گھلو کنجانراہ......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گھلو واکنون......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گھمار......(گھمیار) دیکھیں "کمہار"

گھمان......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گھمیے......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

گھمن، گھمن......سیالکوٹ میں ایک جٹ قبیلہ۔ یہ دہلی کے چندر بنسی راجپوت راجا دلیپ کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں۔ اس کی پانچویں پشت میں جودھا کے تین بیٹے ہرپال، رن پال اور سن پال تھے۔ پہلے دو کی اولادیں ہجولی راجپوت ہیں جبکہ سن پال کے 22 بیٹے تھے جن سے منسوب قبیلچوں میں گھمن کا تعلق سب سے چھوٹے بیٹے سے ہے۔ سن پال کی بیویاں مختلف ذاتوں سے تھیں اس لیے وہ راجپوت کے مقام سے گر کر جٹ کے برابر ہو گیا۔ ان کے برہمن بھرواکر ہیں جن سے مسلمان بھی رجوع کرتے ہیں۔ گھمن فیروز شاہ کے عہد میں بکیالا یا ملہیانہ سے آئے اور جموں میں آباد ہو کر اپنے موجودہ قبیلے کی بنیاد رکھی۔ شادیوں کے موقع پر وہ گھر کے صحن کے کونے میں ایک چوکور خانہ بنا کر اس میں گھاس کا بت رکھتے اور اسے پوجتے ہیں۔ ان کے علاوہ وہ ساہی جٹوں کی طرح بکرے کا کان اور جنڈ کے درخت کی شاخ بھی کاٹتے ہیں۔ وہ اپنے آباؤ اجداد کو خوش کرنے کے لیے بکرے کے سر پہ پانی ڈالتے ہیں۔

گھمن بالخصوص سیالکوٹ میں ہیں۔

گھمن......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گھن......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گھن گھس......امرتسر اور کرنال میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ یہ جِنڈ تحصیل میں بھی ملتے ہیں۔ لوک ریت کے مطابق ان کے مورث اعلیٰ نے ایک مرتبہ کسی لوہار سے کلہاڑا مانگا مگر اس نے کلہاڑے کی بجائے گینتی (گھن یا گھان) دے دی اور کہا کہ اسے گِھسا کر کلہاڑا بنا لے۔

گھنگھرا......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ہندو کمبوہ قبیلہ۔

گھنیرا......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

گھنیرے......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ہندو کھرل قبیلہ۔

گھوٹو......پالش کرنے والا۔

گھوریواہا (غوریواہا)......راجپوتوں کا ایک قبیلہ جس کے ہیڈ کوارٹرز ضلع جالندھر میں ہیں، لیکن وہ ملحقہ اضلاع میں بھی ملتے ہیں۔ ان کے مغرب میں منج اور شمال میں نارو ہیں۔ یہ تقریباً سبھی مسلمان ہیں۔ گھوریواہا رام کے دوسرے بیٹے کش کی اولاد میں سے گوسل گوت کے کچھواہا راجپوت ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کش کی چھٹی پشت میں کوٹ کرمان (موجودہ اُودے پور) کے راجا مان کے دو بیٹے کچھواہا اور رہواہا تھے، اور وہ رہواہا کی نسل سے ہیں۔ یہ دونوں بھائی ایک گھوڑا بطور تحفہ لے کر شہاب الدین غوری کے پاس گئے اور بادشاہ نے خوش ہو کر انہیں اتنا علاقہ عطا کیا جتنا وہ ایک دن میں گھوڑے پر بیٹھ کر طے کر لیں۔ اسی لیے وہ گھورے واہا کہلائے۔ ہوشیار پور میں وہ ایک باونی (52 دیہات، تحصیل گڑھ شنکر میں) کے مالک ہیں۔ بالا چور کے نزدیک وہ ہندو مت کے پیروکار اور شمال کی طرف مسلمان ہیں۔ گھوریواہا راجپوت صرف اپنی گوت کے اندر شادی سے گریز کرتے ہیں۔ نیز مسلمان گھوریواہا کبھی اس گاؤں میں شادی نہیں کریں گے جہاں انہوں نے اپنی بیٹیاں بیاہی ہوں، لیکن ہندو گھوریواہوں کے برعکس وہ گاؤں کے اندر ہی شادی کر لیتے ہیں۔

گھوسی...... یوپی میں گھاس کاٹنے والوں اور دودھ بیچنے والوں کی ایک ذات لیکن کسی بھی پست ذات پورہیے کو یہ نام دیا جاتا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ پنجاب میں یہ اصطلاح صرف کسی مسلمان گوالے کے لیے استعمال ہوتی ہے چاہے اس کی ذات گوجر، آہیر یا کوئی اور ہو، لیکن دہلی میں ہندو گھوسی بھی ہیں جو اصلاً آہیر بتائے جاتے ہیں۔ ہندو کسی مسلمان گھوسی سے خالص دودھ تو خرید لیتے ہیں لیکن اگر اس میں پانی ملایا گیا ہو تو ہرگز قبول نہیں کرتے، کیونکہ وہ ان کے ہاتھوں سے پانی نہیں پیتے۔ پنجاب کے گھوسی ایک خالصتاً سیلانی گروپ ہیں، تاہم کبھی کبھی وہ قصابوں کا کام بھی کرتے ہیں۔ دہلی کے مسلمان گھوسی گدی گھوسی کہلاتے ہیں۔

گھوگھا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

گھووال...... راجپوتوں کی ایک شاخ۔ یہ کلہور کے 16 ویں راجا سنگر چند کے بیٹے میاں سینکی کی اولاد ہیں۔

گھیبا...... ضلع اٹک میں راجپوت رتبے کا حامل ایک قبیلہ۔ روایت کے مطابق گھیبا، سیال اور ٹوانہ رائے شنکر نامی پنوار کے تین بیٹوں گھیو، سینو اور تینو کی اولاد ہیں۔ غالباً سیال اور ٹوانہ اس تعلق کو تسلیم کرتے ہیں اور راجپوت قبائل کے اس گروپ کا ماخذ پنوار ہونا خلاف امکان نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ گھیبا قبیلہ سیال اور ٹوانہ کے بعد پنجاب میں آیا اور فتح جنگ و پنڈی گھیب کے پہاڑی علاقے میں سکونت اختیار کی۔ یہاں وہ اعوانوں، گکھڑوں اور دیگر پڑوسی قبائل کے مقابلہ میں قائم رہے، حتیٰ کہ رنجیت سنگھ نے انہیں مطیع کر لیا۔ جودرا کو جموں، یا پھر ایک اور کہانی کے مطابق ہندوستان سے آیا ہوا بیان کیا جاتا ہے، اور وہ اپنے موجودہ علاقے میں گھیبوں کی آمد سے پہلے ہی آباد تھے۔ اب وہ پنڈی گھیب کے مشرقی نصف میں اور گھیبا فتح جنگ تحصیل کے مغربی نصف میں رہتے ہیں۔ گھیبا کو درحقیقت اصل جودرا قبیلے کی ایک شاخ بھی بتایا جاتا ہے جو دیگر قبیلے والوں سے لڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ پنڈی گھیب کا قصبہ گھیبوں کی بجائے جودرا نے بسایا تھا۔ سر لیپل گریفن کی ''رؤسائے پنجاب'' (صفحہ 538) میں گھیبا خاندان کی تاریخ دی گئی ہے۔ جودرا اور الپیال کے ساتھ ان کی اکثر جھڑپیں

ہوتی رہتی ہیں۔

گھیئی......گھی بیچنے والا، کھتریوں کی ایک شاخ۔

گھیئے......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

گیانی......رشی، بزرگ۔ عالم فاضل شخص کو کہتے ہیں۔ سکھوں کے گرنتھ صاحب کا علم رکھنے والوں کو گیانی کہا جاتا ہے۔

گیگی......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

گیلانی......امرتسر اور منٹگمری میں زراعت پیشہ قبیلچہ (دیکھیں ''جیلانی'')۔

گیلن......(1) ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ، (2) امرتسر میں ارائیں قبیلچہ۔

گیندس......جنڈ کی سنگرور اور دادری تحصیلوں میں ایک چھوٹا جٹ قبیلہ یا گوت۔

گیہلن......منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

❋

ل

لاری......اسے نیلار بھی کہتے ہیں۔ یہ نیل کا رنگ رنگنے والا ہے۔ نیلاری اور رنگریز میں تمیز کرنا کافی مشکل ہے۔ وہ دونوں ہی کپڑا رنگنے والے اور دستکار ہیں۔ ان کی زیادہ تر تعداد شہروں میں ہی ملتی ہے لیکن ایک رائے کے مطابق لاری صرف نیل سے رنگتا ہے۔ جبکہ رنگریز نیل کے سوا سب رنگوں میں کام کرتا ہے۔ لہٰذا وہ چھیبا کے کافی قریب ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مقامی ریاستوں میں ہونے والے چند ایک اندراجات سے قطع نظر یہ تمام ذاتیں خالصتاً مسلمان ہیں۔ لاری کو اکثر نیلاری، نرالی یا نیل گر، لولاری یا لالاری بھی کہا جاتا ہے۔

لارے......راجپوتوں کی ایک شاخ۔

لاشاری......بلوچ کے مرکزی حصوں میں سے ایک۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ رندوں کے ساتھ جنگ کے بعد گنداوا میں مقیم ہوئے اور اب کچھی میں جھل کے مگھسی ان کی نمائندگی کرتے ہیں جہاں وہ مگھسیوں کا سب سے بڑا قبیلہ ہیں۔ پنجاب میں جہاں بھی بلوچ موجود ہیں وہاں لاشاری بھی ملتے ہیں۔ جستکانی بھی لاشاری نسل سے ہیں۔ اور گورچانی قبیلے میں لاشاریوں کا ایک طاقتور ذیلی تمن ہے۔ لیکن ڈیرہ غازی خان میں درگی کے لاشاری جٹ معلوم ہوتے ہیں۔ منٹگمری کی گوگیرہ اور پاکپتن تحصیلوں میں بیشتر بلوچ لاشاری ہیں۔ شاہ پور میں لاشاری قبیلے کو بطور زراعت پیشہ شمار کیا گیا۔

لاکھا......مسلمان جٹوں کی ایک شاخ جو ڈیرہ غازی خان کی راجن پور تحصیل میں کچھ دیہات کے مالک ہیں۔ اور مظفر گڑھ میں بھی ملتے ہیں۔

لاکھی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

لال بیگی......لال بیگ کے پجاری جسے بالا شاہ بھی کہا جاتا ہے۔ وہ چوہڑوں اور دیگر ہم رتبہ ذاتوں کا داستانی جد امجد ہے۔ یہ بات بہت حد تک ممکن ہے کہ بالا شاہ ہی بالمیک کا اسلامی نام ہے۔ بالمیک نے رامائن لکھی تھی۔ سر رچرڈ ٹمپل کے مطابق کہانی یوں ہے کہ

ایک مرتبہ شیو نے اپنا ہاتھ ایک لال بٹے (سرخ پتھر) پر رگڑا اور اس میں سے لال بیگ ظاہر ہو گیا۔ وہ لکھتا ہے:

''مشرقی پنجاب کی تمام خاکروب قومیں لال بیگ کو اپنا سرپرست ولی سمجھتی ہیں اور ان کے تمام مذہبی تصورات اسی شخصیت کے گرد گھومتے ہیں۔ اسی کو لال گرو، لال خاں، سالمی بیگ، لال شاہ، میراں شاہ، لال ولال اور کئی دیگر اعزازی ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ قومیں بالکل جاہل ہیں اس لیے اس کے متعلق ان سے تیقن کے ساتھ کچھ معلوم کرنا بہت مشکل ہے۔ اس کی پیدائش کے متعلق نا قابل تسلیم اور متضاد کہانیاں بیان کی جاتی ہیں۔ میری رائے میں یہ نام لال بھیکھ (بھکشو)، یعنی سرخ کپڑے پہننے والا جوگی ہونا چاہیے اور جو حکایات مجھے اب ملی ہیں ان سے میری اس رائے کی تائید ہوتی ہے۔ (دیکھو ''پنجاب کے متعلق اقتباسات اور سوالات'' جلد اول مطبوعہ 84-1883ء) غالباً وہ خاکروبوں کے پروہت کی ایک خیالی شخصیت ہے، جو زعفرانی رنگ کے کپڑے پہنتا ہے۔ اس کے متعلق تمام حکایات اسی نتیجے کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔

بالمیک، والمیک، بالنیک، بالمیگ، بالا شاہ اور نوری شاہ بالا وغیرہ خاکروبوں کے مذہبی عقائد کی ایک قد آور شخصیت کے مختلف نام ہیں جس کا رتبہ لال بیگ سے دوسرے درجے پر ہے، مگر بالعموم ان دونوں کو خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ یہ شخصیت یقیناً وہی والمیک ہے جو رامائن کا مصنف ہے اور جو شودر تھا۔

کم از کم شمالی پنجاب کے خاکروبوں کی اکثریت لال بیگی یا لال بیگ کے ماننے والوں کی ہے اور ان کا ایک اپنا مذہب ہے جو ہندومت اور اسلام دونوں سے مختلف ہے۔ ان کے اپنے پروہت بھی ہوتے ہیں اور مقررہ مذہبی رسوم بھی۔ اس مذہب میں تمام چیزوں کے لیے جو اس کے ماننے والوں یا انہیں بتانے والوں نے ادھر ادھر سے سن کر مقدس سمجھ لی ہیں، ایک مہمل سا جذبۂ عقیدت پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں کے عقائد خلط ملط ملتے ہیں۔ البتہ وسطی عہد کے مصلحین کی بتائی ہوئی وحدانیت ان کے تمام اوہام کی تہہ میں موجود نظر آتی ہے۔''

لال داسی..... مسلمانوں کا ایک فرقہ جو ہندوازم کی جانب رجحان رکھتا ہے۔ اس کا بانی الور کا ایک

میو لال داس تھا، جو تمام میوؤں کی طرح مذہباً تو مسلمان تھا لیکن میوؤں کی ہی طرح ہندو رسوم کا پیروکار تھا۔ وہ 1540ء میں پیدا ہوا اور کیپٹن پاولیٹ نے گزیٹیئر آف الور میں اس کی تعلیمات تفصیل سے بیان کی ہیں۔ فرقے کے بھگت سادھ کہلاتے ہیں۔ تاہم لال داس ایک مسلمان تھا اور اسے پیر تصور کیا جا سکتا ہے۔ کم از کم میوات خاص میں تو اس کے پیروکار مسلمان میو ہیں۔ البتہ پنجاب کی حد کے قریب رہنے والے میوؤں نے اسلامی عقائد کے بارے میں زیادہ کچھ سیکھ لیا ہے۔ اور وہاں کے لال داسی عموماً بنیے اور ترکھان ہی ہیں۔

لالی......(1) امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ (2) گوجر قبیلچہ۔

لانگ...... ضلع ملتان کی شجاع آباد تحصیل کے وسط میں بیاس کے پرانے کناروں پر ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ وہ اکبر کے عہد میں وہاں آباد ہوئے۔ وہ بہاولپور میں ملتے ہیں اور پولندروں کی چوتھی شاخ ہیں۔ باقی تین کے نام دلے، للّے اور کنجر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ شیر شاہ سید جلال کے ساتھ اس علاقہ میں آئے۔

لاور......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لاویا لو......منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

لاوی......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

لابر......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

لار......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ وہ سندھ سے آئے اور جام کہلواتے ہیں۔

لاہر......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

لاہل......لدھیانہ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ وہ ایک جٹھیرا کو پوجتے اور شادی کے موقع پر جنڈیاں کی رسم انجام دیتے ہیں۔

لاہولا، لاہولی......لاہول کا رہنے والا۔ یہ مقام جزوی طور پر برطانوی علاقے اور چمبہ میں ہے۔

لاہی......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

لبانہ......اگرچہ لبانے بالعموم ماہتموں کے ساتھ منسلک ہیں مگر اس کے باوجود ایک بالکل الگ ذات کی صورت رکھتے ہیں۔ وہ مظفر گڑھ اور بہاولپور کو چھوڑ کر ایک طرح سے مکمل طور پر پہاڑی و دامن کوہ اضلاع تک ہی محدود ہیں۔ لیکن لاہور اور گوجرانوالہ میں بھی ان کی کافی

تعداد ملتی ہے۔ وہ پہاڑوں کے حمال اور خوانچہ فروش ہیں اور محض بنجاروں کے اس طبقہ کے نمائندہ ہیں جو گنگا کے مشرق میں دامن کوہ خطوں میں آباد ہیں۔ کیپٹن میکنزی نے گجرات کے لبانوں کو یوں بیان کیا۔

''لبانے مخصوص طرز کے لوگ ہیں۔ سکھوں کے درمیان ان کی حیثیت بھی کافی حد تک ماہتموں جیسی ہے۔ وہ ہندوستان کے بنجاروں کی طرح مال سے لدے ہوئے بیلوں کے بڑے بڑے کاروانوں کے ذریعہ وسیع تجارت کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل انہوں نے زراعت کا پیشہ اختیار کیا ہے، لیکن تجارت چھوڑ کر نہیں بلکہ ایک اضافی ذریعہ آمدنی کے طور پر۔ وہ برداری کی ایک شاخ کی حیثیت میں ہر لحاظ اور حوصلہ افزائی کے مستحق اور بالعموم مضبوط قسم کے لوگ ہیں۔ ان میں جوش وخروش بھی کافی زیادہ ہے۔ طوائف الملوکی کے زمانوں میں جب چھوٹے چھوٹے صوبہ داروں کی پیکار نے جٹوں یا گوجروں کو ان کے آبائی دیہات سے دور کسی عارضی مسکن میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا تو لبانے اپنی جگہ پر قائم رہے اور یوں شاید انہیں گاؤں کی بہترین زمینوں پر قابض ہو جانے کا بہتر موقع ملا جن میں ان کو تاہ نظر و عاقبت نااندیش منوڑ کے جاگیرداروں نے انہیں کسی سابق دور میں تجارت کی غرض سے برداشت کرنے کی اجازت نہ دی تھی۔ بندوبستِ اراضی کے دوران ایسے کئی معاملات پر نظر پڑی، اور زیادہ تر صورتوں میں آگے بڑھنے کی قوت وجذبہ لبانوں میں اتنا ہی واضح تھا جتنی کہ گوجر مخالفین میں اس کے برعکس خصوصیات بیّن تھیں۔ ان کا مرکزی گاؤں ٹانڈہ ہے (جس کا مطلب ہے، سامان سے لدے بیلوں کا بہت بڑا کارواں) اور یہ اس کی ایک مثال ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا تھا۔ موتا کے گوجر کاروباریوں کی طرف سے قیام کی اجازت حاصل کر کے انہوں نے زمین پر قبضہ کیا، ایک قصبہ بنایا اور اصل مالکان کو ہر اہم اعتبار سے اپنے اندر جذب کر لیا۔''

زیریں دریائے سندھ پر لبانوں کی ایک کافی بڑی آبادی ہے جنہیں وہاں پر سکھ دور میں آباد ہونا بتایا جاتا ہے، اور تقریباً سبھی مونے سکھ یا بابا گورونانک کے پیروکار ہیں۔ تاہم بہاولپور میں متعدد نے خود کو ہندو درج کروایا۔ ان افراد نے سامان برداری اور تجارت تقریباً بالکل چھوڑ دی ہے اور دریا کے کناروں پر آباد ہوئے جہاں انہیں نیم وحشی زندگی گزارنے

والے شکاری اور گھاس کی چٹائیاں (برائے فروخت) بنانے والے بیان کیا جاتا ہے۔ وہ شاید کاشتکاری کرتے ہوں۔ جھنگ کے لبانوں سے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ جے پور اور جودھ پور سے آئے اور منٹگمری والے ماہتم ہی ہیں۔ لبانے بحیثیت مجموعی نسلی اعتبار سے اگر حقیقی طور پر نہیں تو بہت قریبی طور پر سیلانی اور غالباً قدیم باشندوں کے قبائل سے تعلق رکھتے ہیں، اور ممکن ہے کم از کم لبانوں کی کچھ شاخوں کا ماخذ بھی اسی نسل والا ہو۔ کوئی 30 فیصد لبانوں کا اندراج بطور سکھ اور باقی تقریباً سب کا بطور ہندو ہوا۔ ان میں صرف 1500 مسلمان ہیں۔

غالباً لفظ لُبانہ لُون یعنی نمک اور بانا یعنی تجارت سے ملا کر بنا ہے، اور لُبانہ، لونانہ، لبانہ یا لِبانہ بلاشبہ نمک کی تجارت کرنے والی ذات تھی۔ جس جگہ بھی لبانوں کی آبادی ہو وہاں ٹانڈا نام کا ایک گاؤں ضرور موجود ہوتا ہے۔ لُبانوں کے اپنے ماخذ کے بارے میں دعوے مختلف ہیں۔ لدھیانہ میں وہ جے پور اور جودھ پور سے آئے ہوئے چوہان راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ گجرات کے لُبانوں کا کہنا ہے کہ وہ رگھوبنسی راجپوت اور ساندلوں کی گوتر سے ہیں۔ لیکن کپورتھلہ میں وہ خود کو یوپی کے گوڑ برہمن بتاتے ہیں۔ سیالکوٹ اور گجرات میں لُبانوں کی حیثیت کافی اچھی ہے اور لگتا ہے کہ وہ زراعت پیشہ قبائل کے ساتھ ازدواجی بندھن قائم کرتے ہیں۔ بیوہ کی شادی کی سخت مخالفت نہیں لیکن گجرات میں بیوہ کی دوسری شادی سے ہونے والی اولاد کمتر رتبے کی ہوتی ہے۔ لُبانوں کی سماجی تقریباً بہت متنوع ہیں۔ وہ اس فرق کی وجہ ذات کے مخلوط ماخذ بتاتے ہیں۔ بچے کی پیدائش کے حوالے سے سیالکوٹ میں تین رسوم ادا کی جاتی ہیں:

(1) خاندانوں کی سب سے بوڑھی عورت گھر میں بچے کی پیدائش کے دن کچھ نہیں کھاتی بلکہ کسی چیز کو ہاتھ بھی نہیں لگائے گی۔ وہ زچہ کے ہاتھ دُھلاتی اور پھر آٹا اور کھانڈ برابر مقدار میں گوندھ کر گول روٹیاں ''پاپڑیاں'' بناتی ہے جنہیں گھر میں موجود افراد میں بانٹا جاتا ہے۔ گجرات میں بچے کی پیدائش کے موقع پر کوئی تقریب نہیں ہوتی۔

(2) پیدائش کے دو یا تین روز بعد خاندان کی کوئی بیوہ عورت کچھ سوّیاں ابالتی اور چاول پکاتی ہے۔ پھر وہ خاندان کی دیگر، بالخصوص بوڑھی عورتوں کے ساتھ مشورہ کر کے ان میں سے ایک کو کہتی ہے کہ وہ زچہ کے کمرے کے فرش پر گوبر کی لیپائی کرے۔ اس لیپائی کیے گئے حصے

پر خاندان کی سات عورتیں یا چودہ لڑکیاں بیٹھ جاتی ہیں، جبکہ بیوہ عورت فرش پر سات مربعے بناتی ہے۔ اس کے بعد وہ پکایا ہوا کھانا لاتی اور سب سے اوپر کسی جگہ بیٹھ کر سارے اہل خانہ کے لیے دعا کرتی ہے۔ عورتیں لڑکیوں کے آگے سر جھکاتی اور ان کے پیروں کو چھوتی ہیں جیسے وہ دیویاں ہوں۔ اسے دیوی پوجا کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد سب مل کر کھانا کھاتی ہیں۔

(3) تیسری رسم بچے کی پیدائش والے سال میں ہاڑ (جون) کے پہلے اتوار کو ہوتی ہے۔ خاندان کی عورتیں ماں کو ایک پیپل کے درخت کے پاس لیجاتی ہیں جہاں ایک منتخب جگہ پر گوبر کا لیپ کیا گیا ہوتا ہے۔ وہاں اوپر بیان کردہ انداز میں ہی پوجا کی جاتی ہے۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں: اے شجر پیپل، ہمیں برائیوں سے بچا۔

گجرات کے لُبانے جنیو یا مقدس دھاگا لازماً پہنتے ہیں۔ حتیٰ کہ بال نہ تراشنے والے سکھ بھی اس کی پابندی کرتے ہیں۔ شادیوں میں عموماً چار گوت کے اصول پر عمل کیا جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی یہ اصول بدل بھی جاتا ہے۔ مثلاً اس گوت میں شادی نہیں کی جاتی جس سے گذشتہ سات پشتوں کے دوران کوئی بیوی لی گئی ہو۔ گجرات میں چھوٹی عمر کی شادی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اور بیوہ کی دوبارہ شادی (کریوا) کا آغاز بھی ہو گیا ہے۔ مگر اسے باعث گراوٹ سمجھا جاتا ہے۔ لدھیانہ کے لُبانے لڑکی کی شادی ہندوؤں کی طرح پھیروں کے ذریعہ کرتے ہیں۔ لیکن بیوہ کی شادی اسلامی نکاح کے تحت ہوتی ہے۔

لپیجا...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

لت...... لدھیانہ میں ایک جٹ قبیلہ۔ اس کے ارکان شادیوں کے موقع پر جنڈ کے درخت کی ڈالی نہیں کاٹتے لیکن اپنے جٹھیرا کے مقام پر ڈالیوں سے لڑتے ہیں۔ وہ کنگنا نامی ایک کھیل بھی کھیلتے ہیں۔

لتھر یا لاتھر...... ایک جٹ گوت یا قبیلہ جو جیسلمر سے آنے اور ایک جٹ بیوہ سے شادی کرنے والے جدامجد کی اولاد بتائے جاتے ہیں۔ جند تحصیل میں ان کے سات گاؤں ہیں۔

لتی...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

لڈو...... دوسرے درجے کا راجپوت قبیلہ شمار ہونے والے لڈو ہوشیار پور کی اُنا تحصیل کے مخصوص تعلقوں میں ملتے ہیں۔ ان کے خاندانوں کے سربراہ رائے کہلاتے ہیں۔ لڈو نسلاً سورج

بنسی ہیں۔

لدھانہ......(1) سیالوں کی ایک شاخ (2) ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

لدھر......سیالکوٹ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ ان کا مورث اعلیٰ ایک راجپوت تھا جو ضلع میں آباد تھا۔

لُرا......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان کمبوہ قبیلچہ۔

لُرکا......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

لسپال......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

لسن پال......امرتسر میں زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔

لغاری......بلوچ کا ایک اہم اور منظم تُمن۔ یہ گورچانی کی شمالی سرحد یعنی گورادرے سے ڈیرہ اسماعیل خان کے شمال میں سخی سرور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ خالصتاً رِند ماخذ رکھتے ہیں اور 11 قبیلوں میں منقسم ہیں۔ ہدیانی، بُغلانی، جوگیانی، رمدانی (رمضانی)، ججانی، تالبور چاندیا، کلوئی، احمدانی، بلوآنی، بتوانی اور ہیبتانی۔ ان میں سے ہدیانی انگریز حکومت کے ماتحت نہیں۔ سردار کا تعلق عُلیانی قبیلے سے ہے۔ ان کے ہیڈکوارٹرز چوٹی زیریں میں ہیں۔ وہ ہمایوں کی ہمراہی سے واپسی پر یہاں آباد ہوئے اور احمدانی کو بے دخل کیا۔

لک......شاہ پور، منٹگمری اور ملتان میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔ ملتان میں وہ پنوار راجپوت ماخذ اور لنگاہوں کے قرابت دار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ انہیں سکھوں نے چناب سے بے دخل کیا اور اب ان کی تھوڑی سی تعداد چناب کالونی میں آباد ہے۔ وہ کسی دور میں مشہور مویشی چور تھے، اور اب بہت کم اہمیت رکھتے ہیں۔

لک زئی......امرتسر میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

لکویرا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لکھن پال......راجپوتوں کی ایک شاخ۔

لکھی وال......ایک غیر واضح روایت کے مطابق لکھی وال بھٹی ماخذ اور جاتو ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بھٹی اور سمیجا متھرا (متھرا) سے حصار آئے۔

لکھیرا......کھرلوں کی مرکزی مُہینوں یا قبیلوں میں سے ایک جس کا صدر مقام کوٹ کمالیہ، منٹگمری میں ہے۔ اس نے بالائی راوی والوں کے ساتھ تنازعے میں کاٹھیوں اور زیریں راوی کے

دیگر قبائل کا ساتھ دیا۔ سعادت یار خان ابن مہابت خان کا تعلق اسی گروپ سے تھا جس نے عالمگیر کے دور میں دہلی دربار میں عہدہ حاصل کیا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس کی جاگیر سے سالانہ ایک لاکھ 9 ہزار روپے آمدنی ہوتی تھی۔ لیکن آٹھویں سیال سردار غازی خان کی بیٹی کا رشتہ مانگنے پر جھنگ کے سیالوں نے حملہ کر کے اس کا علاقہ چھین لیا اور انجام کار سکھوں کے دور میں کمالیہ کے سردار محض تعلق دار بن کر رہ گئے۔

لکیکا...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

لِلا...... ضلع جہلم میں پنڈ دادنخان کے مغرب میں واقع تھل میں دامن کوہ میں تقریباً 40 مربع میل پر آباد جٹ رتبے کا حامل ایک چھوٹا سا قبیلہ۔ یہ شاہ پور میں بھی ملے۔ میراثیوں کے بقول وہ بالاصل عرب تھے۔ اور ننھیال کی طرف سے حضرت محمدؐ کے رشتہ دار لگتے تھے۔ سلطان محمود غزنی کے دور میں قبیلے کا ایک رکن حارث ہجرت کر کے ہندوستان چلا آیا اور کوئی 27 پشتیں قبل اس کے 160 رشتہ دار اور اولادیں بھی آ گئیں۔ کوئی 7 پشتوں کے بعد ان کے آباؤ اجداد ملتان گئے، جہاں ایک معروف پیر نے انہیں روحانی رہنما کے طور پر غوث شاہ دیا۔ ساتھ ہی یہ تنبیہہ کی کہ اگر وہ آپس میں جھگڑے تو تباہ ہو جائیں گے۔ وہ غوث شاہ کے ہمراہ شہیداں والی (گوجرانوالہ میں چناب کے کنارے) گئے اور خیمہ زن ہوئے۔ مقامی حاکم نے انہیں بے دخل کرنے کا حکم دیتے وقت قبیلے کو دو حصوں میں تقسیم کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔ دونوں دھڑے آپس میں لڑے۔ شکست خوردہ دھڑے کے افراد منتشر ہو گئے، اور ان کی اولادیں دریائے چناب کے قریب ملتی ہیں۔ جبکہ دوسرا کمزور ہو چکا دھڑا ہجرت کر کے اپنے موجودہ علاقوں میں آ گیا۔ بیس پشتیں قبل ان کا رہنما لِلا بزرگ تھا۔ لِلے سنی مسلمان ہیں اور کبھی بھی برہمنوں کے ساتھ اپنا تعلق ہونے کے خیال کو مسترد کرتے ہیں۔ ان کی شادی پیدائش اور تجہیز و تکفین کی رسوم اپنے اردگرد کے مسلمانوں جیسی ہی ہیں۔

للوتا...... ہوشیار پور میں راجپوتوں کی ایک شاخ۔

للوترا...... سیالکوٹ میں راجپوتوں کی ایک شاخ۔ غالباً یہ للوتا ہی ہیں۔ یہ بجو راجپوتوں کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔

للھی...... مسلمان فقیروں کا ایک طبقہ جو بھیک مانگنے کے لیے ناچتے ہیں۔

للّی......منٹگمری میں جٹوں کا ایک قبیلہ جہاں ان کا اندراج بطور زراعت پیشہ مسلمان ہوا۔وہ گورداسپور کی شکر گڑھ تحصیل کی نمایاں جٹ گوتوں میں سے ایک ہیں۔سیالکوٹ میں گورالا کے مقام پر ان کا ایک میلہ ''پریوی'' لگتا ہے۔اس موقع پر کافی رقم اکٹھی کر کے پہلوانوں کو انعامات دینے پر صرف کی جاتی ہے۔

للیانہ......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

للیرا......منٹگمری اور ملتان میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

لُنا......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

لُنڈ......بہت بڑا بلوچ قبیلہ جو دو تمنوں سوری اور تتی لنڈ میں تقسیم ہے۔

لنگانہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لنگاہ......ملتان میں زراعت سے وابستہ افراد کا ایک قبیلہ۔مسٹر او برائن لنگاہ کو یوں بیان کرتے ہیں:

''مظفر گڑھ و ملتان اضلاع میں زراعتیوں کا ایک قبیلہ۔وہ بالاصل تجارتی مقاصد کے تحت سیوی اور ڈھاڈھر سے ملتان میں آنے اور اس کے بعد راپڑی اور گرد و نواح میں آباد ہو جانے والے افغان قبیلے ہیں۔تیمور کی یلغار کے بعد پیدا ہونے والی بدنظمی میں ملتان تخت دہلی سے آزاد ہو گیا اور یہاں کے باشندوں نے بطور گورنر شیخ یوسف قریشی کو شیخ بہاء الدینؒ کے دربار کا سربراہ منتخب کر لیا۔1445ء میں لنگاہوں کے سردار رائے سہرا (جس کی بیٹی شیخ یوسف کی منکوحہ تھی) نے اپنے قبائلی آدمیوں کا ایک دستہ رات کی تاریکی میں شہر کے اندر بھیجا، شیخ یوسف کو پکڑا اور دہلی بھیج دیا' اور سلطان قطب الدین کے نام سے اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔لنگاہ قبیلہ سے تعلق رکھنے والے ملتان کے بادشاہ مندرجہ ذیل تھے:

سلطان قطب الدین----1445ء سے 1460ء تک

سلطان حسین----1460ء سے نامعلوم سن تک

سلطان فیروز شاہ----- تاریخیں اور سن معلوم نہیں

سلطان محمود----- تاریخیں اور سن معلوم نہیں

سلطان حسین----- 1518ء سے 1526ء تک

یہ سلطنت 1526ء میں گورنر سندھ حسن ارغون کی طرف سے تقریباً ایک سال سے زائد محاصرہ کے بعد ملتان پر قبضہ کے ساتھ ختم ہوئی۔ شہر میں دس روز تک لوٹ مار کا بازار گرم رہا اور بیشتر لنگاہوں کو تہہ تیغ کر دیا گیا۔ سلطان حسین کچھ عرصہ بعد اسیری میں مر گیا۔ لنگاہ سلاطین نے ملتان پر 80 سال تک حکومت کی، جس کے دوران بلوچی سندھ کے ساتھ ساتھ سیت پور سے لے کر کوٹ کروڑ تک آباد ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ ملتان اور مظفر گڑھ کے لنگاہ اب نہایت غیر اہم کاشت کار ہیں۔"

تاریخ فرشتہ بدیہی طور پر ان کے ماخذ پر ایک مستند حیثیت رکھتی ہے، جسے مشکوک کہنا بہت مشکل ہے۔ لیکن ٹاڈ نے لنگاہ کو اگنی گو لا راجپوتوں کا چلوک یا سولانی قبیلچہ بتایا جو ملتان اور جیسلمر میں آباد تھے اور کم از کم 700 سال قبل انہیں بھٹی نے نکال باہر کیا۔ میراثی ایک شعر میں یہ بھی بتاتے ہیں کہ لنگاہ بھٹہ ڈہر، شجرا اور ناپچ (ملتان کے) ملھی کے پانچ بیٹوں کی اولاد تھے۔ اب کچھ ایک لنگاہ عربی النسل ہونے کے دعویدار ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا جدامجد گوئی 600 سال قبل عرب سے آیا۔ سبھی لنگاہوں کو جٹ تو کہا جا سکتا مگر ملتان کے کچھ ایک لنگاہ سلطانی کہلاتے ہیں۔

لنگرہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لنگڑیال...... راجپوتوں کے طور پر درجہ بند کیا گیا زراعت پیشہ قبیلہ۔ یہ لوگ ملتان میں مشرقی بار نامی علاقہ پر آباد ہیں۔ نسبتاً حالیہ دور میں آئے ہوئے لنگڑیالوں کے میراثی انہیں بیکانیر کے برہمن بتاتے ہیں۔ لیکن وہ خود اپنے آپ کو عرب کے قریش کہتے ہیں۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ سندھ میں غیاث الدین لنگڑیال نامی شخص کے دور حکومت میں وہ کچھ عرصہ تک ٹھٹھہ پر بھی قابض رہے۔ غیاث الدین کو محمد غوری کا ہم عصر بتایا جاتا ہے۔ اور وہ اس کے ہمراہ دہلی گیا تھا۔ لنگڑیال لوگوں کا وطن دہلی میں ہی تھا۔ لیکن پھر وہ کشمیر کے راستے شاہ پور آئے اور پھر

جھنگ میں گریالا کے مقام پر آباد ہو گئے۔ وہاں سے انہوں نے منٹگمری میں کمالیہ علاقے کا رخ کیا لیکن شجاع خان کے دور میں اس علاقے میں چلے گئے جہاں پہلے ہانس رہا کرتے تھے۔ فطرتاً خانہ بدوش اور مویشی چور لنگڑیال اب زیادہ پائیدار اور باوقار انداز حیات اپنانے لگے ہیں۔

لنگہ......ڈیرہ غازی خان میں جٹ شمار کیا گیا قبیلہ۔ وہ غالباً مشرق کی طرف سے آکر وہاں آباد ہوئے۔

لُنگھیرے......جٹوں کا ایک قبیلہ۔

لوتھا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لودرہ......لودرہ ابن سنگھ رام دیو منہاس کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرنے والے جٹوں کا قبیلہ۔ یوں وہ سورج بنسی راجپوت بنتے ہیں۔ انہوں نے اورنگزیب کے دور میں اسلام قبول کیا اور تحصیل سیالکوٹ میں آباد ہوئے۔

لودھا......لودھی، لودھکے، لودھ، لودا یا لودھی کاچھی کی طرح ہندوستان کی ایک کاشتکار ذات ہیں۔ وہ پنجاب کے جمنا اضلاع میں ملتے ہیں۔

لودھرا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لودھراں......ملتان میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

لودی (لودھی)...... پٹھانوں کا ایک قبیلہ جس کے ساتھ متعدد لڑاکا پاوندوں کا تعلق ہے۔ وہ پٹھانوں کی متی شاخ سے تعلق رکھتے اور ابراہیم لودئی (لفظی مطلب عظیم ترین یا اعلیٰ ترین) کی اولاد ہیں۔ ابراہیم کے بیٹے سیانئی کے دو بیٹے تھے۔ اس کے ایک بیٹے پرنگی کے بیٹے کا نام خسور تھا۔ لہٰذا لودھی لوگ پڑانگی سور اور سروانی قبائل کے علاوہ دیگر کے بھی قرابت دار ہیں۔ مثلاً وہ امرتسر میں بطور زراعت پیشہ افراد شمار ہوئے۔

لودِیکے......منٹگمری میں کھرلوں کا ایک قبیلہ قرار دیا جاتا ہے۔ گوجرانولہ میں (جہاں وہ 36 دیہات کے مالک ہیں) انہیں سورج بنسی نسل سے بتایا جاتا ہے۔ وہ سانگلہ ہل کے نواحی علاقوں میں خانہ بدوشی کے زندگی گزارتے تھے۔ ورک جٹوں نے انہیں ابتدائی سکھ عہد میں ایک ہی جگہ آباد ہونے اور کاشتکاری اپنانے پر مجبور کر دیا۔ وہ مقامی جٹ قبائل کو اپنی بیٹیاں نہیں دیتے

لیکن کسی بھی جٹ برادری سے عورتیں لے لیتے ہیں۔

لُور...... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

لوری ملانہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لولہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لولیری...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لُونی، لورنی...... پٹھانوں کی میانہ شاخ کا ایک چھوٹا سا قبیلہ جو ڈیرہ اسماعیل خان کی سرحد پر ملتا ہے۔ مری اور دیگر بلوچ قبائل کی تجاوزات نے اسے کمزور کر دیا۔

لُونی، لونی...... جھنگ میں برتن سازوں کا ایک گروپ جو چدر جٹ ماخذ کے دعویدار ہیں۔ سبز قمیض اور نیلی دھوتیاں ان کے ٹیبو ہیں کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ ان کے جدامجد کے مقبرے پر سبز چادر ہے اور ان کے اجداد میں سے ایک شخص کتے کے کاٹنے کے وجہ سے مر گیا تو اس پر نیلی چادر ڈالی گئی۔ اب کچھ حالیہ پشتیں سبز اور نیلا رنگ ملا کر تو پہن لیتی ہیں، لیکن خالص سبز یا نیلا ہرگز نہیں پہنتے۔

لوہار...... پنجاب کے لوہار کا کام اس کے نام سے عیاں ہے۔ وہ حقیقی دیہی خدمت گاروں میں سے ایک ہے جو پیداوار میں حصہ کی صورت میں رواجی معاوضہ وصول کرتا اور اس کے بدلے میں زراعت میں استعمال ہونے والے لوہے کے اوزار بناتا اور ان کی مرمت کرتا ہے۔ پہاڑیوں ” اور ان کے عین دامنی اضلاع میں وہ کل آبادی کے تناسب میں کافی زیادہ ہے اور وہاں دیگر تمام دستکار ذاتوں کی طرح وسیع پیمانے پر کھیت مزدوری کرتا ہے۔ ملتان، ڈیرہ جات ڈویژنوں اور بہاولپور میں ان کی تعداد غیر معمولی ہے، تاہم میں اس کی وجہ بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ ہوسکتا ہے ان علاقوں میں دوسری ذاتوں کے افراد بھی لوہار کا کام کرتے ہوں یا شاید ترکھان اور لوہار ایک ہی ہیں۔ لوہار کی سماجی حیثیت پست ہے (حتیٰ کہ خدمتگاروں میں بھی) اور اسے ایک غیر خالص ذات خیال کیا جاتا ہے۔ جٹ اور اسی حیثیت کے دوسرے افراد بھی اس کے ساتھ کوئی سماجی میل ملاپ نہیں رکھتے۔ البتہ وہ خاکروب کی طرح اچھوت نہیں۔ حجام دھوبی اور رنگریز کی طرح اس کی ناپاکی کا منبع بھی صرف اور صرف پیشے کی نوعیت ہے۔ شاید اس لیے کہ یہ گندا کام ہے یا پھر بہت ممکن طور پر اس لیے کہ کالا رنگ (لوہے کا)

بدشگونی ہوتی ہے۔تاہم، دوسری جانب لوہار نظر بد کے خلاف نیکی کا منتر ہے۔ یہ بھی ممکن نہیں کہ اس کی ناپاکی کا سبب وہ دھونکنی ہو جو گائے کی کھال سے بنی ہوتی ہے۔ وہ بہت عمومی سطح پر اپنے پڑوسیوں کے مذہب کا پیروکار نظر آتا ہے۔ اور لوہار آبادی میں تقریباً 34 فیصد ہندو، 8 فیصد سکھ اور 58 فیصد مسلمان ہیں۔ زیادہ تر لوہاروں نے خود کو لوہاری بتایا۔ تاہم کچھ دیگر کا اندراج بطور نعل بند، آہن گر ہوا۔ سرسا کے شمال اور غالباً میدانوں کی وسطی ریاستوں میں لوہار اور ترکھان ناقابل تمیز ہیں۔ دونوں افراد یہ دونوں کام اور زیادہ تر (شاید پنجاب کے بیشتر علاقوں میں) باہم ازدواج کرتے ہیں۔ ہوشیار پور میں انہیں ایک ہی ذات لوہار۔ ترکھان کی صورت میں بتایا گیا ہے اور ایک لوہار کا بیٹا ترکھان کا یا ترکھان کا بیٹا عام طور پر لوہار کا پیشہ اپنا لیتا ہے۔ لیکن یہ دکھائی دیتا ہے کہ دونوں بالاصل الگ الگ ذاتیں تھیں۔ کیونکہ مشترک ذات ابھی تک دو شاخوں میں بٹی ہوئی ہے، جو آپس میں شادی یا حتیٰ کہ اکٹھے کھاتے یا تمباکو نوشی بھی نہیں کرتے۔ ایک شاخ کا نام دھمان اور دوسری کا کھاتی ہے۔ اول الذکر نام ''دھمنا'' یعنی بھڑکانا اور موخر الذکر کھاٹ یعنی لکڑی سے مشتق ہے۔ گوجرانوالہ میں یہ دونوں شاخیں نظر آتی ہیں اور وہاں دو بہت بڑے ترکھان قبائل ہیں۔ کرنال میں ان دونوں کے درمیان ایک قسم کا واسطہ تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ذاتیں اب علیحدہ علیحدہ ہیں۔ سرسا میں لوہاروں کو تین مرکزی شاخوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اول بلاشبہ اور موجودہ جٹ، حتیٰ کہ راجپوت نسل کے افراد جنہوں نے عموماً غربت کے ہاتھوں مجبور ہو کر لوہار کا پیشہ اختیار کر لیا۔ دوم: سُتھار لوہار یا ترکھان کے سُتھار قبیلہ کے ارکان جنہوں نے اپنا اصل پیشہ پہلے والوں کی طرح ہی تبدیل کیا۔ سوم: گاڈیا لوہار جو صوبہ کے سارے مشرق و جنوب میں عام ملنے والے سیلانی لوہاروں کا ایک طبقہ ہیں اور راجپوتانہ و شمالی مغربی صوبوں سے آئے اور اپنے کنبوں اور اوزاروں کے ساتھ چھکڑوں میں گاؤں گاؤں پھرتے ہیں۔ وہ عمدہ قسم کا لوہے کا کام کرتے ہیں جو دیہی دستکار کی استعداد کار میں نہیں۔ روایت ہے کہ سُتھار لوہار (جو اب مسلمان ہیں) اصل میں ستھار قبیلے کے ہندو ترکھان تھے۔ اور یہ کہ ان میں سے 12 ہزار کو اکبر جودھ پور سے دہلی زبردستی ختنے کرنے کے لیے لے گیا اور لکڑی کی بجائے لوہے کا کام کرنے پر لگا دیا۔ لوہاروں کی ایک شاخ خود بھی یہ کہانی تسلیم کرتی ہے، اور غالباً اس میں کچھ صداقت بھی ہے۔

یہ افراد صوبہ سندھ کی سمت سے سرسا میں آئے، جہاں ان کے کہنے کے مطابق وہ زمینوں کے مالک تھے۔ وہ بالعموم ملتانی لوہار جانے جاتے ہیں۔ جٹ اور ستھار لوہار رتبہ میں سب سے بلند ہیں اور گاڈیا سب سے کمتر۔ پنجاب کے دیگر علاقوں میں بھی بلاشبہ یہی فرق موجود ہے۔

لوہان...... پنوار راجپوت ماخذ کا ایک جٹ قبیلہ جو بکرماجیت کے خاندان سے تعلق رکھتا اور سیالکوٹ میں پایا جاتا ہے۔

لوہرا...... اوسوال بھابھڑوں کی ایک شاخ۔

لہور...... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

لہوری...... لاہور کا رہنے والا۔ بالخصوص کھتریوں کے ایک گروپ کو کہتے ہیں۔

لیکھو...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لیل...... امرتسر، ملتان اور منٹگمری میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ ملتان اور منٹگمری میں وہ مسلمان ہیں۔

لیلی...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔



م

ماچھی.....مغربی پنجاب میں ماچھی جھیور کا متبادل نام ہے لیکن ملتان ڈیرہ اسماعیل خان اور بہاولپور میں ماچھی جٹ کا ہم رتبہ الگ قبیلہ تشکیل دیے ہوئے ہیں۔ پنجاب کے تمام شمالی اضلاع میں ماچھی کو جھنیور بھی کہتے ہیں۔اور مغربی اضلاع میں دونوں نام مستعمل ہیں۔

البتہ پنجاب کے وسطی علاقوں میں جہاں مشرقی ہندو مغربی مسلمان سے ملتا ہے یہ دونوں اصطلاحات عموماً الگ الگ طرح سے استعمال ہوتی ہیں۔ وسط اور مغرب میں ماچھی کو وہی حیثیت حاصل ہے جو مشرق میں جھیور کو۔بس فرق صرف یہ ہے کہ وہ صوبہ کے اول الذکر علاقوں میں زرعی مزدوری کا خاصا حصہ سرانجام دیتا ہے، یا کم از کم اپنے رواجی معاوضے کے بدلے میں ہی نہیں۔ تاہم کٹائی، دھان کی پنیری لگانے اور ایسے دیگر مواقع پر یقیناً تمام طبقات معاوضہ پر کام کرتے ہیں لیکن جھیور کے لیے اوپر مذکور پیشوں کے علاوہ ماچھی پنجاب خاص میں خانساماں اور دایہ ہے۔ امورِ زچگی کے ماہر تمام دایئے، دائیاں اور انائیں طبقہ کا تعلق ماچھی ذات سے ہے۔ اسی طرح پنجاب خاص کی دیہی زندگی میں خصوصی اہمیت کا حامل مشترکہ چولہا یعنی تنور (جہاں کسان گرمیوں میں اپنی روٹی پکاتے ہیں) تقریباً ہمیشہ مسلمانوں کے لیے ماچھی اور ہندوؤں کے لیے جھیور چلاتا ہے۔ کچھ علاقوں میں وہ گاؤں کا لکڑہارا بھی ہے۔ڈیرہ جات میں کہیں کہیں اسے مانجھی یا منجھیرا کہتے ہیں۔ بالخصوص اس وقت جب وہ مچھلیاں پکڑنے کے پیشے سے وابستہ ہو۔

کسی بھی اور ذات کے شخص کو ماچھیوں کے ساتھ بطور مبتدی ماہی گیر منسلک ہونے کی اجازت ہے۔ لیکن وہ ماچھی ذات میں ازدواجی رشتے قائم نہیں کرسکتا۔ ماچھی لڑکوں لڑکیوں کو چھوٹی عمروں میں ہی بیاہ دیتے ہیں۔ لیکن ضرورت پڑنے پر بالغ ہونے کے بعد شادی کرنے کی بھی اجازت ہے۔

ریاست بہاولپور میں ماچھیوں کو تکرانی بھی کہتے ہیں (سندھی زبان میں تکر کا مطلب

پہاڑ ہے)۔ وہ ریاست کے جنوب میں ایک الگ تھلگ علاقے فتح پور ماچھکا تک ہی محدود ہیں۔ وہ خود کو سلجوقیوں کی ایک شاخ بتاتے اور کہتے ہیں وہ حلب سے کربلا آئے اور امام حسینؑ کی شہادت کے موقع پر وہیں آباد تھے۔ ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ شہادت امامؑ کے بعد ان کے پیروکار بن گئے۔ لیکن ماچھیوں کے دشمن کے بقول شمر ظالم ان کی نسل سے تھا۔ وہ جنوبی فارس اور افغانستان سے ہوتے ہوتے کربلا سے کیچ مکران آئے اور پھر کچھ وقت بیلا جھیل اور قلات میں گزارا۔ آخرکار اٹھارویں صدی میں انہوں نے شکارپور کی جنگ میں داؤد پوتروں کے خلاف کلہوروں کا ساتھ دیا۔ تب موسیٰ خان ماچھی نے ضلع جیکب آباد میں مسووالا کی بنیاد رکھی۔

گجرات میں خواص پور کے ماچھی کہتے ہیں کہ انہوں نے خواص خان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور شہنشاہ شیر شاہ کے بیٹے کی نسبت سے اسلام شاہی یا سلیم شاہی کہلائے۔ وہ خواص پور میں سرائے کے بھٹیارے تھے۔

مادھو...... راولپنڈی میں بھاڑا کے لیے اصطلاح۔ بھاٹوں کا ایک گروپ بھی مادھو ہے۔

مارتھ...... چوری چکاری کا رجحان رکھنے والا خانہ بدوش قبیلہ۔ یہ ملتان کے شمالی حصے میں ملتا ہے۔

مارز...... امرتسر میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

مال...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

مالکی...... حضرت امام مالکؒ کے فقہ کو ماننے والے سنی مسلمانوں کا ایک مکتبہ فکر۔ انڈیا میں ان کی تعداد بہت کم ہے۔ مردم شماری میں نظر آنے والی ان کی تعداد کی بناء پر کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن "مالکی بالمیکی" کی اصطلاح سے لگتا ہے کہ مالکیوں کا تعلق مسلمانوں کے کمتر طبقے سے ہوگا۔ مالکی مکتبہ فکر اپنے کٹڑپن کی وجہ سے قابل ذکر ہے۔

مالی...... پرانوں کا مالا کارا (مالا بنانے والا)۔ مالی چھوٹے کاشتکاروں اور باغبانوں کا کافی بڑا طبقہ کہلاتا ہے۔ یہ اصطلاح حقیقی معنوں میں ہندوؤں تک ہی محدود ہے۔ جنوب مشرقی اضلاع میں وہ گنجڑا یا پھر ارائیں یا باغبان کے نام سے شناخت کیا جاتا ہے۔ باغبان کی فارسی اصطلاح بالخصوص مغربی اضلاع میں استعمال ہوتی ہے۔ مغربی اضلاع میں ارائیں کا مترادف اور متبادل ملیار ہے۔ مالی کی اصطلاح غالباً مالا سے مشتق ہے۔ مالی اپنا سلسلہ نسب

برہما کے ساتھ ملاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ان کا جد امجد مالاکار ابن وِشوکرم ابن برہما تھا۔ وِشوکرم نے من متھ نامی ایک گوپ کی بیٹی پربھوتی سے بیاہ کیا اور چھ بیٹوں کا باپ بنا: مالا کار، کرنکار، سنکوکار، کبندک، کمبھ کار اور کنسکار۔

ماما زئی......امرتسر میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

مان......ایک وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا جٹ قبیلہ جسے عموماً ''اصلی'' جٹ کہتے ہیں— جیسا کہ (بُھلر) اور ہیر کو بھی کہتے ہیں۔ لیکن مان بھی راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ چنانچہ مان، دُلال اور دیسوال جٹوں کا کہنا ہے کہ ان کا جد امجد روہتک میں سلنتھا کا دھن راؤ تھا جس نے ایک بڑ گوجر عورت سے شادی کی۔ اسی لیے یہ تینوں قبائل آپس میں شادیاں نہیں کرتے۔ لیکن مان یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا جد امجد گڑھ غزنی کا ایک پُنوار راجپوت تھا۔ جو بھٹنڈہ کے مشہور بنی پال کے دور میں پٹیالہ آ کر آباد ہوا۔ ایک اور روایت انہیں بنی پال کی نسل سے بتاتی ہے۔ وہ اسے بنے پال کہتے ہیں۔ وہ غزنی کا آخری حکمران تھا اور ایک فوجی مہم لے کر انڈیا آیا، بھٹنڈہ کی بنیاد رکھی، بھٹیوں کو باہر نکالا اور مان و دیگر قبائل کا مورث اعلیٰ بنا۔ بُھندر ''خان'' ایک مشہور مان تھا اور اس کے بیٹے مرزا خان نے ایک شہنشاہ سے یہ لقب وصول کیا تھا۔ اسی شہنشاہ نے ایک اور مان کو شاہ کا خطاب بھی دیا۔ مانوں کی مان شاہیا مُہین اسی کی اولادوں پر مشتمل ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مان کے 12 بیٹوں میں سے ایک سندھو بھی تھا۔ ہوشیارپور میں مان کے بارہ گاؤں (بارہ) ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ سیالکوٹ میں کوئی دیو کسی مان کے ساتھ باہمی شادی نہیں کرے گا کیونکہ روایت کے مطابق ان کے جد امجد نے انہیں مان کے ساتھ کوئی بھی تعلق رکھنے سے منع کیا تھا۔ مان قبیلے کے ٹھاکر راجپوت ابھی جے پور میں ملتے ہیں۔ متعدد خاندانوں کا تعلق اس قبیلے سے ہے۔ سرلیپل گریفن نے اپنی کتاب ''دی چیفس آف پنجاب'' کے صفحات 183-177 اور 314-307 پر ان کی تاریخ رقم کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: ''پنجاب میں ایک معروف روایت سارے مان قبیلے کو بہادر اور اصلی قرار دیتی ہے۔'' ان کا آبائی گھر شمالی مالوہ میں ہے، یعنی بُھلر کے آبائی وطن کے مشرق میں۔ وہ لاہور کے مشرق میں پنجاب کے ہر ضلع و ریاست، خصوصاً شمالی اضلاع میں اور ستلج کے ساتھ ساتھ ملے۔ اس حقیقت کے پیش نظر جالندھر و کرنال کے مان سلسلۂ نسب بھٹنڈہ کے نواح سے

جوڑتے ہیں۔ ممکن ہے کہ قبیلے کا اصل وطن وہیں ہو۔

مانگ، منگ......امرتسر اور ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ماہتم یا مہتم......ڈیرہ اسماعیل خان سے لے کر لاہور تک سارے پنجاب میں پھیلی ہوئی مخلوط ماخذ والی ذات۔ ماہتم کا تلفظ مہتوں سے کافی ملتا ہے لیکن مشرقی اضلاع کے مہتوں ''راجپوت مہتہ'' کہلواتے ہیں۔ رسی بنانے والے کی حیثیت میں ماہتم رسی وٹ یا رسی بٹ کہلاتا اور سرکیوں میں رہنے کی وجہ سے اسے سرکی بند بھی کہا جاتا ہے۔ سر ڈینزل ابٹسن کے مطابق وہ بہروپیا بھی کہلاتے ہیں۔ گجرات اور سیالکوٹ میں مہتموں نے اپنا اندراج اسی طور کروایا۔ مہتم یا جیسا کہ انہیں جالندھر ڈویژن میں نون غنہ کے ساتھ مہتوں بولا جاتا ہے، مرکزی طور پر ستلج اور جالندھر و گجرات کے درمیان کی پہاڑیوں کے دامن میں پائے گئے۔

وہ انتہائی پست درجہ کی ذات ہیں، تقریباً اچھوت۔ بالاصل وہ سیلانی ہیں اور کچھ علاقوں میں اپنی آوارہ گرد عادات بدستور قائم رکھے ہوئے ہیں۔ جبکہ کسی بھی دوسری جگہ پر بہت بڑے شکاری ہیں۔ وہ پیچھے بیان کیے گئے باوریا جیسے ہی پھندے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن متعدد اضلاع میں اور خصوصاً وسطی ستلج میں انہوں نے خود کو کھیتی باڑی کے لیے پوری طرح وقف کر رکھا ہے اور باہنر و جفاکش کاشتکار ہیں۔ ان کی بہت بڑی اکثریت ہندو ہے لیکن 20 فیصد مسلمان ہیں اور تقریباً اتنے ہی سکھ۔ البتہ مسلمان حصہ، حتیٰ کہ ملتان ڈویژن میں بھی جنگلی سور کھاتا اور بہت سی ہندو روایات پر کاربند ہے۔ اسی وجہ سے دوسرے مسلمان انہیں مذہبی طور پر اپنے برابر تسلیم نہیں کرتے۔ تاہم، وہ اپنے مُردوں کو دفن کرتے ہوئے ملے۔ مظفر گڑھ میں وہ گھاس پھونس کے چھپروں میں دریا کے کناروں پر رہتے ہیں۔ اسی لیے ایک کہاوت ہے کہ ''صرف دو ماہتم چھپر، اور جگہ کا نام خیر پور۔'' مسٹر پرسر منٹگمری کے ماہتموں کو یوں بیان کرتے ہیں:

> مہتم ایک پست ہندو ذات اور پڑوسیوں کی نظر میں حقیر ہیں۔ روایت کے مطابق وہ راجپوت تھے اور ان کا جد امجد قانون گو تھا۔ اس دور میں اکبر تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ قانون گو مہتہ کہلاتے تھے۔ اور یہیں سے ان کا نام ماہتم پڑ گیا۔ پہلے مہتہ کو برخاست کیا گیا جو جالندھر میں مہت پور کے مقام

پر آباد ہوا۔اس کی اولادوں نے جب دریاؤں کے کناروں پر سر (کانا) کی وافر مقدار دیکھی تو وہ ایسی ہی جگہوں پر نقل مکانی کر گئے اور سر میں کام کرنا ان کا مرکزی پیشہ بن گیا۔ضلع (قصور) میں جب وہ مستقلاً آباد ہوئے تو اس وقت تک نکئی سردار غالب نہیں آئے تھے۔انہوں نے ''چادر ڈالنا'' رسم کے تحت بیوہ کے ساتھ شادی کرنے کی روایت اختیار کی اور یوں شودر ہو گئے۔ وہ بہروپئے بھی کہلاتے ہیں جو لفظ ''بھو،روپ، پئے'' کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔اس کا مطلب مختلف طرز ہائے حیات والے افراد ہیں۔کیونکہ انہیں جو کام بھی ملتا کر لیتے تھے۔

جنرل کننگھم ''ہسٹری آف دی سکھس'' کے صفحہ 17 پر لکھتے ہیں:

جفاکش ہندو ماہتم ابھی تک خاندان سے خاندان اور گاؤں سے گاؤں تک مشرق کی طرف راوی اور چناب سے پرے نقل مکانی کر رہے ہیں۔یہ بات ماہتموں کو مشرقی کی بجائے مغربی نسل قرار دیتی ہے۔جس کا وہ دعویٰ کرتے ہیں۔ان کے متعدد دیہات ہیں جن میں سے بیشتر کی حالت کافی بہتر ہے۔جس جگہ وہ پورے گاؤں کے مالک نہیں وہاں چھپروں کے علیحدہ جھنڈ میں مرکزی آبادی سے کچھ فاصلے پر رہتے ہیں۔ جنگلی سور پکڑنے میں وہ بڑے ماہر ہیں۔لیکن سیلاب زدہ زمینوں پر جنگل کاٹنے میں وہ کہیں زیادہ آگے بڑھ گئے ہیں۔اگرچہ وہ جفاکش ہیں لیکن اس کے باوجود زمینوں پر کاشتکاری کو ترجیح دیتے ہیں۔وہ جھگڑالو، چھوٹی موٹی چوریوں کے عادی، درمیانے قد کاٹھ اور گٹھیلے بدن والے ہیں۔

بنجاروں کا ایک بہروپ قبیلہ ہے یا جیسا کہ انہیں پنجاب میں لبانہ کہا جاتا ہے۔ستلج کے لبانے اور ماہتم آپس میں قریبی مماثلت رکھتے ہیں۔

ماہرا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ماہڑوال......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

ماہل......ایک چھوٹا سا جٹ قبیلہ جس کا مرکز جالندھر اور امرتسر میں ہے۔ان کا جدامجد مالوہ میں

مودی کا ایک راجپوت بتایا جاتا ہے۔

ماہل......شاہ پور میں زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلچہ۔

ماہی......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ماہی گیر......مچھلیاں پکڑنے والے کے لیے فارسی اصطلاح۔

متر......امرتسر زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

مَترو......ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

مِترُو......جٹ رتبے کا ایک قبیلچہ جو ملتان ضلع میں میلسی کے شمال میں کچھ دیہات میں آباد ہے۔ یہ بھٹی ماخذ کے دعویدار ہیں۔ ان کا مورث اعلیٰ کوئی 200 سال قبل بیکانیر سے آیا تھا۔

مِتھی......ڈیرہ اسماعیل خان کے پہاڑ پور علاقہ میں ایک چھوٹا سا قبیلہ۔ ان کی تعداد 300 نفوس ہے۔

مِتھے......منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

متی......امرتسر میں زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔

مُتی......منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو کمبوہ قبیلچہ۔

مِتیانا......ہندُور (نالہ گڑھ) میں کنیتوں کی ایک شاخ۔

مٹ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مٹو......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مِٹھا یا متھا......چوبا برہمنوں کی ایک شاخ جو نابھا کی باول نظامت تک ہی محدود ہیں۔

مجذوب......(دیکھیں "آزاد")۔

مجواتھا......سلہوریہ یا سلیریا راجپوتوں کا ایک قبیلچہ۔

مجوکا......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

مجھیانا......منٹگمری اور شاہ پور میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

مجھیرو......کنیتوں کی ایک شاخ جو کہلور کے 23 ویں راجا نریندر کے وزیر اور چھوٹے بھائی میاں مِٹھو کی اولاد ہیں۔

مچھیرا......مچھلیاں پکڑنے والوں کا قبیلہ۔ یہ بھکر کے قریب دریائے سندھ تک ہی محدود معلوم

ہوتے ہیں۔ یہ راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہیں۔ وہ کاتک اور محرم میں بھی شادیاں نہیں کرتے۔ جہیز کم از کم 100 تانبے کے سکّے اور ایک طلائی مہر ہوتا ہے۔ کچھ مقامات پر دلہن سسرال پہنچنے پر دہلیز پر بیٹھ جاتی ہے اور اندر داخل ہونے سے پہلے دو یا تین روپے لیتی ہے۔ وہ شادی کے ایک ہفتے بعد میکے واپس آ کر ایک ہفتہ رہتی ہے اور آٹھویں روز سسرال جاتے وقت سسرالیوں کے لیے اناج لے جاتی ہے۔

مخدوم، (مخدومانہ)......''جس کی خدمت کی جائے۔'' کسی مسلمان بزرگ کی درگاہ کا سربراہ جو عموماً متعلقہ بزرگ کی نسل سے ہی ہوتا ہے۔ اگرچہ مخدوم دربار یا درگاہ کا سارا انظام چلاتا ہے لیکن وہ بمشکل ہی ایک پیشوا ہے۔ یہ لقب صرف بڑی زیارت گاہوں کے سربراہوں کے لیے ہی استعمال ہونا چاہیے، لیکن حالیہ ادوار میں متعدد چھوٹی درگاہوں کے منتظمین اور مقدس زیارت گاہوں سے منسلک خاندانوں نے بھی خود کو مخدوم کہلوانا شروع کر دیا ہے۔ تمام مخدوم قریشی یا سید ہیں یا اس کا دعویٰ کرتے ہیں۔

محمد خیل......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

مداری......''زندہ شاہ مدار'' کے پیروکار ہیں جو اودھ میں مکن پور کا مشہور و معروف بزرگ ولی تھا۔ اس کا نام بازی الدین شاہ اور اسلام قبول کرنے والا یہودی تھا جو 1050ء میں (aleppo) حلب کے مقام پر پیدا ہوا اور کہا جاتا ہے کہ وہ مکان پور میں 383 برس کی طویل عمر گزار کر ایک شیطان کو اس جگہ سے باہر نکالنے کے بعد فوت ہوا۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کچھ اسے اب بھی زندہ سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں رسول اللہؐ نے اسے سانس لیے بغیر زندہ رہنے کی قوت عطا کی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے ماننے والوں کو کبھی آگ نہیں جھلسا سکے گی۔ اور وہ زہریلے سانپوں اور بچھوؤں سے محفوظ رہیں گے۔ ان میں زہر کا تریاق کرنے کی قوت موجود ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کے مزار میں داخل ہونے والی عورتیں زبردست درد اور اذیت میں گرفتار ہو جاتی ہیں، جیسے انہیں زندہ جلایا جا رہا ہو۔

وہ انبالہ، لدھیانہ، جالندھر، ہوشیار پور اور سیالکوٹ میں ملتے ہیں۔ مغربی پنجاب میں ان کے بارے میں کم ہی لوگ جانتے ہیں۔ وہ اپنے بال گوندھ کر جوڑا بناتے اور مسلمان سلسلوں کے بے سہارا فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو کسی مسلک، مذہب، ضابطۂ حیات کو نہ ماننے کے

باوجود خود کو مسلمان کہتے ہیں۔

مڈوکے......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

مِدھ......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

مدہ......امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

مدھول......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

مدھے......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھول قبیلچہ۔

مڈیر......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مذبی (مذہبی)......ایسا چوہڑا جو سکھ ہو گیا ہو۔ ان کی تفصیل کے لیے دیکھیں ''پنجاب کی ذاتیں'' (صفحہ 653-54)۔

مراثی......(دیکھیں ''میراثی'')۔

مرالی......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

مرانا......منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

مرائی......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مرجانا......سیالوں کا قبیلچہ۔

مُردانا......بلوچ کی ایک مرکزی شاخ جو ملتان سے لاہور جانے والی شاہراہ پر، گوگیرہ اور ہڑپہ کے درمیانی علاقے میں آباد ہیں۔ سیالوں کا ایک قبیلچہ بھی اس نام کا ہے۔

مرریا مرار......گجرات میں سوم بنسی راجپوتوں کی ایک شاخ۔ وہ عہد اکبری میں سامانا سے ہجرت کر کے وہاں آئے۔ وہ آپس میں شادیاں کرتے لیکن سیدوں اور چھوں کو بھی بیٹیاں دیتے ہیں۔

مرکندا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مرکھا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مرکے......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

مرّل......لگتا ہے کہ مرّل جھنگ میں کسی دور میں اب سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتے تھے۔ ان کا وطن جھنگ ہی ہے۔ وہ اصلاً چوہان راجپوت ہونے کے دعویدار ہیں اور عہد اکبری میں بالائی

چناب سے یہاں آئے۔ وہ بہادر لوگ ہیں مگر مویشی چوری کی وجہ سے بدنام اور خراب کاشتکار ہیں۔

مرل...... بہاولپور میں ایک قبیلہ۔ ان کا مورث اعلیٰ مرل چوہان راجپوت تھا، جو دہلی سے ہجرت کر کے سندھ میں آباد ہوا۔ اس کے تین بیٹے تھے مگر ان سبھی کی اولاد مرل کہلاتی ہے۔ میراثیوں کی بیان کردہ روایت کے مطابق جوتشیوں نے ایک چوہان کو بتایا کہ چوہان خاندان میں ایک ایسا بیٹا پیدا ہوگا جو اس کی سلطنت کو تباہ کر دے گا۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اب کے بعد چوہانوں میں پیدا ہونے والے تمام بچوں کو مار ڈالا جائے۔ لیکن مرل کی ماں نے اسے ایک ڈرم میں چھپا دیا۔ پنجابی میں لپیٹنے کو مڑھنا کہتے ہیں۔ اسی لیے مرلوں کا یہ نام پڑ گیا۔ اس کا خاندان بھاگ کر سندھ چلا گیا۔

مروت...... تقریباً ساری لکی مروت تحصیل میں آباد ہیں، یعنی سندھ پار کوہ نمک اور وزیری پہاڑیوں کے درمیانی علاقے کا جنوب مشرقی نصف اور سارا وسطی حصہ۔ مروت لوہانی پٹھانوں کے چار بڑے قبائل میں سے ایک ہیں۔ تقریباً 17 ویں صدی کی ابتدا میں دولت خیل لوہانیوں کا مروت اور میاں خیل کے ساتھ جھگڑا ہوا اور انہیں ٹانک سے بے دخل کر دیا۔ مروت کوہ نمک کے پار منتقل ہو گئے اور نیازی کو مشرق کی طرف دریائے کُرّم کے اس پار نکال دیا۔ 1880ء سے پہلے کے 50 برس کے دوران وہ اپنے نقش قدم دوبارہ تلاش کرتے ہوئے کوہ نمک کے اوپر سے جنوب کی طرف ڈیرہ اسماعیل خان میں چلے گئے، جہاں انہوں نے ٹانک کے شمالی گوشے میں کنڈی سے اور پہاڑیوں کے دامن میں اور پنیالہ علاقہ میں بلوچ سے چھین جھپٹ کر کے چھوٹے چھوٹے خطوں پر قبضہ کر لیا۔ ان کے اہم ترین قبیلے موسیٰ خیل، خدا خیل، بہرام اور تپی ہیں۔ چند ایک نیازی ان کے ساتھ وابستہ ہیں جو اس وقت پیچھے رہ گئے تھے جب قبیلہ کا مرکزی اور بڑا حصہ بے دخل کیا گیا۔ ہمارے بارڈر پر ملنے والے افراد میں وہ سب سے زیادہ قانون کے پابند ہیں۔ ان کی عورتیں خانہ نشین نہیں۔

مروک...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو کمبوہ قبیلچہ۔

مرئی...... پشاور میں غلام طبقے کا فرد۔

مری...... ایک منظم بلوچ تُمن جو ہماری جنوبی سرحد سے پرے کے علاقہ پر قابض ہے۔ یہ بالکل

خودمختار یا محض برائے نام قلات کے خان کا ماتحت ہے۔ یہ پنجاب میں نہیں ملتے۔

مریال......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مریانا......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

مڑدک......امرتسر میں زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔

مڑل......ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

مڑہیل......نیازی پٹھانوں کی ایک شاخ جن کا مورث اعلیٰ جام کے آٹھ بیٹوں میں سے تھا۔

مزاری......یہ ڈیرہ غازی خان کے انتہائی جنوبی علاقہ میں آباد ہیں اور صرف وہیں پائے گئے۔ پہاڑیاں ان کی مغربی اور دریا مشرقی حد ہے۔ ان کا علاقہ سندھ کی سرحد میں جیکب آباد کے اندر تک اور شمال کی جانب عمرکوٹ اور درہ پٹوک تک کھنچا ہوا ہے۔ روجھان ان کا صدر مقام ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سترہویں صدی کے تقریباً وسط میں ان کی سندھ کے چانڈیا سے لڑائی ہوئی اور وہ وادی سیاہاف اور مراؤ میدان میں نکل گئے اور اس پہاڑی علاقہ میں جس کے مغرب میں اب بگٹی قابض ہیں۔ لیکن زیریں میدانوں میں زمینوں کے عطیات حاصل کرتے ہوئے مرحلہ وار مشرق میں دریا کی طرف منتقل ہوتے گئے۔ اس کے عین پیچھے شمبانی علاقہ ہے۔ قبیلہ اپنی نسل جلال خان کے بیٹے ہوت سے قرار دیتا ہے۔ یہ قبیلہ چار بڑے قبیلچوں رُستمانی، میدانی، بالاچانی اور سرگانی میں تقسیم ہے۔

مڑو......منٹگمری میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

مستانہ......مسلمان فقیر۔

مستانی......فقیروں کا ایک فرقہ۔ وہ پاؤں میں گھنگھرو پہن کر گلیوں بازاروں میں ناچتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ ایک گھر سے صرف ایک لقمہ خیرات لیتے ہیں۔

مُستدی (یا مُسدی)......اکاؤنٹینٹ کے لیے اصطلاح۔

مستیانا......منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

مِسر......جہلم میں برہمنوں، بالخصوص دو برہمن خاندانوں کا لقب جو سکھ عہد میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔

مُسریا......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

مُسلا...... سکھ جذبۂ نفرت کے ساتھ مسلمانوں کو مُسلا کہتے ہیں۔ اسی طرح مُسلکا، مُسلکڑ اور مُسلٹا بھی مستعمل ہیں۔

مسن...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مسند، مسندُو...... سکھ بھگتوں کی ایک تنظیم۔ لگتا ہے کہ گوروؤں نے انہیں مذہبی نذرانے جمع کرنے کا کام سونپا تھا اور انجام کار ان کی چیرہ دستیاں ہی ان کی تباہی کا باعث بن گئیں۔ البتہ ان کے چند ایک خاندان اب بھی کہیں کہیں ملتے ہیں۔

مسّن کے...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

مسوان...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مسوکے...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

مُسیانی یا مُوسیانی...... نیازی پٹھانوں کی ایک شاخ، خاکو کی نسل ہے۔

مُشانی...... نیازی پٹھانوں کی خاکو شاخ کا ایک قبیلچہ۔ یہ کوہاٹ کے کوہ نمک اور دریائے سندھ کے درمیانی علاقے میں آباد ہیں (عیسیٰ خیل کے جنوب میں)۔

مِشوانی...... پٹھانوں کا ایک قبیلہ جنہوں نے اپنا اندراج بطور سید بھی کروایا، کیونکہ وہ خود کو ایک سید باپ اور کاکڑ عورت کی اولاد بتاتے ہیں۔ وہ ہزارہ کے کاکڑوں سے وابستہ ہیں۔

مشہدی...... امرتسر اور منٹگمری میں زراعت پیشہ سید قبیلچہ۔

مِشوانی...... محمد گیسو دراز کے چار بیٹوں میں سے ایک مشوانی کی اولاد۔ یہ پٹھان قبیلہ خود کو سید بتاتا ہے۔ مشوانی کی بیوی ایک کاکڑ عورت اور کاکڑ کی بیٹی یا پوتی تھی۔ تاہم دیگر سادات مشوانیوں کے ساتھ ازدواج نہیں کرتے۔ وہ ہزارہ میں ملتے ہیں۔

مُصلہ نشین...... مُصلے یعنی جائے نماز پر بیٹھنے والا۔ بالخصوص ان عورتوں کو کہا جاتا ہے جو شادی نہیں کرتیں بلکہ اپنے والدین کے گھر میں ہی مذہبی زندگی گزارتی ہیں۔

مُصلّی...... (مُسلّی زیادہ درست تلفظ ہے)۔ مغربی پنجاب کا مسلمان چوہڑا۔ لاہور کے مغرب میں تقریباً سبھی چوہڑے مسلمان ہیں اور انہیں اکثر مصلّی یا کتانہ کہا جاتا ہے۔ ایک لحاظ سے یہ دونوں اصلاحات ہم معنی ہیں، لیکن کتانہ کا استعمال خاص طور پر جنوب مغرب اور مُصلّی کا شمال مغرب میں ہوتا ہے۔ متعدد علاقوں میں مسلمان چوہڑا اس وقت تک چوہڑا ہی کہلاتا ہے

جب تک وہ مُردار کھاتا یا فضلہ صاف کرتا رہتا ہے۔ یہ عادات ترک کرنے پر ہی اسے ''مُصلّی'' ہونے کا اعزاز دیا جاتا ہے۔ مُصلّی کو چوہڑے سے واضح طور پر ممتاز خیال کیا جاتا ہے۔ تاہم سرحدی قصبات کا مُصلّی فضلہ صاف کرتا ہے۔ پشاور بارڈر پر مُصلّی گورکن کے ساتھ ساتھ جھاڑو کش بھی ہے اور کچھ جگہوں پر اسے شاہی خیل بھی کہتے ہیں۔ اس اصطلاح کا لفظی مطلب ''عبادت گزار'' ہے۔ اسلام قبول کرنے والا مہتر خود کو ''نومسلم'' کہلاتا ہے۔ اسے مذہب میں داخل ہونے کے لیے نہا دھو کر نئے کپڑے پہننے کے بعد پانچ مرتبہ کلمہ پڑھنا ہوتا ہے۔ پھر وہ اونچی آواز میں توبہ کہتا اور تین بار قسم کھاتا ہے کہ کبھی بھی اپنے پرانے عقیدے کی جانب واپس نہیں جائے گا۔ تب مولوی ایک برتن میں سے پانی پینے کے بعد باقی اسے پلا دیتا ہے۔ یوں وہ مسلمان قرار پاتا ہے۔

مغل (مُگل)...... مغل خاص یا منگول ایک ہی نام کی دو مختلف صورتیں ہیں۔ یہ دونوں بابر کے ہمراہ پنجاب میں آئے یا اس کی اولاد کے دور حکومت میں اس جانب کھنچ آئے۔ دہلی کے نواح میں ان کی سب سے زیادہ تعداد ملی جو اس سلطنت کا صدر مقام تھا۔ مجھے یقین ہے کہ مشرقی پنجاب میں اپنا اندراج مغل کرانے والوں کی ایک بہت بڑی اکثریت کا تعلق درحقیقت اس نسل سے ہے۔ راولپنڈی ڈویژن اور بالائی سرحد میں یعنی مغل فوجوں کے راستے کے ساتھ ساتھ بھی وہ کافی تعداد میں ہیں۔ وہاں انہیں پنجاب کے میدانوں کی نسبت زیادہ قرابت دار لوگ ملے۔ لیکن جیسا کہ اب وضاحت کی جائے گی، ان علاقوں میں مغلوں کی تعداد اس سے بہت کم ہے جو ہمارے اعداد و شمار دکھاتے ہیں۔ مسٹر مونکٹن نے مغلوں کو یوں بیان کیا: ''وہ ایک ناخوش نسل ہیں، تفاخر سے پھولی ہوئی۔ وہ سیدوں کے علاوہ باقی تمام طبقات سے، اور یہاں تک کہ ان کا ہر ہر رکن کنبہ خود کو اپنے پڑوسی سے بالاتر کہتا ہے۔ اعلیٰ نسل ہونے کے باوجود قبیلچوں کے معاملہ میں وہ خسارہ میں رہے۔ ان کے ہم سر تسلیم کیے جانے والے چبوں اور گکھڑوں جیسے لوگ ان کو حقیر جانتے ہیں، لیکن وہ خود کبھی بھی پست طبقات کی طرف نہیں جھکیں گے۔ نتیجتاً سماجی تعلقات اکثر معطل ہو کر رہ جاتے ہیں۔'' یہ بیان اتنی ہی درستگی کے ساتھ دہلی علاقہ کے مغلوں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ سرحد پر بھی مغلوں کو کوئی نیک نامی حاصل نہیں۔ ''راجپوت کاشتکار پر ظلم کرتا ہے اور کاشتکار دھرتی پر'' اور پھر: ''مغلوں کے رقعوں

پر اعتبار نہ کرو۔ ان کے رقعوں سے پہلے فوجیں آجاتی ہیں۔"

صوبہ بھر میں مغل بہت وسیع پیمانے پر بکھرے پڑے ہیں لیکن دہلی کے علاوہ مغربی اضلاع خصوصاً راولپنڈی، جہلم اور ہزارہ میں ان کی کافی تعداد ہے۔ مقامی طور پر قبائلی ناموں سے شناخت ہونے والے کچھ ایک (جو ان کی کافی بڑی تعداد ہیں) کا تعلق زراعتی قبائل سے ہے، مثلاً گکھڑ، ستی، گھیبا وغیرہ، جنہوں نے یقیناً مغل ہونے کا بے بنیاد دعویٰ کیا۔ ان میں سے متعدد پر بات ہو چکی ہے، لیکن سب سے بڑھ کر پست ذات افراد میں واضح طور پر دہلی، راولپنڈی اور پشاور ڈویژنوں تک محدود ایک بالکل ویسا ہی رجحان ہے جیسا صوبہ بھر میں خود کو شیخ کہنے کا۔

میجر ویس کی رائے میں اسلام قبول کرنے والے جٹ اکثر و بیشتر مغل کا لقب اختیار کر لیتے ہیں۔ حقیقی مغلوں میں سے صرف چغتائی اور برلاس کی نمائندگی پنجاب میں کافی زیادہ نظر آتی ہے۔ اس طور درج کیے گئے افراد غالباً حقیقی مغل ہیں۔

پنجاب کی نسلیات میں یہ سوال کافی اہم ہے: "بابر کے عہد سے کافی عرصہ پہلے انڈیا میں داخل ہونے والے مغل لشکروں کا کیا بنا؟" طبقات ناصری کا مصنف مغلوں کی لوٹ مار اور دہشت کی اندوہناک تصویر پیش کرتا ہے۔ تاہم برنیئر نے اورنگزیب کے عہد میں مغل کی اصطلاح کی اہمیت پر خاطر خواہ روشنی ڈالی۔ وہ بتاتا ہے کہ مغل گوری رنگت کے مسلمان ہیں یعنی فارسیوں، ترکوں، عربوں اور ازبکوں جیسے۔ وہ عموماً کمان استعمال کرتے ہیں۔ اس کے مطابق "عظیم موگول" ہندوستان میں غیر ملکی ہے اور گرد و پیش کے لوگ اس کے دشمن ہیں۔ اب دربار میں کوئی اصلی موگول موجود نہیں۔ سفید رنگت کی تمام نسلوں کو موگول کہہ دیا جاتا ہے۔ تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہندوستان میں مغلوں کی تیسری یا چوتھی پشت کے نسبتاً سانولے افراد کا زیادہ احترام نہیں کیا جاتا اور نہ ہی انہیں سرکاری عہدوں پر فائز کیا جاتا ہے۔ وہ پیدل یا گھوڑ سوار دستوں میں بطور پرائیویٹ سپاہی بھرتی کر لیے جانے پر ہی مطمئن ہیں۔

مکول...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

مکوما...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

مکل...... ساری ریاست بہاولپور میں تھوڑی سی تعداد میں ملنے والا قبیلہ۔ یہ پیشہ کے لحاظ سے لوہار

ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ وہ پہلی صدی ہجری میں مکہ سے ہجرت کر کے سندھ آئے۔

مگسی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

مگھ......انبالہ کی نارائن گڑھ تحصیل میں ایک چھوٹی سی ذات۔

مگھیانا......سیالوں کی ایک شاخ جس کے نام پر جھنگ مگھیانا کا نام ہے۔

مکیانا......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

مگے......امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

مل......منٹگمری میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

مُلّا......مُلّا یا مولوی مسلمان پروہت ہے۔اسے مولانا یا مُلوانا بھی کہتے ہیں۔ان کا تعلق کسی بھی قبیلے سے ہوسکتا ہے۔جھنگ بار میں وہ نومولود بچے کے کان میں ''بانگ'' دینے کے لیے ایک یا دو روپے لیتے ہیں۔اس کے علاوہ شادی کے موقع پر لڑکے اور لڑکی دونوں کے یا صرف لڑکی کے والدین بھی اسے پیسے دیتے ہیں۔وہ مُردے دفنانے اور جنازہ پڑھانے کے عوض نقد رقم یا اناج لیتا ہے۔

ملّاح......ملاح پنجاب کا کشتی ران ہے اور قدرتی طور پر ان اضلاع میں کثیر تعداد میں ملا جہاں کشتی رانی کے لیے دریا کی طوالانی زیادہ ہے۔دریائے سندھ پر اس نے خود کو عموماً جٹ بتایا۔ تقریباً ہر جگہ پر اس کی ذات جھینور اور مذہب اکثر و بیشتر اسلام ہے۔تاہم، مسٹر ولسن کو یقین ہے کہ سرسا میں ستلج پر زیادہ تر ملاح جھبیل ذات کے ہیں۔وہ کشتی رانی کے مخصوص کام کے ساتھ ساتھ اکثر اپنی ذات کے کچھ دیگر عام پیشے بھی اپنا لیتا ہے، مثلاً ماہی گیری، یا سنگھاڑے کی کاشت۔البتہ وہ دیہی خدمت گار نہیں۔خود کو مہانا، تارو یا درین بتانے والوں کو بھی ملاح کے تحت شامل کیا گیا۔

لاہور اور پشاور میں مہانا کے لیے کوئی علیحدہ اندراجات نہیں کیے گئے۔انہیں سندھ کا مچھیرا بتایا جاتا ہے۔لیکن کم از کم پنجاب میں وہ اتنا ہی مچھیرا ہے جتنا کہ کشتی ران۔سنسکرت میں اس لفظ کا مطلب پانیوں کا سنگم یا دہانہ ہے۔درین اور تارو پہاڑیوں میں پائے گئے جہاں وہ مسافروں کو دشوار گزار پہاڑ عبور کرنے میں رہنمائی کرتے ہیں۔اول الذکر مسلمان اور موخر الذکر ہندو بتائے جاتے ہیں۔لفظ درین کا اصلی مطلب بھینس کی وہ کھال ہے جس پر

لین دین کیا جاتا ہے۔ کھلے لفظوں میں شاید یہ کہا جاسکتا ہے کہ جھینور اور ماچھی زمین پر اور ملاح اور مہانا پانی پر اپنے اپنے پیشے کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور سب کا تعلق ایک ہی ذات سے ہے۔

مُلا غوری...... مشکوک پٹھان ماخذ رکھنے والا قبیلہ۔ وہ آفریدی کے شمال میں کوہستان خیبر کے شمالی علاقے میں آباد ہیں۔ وہ چوریوں کے عادی ہیں مگر چھوٹی موٹی چوریاں ہی کرتے ہیں۔ وہ پہاڑی مہمند کے ساتھ منسلک ہیں، وہ خود کو مہمند سے کمتر تسلیم کرتے اور لال پورہ کے خان کو خراج ادا کرتے ہیں۔

ملان...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ملانا...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ملتانی...... (1) ملتان کا رہنے والا۔ (2) گڑگاؤں میں برتن ساز، کیونکہ وہاں برتن سازی کا زیادہ تر کام ملتان سے آئے ہوئے لوگ ہی کرتے ہیں۔

ملک...... (1) اونٹ پالنے والا۔ لاہور میں، جہاں تمام شتربان بلوچ ہیں، کسی بھی اونٹ والے کو ملک کہا جاتا ہے۔ (2) کھتریوں کا ایک لقب۔ (3) مسلمانوں کا ایک طبقہ۔ (4) گھتوال جٹوں کا ایک لقب جو سروہا راجپوتوں کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں۔ روہتک میں خان پور کلاں اور پانی پت تحصیل کے ملک اب بھی خود کو سروہا راجپوت کہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ گڑھ غزنی سے ہجرت کر کے آئے، لیکن یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ گڑھ غزنی کس جگہ واقع ہے۔

ملکا...... (1) کھرل قبیلہ، (2) منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان قبیلہ۔

ملک دِین...... زیریں میرانزئی، کوہاٹ کی آبادیوں میں آفریدیوں کی ایک کثیر التعداد شاخ۔

ملکیار...... ہزارہ کے ہری پور میدان میں آباد ترینوں کی ایک شاخ۔ وہ تُور اور سپین کے ایک بھائی ملک یار کو اپنا جد امجد بتاتے ہیں۔ لیکن تُور ترین انہیں اپنی شاخ نہیں مانتے۔

ملن ہانس...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ملنے...... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

ملوائی...... مالوہ (ستلج کا جنوب) کا باشندہ۔

ملوترا......سیالکوٹ میں ایک راجپوت قبیلہ۔

ملوو......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

ملہہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ملہی......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ملھی......سیالکوٹ اور جنڈ میں ایک جٹ قبیلہ۔ سیالکوٹ کے ملھی سروہا راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتے اور کہتے ہیں کہ ان کا مورث اعلیٰ ملھی گڈریوں کے طور پر اپنے سات بیٹوں کے ہمراہ پنجاب میں آیا۔ ان سات بیٹوں نے متعدد مُہینوں کی بنیاد رکھی۔ وہ تین پشتوں تک خانہ بدوشی کی زندگی گزارتے رہے اور ملھی کی چوتھی پشت میں مِیلمبر نے قصور کے قریب اچرک کی بنیاد رکھی۔ ان کی رسوم گورایوں والی ہی ہیں۔ ان کے برہمن ہنوترے، میراثی گجر اور نائی رُبپین ہیں۔ وراثت کی منتقلی میں چونڈاونڈ پر عمل کیا جاتا ہے۔ امرتسر اور گوجرانوالہ میں بھی ان کی بستیاں ہیں۔ گوجرانوالہ میں نارنگ ابن ورسی ہمایوں کے عہد میں آباد ہوا اور ایک وِرک دوشیزہ سے شادی کی۔ لڑکی کو جہیز میں زمین ملی۔

ملّی......امرتسر کے علاوہ لدھیانہ میں بھی ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ انہیں اکثر ملھی کے ساتھ گڈمڈ کر دیا جاتا ہے۔ سیالکوٹ میں ان کی سات مُہینیں بتائی جاتی ہیں۔

ملیارُو......کنیتوں کی ایک شاخ۔ یہ کہلور (بیلاس پور) کے راجا چند کے تیسرے بیٹے کی اولاد ہیں" جو ایک کاشتکار لڑکی سے شادی کرنے کے باعث راجپوت کے عہدے سے گر گیا تھا۔ ایک اور بیان انہیں کہلور کے راجا کاہن چند کے تیسرے بیٹے تیغ کی اولاد بتاتا ہے۔

ممبر......منٹگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔

ممدانا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

ممر......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ممرا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ممرائے......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ممرہا......ملتان میں زراعبت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ممند......امرتسر میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلہ۔

ممیرا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

منج...... سارے دامن کوہ راجپوتوں میں منج سب سے زیادہ وسیع پیمانے پھیلے ہوئے ہیں، بشرطیکہ ہمارے اعداد و شمار درست ہوں۔ وہ جالندھر کے جنوب مغربی اور ضلع لدھیانہ کے شمال مغربی حصے میں آباد ہیں، اور تمام ملحقہ اضلاع و ریاستوں میں بھی پائے گئے۔ ان میں سے کوئی 9000 ضلع راولپنڈی میں ہیں۔ یہ آخری اس ضلع کے الپیال ہیں جنہوں نے خود کو منج الپیال بتایا۔ لیکن ان کا ماخذ بھی لدھیانہ یا جالندھر والے منج والا ہی ہے یا نہیں، اس بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ منج خود کو بھٹی راجپوت اور سیالکوٹ کے راجا رسالو کے باپ راجا سلواہن کی نسل سے کہتے ہیں۔ دو منج راجپوت شیخ چاچو اور شیخ کلچی کا لدھیانہ کے جنوب مغرب میں ہتوڑ کے مقام پر آباد ہونا کوئی 600 سال پہلے بتایا جاتا ہے جس کے بعد ان کی اولادیں نواحی علاقوں میں پھیل گئیں۔ اور جالندھر کی روایات اسی خطے پر ان کی تسخیر علاؤالدین خلجی کے دور میں بتاتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اُچ کے مخدوم شاہ جہانیاں (وفات 1383ء) نے شیخ چاچو کو مسلمان کیا۔ لگتا ہے کہ اگر اس روایت کی کوئی حقیقی بنیاد ہے تو اس سے مراد علاؤالدین سید ہو گا۔ سلطنت دہلی ختم ہونے کے بعد تلونڈی اور رائے کوٹ کے منج رئیس نے ستلج کے جنوب میں ایک وسیع و عریض حاکمیت قائم کی۔ حتیٰ کہ سکھوں اور رنجیت سنگھ نے اسے شکست دے کر تابع کیا۔ اس سے بھی پہلے کوٹ عیسیٰ کے منج نے سلاطین کے دور میں خاصی اہمیت حاصل کر لی تھی۔ منج ستلج کے شمال میں اپنا اثر و رسوخ قائم کرنے میں کبھی بھی کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ لیکن وہ تلوان، نکودر اور ملسیان کے ارد گرد ضلع جالندھر کے جنوب مغرب میں علاقے کے ایک بڑے حصے پر آباد ہیں۔ مغلوں کے دور میں اس علاقے کا بیشتر حصہ ان کی جاگیر میں تھا لیکن تارا سنگھ گھیبا اور سندھانوالہ نے اسے بیدخل کر دیا۔ اگرچہ منج شیخ چاچو کے دور سے بعد ہندو ہی تھے، لیکن اب وہ سب مسلمان ہیں۔ ان کے شجرۂ نسب کے ماہرین جالندھر کے بھٹی کی طرح پٹیالہ میں رہتے ہیں۔ آئین اکبری میں منج کو غلط طور پر مئین لکھا گیا۔ اس نام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا تعلق زیادہ درست طور پر لدھیانہ کے غوریواہا سے ہے۔ فیروز پور کے منج اب بھی بیوہ کی شادی (کریوا) کی اجازت نہیں دیتے۔

منجوتھا...... جٹ قبیلہ جس کا کہنا ہے کہ وہ بلوچ کے ہمراہ مکران سے آیا۔ یہ ڈیرہ اسماعیل خان

کی سانگھڑ تحصیل میں ملتا ہے۔ اُرول کی طرح یہ بھی شادی کے معاملہ میں بلوچ روایت پر عمل پیرا ہے۔

منجوٹھ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

منداہار......منداہار تقریباً کرنال کے نارد ک انبالہ اور پٹیالہ کی نواحی حصے تک ہی محدود ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ایودھیا سے جنڈ آئے، چندیل اور برار راجپوتوں کو بیدخل کیا، جو شوالکوں اور اس پار گھگر کے خطوں میں بالترتیب آباد تھے۔ تب انہوں نے پٹیالہ میں کیلائیت کے مقام پر اپنا مرکز متعین کیا اور جنڈ میں سفیدون اور کرنال میں اسندھ چھوٹے مرکز بنائے۔ وہ کم و بیش اس خطہ کے تنوار اور راجپوت کے درمیان آباد ہیں۔ لیکن حال ہی میں چوہان کے نیچے جمنا کے کنارے (ضلع کرنال میں) پر پھیل گئے ہیں، اور ان کا مقامی مرکز گھروندا ہے۔ وہ ان علاقوں میں چوہان کی بعثت سے پہلے کے آباد تھے۔ فیروز شاہ نے پٹیالہ میں سامانا کے مقام پر انہیں سکھلایا۔ منداہار، قندھار، شنکروال اور پنیہار راجپوتوں کو رام کے بیٹے لاوا کی نسل سے بتایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ سورج بنسی راجپوت ہوئے۔ کم از کم کرنال میں تو وہ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔

مندل، مڑہل......ایک قبیلہ جو پٹیالہ میں سامانا سے آیا اور اب کرنال میں ملتا ہے۔

مندنر......(1) یوسف زئی پٹھانوں کی ایک شاخ جو دریائے کابل کے شمال میں پشاور میدان پر آباد ہے۔ (2) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلہ۔

مندوخیل......پٹھانوں کی قدیم ترین شاخوں میں سے ایک، لیکن ان کی تعداد زیادہ نہیں۔ یہ مندو ابن اسماعیل عرف غورغشت کی اولاد ہیں۔

منڈ......جہلم میں ایک قبیلہ جسے بطور اعوان شمار کیا گیا۔

مَنڈ......امرتسر اور ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

مُنڈا......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

مُنڈا یا مُونڈا...... ہندو مرتاضوں کا ایک فرقہ جو جسم کے تمام بال، حتیٰ کہ بھنویں بھی مونڈھ دیتے ہیں۔ اورنگزیب کے دور میں ایک جادوگرنی کے کہنے پر انہوں نے دہلی پر چڑھائی کی اور اپنے خلاف بھیجے گئے 10,000 شاہی گھوڑ سواروں کو بھگا دیا، لیکن آخرکار انہیں مطیع کر لیا گیا۔

منڈن...... منٹگمری اور امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

منڈیے...... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

منگٹ، مانگٹ...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ یہ لدھیانہ اور پٹیالہ کے ملحقہ حصے میں بھی ملتے ہیں۔

منگر...... جھنگ بار کا ایک پرانا قبیلہ۔

منگل...... ایک پٹھان قبیلہ جسے بنوچی نے بنوں سے نکالا۔ غالباً اب انہیں منگلی کہتے ہیں۔

منگلا...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

منگن...... منٹگمری اور ملتان میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

منگئی...... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

منگیرا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

منماہر...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

منن...... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

منوالے...... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

منہاس...... جموں سرحد کے سارے علاقہ میں کافی بڑی تعداد میں ملنے والے راجپوتوں کا ایک قبیلہ (یعنی راولپنڈی، جہلم، سیالکوٹ اور گورداسپور وغیرہ میں)۔ وہ رام چندر کی نسبت سے سورج بنسی ہونے کے دعویدار ہیں۔ ان کے اجداد میں سے ایک اُکل گھر دوآب (سیالکوٹ) میں آباد ہوا۔ اس کے بیٹے جُمولاچن نے مدرادیس کے راجا چندرہنس کو شکست دی اور موجودہ جموں شہر بسایا۔ کشمیر کا موجودہ حکمران خاندان اسی کی نسل سے ہے۔ شاہی خاندان کے ایک رکن ملن ہنس نے کاشتکاری شروع کی اور اپنا مقام کھو بیٹھا اور اس کی اولاد منہاس کہلانے لگی۔

منہاس کی ہجرتوں کے بارے میں متنوع روایات ملتی ہیں۔ ایک رائے کے مطابق ان کا مورث اعلیٰ ایودھیا سے آیا۔ جموں فتح کیا اور یہاں اسی نام کا ایک شہر بسایا۔ کچھ کہتے ہیں کہ اس تسخیر سے قبل وہ سیالکوٹ میں رہتے تھے۔ کچھ کے مطابق وہ پہلے کشمیر گئے، پھر سیالکوٹ آئے اور وہاں سے جموں کی طرف۔ اس سارے قبیلے کا پرانا نام جموال لگتا ہے، لیکن اب اس

کا استعمال صرف اس شاہی شاخ کے لیے مختص ہے جو کھیتی باڑی نہیں کرتی اور کاشتکار بھائی بندوں کو بہ نظر تحقیر دیکھتی ہے۔ یہی کاشتکار منہاس کہلاتے ہیں۔ منہاس لوگ سلہریا اور نواح کے دیگر درجہ دوم راجپوتوں کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ زیادہ تر منہاس ہندو ہیں (بالخصوص دریائے جہلم کے اِس طرف کے خطے میں)۔ وہ مکلاوا کے موقع پر بکرے کے سر پر پانی ڈالتے اور سمجھتے ہیں کہ بکرے کے سر ہلانے سے ان کے آباؤ اجداد کو سکون مل رہا ہے۔ ہوشیار پور کے کچھ منہاس مسلمان ہیں۔ انہوں نے کپڑا بننے کا پیشہ اختیار کر لیا۔ اس لیے شیخ کہلاتے ہیں۔ دیگر راجپوت اب بھی ان سے ملتے اور انہیں بھائی کہہ کر بلاتے ہیں، مگر ان کے ساتھ باہمی شادیاں نہیں کرتے۔

منیار......ایک پیشہ ورانہ اصطلاح۔ مشرقی اضلاع کا منیار ایسا شخص ہے جو عموماً دیہات میں گھوم پھر کر کانچ کی چوڑیاں اور دیگر اشیا بیچتا ہے۔ باقی سارے پنجاب میں کسی بھی پھیری فروش کو منیار کہتے ہیں۔ منیاری بیچنا کا مطلب گھوم پھر کر چھوٹی موٹی اشیاء بیچنا ہے۔ بساطی، کھوجا، پراچہ، بنجارہ اور منیار خوانچہ فروش یا پھیری والے کے لیے مختلف علاقوں میں مختلف اصطلاحات ہیں۔

منیس، مانیس......زیادہ تر مسلمان جٹوں کا ایک قبیلہ جو منٹگمری میں نالہ ڈیگ کے ساتھ ساتھ ملتے ہیں۔ کچھ ایک منیس ہندو یا سکھ ہیں۔ وہ سیالکوٹ کے راجا سلواہن کے پوتے مانیس کی نسبت سے راجپوت ہونے کے دعویدار ہیں، لیکن ان کی حکایات میں مانیس اور مکہ کے مسلمانوں کے درمیان ایک جنگ کا ذکر ملتا ہے۔ وہ نسلی اعتبار سے بھٹیوں اور وٹوؤں سے منسلک لگتے ہیں۔ گوگیرہ تحصیل میں چاول کی زیادہ تر کاشت وہی کرتے ہیں۔

موتہ......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

موتھا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

موتے......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

موتیے......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

موٹر......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

موچانی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

موچڑ، موچھر......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

موچی......لفظ موچی دراصل ایک پیشے کا نام ہے اور دباغت کار کو دباغت شدہ چمڑے کا کام کرنے والوں سے الگ کرتا ہے۔ موچی صرف چمڑے ہی کی اشیاء نہیں بناتا بلکہ چمڑے کو دانے دار بناتا، اس کی سطح کو رنگ دیتا یا پہلے والا رنگ بدلتا ہے۔ پنجاب کے مشرق میں یہ نام قصبات کے زیادہ ہنر مند کاریگروں کے لیے مستعمل ہے۔ تاہم مغرب میں سیدھے سادھے طور پر ایک مسلمان چمار کو بیان کرتا ہے، اور وہاں موچی وہی کچھ ہے جو مشرق میں چمار۔ اس کا تعلق بھی اسی ذات سے ہے، البتہ تبدیلیٔ مذہب نے (چاہے بہت کم ہی لیکن) اس کی سماجی حیثیت کو بہتر کر دیا۔ وہ عام طور پر کپڑا نہیں بُنتا۔ البتہ ہوشیار پور میں موچیوں کی ایک کثیر تعداد جولاہا بتائی گئی اور دیگر مسلمان اسے مذہبی یا سماجی رفاقت میں قبول نہیں کرتے۔ پنجاب کے مغرب میں ایک چمار یا موچی کی حیثیت اب وہ نہیں جو اسے مشرق میں بطور کھیت مزدور حاصل ہے۔ مغرب میں وہ صرف دباغت کار اور چمڑا مزدور ہے۔ اس کی تعداد اس وقت بہت کم ہو جاتی ہے جب کھیتوں میں کھیت مزدوری کا بہت بڑا حصہ سرانجام دیتا ہے۔ مزید برآں اب وہ خانگی خدمت گاری نہیں کرتا، اور ممکن ہے اس کی بہتر سماجی حیثیت میں یہ امر بھی کارفرما ہو۔ درحقیقت مسٹر کرسٹی بھی کہتے ہیں کہ کوئی چمار چاہے ہندو ہو یا مسلمان، جونہی امور خدمت گاری چھوڑتا اور خود کو صرف چمڑے کے کام تک محدود کر لیتا ہے تو سماجی حیثیت میں اوپر اٹھ جاتا اور زیادہ قابل احترام نام ''موچی'' اپنا لیتا ہے۔ موچی بالعموم اپنی خدمات کی انجام دہی میں وقت کا پابند نہیں اور ایک کہاوت ہے: ''موچی کا کل کبھی نہیں آتا۔''

موچی کا کوئی مترادف نہیں۔ کفش دوز کا مطلب جوتے سینے والا اور سرّاج، شیراج، سیراز یا شیراز کا مطلب گھوڑے کی کاٹھی بنانے والا ہے۔ لدھیانہ میں مسلمان موچی شیخ کہلاتا اور کپڑا بننے کا کام بھی کرتا ہے۔ درحقیقت ذات کا مرکزی پیشہ کپڑا بننا ہی ہے اس لیے عموماً موچی۔ جولاہا کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ لیکن موچی عام مسلمانوں کی طرح گوت سے لاپروا ہو کر شادی کرتے ہیں اور بتایا جاتا ہے کہ وہ جولاہوں یا کسی بھی دیگر ذات میں شادی نہیں کرتے۔ اگرچہ ان میں سے بیشتر مسلمان ہیں، لیکن جنوب مشرقی پنجاب میں ہندو موچی

بھی ملتے ہیں جو چمڑے کے ڈبے اور کاٹھیاں وغیرہ تو بناتے ہیں مگر جوتے نہیں۔ لیکن مسلمان موچیوں میں ایسی کوئی بات نہیں، مسلمان موچی کام شروع کرنے سے قبل حضرت صالحؑ اور حضرت میر کا نام لیتے ہیں جن کے مقبرے عرب میں اب بھی موجود ہیں۔ وہ ہر چھ ماہ بعد ان حضرات کے نام پر غرباء میں مٹھائی بانٹتے ہیں۔ ڈیرہ غازی خان میں ''جام'' موچی کا پیشہ ورانہ خطاب بن گیا ہے۔

موچی منگ...... خوشاب میں بادی یا بازی گر کا مترادف۔

مور...... ایک جٹ قبیلہ یا گوت جو جِنڈ کی سنگرور تحصیل میں ایک گاؤں کا مالک ہے۔

مورارے...... لدھیانہ میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مورن...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

موسیٰ خیل...... (1) امرتسر میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔ (2) میانوالی میں دریائے سندھ کے کناروں پر آباد نیازی پٹھانوں کی ایک شاخ۔ (3) مروت پٹھانوں کا ایک حصہ۔ (4) ونی پٹھانوں کی دو شاخوں میں سے ایک جس کے مزید دو حصے بلیل زئی اور لہر زئی ہیں۔ (5) میدانی مہمند کے پانچ مرکزی حصوں میں سے ایک۔

مُولا...... روہتک میں کچھ جٹوں کو مُولا کہا جاتا تھا جنہیں زبردستی مسلمان کیا گیا۔ وہ اس ضلع کی تینوں تحصیلوں میں بکھرے ہوئے ہیں اور انہیں نہایت پست درجے کے ہندو جٹ بتایا جاتا ہے۔

مومی...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ہندو کمبوہ قبیلچہ۔

مونتھ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مونده...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مونڈی...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مونڈ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مونن...... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

موہانا...... سندھی میں ماہی گیر کا مترادف اور میانی کا متبادل۔ موہانا محض جھیلوں اور ملاحوں کا ایک

پیشہ ورانہ گروپ ہی ہے۔ ڈیرہ غازی خان کے مہانے اپنے نام کے ساتھ میر بہار کا سابقہ لگاتے ہیں۔

موہر......(1) منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔(2) امرتسر میں ایک ڈوگر قبیلچہ۔

موہل......منٹگمری میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

موہنا......منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

مہابرہمن......اعلیٰ یا عظیم، اچاریہ برہمن جو تجہیز و تکفین کی رسوم ادا کرتا ہے۔ چتا جلائے جانے کے بعد وہ متوفی کی چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے اور مرنے والے کے بیٹے اسے اٹھاتے ہیں۔ تب اسے مردہ آدمی کے تمام پہننے کے کپڑے اور چارپائی دے دی جاتی ہے۔

مہاجرین......حضرت محمدؐ کے ہمراہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے والے افراد کی اولاد۔ 1881ء کی مردم شماری میں ضلع کرنال میں 8,560 افراد کا بطور مہاجرین اندراج ہوا، اور وہ بلاشبہ پانی پت سے تعلق رکھتے تھے۔

مہاجن......یہ سود پر رقم دینے والے کے لیے عام اصطلاح ہے۔ لیکن پہاڑیوں میں پہاڑی مہاجن دکانداروں کے ایک پیشہ ورانہ گروہ کی صورت میں ہیں۔ اور ایک حقیقی ذات بننے کی جانب مائل ہیں۔ وہ بنیا اور کائتھ ذاتوں سے تعلق رکھنے والے ان مہاجرین کے باہمی ازدواج سے پھوٹنے والی مخلوط ذات لگتے ہیں جو میدانوں سے آئے اور عمومی طور پر تاجر کلرک ہیں۔ ہزارہ میں مہاجن سے مشکل ہی پہاڑی مہاجن مراد ہے۔ کیونکہ وہ نوکری کرتا، کاشت کاری کرتا، دکان چلاتا اور بطور پروہت بھی خدمات انجام دیتا ہے۔ گورداسپور اور سیالکوٹ میں مہاجن کو کراڑ بھی کہتے ہیں۔

مہاد......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مہار (مُہر)......راجپوت رتبے کا ایک قبیلہ۔ یہ جوئیہ کے بھائی مہار کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے اور منٹگمری میں فاضلکا کے بالمقابل ستلج کے ساتھ ساتھ ملتے ہیں۔ جوئیہ کی طرح وہ بھی بہاولپور سے آئے لیکن انہیں جھگڑالو، بیوقوف، مکار، مویشیوں کے شوقین اور زراعت سے لاتعلق بتایا جاتا ہے۔ جٹ روایات کے برعکس بیٹوں کو چونڈاونڈ کے تحت وراثت میں حصہ ملتا ہے۔

یہ امرتسر اور ملتان میں بھی ملتے ہیں۔

مہارا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

مہان صاحب......رام دیو کا قائم کردہ ایک سکھ فرقہ۔ رام دیو گورو تیغ بہادر کے پیروکاروں اور گھوڑوں کے لیے پانی نکالا کرتا تھا۔ اس کا جوش و جذبہ دیکھ کر ایک روز گورو نے اس سے کہا: ''بھائی، تم تو بارش (مینہہ) کی طرح پانی برساتے ہو۔'' تب سے ہی وہ مہان کہلانے لگا۔ گورو نے اسے بال باندھنے کے لیے اُون کی ایک ڈوری، ٹوپی اور نقارہ دیا تھا۔ وہ سادھو بن کر سکھ مت کا پرچار کرنے لگا۔

مہتر......(1) چترال کے حکمران کا لقب۔ (2) کسی ذات کا سربراہ؛ چوہڑا۔

مہتر ملہی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

مہتوں......راجپوتوں کی ایک شاخ جو برہمنی دھاگا پہنتے اور کھیتی باڑی پر گزارا کرتے ہیں۔

مہتوں......راجپوت مہتہ کے طور پر جانی جانے کی دعویدار ایک ذات۔ متعدد گوتوں کے نام ایک جیسے ہونے کے باوجود مہتم اور مہتوں الگ الگ ذاتیں ہیں۔ مہتوں کو اب بطور راجپوت مہتہ سکھ درج کیا گیا ہے۔ کپورتھلہ میں مہتوں کی روایت کے مطابق راجا جے سنگھ سوائی کے دو بیٹے تھے۔ ایک بیٹے راجا جگنا کا باپ سے جھگڑا ہوا اور وہ پنجاب چلا آیا۔ تب اس نے اپنے جدامجد کے نام پر بنگا درگاہ بنائی۔ مہتوں اصلاً تو ہندو ہیں لیکن اب سکھ مت کی کوئی نہ کوئی صورت اختیار کر چکے ہیں، اور بہت سوں نے اسلام بھی قبول کر لیا ہے۔ ان کے ہاں شادی کے موقع پر ایک بڑی دلچسپ رسم ادا کی جاتی ہے جسے ''سوئمبر'' کہتے ہیں۔ جب دلہا اپنی دلہن کو گھر لاتا ہے تو وہ ایک کانا پکڑ کر چلتا ہے جس پر مکئی کے سٹوں سے بنی سات چھوٹی چھوٹی تھالیاں لٹکی ہوتی ہیں۔ روایت کے مطابق مہتوں راجا جگدیو کا ایک بھائی ڈھول بہت طاقتور تھا اور جب بھی بھائی سے ملنے دربار آتا تو اپنا نیزہ فرش میں گاڑ دیا کرتا تھا۔ راجا جگدیو کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ طاقتور بھائی اسے تاج و تخت سے محروم نہ کر دے۔ اس نے اس بارے میں اپنے وزیر سے بات کی تو اس نے مشورہ دیا کہ قالین کے نیچے لوہے کی سات تھالیاں رکھ دی جائیں تاکہ آئندہ جب ڈھول دربار میں آ کر نیزہ فرش میں گاڑنے کی کوشش کرے تو ناکام ہو جائے۔ ایسا ہی کیا گیا لیکن ڈھول دربار میں آیا اور معمول کے

مطابق بلا وقت اپنا نیزہ گاڑ دیا۔ جگد یو اور اس کے وزیر نے شرمندہ ہو کر ڈھول سے معافی مانگی۔ اسی واقعہ کی یاد میں سات تھالیوں کو کانے میں پرویا جاتا ہے۔ بیوہ کی دوبارہ شادی کے حوالے سے ان کی روایات متنوع ہیں۔ مثلاً ہوشیار پور میں بیوہ عورت اپنے دیور یا جیٹھ سے شادی کرتی ہے (چاہے وہ پہلے سے شادی شدہ ہو)۔ تاہم کپورتھلہ میں وہ جیٹھ سے ہرگز شادی نہیں کر سکتی۔

مہتہ......(1) شملہ پہاڑیوں میں ایک پرگنہ کے انچارج افسر کا لقب۔ (2) پنجابی کھتریوں کی ایک شاخ۔ اس لفظ کا مطلب تولنے والا، میانہ رو یا ثالث ہے۔

مہتیال......جہلم میں بھوں کے مقام پر آباد گدھیوکوں کا ایک خاندان۔

مہدو......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مَہر......بہاولپور کا ایک قبیلہ جو خود کو عرب مورخین کے میڈیوں (Medes) سے جوڑتے ہیں۔

مَہرانا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مہرشہ......برہمنوں کا ایک گروپ جو نابھا کی باول نظامت میں ملتا ہے۔

مہلوکے......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

مُہمند......غوریہ خیل پٹھانوں کی ایک شاخ۔ وہ زیریں یا میدانی مہمند اور بالائی یا برمہمند میں منقسم ہیں۔ میدانی مہمند ضلع پشاور کے جنوب مغرب اور دریا بارا کے جنوب میں ہیں۔ ان کی پانچ شاخیں ہیں: میارزئی، موسیٰ زئی، داویزئی، متی اور سرگانی۔ سارے غوریہ خیل کی طرح ان کے سردار بھی ارباب کہلاتے ہیں جس کا مطلب ''آقا'' ہے۔ یہ نام مغل شہنشاہوں کا عطا کردہ ہے۔ وہ عمدہ اور محنتی کاشتکار ہیں اور ماسوائے آفریدی بارڈر کے باقی تمام مقامات پر امن سے رہتے ہیں۔

برمہمند سولہویں صدی کی ابتداء میں غوریہ خیل سے الگ ہوئے اور دکا کے مقام سے دریائے کابل پار کر کے اس دریا کے شمالی پہاڑی علاقے پر قابض ہو گئے، اور وہاں کے باشندوں کو اوپر کافرستان کی طرف نکال دیا۔ پھر انہوں نے دریائے کابل دوبارہ پار کیا اور دریا کے جنوبی کنارے اور آفریدی پہاڑیوں کے مغرب سے لے کر درہ خیبر کے شمال تک کے علاقے کے مالک بن گئے۔

مَہن......امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

مہنت......کسی بھی ہندو ڈیرے یا مذہبی ادارے کا سربراہ۔

مہنی......سیالوں کا ایک قبیلچہ جو اب تقریباً ختم ہو گیا ہے۔ امرتسر میں اس نام کا ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلہ بھی ہے۔

مہنیش......امرتسر میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

مہنیکے......چدھڑوں کا ایک قبیلچہ جس سے صاحباں کا تعلق تھا۔

مہوتا......ملتان تحصیل میں جٹ قبیلچہ۔ یہ بالاصل سندھ میں عمر کوٹ سے تعلق رکھتے تھے۔

مہی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مہے......امرتسر اور شاہ پور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ یہ ملتان میں بھی ملتے ہیں جہاں انہیں جموں سے آنے والے ایسے زائرین بتایا جاتا ہے جو شاہ جہاں کے عہد میں آباد ہوئے۔

مہیار......نیازی پٹھانوں کی ایک شاخ۔

مُہیال......یہ سارسوت برہمنوں کی ایک ذیلی شاخ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا نام ان سات مُہیئوں یا قبیلچوں کی وجہ سے پڑ گیا جو ان میں شامل ہیں۔ وہ کافی حد تک دامن کوہِ خطہ کوہستان نمک تک محدود ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے آباؤ اجداد نے مغل دور میں اعلیٰ رتبات حاصل کیے جس کے بعد انہوں نے تمام پجاریانہ کام یا مقدس کردار کا دعویٰ کرنا چھوڑ دیا۔ وہ کاشتکاری کرتے ہیں، لیکن خاص طور پر فوج کی نوکری یا کلرکی بھی۔ وہ برہمن کہلانے پر اعتراض کرتے ہیں کیونکہ ہماری فوج میں برہمنوں کی بھرتی ممنوع بتائی جاتی ہے۔ یہ ان کا اپنا بیان ہے، لیکن ہزارہ خاص میں موہیال مُہیال فرائض سرانجام دیتے اور دوسرے برہمنوں کی طرح نذرانے اور دان وصول کرتے ہیں۔ ایک کہانی ان کا نام ''ماوا'' (یعنی متروک) سے ماخوذ بتاتی ہے۔

مہیرا......(1) کہار اور جھنیور ذات کے لیے ایک احترام کا لقب۔ (2) ڈولی بردار۔

مہیسر......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مہیشری......مہادیو کا ایک لقب ہے۔ مہیشریوں کو بانیوں کی ایک شاخ بتایا جاتا ہے۔ ان کا ماخذ غیر واضح ہے۔ انہیں بھابڑوں سے الگ سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ جین مت کے پیروکار نہیں ہیں۔ مہیشری بھی خود کو بانیوں سے الگ ذات بتاتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا مورث اعلیٰ ایک

فقیر کی بے حرمتی کرنے کے نتیجہ میں پتھر بن گیا تھا لیکن مہیش یعنی مہادیو نے اسے دوبارہ حیات عطا کی۔

میاں...... پہاڑی راجپوتوں کا ایک برتر طبقہ۔ وہ قدیم وقتوں سے لے کر 19ویں صدی کی ابتداً تک دریائے ستلج اور سندھ کے درمیانی علاقہ میں آباد رہے۔ اس علاقہ میں پنجاب کے ہمالیہ کی بیرونی چوٹیاں شامل ہیں۔ ان کا مرکز کانگڑا میں ہے۔

میاں خیل...... ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک پٹھان قبیلچہ۔ گنڈا پور اور بابر کے درمیان تقریباً 256 مربع میل کا علاقہ ان کے زیر تسلط ہے۔ میاں خیل لوہانی پاوندوں کے ان قبائل میں سے ایک ہیں جو سولھویں صدی کے دوران دمان میں آباد ہوئے۔

میانگن...... پشاور تحصیل کے مہمند ٹپہ میں ایک قبیلچہ۔

میانہ...... (1) جٹوں کا ایک عرف۔ (2) میاں کی اولاد۔ لیکن کم از کم ہزارہ اور غالباً سرحد کے دیگر حصوں میں کسی بھی نومسلم کو میانہ کہتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر کاشتکار ہیں۔

میانی...... ڈیرہ اسماعیل خان کا ایک پٹھان قبیلہ جو وادیٔ گومل کے میدانی میانیوں سے وابستہ ہیں اور موسم سرما انہی کے قریب گزارتے ہیں۔ ان کی تعداد 400 سے زیادہ نہیں۔

میچن خیل...... پٹھانوں کی ایک شاخ۔ انہیں سرہنگ نیازی بتایا جاتا ہے۔ تاہم، اب وہ مروتوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ان کا جد امجد شیخ میچن نیازی ابن لودی کی اولاد میں سے تھا، اور اس کا اصل نام محسن تھا۔

میتلا...... جٹوں کا ایک قبیلہ جن کا مورث اعلیٰ (ایک راجپوت) میتلا فیروز شاہ کے عہد میں سیالکوٹ میں آباد ہوا۔ وہ ملتان تحصیل اور منٹگمری میں (بطور جٹ) ملتے ہیں۔

میدھ...... بلوچی، کشتی بان۔

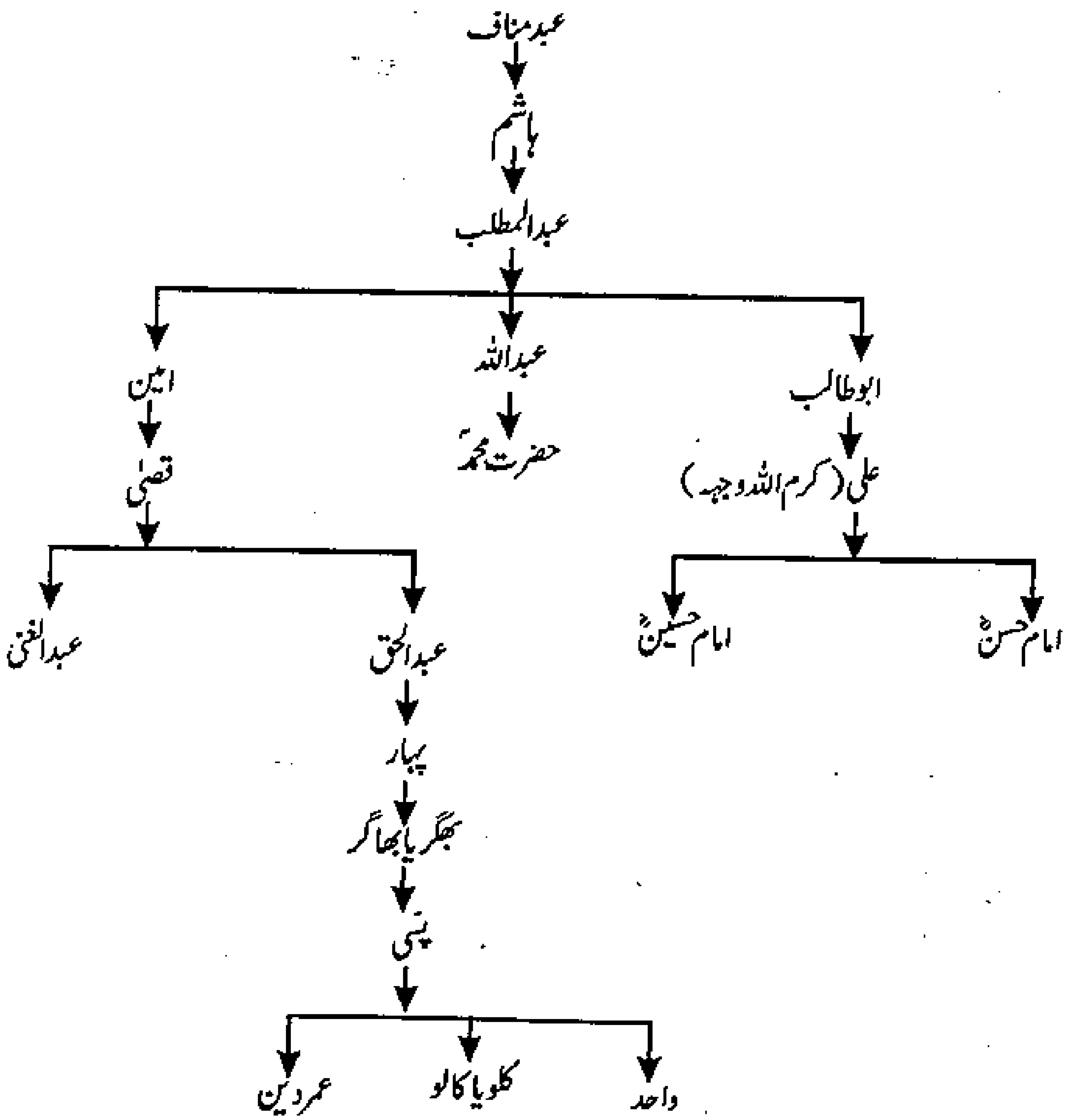
میر...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

میراثی...... عربی لفظ میراث سے ماخوذ۔ میراثی پنجاب کی باقاعدہ ذاتوں میں سے ایک ہے۔ البتہ وہ ''ذات'' کی کسی بھی تعریف پر پورے نہیں اترتے۔ ان کے معمول کے افعال کا بہترین بیان 1865ء کی ''گجرات سیٹلمنٹ رپورٹ'' میں ملتا ہے۔ قبیلے کے خاندانوں کے

سربراہوں کا شجرہ نسب یاد رکھنا اور پڑھ کر سنانا۔ جائیداد کی وراثت کے معاملے میں کوئی تنازعہ ہونے پر انہیں ہی طلب کیا جاتا تھا۔ انہیں اپنے مالکوں کے مہمانوں کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔ زراعتی طبقات گھریلو ملازم نہیں رکھتے۔ میراثی کسی تعزیت یا مبارک کے لیے اپنے مالکوں کے ہمراہ جاتے، وہ دور ونزدیک سے رشتہ داروں کو بلاتے، بیٹی کو اس کے میکے یا پھر بہو کو اس کے باپ کے گھر لے کر جاتے ہیں۔ شادی کی دعوت کے لیے تمام انتظامات میراثی اور اس کی بیوی کے ذمہ ہوتے ہیں۔ شادی سے 20 روز قبل ہلدی، نمک اور مرچ کا انتظام کرنا، تمام رشتہ داروں کو اطلاع کرنا (گنڈ لے جانا)، مہمانوں کا خیال رکھنا وغیرہ۔ مندرجہ بالا خدمات لازمی ہیں اور اگر میراثی ان سے انکار کرے تو گاؤں سے باہر نکال دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ کوئی اور میراثی لے لیتا ہے۔

اپنی خدمات کے بدلے میں میراثی کو منگنی اور شادی کے درمیان دس یا بارہ مختلف مواقع پر آٹھ آنے سے لے کر دو روپے تک کے تحفے ملتے ہیں۔ بارات کی روانگی کے وقت دلہا اپنے وسائل کے مطابق تمام جمع شدہ میراثیوں کو ایک آنے سے ایک روپیہ تک دیتا ہے۔ ڈینزل ابٹسن نے ڈوم اور میراثی کے بارے میں لکھتے ہوئے رائے دی تھی کہ ڈوم ہندو اور انڈین جبکہ میراثی مسلمان اور عربی نام ہے۔ لوگ بحیثیت مجموعی انہیں ڈوم ___ میراثی کہتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ دونوں ایک ہی ہیں۔ اکثر چوہڑا۔ چمار یا موچی۔ جولاہا کی اصطلاح بھی بولی جاتی ہے جو ہرگز ایک نہیں۔ ڈوموں کو ہندوستان کے ارتھی جلانے والے اور جلاد، ڈوم یا ڈومنا سے الگ کرنا چاہیے جو ہندوؤں کی نظر میں پلید ہے۔

میراثی یا ان میں سے کچھ طبقات عربی النسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ روایت کے مطابق رسولؐ اللہ نے ایک مرتبہ مدینہ کے کسی عکاس یا قصیٰ نامی مسلمان کو کوڑوں کی سزا دی اور جب آپؐ نے اپنے آخری وقت میں کہا کہ اگر کسی نے اپنا انتقام لینا ہے تو لے لے، تب عکاس یا قصیٰ نے آپؐ سے کہا کہ اپنی کمر سے ستر اٹھا دیں۔ قصیٰ نے آپ کی کمر مبارک کو بوسہ دیا۔ ایک اور بیان کے مطابق قصیٰ کا مقصد مہر نبوت دیکھنا تھا۔ اس کے علاوہ قصیٰ کو ایک شیخ قریش بھی بتایا جاتا ہے:



بہر حال اس شجرۂ نسب کی متنوع صورتیں ملتی ہیں۔ گجرات میں ایک بہت دلچسپ روایت ملتی ہے۔ جب حضرت علیؓ بارات لے کر حضرت فاطمہؓ کو بیاہنے آئے تو مسلمانوں کی رسم کے مطابق سب سے پہلے کہا گیا کہ دلہے کو دودھ پلایا جائے۔ کسی نے دودھ کا ایک پیالہ دلہا کے آگے کر دیا اور دلہن کے ایک گھریلو غلام واحد نے پیالہ پکڑ کر دلہے کے ہونٹوں سے لگایا۔ دلہا نے دودھ پی کر غلام کا شکریہ ادا کیا اور انعام کا مطالبہ ہونے پر پیالے میں دو اشرفیاں ڈال دیں۔ لیکن واحد کسی زیادہ پائیدار اور قیمتی تحفے کا متمنی تھا۔ حضرت علیؓ قانون وراثت کے ماہر تھے اور غلام واحد نے ان سے یہ علم سیکھ لیا۔ اس لیے اس کی اولادیں میراثی کہلانے لگیں۔
ایک کبت میں یہ روایت بیان کی گئی ہے:

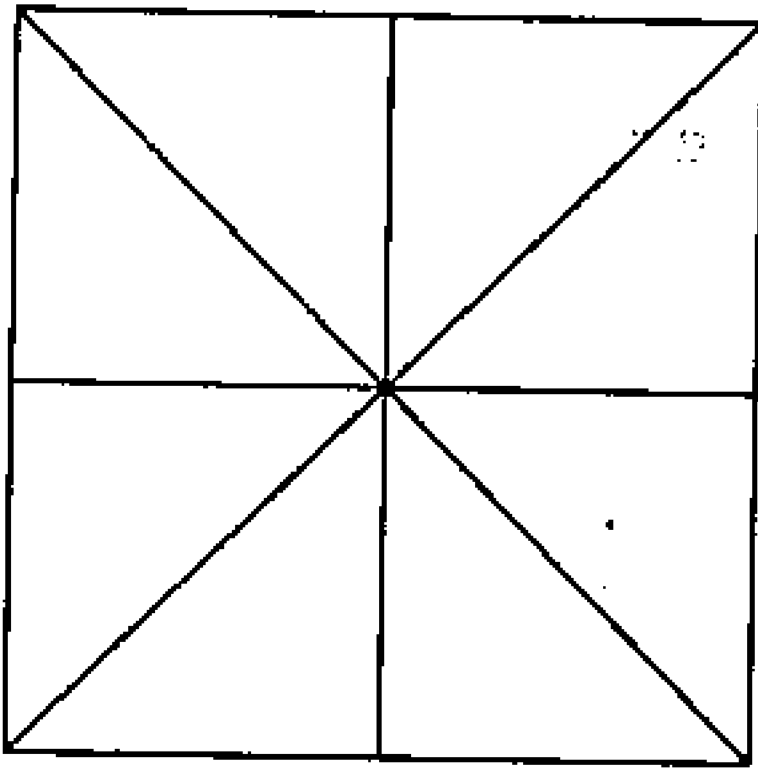
ہویا حکم خدائیدا وہی جو آیا پاس
مِلیا کٹورا واحد کو جن کا باپ عباس
پڑھو کلمہ، آکھو مومنو دین جو آیا راس
دُدھ پلایا شاہ کو جتھوں ملی میراث

یہ روایت بمشکل ہی قابل غور ہے لیکن یہاں اسے بیان کرنے کا مطلب صرف یہ بتانا ہے کہ لوک روایت میں کس حد تک آگے جایا جا سکتا ہے۔

کوئی فن یا مہارت رکھنے والے میراثی کلاونت کہلاتے ہیں۔ وہ گاتے اور طنبورہ بجاتے ہیں۔ انہیں راجپوتوں کے میراثی بتایا جاتا ہے۔ وہ بالخصوص دھرپت راگ گاتے ہیں۔ مشہور موسیقار تان سین کا تعلق بھی اسی گروپ سے تھا۔ کلاونت مذہباً مسلمان ہیں۔

اگرچہ زیادہ تر میراثیوں کا مذہب اسلام ہے لیکن وہ اکثر درگا بھوانی دیوی کو مانتے اور کوئی گیت شروع کرنے سے پہلے یہ بول پڑھتے ہیں: ''اے دُرگا بھوانی، ہماری انگ سنگ ہماری مشکل آسان ہوئے۔'' لدھیانہ میں کچھ میراثی اب بھی اس کی پوجا کرتے ہیں، لیکن تقریباً 50 سال پہلے اس کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ تاہم امرتسر میں میراثی سخی سرورؒ کے ساتھ ساتھ دیوی کے نام پر بھی بھینٹیں وصول کرتے ہیں۔ گورداسپور میں پیر مرتضٰی میراثیوں کا خصوصی ولی ہے اور ایک پیر ہدایت علی شاہ کی زیارت گاہ (بٹالہ میں) خصوصی عقیدت کا مرکز ہے۔ شاہ مساولی خود بھی میراثی تھا اور اس کا مقبرہ سیالکوٹ میں کسی جگہ مرکز خلائق ہے۔ میراثی بہت سے مسلمان اولیاء کو مانتے ہیں۔ اکثر سخی سرورؒ سے ہی مراد مانگی جاتی ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ وہ دکھ اور تکلیف سے نجات دلاتا ہے۔ سیالکوٹ میں میراثیوں کا کوئی خصوصی پیر نہیں۔ وہ پیرانِ پیر غوث اعظم جیلانی کو مانتے اور ''لاکھاں داداتا'' کا احترام کرتے ہیں۔ میراثی اور ڈھول پیٹنے والے شیخ اسے ایک عظیم ولی قرار دیتے ہیں۔ جب بھی کوئی میراثی اپنے ججمان کو دیکھے تو کہتا ہے: ''اللہ سچ؛ نبی برحق؛ دیدار اللہ دا؛ شفاعت حضرت دی۔''

پیدائش، شادیوں اور اموات کے موقع پر میراثی ''ویل'' وصول کرتے ہیں۔ دیہات میں بیٹے کی پیدائش پر میراثی اپنے سارے گھرانے کے ہمراہ ججمان کے گھر جاتا اور دہلیز کے



قریب ایک ''گولی'' بناتا ہے جس کا طریقہ یوں ہے۔ ڈیڑھ مربع فٹ جگہ کو پانی اور گوبر سے دھویا جاتا ہے۔ گیلی گیلی زمین پر اس طرح آٹا چھڑکا جاتا ہے کہ بیرونی کنارے نظر آتے رہیں۔ اس کے بعد میراثی چھوٹا سا مٹی کا دیا اس شکل کی بیرونی لائنوں میں سے ایک پر رکھتا ہے۔ اس کے بعد وہ گیلی مٹی کا ایک گولا چراغ کے پاس رکھ دیتا ہے جس پر کسی اناج والی فصل کے چند تنکے لگے ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ نومولود اپنے خاندان کا نام روشن کرے گا اور اپنے خاندان کا درخت ثابت ہوگا۔ اس کے بعد میراثی گھر کی چھت پر چڑھ کر مغرب یا شمال کی جانب منہ کر کے بیٹھ جاتا ہے (مغرب میں خانہ کعبہ اور شمال میں پیر دستگیر کا مزار ہے)۔ تب برادری اسے ویلیں (نقدی، کپڑے اور اناج) دیتی ہے۔ بچے کے والدین کے لیے بھی میراثی کو کچھ دینا ضروری ہے۔ کبھی کبھی وہ ویل کے طور پر گائے یا بھینس بھی مانگ لیتا ہے۔ کہاروں کی طرح میراثیوں کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ وہ کسی شخص کو نقصان پہنچانے کے لیے اس کا گڈا بنا کر اس میں سوئیاں چبھوتے ہیں۔ جنوب مغربی پنجاب کے میراثی کچھ مختلف ہیں۔ ملتان میں ان کے اعلیٰ ترین گروپ دوران اور کنوترا ہیں۔ یہ جوئیوں کے میراثی ہیں مگر سادات سے بھی ویلیں لیتے ہیں۔ وہ حضرت محمدؐ کی نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں۔ ڈیرہ غازیخان کے میراثی کو مراثی لکھنا چاہیے کیونکہ وہ مرثیے پڑھتے ہیں اور سب کے سب شیعہ ہیں۔ وہ اور ان کی عورتیں اموات کے موقع پر ہر قسم کا کام کرتی ہیں۔ قل خوانی پر انہیں کھانا کھلایا جاتا ہے مگر وہ شادی اور دیگر تیوہاروں پر بھی نقارہ، ڈھول اور شرنا بجانے کے عوض نقد رقم وصول کرتے ہیں۔

میرانا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔

میرانزئی...... یا ملک میری۔ بنگش کہلانے والے پٹھانوں کی مرکزی شاخوں میں سے ایک۔

میرانی، مرہانی...... ایک بلوچ قبیلہ جو کبھی بہت کثیر التعداد اور طاقتور ہوا کرتا تھا لیکن اب تقریباً مٹ چکا ہے۔

میردادی...... منٹگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔

میر ملہا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

میری......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

میکن......زراعت پیشہ جٹوں کا ایک چھوٹا سا قبیلہ۔ انہیں پنوار راجپوت بتایا جاتا ہے اور ان کا جدامجد بھی دھودھی والا ہی تھا۔ وہ گوندل علاقے کے مغرب میں واقع شاہ پور بار پر آباد ہیں۔ جہلم و گجرات میں بھی ان کی کچھ تعداد ملتی ہے۔ وہ چرواہا اور کچھ حد تک شورش پسند قبیلہ ہیں۔

میگ......ڈینزل ابٹسن نے میگ کو جموں پہاڑیوں کے دامن کے خطہ میں آباد چماروں کے طور پر بیان کیا لیکن اس کی سماجی حیثیت چمار سے کچھ بہتر لگتی ہے۔ اور اس برتری کی وجہ بلاشبہ یہ ہے کہ میگ چمڑے کا کام کرنے کے علاوہ کپڑا بھی بُنتا ہے، کیونکہ سماجی پیمانے میں کپڑا بننے والا جوتا ساز سے برتر شمار ہوتا ہے۔

میگل......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

میگلا......ملتان مین زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

میگھ (یا مہنگ)......سیالکوٹ میں اور جموں کی سرحد کے ساتھ ساتھ ملنے والی ایک کمتر ذات۔ لیکن یہ امرتسر، گورداسپور، گجرات اور لاہور میں بھی ہیں۔ راولپنڈی میں وہ مینگ کہلاتے ہیں۔ وہ ایک گورو کو پوجتے ہیں جس کی گدی جموں شہر سے تین میل دور واقع گاؤں کیرن میں ہے۔ ہر قسم کے مذہبی اور سماجی معاملے میں گورو کا فیصلہ حرفِ آخر ہوتا ہے۔ وہ شاذونادر ہی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ اگر وہ مسلمان کے گاؤں میں رہ رہے ہوں تو ان کا بچا کھچا کھاتے ہیں۔ اور ہندوؤں میں بھی ان کا یہی وطیرہ ہے۔ وہ بیوہ کی شادی کی اجازت دیتے ہیں۔ مگر امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے دیور یا جیٹھ سے ہی شادی کرے گی۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ اپنے سرپرستوں کی مرضی سے مرحوم کی ذات کے کسی بھی آدمی کے ساتھ شادی کرسکتی ہے۔ اگر کوئی بیوہ عورت شادی سے انکار کردے تو گاؤں کے اہل قبیلہ چندہ ڈال کر اسے ضروریات زندگی بہم پہنچاتے ہین، اور اس کا بہت احترام بھی کرتے ہیں۔ انہیں بھگت کبیر کے پیروکار بتایا جاتا ہے۔ وہ پیشے کی اعتبار سے بالعموم کپڑا بُننے والے ہیں۔

میلو......امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

میں...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

مینا...... کم از کم پنجاب میں تو مینا بلاتغیر جرائم پیشہ ہیں۔ تاہم، اپنے وطن الور اور جے پور میں صورتحال ایسی نہیں لگتی۔ ریاست جے پور کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دراصل چھوٹی چھوٹی مینا ریاستوں سے مل کر بنی اور اب کچھواہا راجپوتوں کے ماتحت ہیں۔ گڑگاؤں میں درحقیقت وہ کاشتکاری کرتے ہیں لیکن یہ امر اُن کے پیشہ ور چور ہونے کی راہ میں حائل نہیں۔ اس ذات کی تفصیل میجر پاولیٹ نے ''گزیٹیئر آف الور'' میں یوں بیان کی:

''اس وقت جے پور سردار کے ماتحت علاقہ کے کافی بڑے حصے پر قبل ازیں مینوں کی حکومت تھی۔ انہیں اب بھی ایک اچھی سماجی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ راجپوت ان کے ہاتھوں سے لے کر کھا پی لیتے ہیں، اور جے پور ریاست میں وہ سب سے زیادہ قابلِ اعتماد محافظ ہیں۔ مینوں کے دو طبقات ہیں: ایک ''زمینداری'' اور دوسرا ''چوکیداری۔'' اول الذکر زبردست کاشتکار اور اچھے مہذب لوگ ہیں۔ کرولی کی آبادی کا ایک بڑا حصہ ان پر مشتمل اور جے پور میں ان کی کافی تعداد ہے۔

اگرچہ چوکیداری مینوں کا تعلق بھی اسی قبیلہ سے ہے جس سے زمینداری مینوں کا، لیکن وہ اس سے الگ ہیں۔ وہ خود کو پیشہ ور سپاہی اور زراعتی برادری سے کچھ برتر خیال کرتے ہیں، جس سے وہ بیویاں تو لے لیتے ہیں لیکن اپنی لڑکیاں انہیں نہیں دیتے۔ متعدد چوکیداری مینوں نے زراعت کا پیشہ اپنا لیا اور مجھے یقین ہے کہ اس طرح کچھ حد تک اپنی ذات سے محروم ہو گئے۔ یہ چوکیداری مینے مشہور غارت گر ہیں۔ وہ ایک منتخب سردار کی قیادت میں جنوب کی طرف حیدر آباد دکن تک جتھوں کی صورت میں سفر کرتے اور وہاں پر بے دھڑک ہو کر ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔ یہ وہ مرکزی طبقہ ہیں جس کے خلاف ''ٹھگی اینڈ ڈکیتی سپریشن ڈیپارٹمنٹ'' کو خصوصی اقدام کرنا پڑا ہے۔ اپنے دیہات میں وہ عموماً سخی ہیں، کیونکہ کامیاب لوٹ مار نے انہیں امیر و کبیر بنا دیا۔ آس پاس کے غریبوں کا ان

سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور اس ''فائدہ'' کے نتیجے میں وہ مشہور ہو گئے۔ لیکن جن میں دور دراز کی مہمات کے لیے ہمت و حوصلہ نہیں وہ اپنے گھروں کے نزدیک ہی چوری اور ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔ وہ کثیر تعداد میں ہیں اور انہیں بہت بڑی مصیبت خیال کیا جاتا ہے۔ کچھ گاؤں انہیں اس بات کے لیے خاصا معاوضہ دیتے ہیں کہ وہ وہاں پر لوٹ مار کرنے کی بجائے ان کی حفاظت کریں۔ وہ بطور ڈاکو اس قدر بدنام ہیں کہ الور کے آخری سردار بنی سنگھ کو ڈر تھا کہ کہیں وہ اپنی زراعتی برادری کی عادات بھی نہ خراب کر لیں۔ لہٰذا انہیں دور رکھنے کی خواہش میں اس نے مہذب طبقہ کے ارکان کو ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنے اور حتیٰ کہ ساتھ بیٹھنے یا تمباکو نوشی کرنے سے بھی منع کر دیا۔''

ہمارے جرائم پیشہ طبقات میں مینے سب سے زیادہ بے خوف ہیں۔ جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے تو ان کا مرکزی مقام ضلع گڑگاؤں سے ملحق لیکن تمام اطراف سے راجپوتانہ علاقہ میں گھرا ہوا شاہ جہاں پور نامی گاؤں ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک ہماری پولیس کا انہوں نے مقابلہ کیا اور حتیٰ کہ مسلح قوت کے ساتھ مدافعت بھی کی۔ ان کی مہم جوئی بہت وسیع پیمانے پر ہے اور اگر ضرورت پڑی تو وہ ہمیشہ مہلک ثابت ہوئے۔ وہ 12 سے 20 آدمیوں کے جتھے کی صورت میں طویل سفر کرتے اور دکن تک ڈاکہ زنی و لوٹ مار کرتے ہیں۔ جتھے عموماً دیوالی تہوار کے فوراً بعد روانہ ہوتے اور اکثر سارا سال غیر حاضر رہتے ہیں۔ راجپوتانہ اور دکن میں موجود کارندے انہیں اطلاعات فراہم کرتے اور مارواڑ کی حمال ذاتوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کیے ہوئے ہیں۔ کسی کامیاب مہم کے بعد وہ لوٹ کے مال کا ایک دہائی حصہ کالی دیوی کے مندر پر نذر کرتے ہیں۔ مجرمانہ مینے تقریباً 65 میل لمبے اور 40 میل چوڑے خطے پر آباد بتائے جاتے ہیں، جو جے پور کے شمال میں شاہ پورہ سے چالیس میل سے لے کر روہتک کی سرحد پر گراوڑا تک ہے۔ ان کا راجپوت نسل ہونے کا دعویٰ غالباً صحت مند بنیادیں رکھتا ہے۔ تاہم، کہا جاتا ہے کہ وہ ایک راجپوت کے ناجائز بیٹے کی اولاد ہیں، اور عورتوں کی ضرب الامثال میں جب کوئی عورت دوسری کو ناجائز اختلاط کا طعنہ دینا چاہے تو اسے ''مینا دینا'' کہتی ہے۔ وہ

بیوہ کی شادی نہیں کرتے۔ان کی اپنی بولی ہے، یا اس کی بجائے شاید محاوراتی الفاظ اور جملوں کا ایک ایسا مجموعہ جو مجرمانہ طبقات میں عام ہیں۔ مینے پنجاب میں ایک طرح سے گڑگاؤں اور پٹیالہ ونابھا ریاستوں کے نواحی علاقوں تک ہی محدود ہیں۔ وہ تقریباً سبھی ہندو ہیں اور چوکیداری شاخ اور لنگوٹ قبیلچہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

مینگھ وال...... بہاولپور کے دھیڈھ یا مینگھ وال (جیسا کہ وہ خود کو کہلوانا پسند کرتے ہیں) وہی لوگ ہیں جنہیں مشرق میں چمار کہتے ہیں۔وہ مردہ جانوروں کا گوشت کھاتے اور ہندوؤں کی نظر میں اچھوت ہیں۔البتہ ان کے نام ہندوؤں والے ہیں۔ان کی شادی کی تقریبات اروڑوں سے مشابہہ ہیں۔

میو......گڑگاؤں، الور اور بھرت پور کے پہاڑی علاقے کا ایک نہایت مخلوط قبیلہ جو ضلع دہلی اور نابھا کی باول نظامت میں بھی بکھرا ہوا ہے۔میوات کا نام انہی کے نام پر ہے۔ مسلمان مورخین نے ان کا ذکر نہیں کیا مگر میواتی مسلمانوں کے سارے عہد کے دوران بدنام رہے۔میو باون قبیلچوں میں منقسم ہیں جن میں سے بارہ مرکزی قبیلچے پال کہلاتے ہیں۔ مذہبی اعتبار سے میو ہندومت اور اسلام کا ایک خوشگوار ملغوبہ ہیں۔لیکن عملی طور پر وہ بے شمار دیوتاؤں یا علامات کی پرستش کرتے ہیں۔مثلاً وہ ہندوؤں کی طرح ہولی مناتے لیکن ابراہیمؑ کے نام پر خیرات بھی دیتے ہیں۔ان کا پرانا لباس تنیا (رومالی کا مثلث ٹکڑا) اور ایک دھوتی پر مشتمل تھا۔یہ دھوتی سامنے سے تین یا چار اور پیچھے سے ایک انچ چوڑی تھی۔نوجوان اکثر سامنے والے حصے پر پھول بوٹے بنا لیتے تھے۔آجکل وہ سب جنوب مشرقی پنجاب کا عام لباس ہی پہنتے ہیں۔ان کی عورتیں کھردرے کپڑے کا لہنگا (زمردی) یا لنگی پہنتی ہیں۔وہ چھاتیوں کو بس ایک چھوٹی سی انگیا سے ہی چھپاتی ہیں، مگر سینہ اور کمر ننگی رہتی ہے۔وہ صرف تین یا چار انچ لمبی آستینوں والی ایک جیکٹ پہنتی اور سر پہ چھوٹا سا سکارف رکھتی ہیں۔ان کے لیے شائستگی کا معیار چہرہ یا چھاتیاں نہیں بلکہ ٹانگوں کو چھپانا ہے۔میو مرد ہل چلانے آب پاشی کرنے اور فصل کاٹنے وغیرہ جیسے کام کرتے ہیں۔شادی عموماً ساون میں نکاح کے ذریعہ ہوتی ہے، لیکن تاریخ قمری مہینے میں رکھی جاتی ہے۔تاہم، دوبارہ شادی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

میئوں ......میوات کے میوؤں اور میؤ یا میئوں کو گڈمڈ نہیں کرنا چاہے۔ میوں کرنال اور انبالہ میں بالائی جمنا اور مارکنڈ دریاؤں کے کنارے آباد ذات ہیں۔

میئر......جہلم کی چکوال تحصیل میں تین مرکزی قبائل ہیں سے ایک۔ کسر اور کہوٹ کے پاس زیادہ حصہ ہے۔ میئر زیادہ تر اس تحصیل کے وسط اور جنوب مغرب میں ہیں۔ مغرب اور جنوب میں بھی ان کی کچھ تعداد موجود ہے۔ یہ تینوں کہتے ہیں کہ وہ جموں کی پہاڑیوں سے آئے، بابر کی فوج میں شامل ہوئے اور اسی نے انہیں موجودہ مسکن میں (جو اس وقت غیر آباد تھا) آباد کیا۔ وہ بہت زیادہ تشدد اور تحکم پسند ہیں اور انہوں نے اپنی آزادی تن تنہا برقرار رکھی۔ مسٹر تھامسن کے مطابق وہ بہت ممکن طور پر ان راجپوت یا نیم راجپوت قبائل کے گروپ میں سے ہیں جو دریائے جہلم کے دونوں کناروں پر آباد ہیں۔ راولپنڈی کی کہوٹہ پہاڑیاں اب کیتوال اور دھنیال کے پاس ہیں، جبکہ کہوٹہ کا قصبہ اب جنجوعوں کے تصرف میں ہے اور ابھی تک ان کا نام لیے ہوئے ہیں۔ اب ان کا تعلق جہلم کی پہاڑیوں سے نہیں کوہستان نمک سے ہے۔

موجودہ میئر اپنے بارے میں بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے بعیدی اجداد میں سے ایک مائر تھا؛ وہ درحقیقت منہاس راجپوت تھے اور کشمیر کے مہاراجوں کی طرح ڈوگر ہیں۔ اس خاندان کے ساتھ اپنی قرابت کے ثبوت میں وہ کہتے ہیں کہ 1848ء میں شورش پسندانہ رویہ اپنانے کی نتیجہ میں ان کی جاگیریں ضبط کر لی گئیں؛ اور اس نے ان کے ساتھ موروثی تعلق کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں اپنی جاگیر میں دیہات دینے کے پیش کش کی۔ میئر کسروں کے ساتھ اور کچھ ایک کہوٹوں کی ساتھ بھی باہمی شادیاں کرتے ہیں۔



ن

ناتھ......لفظی مطلب گورو یا آقا ہے۔شملہ پہاڑیوں میں وہ ایک باقاعدہ ذات بن گئے ہیں اور گورو گورکھ ناتھ اور بھرتری کی پوجا کرتے ہیں۔

بالائی پہاڑیوں، جہاں شیو کی پوجا غالب ہے، کے ناتھ میدانوں کے جوگیوں کے ساتھ بہت قریبی طور پر منسلک ہیں۔تاہم وہ کسی مرتاضانہ کردار کا دکھاوا بہت کم اور مرکزی طور پر سبزیاں کاشت کر کے گذر بسر کرتے ہیں۔لیکن وہ مخصوص نیم ملایانہ فرائض سرانجام دیتے، کنیتوں کے جنازوں میں میدانوں کے اچارج کی جگہ سنبھالتے اور انہی کی طرح مرحوم کے کپڑے وصول کرتے ہیں۔وہ نئے مکانوں کی تحریم اور جب وہ ناپاک ہو جائیں تو ان کو پاک بھی کرتے ہیں۔اب وہ ایک حقیقی ذات کی شکل اختیار کر گئے ہیں اور باہر سے بھرتی نہیں ہوتے۔تقریباً ہر ایک ناتھ گھرانے میں ایک یا زائد افراد شیو کے احترام میں اپنے کان چھدواتے ہیں، اور انہیں کن پھٹا ناتھ کہا جاتا ہے۔ان کی سماجی حیثیت بھی کافی حد تک میدانوں کے جوگی راول جیسی ہے۔

ناچنگ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ناچی......عورتوں کا ایک طبقہ جنہیں کنجر جسم فروشی کے مقاصد کے لیے ان کے والدین یا دیگر طریقوں سے حاصل کر لیتے ہیں۔ان کی حیثیت کنجروں یا کنجر عورتوں سے کمتر ہے۔

نارتھ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

نارما، ناروا......دریائے جہلم کے کنارے گجرات میں راجپوتوں کی ایک شاخ۔نارُوا اور ان کے میراثی اپنے شجرۂ نسب کو راجا کرن کے ساتھ جوڑتے ہیں جس نے اُجین کی بنیاد رکھی اور پٹنہ تک کا علاقہ اپنے زیرِ نگین کیا۔قبیلے کا جدامجد نارُو خان اکبر کا ہم عصر تھا۔اس دور کی بدنظمی میں نارُو خان کی اولادیں سارے علاقے میں منتشر اور مختلف مقامات پر آباد ہوئیں۔نارُو خان کی ساتویں پشت میں پہار خان گزرا ہے جو ایک ہیرو اور شاہراہوں پر ڈاکہ زنی کی وارداتیں

کرنے والا شخص تھا۔ وہ گجرات آیا اور دو دیہات فتح پور اور پُوران بسائے۔ روایت کے مطابق پُوران خان کا یہ نام اس لیے پڑا کیونکہ پہار خان اس کے ساتھیوں کو پوران یعنی ''کھسوٹ کرلانے'' کا حکم دیا کرتا تھا۔ گجرات کے نارووا اپنی 9 ذیلی شاخیں بتاتے ہیں: سدریال، ادریال، سمبڑ یال، ہووال، جلالی، جویال، اُمرال، حسن ابدالی اور المیان۔ یہ شاخیں آپس میں شادیاں کرتی ہیں، البتہ کبھی کبھی ایسا نہیں بھی ہوتا۔ وہ مغلوں سے بھی بیویاں لیتے ہیں لیکن انہیں اپنی بیٹیاں نہیں دیتے۔

ناروؤں میں جب بچے کی پیدائش ہو تو ماں کو سات روز تک اپنے کمرے میں ہی رہنا ہوتا ہے۔ اس کے سرہانے کے پاس کوئی لوہے کی چیز رکھ دی جاتی ہے۔ ساتویں روز اسے اور بچے کو باہر لایا جاتا ہے۔ تب میراثی گھر کی چھت پہ چڑھ کر بچے کے باپ کا شجرہ دہراتا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ نارووا یا نارما ہوشیار پور کے نارو راجپوتوں کے ساتھ کسی بھی تعلق کا دعویٰ نہیں کرتے۔

نارو..... نارو شاید ایک استثنیٰ کے ساتھ منج میں سے ہیں۔ کوہستانی راجپوتوں میں سب سے زیادہ وسیع پیمانے پر پھیلے ہوئے، لیکن جالندھر اور ہوشیار پوران کے صدر مقامات ہیں۔ اپنے ماخذ کے بارے میں ان کے بیانات متضاد نظر آتے ہیں۔ ہوشیار پور والے (جن میں سے زیادہ تر بدستور ہندو ہیں) اور جالندھر کے ملحق شمالی حصوں والے کہتے ہیں کہ وہ چندر بنسی ہیں اور پہاڑیوں سے آئے۔ جالندھر کے گرد مشرق میں پھلور والے ایک رگھ بنسی راجپوت کو اپنا مورث اعلیٰ بتاتے ہیں جو ایودھیا سے آیا، شہاب الدین غوری کی ملازمت اختیار کی اور انجام کار پھلور کے نزدیک رہائش پذیر ہو گیا۔ ایک تیسری کہانی جے پور یا جودھ پور کے راجا کے بیٹے کو مشترک مورث اعلیٰ بتاتی ہے، جس نے محمود غزنوی کے دور میں اسلام قبول کیا اور ہوشیار پور میں بجواڑہ کے مقام پر آباد ہوا۔ ہوشیار پور سرحد پر ہریانہ خطے میں نارو اس وقت تک آباد تھے، جب سکھوں نے انہیں نکال باہر کیا۔ جالندھر کے نارو کی اصلی آبادی مو (Mau) تھی۔ مسٹر برکلے کے مطابق یہ نام مشرقی ہندوستان یا وسطی انڈیا سے تعلق ہونے کا اشارہ دیتا ہے۔

ناصر، ناصری..... ڈیرہ اسماعیل کی سرحد پر ایک پٹھان قبیلہ۔ ان کا کوئی اپنا علاقہ نہیں ہے۔ وہ سردیاں ڈیرہ جات اور گرمیاں غلزئی علاقے میں بسر کرتے ہیں۔ ڈینزل اِبٹسن کے

بقول وہ غلزئی کے پوتے ہوتک کی نسل ہیں۔ لیکن ہوتک کہتے ہیں کہ وہ ایک بلوچ قبیلہ اور محض ان پر منحصر ہیں۔ تمام پاوندہ قبائل میں وہ سب سے کم آباد ہیں، یعنی ان کی کوئی مستقل آبادی نہیں۔

ناگا...... مذہبی مرتاض، جو عموماً کسی سلسلے کا عسکریت پسند رکن ہوتا ہے؛ مثلاً دیکھیں داؤد پنتھی، بیراگی اور سنیاسی۔

ناگ پال...... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

ناگری...... گورداسپور اور سیالکوٹ میں جٹوں کا قبیلچہ۔ سیالکوٹ میں ان کے 17 دیہات ہیں۔ یہ راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں اور علاؤ الدین غوری کے عہد میں دہلی سے ہجرت کر کے آئے۔

نامدھاری...... کوکوں کے لیے ایک مترادف۔ یہ سیالکوٹ میں استعمال ہوتا ہے۔

نامدیو پنتھی...... چھیمبا بابا نامدیو نامی ایک مشہور بھگت گزرا ہے جسے رامانند کے شاگردوں میں سے ایک بتایا جاتا ہے۔ وہ 1443ء میں مارواڑ میں پیدا ہوا اور سکندر لودھی کے عہد (1488ء تا 1512ء) میں شہرت پائی۔ ایک کہانی کے مطابق مسلمانوں نے اسے رام رام کی بجائے اللہ اللہ کا ورد کرنے پر مجبور کیا لیکن وہ مختلف معجزات کی بدولت بچ نکلا۔ اس کے پیروکار ایک فرقے کی صورت رکھتے ہیں۔ ان میں زیادہ تعداد چھیموں یا دھوبیوں کی ہے۔ اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے اسلام کی زبردست مخالفت کی اور رام چندر کا سچا پیروکار تھا لیکن اس کا ہندومت کسی بھی طرح ایک عام ہندومت نہیں تھا۔ مثلاً اس نے خدا کی وحدانیت اور رسوم کی لایعنیت پر زور دیا۔ اس کے عقائد کافی حد تک نانک اور ابتدائی سکھوں جیسے ہیں۔ ہندو نامدیو پنتھیوں کا مرکز گورداسپور میں ہے۔ وہ جالندھر اور حصار میں بھی ملتے ہیں۔

نانڈلہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

نانک پتر...... (1) اُداسی کی ہم معنی اصطلاح۔ (2) نانک کی اولاد۔ کاروانوں کے ساتھ حفاظت کے لیے جانے والوں کو نانک پتر کہتے تھے۔ خیال تھا کہ ان کی پاکیزہ نسل قافلے کو محفوظ رکھے گی۔

نانک پنتھی...... تلونڈی کے کھتری نانک کا قائم کردہ سکھ فرقہ۔ وہ شمالی ہندوستان میں ہندومت کی

اعلیٰ صورتوں کی تعلیم دینے والے رشیوں جیسا ہی ہے۔ خدا کی وحدانیت، ہندوؤں اور مسلمانوں میں فرق نہ ہونا، رسومات کی لایعنیت، دنیاوی خواہشات کو ترک کرنا حتیٰ کہ تمام ذاتوں کی برابری نانک اور بھگتوں کے موضوعات ہیں۔ نانک کی مرتب کردہ آدی گرنتھ سابقہ یا ہم عصر اساتذہ کے اقوال پر مبنی ہے۔ ان اساتذہ کی تعلیم بھی نانک والی ہی تھی۔ 16ویں اور 17ویں صدی کے نانک پنتھی کافی حد تک کبیر پنتھیوں اور داؤد پنتھیوں جیسے ہی تھے۔ دوسری طرف تمام سکھ نانک کے ماننے والے ہیں اور ایک اعتبار سے انہیں بھی نانک پنتھی کہنا چاہیے۔ صوبے کے بہت سے سکھوں نے اپنا اندراج اسی طور کروایا۔ یہ اصطلاح اس قدر لچک دار ہے کہ ہمارے جدولوں میں نظر آنے والی تعداد کی بنیاد پر کوئی نتیجہ اخذ کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح کی کچھ دیگر اصطلاحات نانک داسی، نانک شاہی، سکھ نانک داسی، سیوک گورونانک، نانک مته، نانک پدری، بابا پنتھی وغیرہ بھی ہیں۔

نانک شاہی...... فقیروں کا ایک طبقہ۔ امرتسر میں ان کی 12 گدیاں ہیں۔ یہ ہندو اور سر بھنگی دونوں ہیں اور چوہڑوں کی شادی کی رسوم ادا کرتے ہیں۔

نانکی، یا نانگی کا پنتھ...... گڑگاؤں، روہتک اور حصار میں 1865ء کے دوران کافی توجہ حاصل کر لینے والا فرقہ۔ دراصل نانکی نامی ایک عورت، جو دھرم داس (نرنول کے رہنے والے) کی بیوی تھی، دیدھ نامی برہمن کے ساتھ بھاگ گئی۔ دونوں نے بنگال میں سفر کے دوران وہ عقائد سیکھے جن پر اب ان کے پیروکار عمل پیرا ہیں۔

ناہر...... (لفظی مطلب شیر)۔ بھابھڑوں کی ایک شاخ۔

نانک...... اہیریوں یا ہیریوں، تھوریوں اور بنجاروں میں سرکردہ افراد کا لقب۔

نائی...... یہ ایک نہایت منظم پیشہ ورانہ ذات تشکیل دیے ہوئے ہیں اور اصولی طور پر نئے لوگوں کو اپنی برادری میں شمولیت کی اجازت نہیں دیتے۔ لفظ ''نائی'' بلاشبہ سنسکرت کے ناپک (ناخن صاف کرنے والا) سے مشتق ہے۔ تاہم لوک ریت کے مطابق نائی کا مادہ ''نہنا'' (کبھی بھی انکار نہ کرنے والا) ہے کیونکہ ایک مرتبہ اکبر نے بیربل سے ایک اَن مُلا غلام یعنی بلا اُجرت کام کرنے والا غلام لانے کو کہا۔ بیربل نے ایک نائی کو پیش کیا جسے شہنشاہ نے ایک پیغام دے کر کابل بھیجا۔ نائی کوئی انعام طلب کیے بغیر فوراً روانہ ہو گیا۔ یوں اسے اَن مُلا کہا

جانے لگا۔

نائی کے متعدد لقب ہیں۔ ہندوؤں میں اسے ٹھاکر اور حتیٰ کہ راجا، نائن کو رانی کہتے ہیں۔ خوشی کے مواقع پر دو اور القابات بھی استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ کپورتھلہ میں کسی خاندانی سربراہ کی موت پر بین کرنے والی خواتین نائی کو راجا اور نائن کو رانی کہتیں اور بڑے جوش کے ساتھ ماتم کرتی ہیں۔ اسی طرح منگنیوں اور شادیوں پر بھی نائی بڑی اہمیت رکھتا اور برادری کے ساتھ بیٹھتا ہے۔

چونکہ سکھ اپنے بال نہیں ترشواتے، اس لیے یہ خیال کیا جاسکتا تھا کہ ان کے نائی نہیں ہوں گے لیکن معاملہ یہ نہیں۔ ان کے ہاں بھی نائی موجود ہیں جنہیں نہیرنا (ناخن تراشنے والا) کہتے ہیں۔

شاہ پور میں مقامی نائیوں کو جاجک (سنسکرت کے یاچک یعنی گداگر سے ماخوذ) کہا جاتا ہے۔ کوہاٹ میں وہ حجام کے علاوہ ڈوم اور ڈھولچی کے فرائض بھی انجام دیتا ہے۔ مسلمانوں میں نائی ''حجام'' کہلاتا ہے جس کا لفظی مطلب قربانی دینے والا ہے۔ اس کا ایک لقب خلیفہ بھی ہے۔ مسلمان نائی رکسبت نامہ میں بیان کردہ روایات اور احکامات پر یقین رکھتے ہیں۔ نائیوں کے لیے سلیمانؑ کے احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ مثلاً اگر کوئی نائی جنوب کی طرف منہ کر کے کسی کی شیو کرنے لگے تو وہ مخصوص بول پڑھے گا، لیکن اگر اس کا رخ شمال کی جانب ہے تو استرا پکڑنے کے وقت کچھ پڑھنا ضروری ہے۔ اسی طرح قینچی یا نہیرنا استعمال کرنے، دانت نکالنے وغیرہ کے لیے بھی مخصوص بول ہیں۔ (''پنجاب کی ذاتیں'' صفحہ 526 پر بھی دلچسپ معلومات ملیں گی)۔

نت ...... جٹوں کا ایک قبیلہ جو جوگرہ کے بیٹے نت کی اولاد ہیں اور کنگ ہی کی طرح اجودھیا کے سورج بنسی راجپوتوں کے ساتھ تعلق کے دعویدار ہیں۔ وہ سیالکوٹ میں پائے گئے۔

نت...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

نتری...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

نتھوکا...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

نٹ......نٹ پنجاب کا مثالی خانہ بدوش ہے۔ ممکن ہے نٹ اور بازی گر میں کوئی مناسب فرق موجود ہو لیکن عام محاورے میں دونوں الفاظ ہم معنی ہیں۔ کچھ کے خیال میں بازی گر ایک مداری اور کرتب دکھانے والا ہے جبکہ نٹ صرف کرتب دکھاتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس پیشے کے اعلیٰ رتبے تک پہنچنے والے خود کو فارسی نام سے کہلواتے ہوں، لیکن پھر کچھ کا خیال ہے کہ نٹوں میں صرف مرد جبکہ بازیگروں میں مرد و عورت دونوں مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ موخر الذکر فرق کئی اضلاع میں بتایا گیا۔ بحیثیت مجموعی یہ شاید زیادہ ممکن ہو کہ نٹ ایک ذات ہے جس سے دونوں طبقات کا تعلق ہے، اور بازیگر صرف ایک پیشہ ورانہ اصطلاح ہے۔ دہلی و حصار ڈویژنوں میں بازیگر کے لیے لفظ ''بادی'' استعمال ہوتا ہے۔ یہ اصطلاح انبالہ کے علاوہ پنجاب کے دیگر حصوں میں بالکل نامعلوم ہے اور میں نے بادی اور بازیگر دونوں کو اکٹھا شمار کیا۔

نٹ سیلانی عادات واطوار والا ایک خانہ بدوش قبیلہ ہیں جو اپنے کنبوں کے ہمراہ ادھر ادھر گھومتے ہیں۔ وہ ایک وقت میں صرف کچھ دنوں یا ہفتوں کے لیے کسی بڑے گاؤں یا قصبوں کے نواح میں قیام کرتے ہیں اور رہنے کے لیے گھاس کے عارضی جھونپڑے بناتے ہیں۔ پست طبقہ کرتب دکھانے اور شعبدہ بازی کے علاوہ گھاس، پیال اور نرسل سے اشیاء بنا کر فروخت کرتا ہے اور پنجاب کے وسط میں انہیں بطور میراثی بھی بتایا گیا، تاہم یہ بات مشکوک ہے۔ وہ اکثر تھوڑی بہت جراحی اور امراض کا علاج بھی کرتے ہیں، اور جادوگری کے الزام سے بالاتر نہیں۔ ان کے دو مرکزی طبقات بتائے گئے: ایک وہ جن کے صرف مرد ہی کرتب دکھاتے ہیں اور دوسرے وہ جن کی عورتیں (جو کبوتری کہلاتی ہیں) بھی مظاہرہ اور جسم فروشی کرتی ہیں۔ ان کی تقریباً تین چوتھائی تعداد نے خود کو ہندو بتایا اور باقی نے زیادہ تر مسلمان۔ وہ عموماً ''پھیرا'' لگا کر شادی کرتے اور اپنے مُردوں کی چتا جلاتے ہیں، لیکن درحقیقت اچھوت ہیں۔ وہ شکار کرنے کے لیے بہت سے کتے پالتے اور جنگلوں کے چھوٹے موٹے جانور کھاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ ''دیوی'' سکھ خاکروبوں کے گرو، گورو تیغ بہادر جی اور ہنومان یا بندر دیوتا کی خصوصی تعظیم کرتے ہیں۔ ہنومان کی تعظیم کرنے کی وجہ بندروں کی کرتبانہ صلاحیت ہے۔ وہ بالعموم اپنا سلسلہ نسب مارواڑ میں جوڑتے ہیں اور صوبہ بھر میں پائے

گئے، ماسوائے سرحد کے جہاں وہ بالکل نامعلوم ہیں۔ بہاولپور میں نٹ اور منٹگمری میں بازیگر کے طور پر درج کی گئی بہت بڑی تعداد حیران کن ہے۔ یورپ کے خانہ بدوش قبائل کی طرح ان کے مختلف قبائل پر راجا اور رانی (بادشاہ اور ملکہ) حکومت کرتے ہیں۔ بتایا گیا کہ مسلمان نٹ اپنی کنواری عورتوں سے جسم فروشی کرواتے ہیں لیکن شادی شدہ سے نہیں اور جب نٹ عورت شادی کرتی ہے تو اس کی جسم فروشی سے ہونے والے فائدے کی تلافی کے طور پر بچہ دادی کو دیا جاتا ہے، یا اسے تیس روپے ادا کر کے واپس لیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ روایت نٹوں کی بجائے شاید پرنوں کی ہے۔ ایک دوسرا اور زیادہ ممکن بیان یہ ہے کہ پہلی شادی شدہ بیوی قبیلے کی ہوتی ہے اور اسے خانہ نشین رکھا جاتا ہے، اس کے بعد مسلمان نٹ (جو عموماً قصبوں میں پایا گیا) اتنی عورتوں سے شادی کرتا ہے جتنی کہ وہ سیلانی قبائل سے خرید کر یا کسی اور طرح سے حاصل کر سکے اور ان سے پیشہ کراتا ہے۔

نٹ کا ماخذ غیر واضح ہے۔ امرتسر میں عام روایت کے مطابق وہ بالاصل مارواڑ کے برہمن تھے جن کا فرض چتا جلانے کے لیے لکڑی مہیا کرنا تھا۔ ایک دلچسپ روایت جدید ریاست سرمور کے قیام کو نٹوں کے ساتھ جوڑتی ہے۔

نجار......ترکھان کے لیے فارسی اصطلاح۔

نجاری......امرتسر میں زراعت پیشہ سید قبیلچہ۔

نجر......جٹوں کا ایک قبیلچہ۔ مخصوص سنار شاخیں اس کے ساتھ ہم ماخذ ہونے کی دعویدار ہیں۔

نجر......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ندھو......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ندھے......(1) منٹگمری میں مسلمان کمبوہ (زراعت پیشہ) قبیلچہ۔ (2) منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

نڈھال......امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

نرا......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

نرکت......بھٹی راجپوتوں کی ایک شاخ۔ ان کا یہ نام جارحیت پسند بانی جام کی وجہ سے پڑا جو سُومرا کی ساتویں پشت میں تھا۔

نرملا...... نرملایا ''پاکیزہ رشی'' ایک سکھ سلسلہ ہیں۔ اکالیوں کی طرح ان کا آغاز بھی گورو گوبند سنگھ کے دور میں ہوا لیکن مفصل تاریخ مبہم ہے۔ وہ تقریباً مکمل طور پر خانقاہوں میں رہتے اور مجرد ہیں۔ وہ بھیک نہیں مانگتے بلکہ نذرانوں پر گزارا کرتے ہیں۔ اخلاق کے لیے ان کی شہرت بہت اعلیٰ ہے اور امرتسر میں ان کی بہت عزت کی جاتی ہے۔ وہ اکھاڑہ نامی ایک مجلس کے مطیع اور مہنت کے زیر اختیار ہیں۔ یہ مجلس مخصوص عرصہ بعد پنجاب بھر میں تمام نرملا آبادیوں کا دورہ کرتی ہے۔ مرکزی اکھاڑہ ہردوار میں ہے۔

نرنکاری...... ایک سکھ فرقہ۔ نرنکار کا مطلب غیر مادی ہے۔ بابا نانک کو بھی نانک نرنکار کہا جاتا تھا۔ البتہ یہ فرقہ حالیہ دور کا ہی ہے۔ اس کا بانی پشاور کا ایک کھتری بھائی دیال داس تھا۔ 1870ء میں اس کی وفات پر اس کے بیٹے بھائی بھرا سنگھ یا دربارا سنگھ نے نشست سنبھالی اور پھر ایک اور بیٹے بھائی رتا نے۔ نرنکاری نظر نہ آنے والے خدائے واحد کو مانتے ہیں جو دعائیں سنتا ہے۔ وہ بت پرستی سے پرہیز کرتے ہیں اور برہمنوں کو کچھ نذر نیاز نہیں دیتے۔

نسووانا...... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ جہاں ان کے چند دیہات ہیں۔ جھنگ میں انہیں بطور خالص جٹ قبیلہ بتایا جاتا ہے مگر 1901ء کی مردم شماری میں وہ راجپوت نظر آتے ہیں۔ وہ چنیوٹ تحصیل کے شمالی کونے پر آباد ہیں۔ وہ طاقتور، صحت مند، بہادر اور چوریوں کی وجہ سے بدنام ہیں۔

نشانیا...... سکھوں کی دوسری مسل۔ ان کے افراد کھتری اور رنگریٹھوں (تبدیلیٔ مذہب کرنے والے جھاڑو کش) سے بھرتی ہوئے۔

نقاش...... پھول بوٹے بنانے والا۔

نقال...... نقلیں اتارنے والا، ہندی بھانڈ کا عربی مترادف۔ لاہور میں نقالوں کو باشئی بھی کہتے ہیں اور ان کا اصل میراثی سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ راستے میں ملنے والے کسی بھی کھاتے پیتے آدمی سے پیسے اینٹھے بغیر اس کی جان نہیں چھوڑتے۔ لدھیانہ میں نقال میراثی ملتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں چموٹا ہوتا ہے۔

نقشبندی، نقشبندیہ...... خواجہ پیر محمد نقشبند یا خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کے پیروکار۔ نقش بند کا لفظی مطلب مصور ہے۔ اور بتایا جاتا ہے کہ خواجہ اور اس کا باپ کپڑے پر نقش بنایا کرتے تھے۔

نقشبندی ایک صوفی سلسلہ ہیں۔ خواجہ احمد نقشبند کا مزار سرہند میں ہے، اسے مجدد الثانی کا خطاب دیا گیا۔ سرحد پار کے تمام افغان اس سے خصوصی عقیدت رکھتے ہیں۔ سارے انڈیا میں اس فرقے کی متعدد زیارت گاہیں ہیں اور اہمیت کے اعتبار سے ان کا درجہ سہروردیہ کے بعد آتا ہے۔ وہ بلا حس و حرکت بیٹھ کر اور سر جھکائے، نظریں زمین پہ گاڑے عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔

نکل سینی، یا نرنگ کاریا...... گجرات کی جنگ کے بعد جب سر والٹر گلبرٹ نے خالصہ کا تعاقب شروع کیا تو انہوں نے راولپنڈی میں ہتھیار ڈال دیئے اور ایک روپیہ فی کس کے عوض اپنے گھروں کو واپس جانے پر رضامندی ظاہر کر دی۔ ضلع کے سکھوں میں زبردستی عیسائی بنائے جانے کا زبردست خوف پایا جاتا تھا۔ کچھ ماہ بعد تین افراد کو یورپی لباس میں راولپنڈی چھاؤنی کے قریب سے گزرتے ہوئے دیکھا گیا۔ سب سے زیادہ عمر والے نے خود کو مہنت اور دوسرے دو کو چیلہ بتایا۔ مہنت نے دو تاروں والا ایک ساز دوتارا بجایا اور اپنے چیلوں کے ساتھ مل کر گیت گائے جن میں بالعموم انگریزوں اور بالخصوص جان نکلسن کی مداح سرائی کی گئی تھی۔ جان نکلسن راولپنڈی میں کئی فوجی کارروائیاں کرنے کے باعث کافی مشہور ہو چکا تھا۔ چنانچہ خود کو نکل سینی فقیر بتانے والے یہ افراد سمجھ رہے تھے کہ ضلع کا ڈپٹی کمشنر خود کو ایک نئے فرقے کے ساتھ منسلک پا کر خوش ہو گا اور انہیں دھرم شالا بنانے کے لیے کافی بڑی جاگیر عنایت کرے گا۔ لیکن کچھ بھی نہ ملنے پر ان کا جوش و جذبہ ٹھنڈا پڑ گیا اور دو یا تین سال بعد ان کے بارے میں کوئی بات سننے میں نہ آئی۔ انہیں عیسائیت کے بارے میں ذرہ برابر بھی علم نہ تھا۔ لیکن وہ قرآن اور گرنتھ کی طرح بائبل کو بھی سچا مانتے تھے۔

نکئی...... ضلع لاہور کے جنوب مغربی حصے کا باشندہ، سنگھ، اس علاقے کا ایک سکھ۔ کبھی کبھی اسے نہایت غلط طور پر نگریا بھی کہتے ہیں۔

نگارا...... چیموں کے مرکزی قبیلچوں میں سے ایک۔ یہ بالخصوص سیالکوٹ کی پسرور تحصیل میں ملتے ہیں۔ براستہ جالندھر دہلی سے ہجرت کر کے وہاں آئے۔ غالباً اصل تلفظ ناگرا ہو گا۔

نگیانا...... قلیل التعداد مقدس قبیلچہ، لیکن شاہ پور بار میں 10,000 ایکڑ سے زائد زمین کا مالک ہے۔ ان کا علاقہ گوندلوں کے جنوب مغرب میں ہے۔

نلوکا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

نمتس......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

نند......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

نندپ......کپاس صاف کرنے والا۔

نندن......امرتسر میں زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ اور منٹگمری میں مسلمان قبیلچہ۔

نندوانا......منٹگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔

ننگا یا سربھنگی......جوگیوں کا ایک فرقہ یا ذیلی سلسلہ جس کی بنیاد مست ناتھ کے دو راجپوت بھگتوں نے رکھی۔ وہ لنگوٹی کے سوا کچھ نہیں پہنتے۔ ان کے دو سادھو باری باری اس آگ کے پاس ایک ٹانگ پر کھڑے رہتے ہیں جو ان کے بانیوں نے روشن کی تھی اور تب سے جل رہی ہے۔ وہ گوشت کھاتے، شراب پیتے اور تمام ذاتوں کے افراد کو اپنی برادری میں شامل کر لیتے ہیں لیکن دھانکوں یا چماروں کے کان نہیں پھاڑتے۔ وہ مجرد رہتے لیکن کسی کے ہاتھ سے بھی لے کر کھا لیتے ہیں۔ ان کا صدر مقام روہتک میں بوہر ہے۔

ننگلو......کلہور کے سولہویں راجا سنگر چند کے بیٹے چوہا میاں کی نسل ہونے کے دعویدار راجپوتوں کی شاخ۔

نوا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

نوار......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

نوتکانی......صرف ڈیرہ غازی خان میں ملنے والا قبیلہ جو شمال میں سندھ اور شمالی کھوسہ اور قصرانی کے درمیان آباد ہے۔ کبھی یہ قبیلہ بڑا بارسوخ اور اہم تھا اور سارے سانگھڑ علاقے پر اعلیٰ تر حقوق ملکیت رکھتا تھا لیکن اب اس کی کوئی سیاسی تنظیم نہیں۔ رنجیت سنگھ دور کے ابتدائی ایام میں اس کا قبائلی تشخص تباہ ہو گیا۔ لیکن یہ وقوعہ بہت حالیہ دور کا ہے اور قبیلہ ہنوز اپنا قبائلی ڈھانچہ اور نسلی خصوصیات برقرار رکھے ہوئے ہے۔

نور......راجپوتوں کی ایک شاخ جواب موجود نہیں۔ کہا جاتا ہے وہ دکن سے ہجرت کر کے قدیم دور میں پنجاب آئے اور ضلع گورداسپور میں کلانور کی بنیاد رکھی۔

نوربخشی......بلتستان کا ایک فرقہ۔

نورڈہا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

نُور کے،نور یکے......منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

نوشاہی......ایک مسلمان مذہبی سلسلہ۔ یہ قادریوں کی ایک ذیلی شاخ ہیں اور ان کا آغاز سید عبدالوہاب بن عبدالقادر جیلانی سے ہوا۔ تاہم اصل بانی حاجی پیر محمد سچیار تھا جس کا مقبرہ گجرات میں دریائے چناب کے کناروں پر نوشہرہ میں ہے۔ اسے نوشہ یعنی دلہا کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنی شادی کے موقع پر فقیر بنا تھا۔ اس فرقے کے پیروکار سماع کو جائز سمجھتے ہیں، ان کی ایک شاخ پاک رحمانی ہے۔

نوک......برہمنوں کی ایک شاخ جو جہلم میں گدھیوکوں کے پروہت ہیں۔

نول......جھنگ تحصیل میں ایک جٹ قبیلہ۔ یہ بھنگو کی طرح ہی اس خطے کے پرانے باشندے ہیں۔ انہوں نے سیالوں سے پہلے چناب کے اردگرد کی ہیٹھاڑ زمینوں پر قبضہ کیا۔ ان کی روایت انہیں بیکانیر کے راجا دھن سے ملاتی ہیں جو جھنگ میں آباد ہوا۔ اس دور میں یہ علاقہ برہمن سلطنت میں تھا۔ نول اسی راجا دھن کا بیٹا تھا۔ اس علاقے میں آنے کے بعد سیال کچھ عرصہ تک نول کے مطیع رہے اور انہی کے توسط سے مالیہ ادا کرتے تھے۔ شورش پسند اور لاقانون نول زراعت سے زیادہ مویشی پالنے اور مویشی پالنے سے زیادہ مویشی چوری کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ چناب کالونی میں بھی آباد ہوئے۔

نُون......(1) ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ ضلع کی شجاع آباد تحصیل کے شمال میں وہ نمایاں ہیں۔ بھٹیوں کی ایک شاخ بھی نون بتائی جاتی ہے جو دہلی کے قریب کسی تھانے واہن نامی جگہ سے ہجرت کر کے آئے۔ سید جلال نے انہیں مسلمان کیا۔ وہ اپنے نام کے ساتھ رانا لگاتے ہیں۔ شجرہ نسب نون، اُتھیرا، کنجر اور کلیار کو راج ودن کے بیٹے دکھاتا ہے جو الگ الگ قبیلوں کے مورث اعلیٰ بنے۔ ایک اور شجرے کی روش سے جے اور اُتیرا دونوں نون اور جھکڑ کے بھائی ہیں۔ نون منٹگمری میں بھی ملتے ہیں۔ (2) شاہ پور میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔ (3) امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

نوناری......(1) منٹگمری میں مسلمانوں کا ایک قبیلہ (2) ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

نوہانا......منٹگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔

نوہل ...... منٹگمری میں مسلمانوں کا ایک قبیلہ۔

نوہل کے ...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

نہالکے ...... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

نہنگ ...... لفظی مطلب ''بے فکر'' (دیکھیں ''اکالی'')

نیچ، نچ ...... شاہ پور، ملتان اور بہاولپور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ بہاولپور کے نچوں نے سید جلال کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

نیاریا ...... سونے اور چاندی کی چیزیں دھونے اور قیمتی دھاتوں کو پالش کرنے والا۔ ڈیرہ جات کے جنوب میں اسے سودھا اور انبالہ و سرمور میں سونی کہتے ہیں۔ غالباً اس کی ذات سنار ہی ہے، البتہ سنار کے برعکس وہ بالعموم مسلمان ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ صرف پشاور میں اس کا اندراج بطور ہندو ہوا۔

نیازی ...... ابراہیم عرف لودئی کے تین بیٹوں میں سے ایک نیازئی کی اولاد۔ چنانچہ وہ لودھی پٹھان اور دوتنی، پرنگی، سور وغیرہ کے قرابت دار ہیں۔ انہیں اندر نے غزنی کے جنوب میں واقع شیل گڑھ سے بیدخل کیا۔ تب وہ کوہ عظیم کوہ سلیمان کے دامان یا مشرقی کناروں پر قابض ہوئے اور ٹانک کو اپنے قبضے لے لیا۔ وہاں انہوں نے اپنی خانہ بدوش زندگی جاری رکھی۔ کوہاٹ میں ان کی تعداد کافی ہے اور ڈیرہ اسماعیل خان میں بھی ملتے ہیں۔

موجودہ نیازی اپنے ہی لوگوں کی نظروں میں پست ترین افغانی ہیں، لیکن کسی دور میں انہوں نے شمالی ہند کی تاریخ میں بڑا کردار ادا کیا۔

نیایک ...... نیایہ سوتر میں مہارت رکھنے والا۔

نے پال، نیپال ...... بھٹی قبیلے کے بھونی کے بیٹے نے پال کے نام سے منسوب ایک قبیلچہ۔ یہ فیروز پور سے اوپر دریائے ستلج کے کنارے ملتے ہیں۔ وہ محمد شاہ کے عہد حکومت میں سرسا سے آئے اور کبھی فیروز پور تک کے علاقہ پر قابض تھے۔ لیکن ڈوگروں نے انہیں اوپر کی طرف دھکیل دیا اور انہوں نے گوجروں کو بے دخل کیا۔ مسٹر برانڈرتھ ان کے بارے میں کہتے ہیں: ''وہ اپنی عادات میں گوجروں اور ڈوگروں کے ساتھ بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ وہ غالباً آہلووالیہ حکمرانوں کے دور میں بھی خودمختار رہے اور صرف تبھی جنس کی صورت میں تھوڑا سا

مالیہ ادا کیا کرتے تھے جب کاردار انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دیتے، لیکن اکثر ایسا نہیں ہوتا تھا۔ وہ ڈوگروں یا گوجروں کی نسبت اپنے ہندو ماخذ کو زیادہ بھول چکے ہیں، اور شادی وغیرہ کے رشتوں میں اسلامی شریعت پر عمل کرتے ہیں، مثلاً قریبی خونی رشتہ داروں میں شادی کرنے کی اجازت ہے۔'' فیروز پور کے نے پال مسلمان جٹوں کی لڑکیوں سے شادی کرتے، بیوہ کو شادی کی اجازت دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں گوت کنالا نامی دستور بھی ہے جس کے تحت دُلہن کو اس کے شوہر کے قبیلہ میں شامل کیا جاتا ہے۔

نیر......امرتسر میں زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔

نیکوکارا......لفظی مطلب ''نیک کام کرنے والا۔'' جھندیر کی طرح وہ بھی ایک مقدس قبیلچہ ہیں۔ وہ بالخصوص ہاشمی قریشی ہونے کے دعویدار ہیں۔ ان کا جد امجد 480 سال قبل بہاولپور میں آیا تھا۔ گوجرانوالہ میں بھی ان کی کچھ زمین ہے لیکن وہ کوئی اہم قبیلہ نہیں۔

نَین......جٹوں کا ایک قبیلہ جو پٹیالہ کے ایک الگ تھلگ حصے میں ہی ملتے ہیں، لیکن ان کے کچھ اندراجات حصار اور دہلی سے بھی ہوئے۔ وہ پنوار راجپوت ہونے کے دعویدار ہیں اور غالباً جنوب مشرق سے آئے۔ وہ بیراگیوں کا خصوصی احترام کرتے ہیں۔ کلوٗن میں ان کی ایک ستی ہے جہاں وہ دیوالی کے موقع پر زمین کھودتے ہیں۔ منٹگمری میں اس نام کا ایک ارائیں قبیلچہ بھی ہے۔

نیولا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔



و

واتل......سیالکوٹ کا ایک خانہ بدوش اور ایک حد تک جرائم پیشہ قبیلہ۔ وہ مسلمان ہیں اور سور نہیں کھاتے مگر چوہڑوں کے ساتھ مل کر کھا پی لیتے ہیں۔ البتہ چوہڑے ان کے ساتھ کھانے پینے سے محترز ہیں۔ واتل کشمیر کے خانہ بدوش ہیں۔ کشمیر میں ان کے دو گروپ ہیں: ایک مسلمان اور دوسرا اچھوت۔

واج ورہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وارن......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وارہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

واسلی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ منٹگمری میں واسلی بھٹی نام کا ایک زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ بھی ملا۔

واگھ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

واگی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

والر......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

والوٹ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وام مارگی......شکتیوں یعنی دیوی اُپاسکوں کی ایک شاخ۔ وہ کالی دیوی کو جانور بھینٹ کرتے اور اس رسم میں گوشت اور شراب دونوں استعمال کرتے ہیں۔ وہ نسوانی تخلیقی سرچشمے کے پجاری ہیں مگر اپنی پوجا کے طریقے بالکل مخفی رکھتے ہیں۔

وان وَر......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

واہتی......سرمُور میں ایک عام اصطلاح برائے ''باہتی۔''

واہگہ......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

واہلہ......ملتان اور امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

واہل.....امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وباوہ.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وٹارہ.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وَٹو.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وٹو.....ستلج کے راجپوت قبائل میں سے ایک۔ ان کے ماخذ کی روایت ''بھٹی'' کے ضمن میں دی گئی ہے۔ وہ ایک بھٹی قبیلہ ہیں۔

سرسا کی روایت یہ لگتی ہے کہ سیالکوٹ کے بھٹی راجا سلواہن کی ایک اولاد راج جونہار بیکانیر میں رہائش پذیر ہوا، جہاں اس کے دو بیٹے اچل اور بتیرا پیدا ہوئے۔ موخر الذکر سے سدھو اور برار جٹ پھوٹے۔ اول الذکر کے بھی دو بیٹے جے پال اور راج پال تھے۔ جے پال بھٹی خاص کا اور راج پال وٹو کا مورث اعلیٰ تھا۔ وٹو بابا فریدؒ کے ذریعے اپنے قبول اسلام کی تاریخ کھیوا کے دور میں بتاتے ہیں جس نے منٹگمری میں حویلی پر حکومت کی اور مشہور وٹو سردار لکھے خان کا پیش رو بنا۔ ضلع سرسا میں وہ دریائے ستلج کے دونوں کناروں پر آباد تھے، اور منٹگمری و بہاولپور کے ملحق حصوں پر فاضلکا کے 16 میل اوپر بگیہی سے لے کر اس کے 70 میل نیچے پھلاہی تک۔ ان سے اوپر ڈوگر اور نیچے جوئیہ ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے دریا کو دائیں کنارے سے عبور کیا اور صرف کوئی پانچ پشتیں پہلے سرسا کی پریریز میں بسیط ہو گئے جو اس وقت تک تقریباً بے آباد تھیں۔ ضلع منٹگمری میں دریائے راوی پر بھی ان کی ایک چھوٹی سی شاخ ہے۔ یہ ناممکن نہیں ہے کہ کچھ وٹوؤں نے خود کو سیدھا سادا بھٹی ہی بتایا ہو، کیونکہ چند ایک نے اپنا تعلق دونوں ہی سے بتایا۔ پہلے یہ قبیلہ خالصتاً گلہ بان اور اپنے دیگر پڑوسی گلہ بان قبائل جتنا ہی شورش پسند اور غارت گر تھا۔ 1857ء میں کافی زیادہ مشکلات پیدا کرنے والے راوی کے وٹو کی عادتیں بمشکل ہی بدلی ہیں لیکن بہت تھوڑے سے جنگل کے مالک ستلج کے وٹو نے زراعت کا پیشہ بہت عمومی سطح پر اختیار کر لیا ہے اور کیپٹن ایلفنسٹون کا کہنا ہے: ''ان کی کچھ زمینیں اچھی کاشت شدہ ہیں اور ریوڑ قلیل ہو گئے ہیں۔ بیشتر کو شکل وصورت کے اعتبار سے پرامن ارائیوں یا کھوکھروں سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی عادات غیر معمولی تبدیلیوں سے عبارت رہی ہیں۔ وہ ابھی تک ان کارداروں کے بارے میں خوشی کے ساتھ بات کرتے ہیں

جنہیں وہ سکھ اقتدار میں جان سے مار دیا کرتے تھے اور ان برسوں کے بارے میں بھی جن میں انہوں نے مالیہ نہیں دیا، کیونکہ سکھ اس کی وصولی کر سکنے میں ناکام یا خوفزدہ تھے۔'' مسٹر پرسر انہیں یوں بیان کرتے ہیں: ''اپنی شائستگی اور مہمان نوازی میں خود پر نازاں ہیں۔ وہ صرف معتدل محنت، خاص مواقع پر کثیر اخراجات کرنے والے اور تعلیم سے بے نیاز اور مویشیوں کے دلدادہ ہیں۔'' تاہم وہ انہیں کاٹھیا، کھرل، سیال، بھنیوال، بلوچ اور جوئیہ کے ساتھ لازمی طور پر ڈاکو قبائل اور کم و بیش مویشی چوری کے عادی'' شمار کرتے ہیں۔ میرے خیال میں اس سے سیدھا سادا مطلب یہ نکلتا ہے کہ یہ اس خطہ کے غالب قبائل ہیں جو زراعتی زندگی کے مقابلہ میں گلہ بانی کو بہتر خیال کرتے ہیں۔

ایک روایت ان کا سلسلہ نسب سلواہن کے بیٹے پتل سے جوڑتی ہے جو اپنے بھائیوں سے جھگڑ کر بھٹنیر چلا گیا۔ بارہ پشتوں بعد ادھم، پنواروں کے ساتھ لڑائی کے باعث ہجرت کر کے پنجاب آیا اور اس نسل کے وقار کو بٹہ (وٹہ) لگانے کی وجہ سے وٹو کا خطاب پایا۔

وٹوؤں کی کچھ خصوصیات بہت نمایاں ہیں۔ ان میں طلاق نہ ہونے کے برابر ہے، نظر باز عورتوں کو قتل کر دیا یا پھر مفرور قرار دے دیا جاتا ہے۔ ان کے ہاں طلاق کی بات کرنا بیوقوفی تصور ہوتا ہے۔ بیوہ یا بیٹی کو اپنے شوہر یا باپ کی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں ملتا، بلکہ وہ صرف گزارے کے لیے ہی رقم لے سکتی ہے۔ بیٹی کی قیمت ہرگز وصول نہیں کی جاتی، لیکن کسی وٹو کو بیوی کے لیے اکثر 200 یا 500 روپے ادا کرنے پڑ جاتے ہیں۔ وٹو اپنی بیٹیاں صرف سیدوں اور جوئیوں میں بیاہتے ہیں مگر اپنے لیے بیٹیاں تُوہاروں کی پہلی پانچ شاخوں اور چوہانوں، چھینوں اور بھٹیوں سے لیتے ہیں۔ جوئیوں کی طرح وہ بھی بچہ گود نہیں لیتے۔

وٹوزئی...... منٹگمری میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلہ۔

وجبا...... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

وجر...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وجلا...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وجوکا...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

وچھل...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

ودھرا......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

ودھل......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

ودھن......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

ودھوا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وڑالا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وڑاہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وڑوال......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وربھو......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

ورپال......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وَرک......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ (غالباً ''وِرک'')۔

وِرک......ایک جٹ قبیلہ جس کا مرکز گوجرانوالہ اور لاہور اضلاع ہیں۔ وہ خصوصاً موخر الذکر ضلع کے 132 دیہات میں آباد ہیں۔ اس علاقے کو اب بھی ''ورکیت'' کہتے ہیں۔ وہ اپنا مورث اعلیٰ وِرک نامی ایک منہاس راجپوت بتاتے ہیں جو جموں چھوڑ کر امرتسر میں غلچی کے مقام پر آباد ہوا۔ جڑانوالہ میں اگرچہ ان کی دو تہائی تعداد نے خود کو راجپوت بتایا، مگر وہ اپنے پڑوس کے جٹ قبائل میں آزادانہ شادی بیاہ کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا مورث اعلیٰ ورک راجپوتوں کے منہاس قبیلے کے ملہن نمس (وہی مل) کی اولاد ہیں اور اس کا تعلق جموں کے راجوں کے ساتھ تھا۔ جموں میں پرگھووال سے نکل کر وہ امرتسر میں آباد ہو گیا اور ایک جٹ لڑکی سے شادی کی۔ وہ اس لڑکی کی طاقت پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ وِرک کی وفات کے بعد بیوی ستی ہو گئی لیکن چتا جلائے جانے سے چند لمحے قبل ایک بیٹے کو جنم دیا۔ اگرچہ حاضر لوگوں نے بچے کو بھی جلا ڈالنے کا ارادہ کیا مگر ایک میراثی نے اسے بچا لیا اور اس کا نام اجپا رکھا۔ شادی کے موقع پر وہ سب سے پہلے جنڈیاں کی رسم ادا کرتے ہیں لیکن ان کے تمام مرد اور عورتیں ایک بیر کے درخت کے پاس اکٹھے ہوتے ہیں۔ کرائے پر لیے ہوئے ایک دنبے کو نہلا دھلا کر قریب کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ اگر وہ اپنا سر ہلائے تو اس سے اجداد کی خوشنودی مراد لی جاتی ہے۔ تب سیرا اور مانڈا تقسیم ہوتا ہے (دیکھیں ''وڑائچ'' کے ضمن میں)۔ گوجرانوالہ سے ملنے

والی روایت کے مطابق ورک کے باپ میدرسین (اندرسین) نے پرگھووال کو خیر باد کہا اور امرتسر میں آباد ہو گیا۔ اس کی ایک گل بیوی کے بطن سے تین بیٹے ورگر، ورک اور وڑن پیدا ہوئے۔ ورک نے چار بیٹے چھوڑے جن میں سے صرف ایک کے ہاں اولاد ہوئی۔ 25 پشتیں قبل اس کا پوتا مغرب کی طرف گوجرانوالہ میں آ گیا۔ وہاں قبیلے کی تین بڑی شاخیں جوپر، بچرا اور جو ہیں۔ اٹھارہویں صدی کے اواخر میں اس قبیلے نے تھوڑی بہت سیاسی اہمیت حاصل کر کے گوجرانوالہ و لاہور کے خاصے بڑے علاقے پر حاکمیت قائم کی۔ بالآخر رنجیت سنگھ نے انہیں اپنا مطیع کیا۔ وڑن کے ساتھ باہمی شادی سے گریز کیا جاتا ہے لیکن دیگر جٹوں کے ساتھ اجازت ہے۔ ان کے ہاں پگڑی وند کا دستور رائج ہے۔ بیٹیوں کو جائیداد میں حصہ نہیں ملتا لیکن قبیلے کے اندر 10 سال کی عمر تک کا بچہ گود لینا عام بات ہے۔ امرتسر میں کمبوہوں کا ایک زراعت پیشہ قبیلچہ بھی ورک ہے۔

وروال...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

ورہ...... منٹگمری میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

ورھے...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وریا...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ورياه...... امرتسر میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

وریا...... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

وریہ...... منٹگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

وریے...... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وڑائچ...... صوبہ کے بہت بڑے جٹ قبائل میں وڑائچ بھی شامل ہیں۔ اکبر کے دور میں وہ ضلع گجرات کے دو تہائی حصہ پر آباد تھے۔ فی الحال وہ ضلع کے 170 دیہات میں رہتے ہیں۔ وہ چناب پار کر کے گوجرانوالہ میں بھی گئے اور وہاں 41 دیہات پر مشتمل ایک پٹی پر آباد ہو گئے اور لدھیانہ و مالیر کوٹلہ تک کی پہاڑیوں کے ساتھ ساتھ پھیل گئے ہیں۔ وہ بہر صورت راجپوت ہونے کا دعویٰ تو نہیں کرتے لیکن کہتے ہیں کہ ان کا مورث اعلیٰ ڈھوڈھی ایک جٹ تھا جو محمود غزنوی کے ہمراہ انڈیا آ کر گجرات میں آباد ہوا۔ وہاں یہ قبیلہ مستحکم ہو گیا اور دھرتی کے اصل

گوجر حکمرانوں کو جزواً بے دخل کر دیا۔

ایک اور کہانی کہتی ہے کہ ان کا مورث اعلیٰ راجا کرن کی اولاد تھا جو قصری کے شہر سے دہلی گیا اور جلال الدین فیروز شاہ نے اسے حصار میں بسایا۔ اس کے بعد کوئی پانچ سو سال پہلے یہ قبیلہ گوجرانوالہ کو نقل مکانی کر گیا لیکن ان کا آبائی وطن گجرات اور نقل مکانی مشرق کی جانب ہونے پر بہت کم شک کی گنجائش ہے۔ سکھوں کے دور میں اس قبیلے کا وزیر آباد خاندان سرفراز ہو گیا اور اس کی تاریخ لیپل گریفن نے ''دی چیفس آف پنجاب'' کے صفحہ 409 پر بیان کی ہے۔ وہ تقریباً سبھی مسلمان ہیں لیکن اپنی تمام قبائلی اور متعدد ہندو روایات بدستور قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اعلیٰ مقامی قبائل میں شادی بیاہ کرتے ہیں۔ وہ ضلع لاہور میں چوہنگ یا وڑائچ کے طور پر معلوم نظر آتے ہیں۔

وڑائچ کا نام پٹھانوں کے بڑیچ قبیلے کے ساتھ ان کے تعلق کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ گورداسپور میں اسلام قبول کر لینے والے جٹ روحانی رہنماؤں کے طور پر کافی شہرت رکھتے ہیں اور جھنگی بخت شاہ جمال کی مشہور زیارت گاہ (ڈیرہ نانک سے تقریباً چار میل دور) اس قبیلے کے افراد کے لیے محترم ہے۔ سیالکوٹ میں وڑائچ شادی کے موقع پر جٹوں کی عمومی روایات پر کاربند ہیں مگر تھوڑی بہت تبدیلیوں کے ساتھ۔ مثلاً سیرا (میٹھا آٹا) اور مانڈا تیار کیا جاتا ہے اور دلہا خاندان کی عورتوں کے ہمراہ جنڈ کے درخت کے پاس جاتا ہے۔ وہاں میراثی ایک دُنبے کا کان کاٹتا اور خون سے تمام حاضر افراد کی پیشانی پر تلک لگاتا ہے۔ درخت کی ایک شاخ پر سرخ اور پیلے رنگ کا دھاگہ (مَولی) باندھ دیا جاتا ہے اور لڑکا اپنی تلوار سے ایک ڈالی کاٹتا ہے۔ میراثی دُنبے کو اپنے گھر لے جاتا ہے۔ میراثی، برہمن اور نائی کو چار چار آنے ملتے ہیں جبکہ دیگر پست ذاتوں کو دو دو آنے۔ سیرا اور مانڈا اس طرح تقسیم کیا جاتا ہے کہ شادی شدہ مردوں کو تیرہ تیرہ ٹکڑے اور لڑکوں بالوں کو تین تین ٹکڑے ملیں۔ اس کے بعد ''مایاں'' کا موقع آتا ہے۔ اس رسم میں برادری کے درمیان اُبلے چاول بانٹے جاتے ہیں، لڑکے کے سر پہ تیل لگتا ہے اور گانا باندھا جاتا ہے۔ اب لاگیوں کو اوپر مذکور ویلیں ملتی ہیں۔ تب دلہا سہرا باندھتا اور نیا لباس پہنتا ہے۔ گورداسپور کی شکر گڑھ تحصیل میں ایک جرائم پیشہ وڑائچ گروہ بتایا جاتا ہے۔ وہ غالباً جموں پہاڑیوں کے جرائم پیشہ بوڑوں اور سیالکوٹ کے پکھی واروں کے ہی

ہم نسل ہیں۔

وزیری یا وزیر...... ایک پٹھان قبیلہ جسے دو مرکزی شاخوں یعنی محسود اور درویش خیل وزیریوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہماری سرحد سے پرے کا سارا بنوں علاقہ درویش خیل وزیری کے قبضہ میں ہے۔ جنوب میں درۂ گومل تک اسی قبیلے کا محسود قبیلچہ آباد ہے۔ وزیری، ککئی (خاخائی) کے بیٹے سلیمان کی نسل اور کرلانزی قبائل میں سے ایک ہیں۔ قبیلے کا اصل مقام برمل کی پہاڑیوں میں تھا (خوست سلسلہ کے مغرب میں)، جو انہیں ان کے رشتہ دار (شیتک کی اولاد) بنوچیوں سے الگ کرتی ہیں۔ ایک خونیں لڑائی کی وجہ سے لالئی کو وہاں سے بھاگنا پڑا اور وہ مغربی کوہ سفید کی شمالی ڈھلانوں پر ننگرہار میں مقیم ہو گیا، جہاں اس کی اولاد لالئی وزیری آج بھی آباد ہیں۔ خزرئی کے تین بیٹے موسیٰ، محسود اور گربز تھے۔ محسود سے محسود وزیری بنے جو علی زئی اور بہلول زئی میں تقسیم ہیں جبکہ موسیٰ درویش کی اولادوں میں سے اتمان زئی اور احمد زئی قبیلچے ہیں جنہیں بالعموم درویش خیل وزیری کے زیر عنوان آپس میں گڈمڈ کر دیا جاتا ہے۔

چودھویں صدی عیسوی کے اواخر میں وزیری مشرق کی طرف بڑھنے لگے۔ انہوں نے سب سے پہلے سلسلہ خوست عبور کر کے بنوچی کو شوال سے بے دخل کیا اور ٹوچی کے شمال میں بنوں اور کوہاٹ بارڈر کی پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا۔ پھر دریائے ٹوچی عبور کر کے انہوں نے شرقبون کے بیٹے اُرمر کی اولادوں اور ابدالی کے قریبی رشتہ داروں کو ٹوچی کی جنوبی پہاڑیوں سے باہر زیریں بنوں اور ٹانک بارڈر پر دھکیل دیا تاکہ کابل کے نزدیک لوگر وادی میں پناہ لے سکیں۔ بیٹنی کو کانی گرام سے بے دخل کر کے گرنجی سے پرے ہماری سرحد کے عین ساتھ والی زیریں پہاڑیوں کی طرف ہانک دیا۔ یوں انہوں نے اس سارے الجھے ہوئے کوہستانی سلسلہ کی ملکیت حاصل کر لی جو کوہ سلیمان خاص کی نشاندہی کرنے والے درۂ گومل سے شروع ہو کر ہماری سرحد کے ساتھ شمال کی جانب تھل اور دریائے کُرم کی طرف جا کر کوہ سفید کے زیریں سلسلہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ محسود اور درویش خیل ان کی دو اہم ترین شاخیں ہیں۔ اول الذکر دریائے ٹوچی اور درہ خسور کے جنوب والی پہاڑیوں اور موخر الذکر شمال والی پہاڑیوں پر آباد ہے جبکہ درویش خیل علاقہ میں احمد زئی جنوبی اور اتمان زئی شمالی حصوں میں آباد ہیں۔ اتمان زئی کی ایک اہم شاخ، حسن خیل اس خطہ کے انتہائی شمال مغرب میں ہے۔

یہ دو بہت بڑی شاخیں عملی اعتبار سے خود مختار قبیلے ہیں، ان کا کوئی مشترک سردار نہیں، بس تھوڑے بہت مشترکہ احساسات ہیں۔ وہ برمل علاقہ پر اب بھی برائے نام آباد ہیں۔ تاہم، سلیمان خیل اور خروطی اپنے ریوڑوں کے ہمراہ موسم سرما وہاں گزارتے ہیں اور ان کے قیام کے دوران وزیری اپنے گاؤں کی بیرونی دیوار کے اندر ہی رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے تک وہ مکمل خانہ بدوش اور سیلانی تھے لیکن گزشتہ برس کے دوران انہوں نے مروت، بنوچی اور خٹک کے میدانی علاقہ پر یلغار کی اور اب بنوں اور کوہاٹ میں ان کی زراعتی زمینیں ہیں۔

وسیر...... ضلع ملتان کی میلسی تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ اور ساندل بار (ضلع لائلپور) میں ایک چھوٹا سا قبیلہ جہاں وہ واگھوں کے مطیع تھے۔ اب وہ اور واگھے متعدد دیہات میں مشترکہ طور پر آباد ہیں۔

سر ایڈورڈ میکلیگن کے بقول ''وسیر پنوار ہیں۔ وہ پاک پتن سے آگے کوٹ قبولہ سے ہجرت کر کے ساندل بار میں آئے۔ وسیر حافظ آباد تحصیل کے جنوب میں رہتے ہیں۔ انہیں جٹ شمار کیا گیا۔'' وہ شاذ و نادر ہی بھٹیوں کے ساتھ شادیاں کرتے ہیں تاہم، ایک اور بیان میں بتایا گیا ہے کہ وہ کسی بھی قبیلے سے بیویاں لے لیتے ہیں مگر اپنی بیٹیاں صرف بھٹیوں کو دیتے ہیں۔

وگ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وگڑ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وگن...... منٹگمری اور ملتان میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

وگھ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وگھا...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

وگھل...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وُلانا...... سیالکوٹ میں راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرنے والے جٹوں کا قبیلہ۔ ان کا مورث اعلیٰ جہلم کے قریب رہتا تھا اور جموں کے راجا مل دیو کے دور میں یہ لوگ سیالکوٹ میں آباد ہوئے۔

ولانا...... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

ولانہ...... گوجرانوالہ تحصیل کے شرقپور تھانہ کے ایک گاؤں بوہمر میں آباد جٹوں کا قبیلہ۔ انہیں

''کریمنل ٹرائبز ایکٹ''میں شامل کیا گیا ہے۔

وَلسری......منٹگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلہ۔

ولو وانا......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

ولیرائے......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

وَمک......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ونائک......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان اور ہندو کمبوہ قبیلہ۔

ونجو......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وندر......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

ونڈا......منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلہ۔

ونگری گر یا بنگیرا......مغربی پنجاب میں چوڑی گر کے لیے متبادل اصطلاح۔

ونگھایا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وہالا......سیالکوٹ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ کنگوں کی طرح ان کا جدامجد بھی جوگرہ تھا۔

وہانڈی......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وہروکا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وہوجہ......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ویرار......منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

ویرسی......گلوں کی ایک شاخ جو راجا پیر کو مانتے ہیں۔ اس کا مقبرہ فیروز پور کی موگا تحصیل میں رجیانا کے مقام پر ہے۔

ویشیہ، ویش......چار روایتی ذاتوں میں سے ایک۔ انہوں نے برہما کی رانوں سے جنم لیا۔ ان کا پیشہ (ویش) تجارت، مویشی پالنا اور زراعت ہے مگر پہلے دو پیشوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ضرورت پڑنے پر ویش کسی شودر والے پیشے کو بھی اختیار کر لیتا ہے۔

ویہا......مرکزی طور پر صادق آباد کارداری اور بہاولپور کی اللہ آباد پیش کاری میں ملنے والا ایک قبیلہ۔ یہ ڈیرہ اسماعیل خان اور ملتان کے تلمبہ ''علاقہ'' کے ویہوں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں۔

وہنیوال (بہنیوال)...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ منٹگمری میں یہ وہنیوال بھٹی کے نام سے زراعت پیشہ راجپوت قبیلے کے طور پر ملتے ہیں۔ وہ اور بگھیلے دریائے راوی کے کنارے کمالیہ کے فوراً بعد کے علاقے پر آباد ہیں۔ ظاہری صورت اور عادات میں وہ ضلع کے دیگر جٹ قبائل سے مختلف نہیں۔ وہ حصار کے بہنیوال کے ساتھ کسی تعلق کی بات نہیں کرتے۔ وہ تعداد میں تو کم ہیں مگر ڈاکہ زنی میں کوئی قبیلہ ان کا ہم پلہ نہیں۔

ویریے...... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

وینس...... امرتسر، منٹگمری اور شاہ پور میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ ملتان کی شجاع آباد اور ملتان تحصیلوں کے وینس سکیسر سے آئے ہوئے ججوآ (جنجوعہ) راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جن کا جدامجد وینس فیروز شاہ کے عہد میں ملتان میں آباد ہوا تھا۔ سیالکوٹ میں بھی وہ ججوآ راجپوت ماخذ پر ہی زور دیتے اور کہتے ہیں کہ ان کا بانی وینس فیروز شاہ کے ہمراہ پنجاب میں آیا تھا۔ سیالکوٹ کی ہی ایک اور روایت کے مطابق سن پال کے 22 بیٹوں میں سے ایک ونیس تھا۔ اس کے دو بھائیوں رن پال اور ہرپال سے ججولی راجپوتوں کا سلسلہ چلا۔ (2) منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ماہتم قبیلہ۔

امرتسر کے وینس واضح طور پر ''بہینس'' جیسے ہیں۔ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ اس نام کا تعلق لفظ بھینس سے ہے۔ لیکن خیال غالب ہے کہ وینس کا مادہ سنسکرت کا لفظ ویشیہ (ویش) ہے۔ ''دہینس'' بھی دیکھیں۔



ہ

ہارل...... یہ بلاشبہ ہرل ہی ہیں۔ شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ہارنی......ایک نہایت جرائم پیشہ قبیلہ جو لدھیانہ، جالندھر اور ہوشیار پور اضلاع میں ملتا ہے۔ مذہبی اعتبار سے ہارنی قادریہ اور حنفیہ فرقوں کے کٹر مسلمان ہیں۔ وہ گاگرا میں شاہی شاہ، تپڑ میں ہسّو شاہ، بودل وال میں ظاہر ولی، دہلی میں شاہ عبدالکریم، اجمیر میں چشتی اور سورت میں تیمور شاہ کے مقبروں کی زیارت کرنے جاتے ہیں۔ تاہم وہ شراب نوشی سے اجتناب نہیں کرتے۔

ہاسل......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

ہال......جٹوں کا قبیلہ جو کبھی جہلم تھل میں اس خطے پر آباد تھے جہاں اب للّوں کا مسکن ہے۔ لیکن اب یہ صرف چند ایک خاندانوں پر مشتمل ہیں۔ للّا گاؤں کے مغرب میں ان کی قدیم بستی کی باقیات ملتی ہیں۔

ہالی......گدی قبائل میں کھالوں کی صفائی کرنے والا۔ وہ جوتے بناتا اور پہاڑی بانس کے کمبل بُنتا اور سبز پتے کی پلیٹیں بھی بناتا ہے۔ کبھی کبھار ہالی رفع حاجت والی جگہ کی صفائی بھی کرتا ہے۔ چمبہ میں ان کی تعداد کافی زیادہ ہے۔

ہانڈا......ایک کھتری گوت یا شاخ۔

ہانس......جِنڈ میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلہ۔ یہ لدھیانہ، ملتان اور منٹگمری میں بھی ہیں۔ ملتان اور منٹگمری میں ان کا اندراج راجپوت اور جٹ دونوں کے طور پر ہوا۔ منٹگمری میں ہانس کے مقام پر ان کا ایک سِدھ بابا سلیمان ہے جسے دلہا دلہن بھینٹ پیش کرتے ہیں غالباً اس نام کا تعلق ''ہنس'' سے ہے۔

ہانسرہ......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ہانسلہ......ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ہانسی......امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

ہتانو......امرتسر میں ارائیں قبیلچہ (زراعت پیشہ)۔

ہتھار......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ہتھاری......ہتھار کے باشندے۔

ہتیار...... گجرات میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ ان کا یہ نام اس لیے پڑا کیونکہ وہ بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی مار دیا کرتے تھے۔ وہ اکبر کے دور میں شاہ پور سے ہجرت کر کے گجرات میں آئے۔

ہتیاری......سیالکوٹ میں بھٹیوں کی ایک شاخ۔ یہ بھٹی کی ساتویں پشت میں بھونی کی اولاد ہیں۔ بھونی کی اولاد میں سے ایک رائے دانو (جس کے خاندان میں دُختر کشی کا رواج تھا) کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جسے ایک برہمن نے بچالیا اور چار سال تک اپنے پاس ہی رکھا۔ لیکن اس نے سوچا کہ اگر وہ کبھی بھی اپنے باپ کے ہاتھ لگ گئی تو ماردی جائے گی، لہٰذا اسے خود ہی مار ڈالا اور یہ شاخ ہتیاری کے نام سے مشہور ہوگئی۔ ''ہتیاری'' کا لفظی مطلب گائے کو ہلاک کرنے والا ہے۔

ہتی خیل......بنوں میں آباد وزیر پٹھانوں کی احمد زئی شاخ کا ایک نہایت منظم، امیر اور کثیر التعداد حصہ۔ یہ مزید دو شاخوں، کیمل خیل اور اِدا خیل پر مشتمل ہے۔ کیمل خیل کی تعداد اِدا خیل سے چار گنا زیادہ ہے۔

ہُجرا......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ (یہ غالباً ہجرا یا ہُنجرا ہیں)۔

ہُجن......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

ہجوآہ......راجپوتوں کی ایک شاخ جو اب تقریباً ختم ہوگئی ہے۔ گھمن، ہجوآہ، کھیرا، ہتّلی اور دینس جٹ قبائل اسی سے تعلق کے دعویدار ہیں۔

ہجولی...... گھمن جٹوں کی ایک شاخ کا نام۔ اس کا درجہ راجپوت والا ہے اور یہ جودھا کے تین بیٹوں میں سے دو، ہرپال اور رن پال کی نسل سے ہیں۔ تیسرے بیٹے سن پال نے مختلف قبائل سے 22 بیویاں لی تھیں۔ چنانچہ بدستور راجپوت رہنے والے ہجولیوں نے ان کے بچوں کے ساتھ شادیاں کرنے سے انکار کر دیا اور وہ اپنے رتبے سے گر کر جٹ ہو گئے۔

ہدوال......کشمیر کے علاقوں میں ایک طاقتور اور کثیر التعداد قبیلہ جو جنہالوں کے دشمن ہیں۔

ہرّا......شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ کھوکھر قبیلچہ۔

ہراج.....سیالوں کے مرکزی قبیلچوں میں سے ایک۔

ہرائیکے.....سیالکوٹ میں بھٹیوں کی ایک شاخ۔

ہرپال.....اعوانوں کی ایک شاخ۔

ہرچند.....ہوشیار پور میں راجپوتوں کی ایک شاخ۔اس کا رتبہ ددوال سے کمتر ہے۔

ہرر.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ہرگن.....شاہ پور میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

ہرل.....ایک راجپوت قبیلہ جو کھرلوں کے جدامجد رائے بھُوپا کی ہی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر یہ دونوں مختلف بیٹوں کی اولاد تھے۔ان کے کہنے کے مطابق یہ پنوار راجپوت تھے جو جیسلمر سے اُچ آئے اور پھر وہاں سے ضلع منٹگمری میں کمالیہ چلے گئے۔مسٹر سٹیڈمین کا کہنا ہے کہ جھنگ میں (جہاں وہ بالائی چناب کے بائیں کنارے پر چھوٹی سی تعداد میں ہی ملتے ہیں) رائج روایت انہیں اہیروں کی ایک شاخ بتاتی ہے، نیز وہ ضلع بھر کے بدترین چور بھی ہیں۔وہ بہت بڑے بڑے گلے اور ریوڑ چراتے اور بہت خراب کاشتکار ہیں۔ایک اور بیان کے مطابق وہ مٹیلا (شاہ پور کا ایک گاؤں) میں آباد ہونے والے بھٹہ جٹ تھے اور وہاں سے پیر شاہ دولت کی قیادت میں ہجرت کر گئے۔کٹر مسلمان ہونے کے ناطے وہ برہمنوں سے خدمات نہیں لیتے، اور نہ ہی کسی ایسے شخص کی جوٹھی چیز کھاتے ہیں جو روزانہ نماز نہ پڑھتا ہو۔ قبیلے کے اندر ہی شادی کرنے کو ترجیح دی جاتی ہے لیکن ہنس (وینس)، گوندل، سِدھن جٹوں، لالی، لک اور کھرل وغیرہ کے ساتھ ازدواجی رشتے قائم کرنے کی کوئی ممانعت نہیں۔ منٹگمری میں ہرل ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلے کے طور پر شمار ہوئے۔اس ضلع میں وہ سب کے سب مسلمان ہیں۔

ہری.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔جنڈ میں اس نام کا ایک جٹ قبیلہ بھی ہے۔شادی ہری میں ان کا ایک جٹھیرا ہے۔وہ دیوالی کے موقع پر اس کے نام پر ایک تالاب میں سات مٹھی مٹی ڈالتے ہیں۔

ہری پال، ہرپائیل.....ڈوم یا ڈم کے تین بیٹوں میں سے ایک، جار کا بیٹا یا پوتا اور شیرانی پٹھانوں میں ہری پال شاخ کا بانی۔

ہزارا.....عموماً لیکن غلط طور پر پٹھان قرار دی جانے والی ایک نسل۔ وہ منگول تاتاری ہیں اور ان کی وجہ تسمیہ ہزارہ ہے جو کہ ترکی کے مِنگ یا Legion کا فارسی متبادل ہے۔ وہ کابل اور غزنی سے لے کر ہرات، اور قندھار سے لے کر بلخ تک آباد ہیں۔ انہیں چنگیز خان نے اس علاقے میں آباد کیا تھا۔ وہ دروں زواجی پر سختی سے عمل کرنے کے باعث اپنی نسلی خصوصیات برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ ضلع ہزارہ کے نام کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ہزارا پنجاب میں آباد نہیں لیکن مزدوروں کے طور پر ضرور ملتے ہیں۔ یہ سب کے سب شیعہ ہیں۔

ہسانہ.....سیالوں کا ایک قبیلچہ۔

ہسام، حسام.....ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ہکلا.....گوجروں کی ایک شاخ۔ گجرات کے ہکلا راجپوت یونانی خون کے گوجروں سے بھی برتر ماخذ کی دعویدار ہیں یعنی وہ خود کو سکندر اعظم کی نسل سے بتاتے ہیں۔ ہکلا کے بقول راجپوتوں کی طرح وہ بھی پنوار ہیں اور ان کا نام راجا ہِک یا ہکدار کے نام پر ہے جس نے ''سارے ہند'' پر یورش کی اور راجپوتانہ کا بادشاہ بنا۔ تاہم راجا بارُ وچج دوآب اور متھرا پر قابض رہا لیکن غور کے مسلمانوں نے آخری غزنوی حکمران خسرو ملک کی حمایت کرنے پر اس کے بیٹے اور پوتے کو معزول کر دیا۔ سکھ دور میں ہکلا دوبارہ برسر اقتدار آئے۔ ان کے سردار چندُ و احمد خان نے جہلم سے زمان شاہ ابدالی کی توپ رنجیت سنگھ کے لیے حاصل کی اور برنالی و بھا گو بطور جاگیر وصول کیے۔ اس کے پوتے مہر علی نے چیلیانوالہ میں برطانیہ کا ساتھ دیا۔

ہلاوت.....(دیکھیں ''اہلاوت'')

ہلن.....منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

ہمتھ.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ہمدانی.....منٹگمری اور امرتسر میں زراعت پیشہ سید قبیلچہ۔

ہمدی (حمدی).....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ہمر یا ہمار.....ملتان تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ہمشیرہ، ہمشیرا.....ملتان اور بہاولپور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ہمند کے......منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلہ۔

ہموکا......شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

ہنی...... جٹ قبیلہ جس کی ایک شاخ گورچانی اور دوسری تہی لُنڈ علاقے میں (ڈیرہ غازیخان کی تحصیل جام پور میں) رہتی ہے۔ اس قبیلے نے بلوچ انداز و اطوار، روایات اور لباس کے ساتھ ساتھ بلوچ شناخت بھی اختیار کر لی ہے۔

ہنجرا، ہنجرائی، ہنجراؤں......(1) گوجرانوالہ بار میں آباد ایک اہم جٹ قبیلہ۔ غالباً یہ قدیمی نسل کا ایک چرواہا قبیلہ ہوا کرتے تھے۔ وہ گوجرانوالہ میں 37 دیہات کے مالک ہیں لیکن مشرق اور مغرب کی طرف پہاڑوں کے دامن میں بھی ملتے ہیں۔ وہ اصلاً سروہا راجپوت ہونے کے دعویدار ہیں اور بتاتے ہیں کہ ان کا جدامجد ہنجراؤں حصار کے نواح سے ہجرت کر کے گوجرانوالہ کے حافظ آباد پرگنہ میں آیا اور اُنخب نامی شہر تعمیر کیا جس کی باقیات اب بھی ملتی ہیں۔ ان کے اجداد میں مل اور ڈھول شامل ہیں۔ ان کے آدھے قبیلے اب بھی حصار ''علاقہ'' میں رہتے ہیں۔

(2) حصار میں مسلمان پچادوں کا قبیلہ۔ یہ بھی سروہا راجپوت نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

ہنجرا......منٹگمری میں زراعت پیشہ جٹ مسلمان قبیلہ۔ یہ بلاشبہ ہنجرا ہی ہے۔

ہنجرائے......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ مسلمان قبیلہ۔ یہ بلاشبہ ہنجرا ہی ہے۔

ہنجن......ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ہندالی......سکھوں کا تیسرا سب سے پرانا فرقہ۔ یہ مانجھا کے ایک جٹ ہندال کے بیٹے بدھی چند کے پیروکار تھے جنہیں تیسرے گورو امرداس نے سکھ کیا۔ بدھی چند غالباً امرتسر میں جنڈیالا گورو کا پروہت تھا جس نے ایک مسلمان عورت سے شادی کر لی اور پیروکار اسے چھوڑ گئے۔ تب اس نے اپنا ایک علیحدہ مسلک قائم کیا۔ اس نے ایک گرنتھ اور جنم ساکھی مرتب کی جس میں ہندال کو گورونانک سے بھی اوپر کا درجہ دیا۔ بدھی چند 1654ء میں فوت ہوا اور دیوی داس (ایک مسلمان بیوی سے جنم لینے والا بیٹا) جانشین ہوا۔ مسلمانوں کی جانب سے ایذاءدہی کے دوران ہندالیوں نے گورونانک کے سکھ ہونے سے انکار کیا اور بعد میں رنجیت سنگھ نے انہیں

ان کی زمینوں سے بے دخل کر دیا۔ اب ہندالیوں کو ''رزبخی'' یا خدا کے پجاری کہا جاتا ہے۔ وہ شادیوں اور جنازوں کے مواقع پر تمام ہندو رسوم کو مسترد کرتے ہیں اور نہ ہی مرنے والے کا کریا کرم انجام دیتے ہیں۔

ہندکی...... ایک نسلیاتی اصطلاح۔ نفرت کے ساتھ ان تمام مسلمانوں کو ہندکی کہا جاتا ہے جو بالاصل ہندو ہونے کے ناطے ہندکو بولتے ہیں اور کچھ ہی عرصہ قبل حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ بنوں میں بالعموم اعوان یا جٹ کاشتکار کو کہتے ہیں لیکن وسیع تر مفہوم میں اس میں ہندی، پنجابی یا ان سے ماخوذ کوئی بھی بولی بولنے والا مسلمان ہندکی ہے۔ مقامی محاوروں میں ہندکی کا کوئی اچھا تاثر نہیں ملتا، مثلاً: ''اگر ہندکی آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے تو وہ جاتے جاتے بدبو چھوڑ جائے گا'' اور ''اگر ہندکی تمہارا دست راست بھی ہو تو اسے کاٹ ڈالو''

ہندل...... منٹگمری میں مسلمان قبیلہ (بلاشبہ ہندل)۔

ہندل...... کپورتھلہ، امرتسر اور سیالکوٹ میں زراعت پیشہ قبیلچہ جو راجپوت ماخذ اور رام چندر کی اولاد ہونے کا دعویدار ہے۔ ان کا مورث اعلیٰ ہندل اجودھیا کا رہنے والا تھا اور اس کی پانچویں پشت میں سارنے ذات سے باہر ہونے پر پنجاب کے ضلع امرتسر کا رخ کیا۔ اس کی اولاد نے جٹ عورتوں سے شادی کی اور زراعت اپنالی۔

ہندوال...... ہندکی کا مترادف۔

ہندوال...... ہزارہ میں تناؤلیوں کا ایک ذیلی قبیلہ معلوم ہوتا ہے۔

ہندوانہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ہندُوریا...... ہوشیارپور میں اول درجے کی ایک ہندو راجپوت شاخ۔

ہنڈال...... جٹوں کا ایک قبیلہ۔

ہنڈیے...... امرتسر میں زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔

ہنوترہ...... ملھی جٹوں کی خدمات سرانجام دینے والے برہمنوں کی ایک شاخ۔

ہوت...... بلوچ کی حقیقی اور بہت وسیع پیمانے پر بکھری ہوئی شاخوں میں سے ایک۔ مکران میں اب بھی ان کا ایک طاقتور قبیلہ ہے۔ انہوں نے دو سو سال تک ڈیرہ اسماعیل خان پر حکومت کی۔ کھوسہ قبیلے کا کچھ حصہ اور بالاچانی مزاری کو ہوت نسل سے ہی بتایا جاتا ہے۔ منٹگمری میں

ان کا اندراج بطور زراعت پیشہ قبیلچہ ہوا۔

ہوتک...... گجیانی پٹھانوں کی دو بڑی قسموں میں سے ایک۔

ہودا، سُودا...... روہتک اور سامپلا تحصیلوں میں ایک جٹ قبیلچہ۔

ہُورل...... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ (یہ بلاشبہ ہرل ہی ہیں)۔

ہورہ...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ہولی...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ہولے...... برہمنوں کی ایک شاخ جو میسّروں کے ہمراہ جموں سے نکلے اور اب بھی چکوال کے چودھریاں سے شادیوں کے موقع پر قلیل رقم بطور فیس وصول کرتے ہیں۔ چکوال میں تولنے کا کام انہی کے ہاتھ میں ہے لیکن دیگر برہمن اب بھی انہیں اس ذات کا مانتے ہیں۔ ان کا یہ نام پڑنے کی وجہ زبردستی قبول اسلام کروائے جانے کا ہول (خوف) ہے۔

ہوندل...... سیالکوٹ میں جٹ قبیلہ۔ یہ سورج بنسی راجپوت نسل ہونے کے دعویدار ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا جدامجد سرب اجودھیا سے ہجرت کر کے امرتسر آیا اور پھر اس کی اولاد نے سیالکوٹ کا رخ کیا۔ ان کے ہاں قانونِ وراثت چُونڈا ونڈ ہے۔

ہوندی...... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ہیو کے...... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

ہیجڑا...... (1) جٹوں کا ایک اہم قبیلہ، (دیکھیں ''ہنجرا'')۔ (2) کھوجا، کھسرا، مخنث، یا اگر وہ زنانہ کپڑے پہن کر ناچتا ہو تو زنخا۔ پہلے زمانوں میں سردار اور اعلیٰ رتبے کے لوگ اپنے زنان خانوں کی حفاظت کے لیے انہیں مقرر کیا کرتے تھے اور یہ خواجہ سرا، نواب یا ناظر کے نام سے بھی جانے جاتے تھے۔ راجپوتانہ میں اب بھی ان سے یہ کام لیا جاتا ہے۔ پنجاب میں ہیجڑا عام طور پر ''ڈیرہ دار'' ہے۔ وہ چوڑیاں اور دیگر زنانہ زیور پہنتا ہے۔ اگر وہ سفید کپڑے پہنے تو سر پہ پگڑی رکھنے کی بجائے ایک شال اوڑھتا ہے اور ہاتھوں پر مہندی لگی ہوتی ہے۔ ہیجڑے مردوں والے نام رکھتے لیکن آپس میں گفتگو کے دوران صیغہ مونث استعمال کرتے ہیں۔ وہ کسی گھر میں بیٹا پیدا ہونے پر وہاں جا کر ناچتے گاتے اور نقد رقم کے علاوہ کپڑے بھی لیتے ہیں۔ کچھ دیہات میں وہ چوکیوں کی صورت میں منظم ہیں اور ناچنے والی لڑکیوں کی طرح

انہیں بھی شادیوں پر بلایا جاتا ہے۔ وہ مسخرا پن کرتے اور بڑے مشاق رقاص ہیں۔ ڈیرے میں چیلہ اپنے گورو کی جگہ سنبھالتا ہے اور اس جانشینی کے موقع پر ضیافت کی جاتی ہے۔
سب ہیجڑے مسلمان ہیں اور بالخصوص شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانیؒ کو مانتے ہیں۔
محرم میں وہ تعزیہ نکالتے ہیں، ان کی برادری میں شامل ہونے والا ہندو مذہب اسلام اختیار کرلیتا ہے۔

ہیجڑا برادری میں تمام ذاتوں کے افراد شامل ہیں، مثلاً سید، شیخ، گوجر، جولاہا وغیرہ۔
صاحب جان نامی ایک متقی ہیجڑا تھا جو 100 کی سال کی عمر میں مکہ میں فوت ہوا۔ کسی نئے فرد کو برادری میں شامل کرنے کی رسم چادر اوڑھنا کہلاتی ہے لیکن وہ اس رسم کی ساری کارروائی کو خفیہ رکھتے ہیں۔ وہ زمینداروں کے کمیں نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی اطاعت کے پابند ہیں۔
ہیر...... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ (یہ بلاشبہ ہیر ہی ہیں)۔
ہیر، اہیر یا پوروال...... جٹ قبیلے کے گروہ میں تیسرا رکن، جبکہ دیگر دو بھلر اور مان ہیں۔ ان کا وطن غالباً ستلج کے شمال میں ہے اور وہ مشرق میں انبالہ سے لے کر مغرب میں گجرات تک پہاڑیوں کے دامن میں کافی تعداد میں ملتے ہیں۔ جالندھر کی نکودار تحصیل میں ہیر نامی ایک بہت پرانا گاؤں بھی ہے جہاں ہنوز ہیر جٹ رہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ تین ہزار سال یعنی نامعلوم عرصہ سے یہاں آباد ہیں۔
ہیسی، ہینسی...... کولو اور شملہ پہاڑی ریاستوں میں پیشہ ور گائیکوں کی ایک پست ذات۔ ان کی عورتیں ناچتی ہیں۔
ہیم راجی...... ملتان میں ایک ہندو قبیلہ جس کی تفصیل معلوم نہیں۔



ی

یوسف زئی...... یہ ایک پٹھان قبیلہ ہے (دیکھیں ''پٹھان'' کے ضمن میں)۔
یوہل......امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔



تیرے عشق نچایا

(انتخاب کلام بلھے شاہ مع اُردو ترجمہ)

ترتیب و ترجمہ: سلیم اختر

''تیرے عشق نچایا'' پنجابی کے معروف صوفی شاعر بلھے شاہ کا انتخاب کلام مع اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں 69 کافیاں، متفرقات کے عنوان سے کچھ دوہڑے اور سہ حرفیاں بھی شامل ہیں۔ سلیم اختر کے اس ترجمے کو ملک بھر میں قارئین نے پسند کیا ہے۔

چنبے دی بوٹی

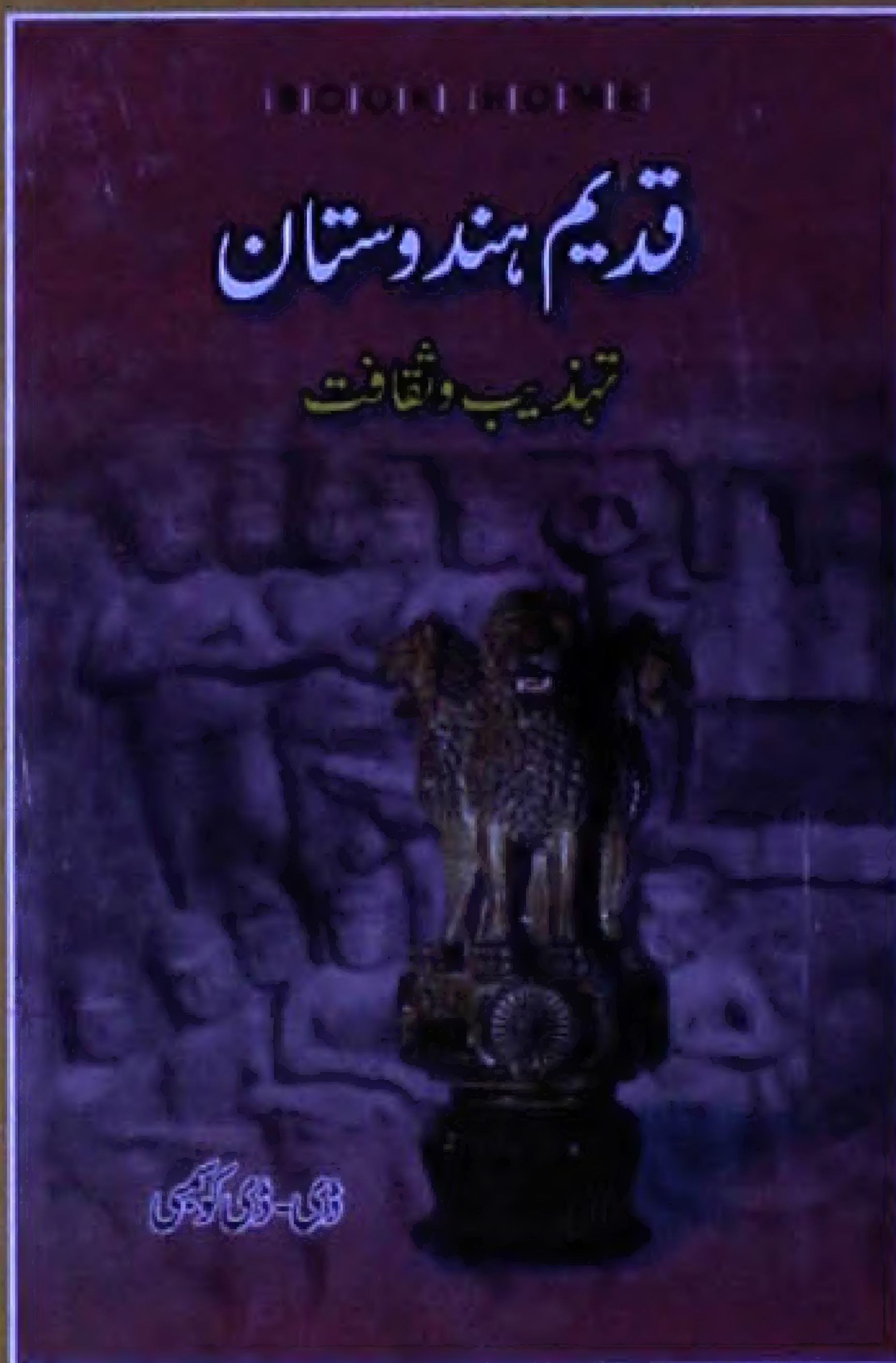
(کلام سُلطان باہُوؒ مع اُردو ترجمہ)

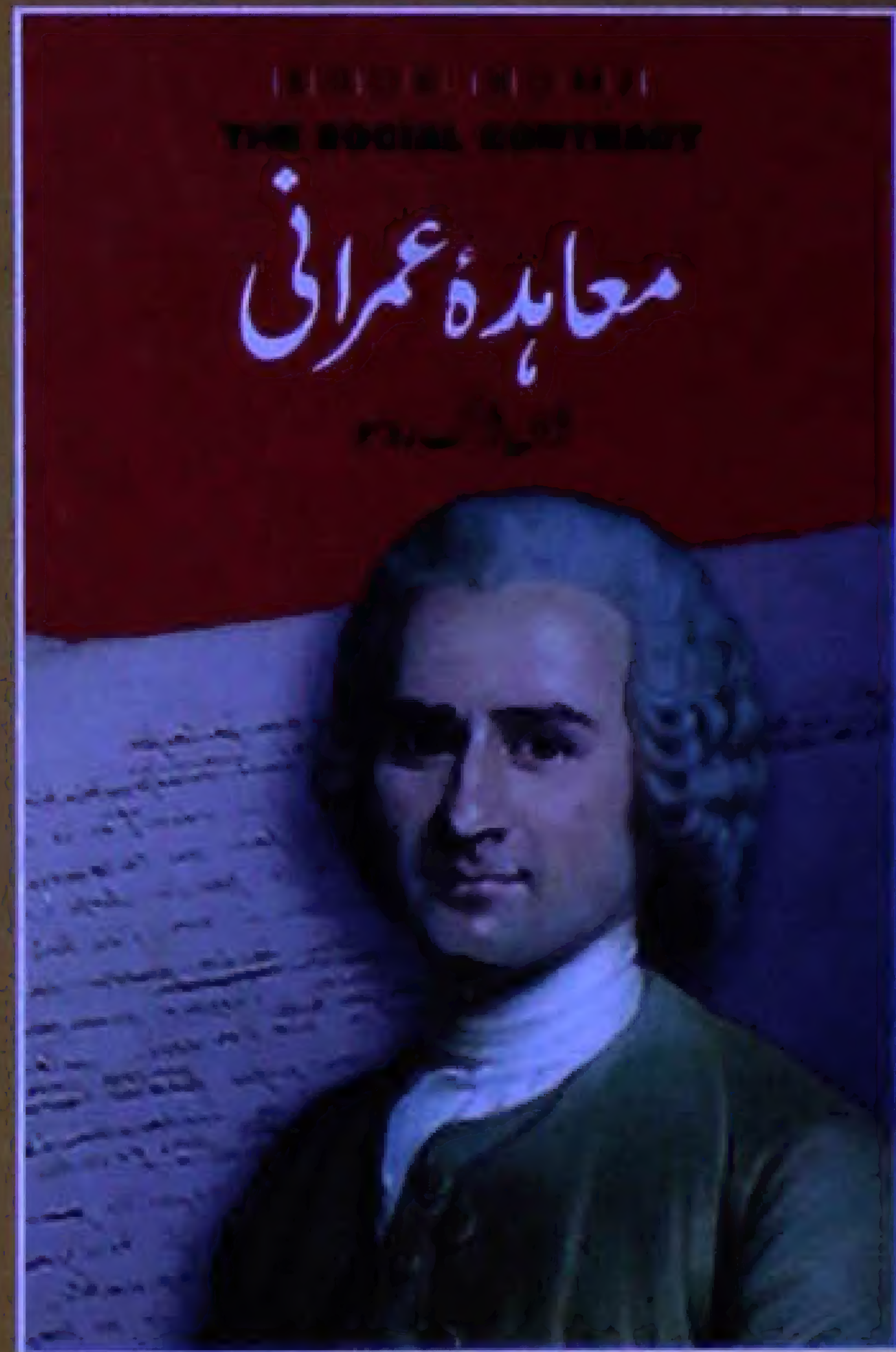
ترتیب و ترجمہ: پروفیسر محمد یونس حسرت

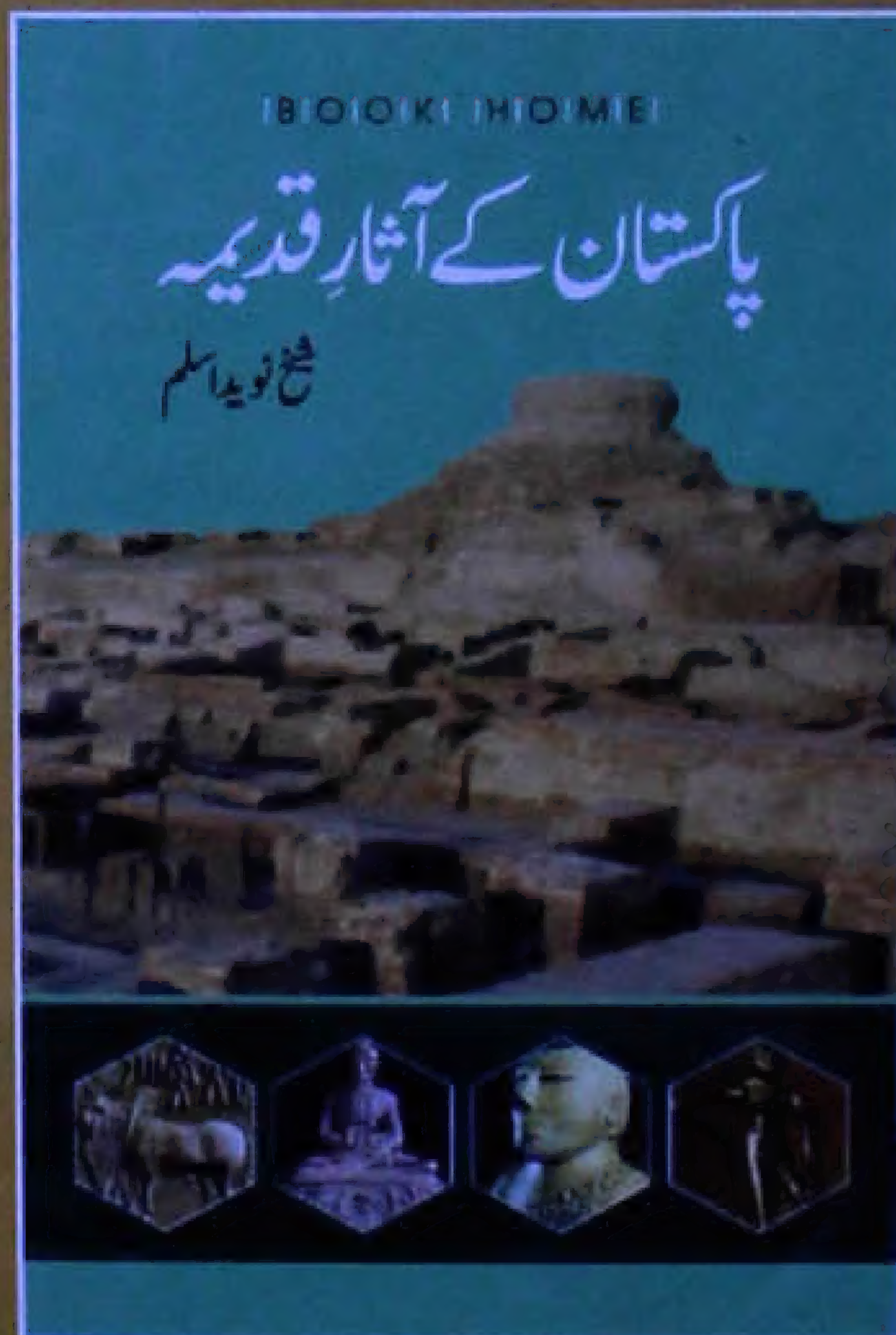
حضرت سلطان باہو کا کلام پنجابی زبان و ادب کے کلاسیک کا حصہ ہے۔ ان کے کلام میں زبان کی روانی، مرشد سے عشق اور اس عشق سے خدا اور اس کے بندوں سے محبت کا درس ملتا ہے۔

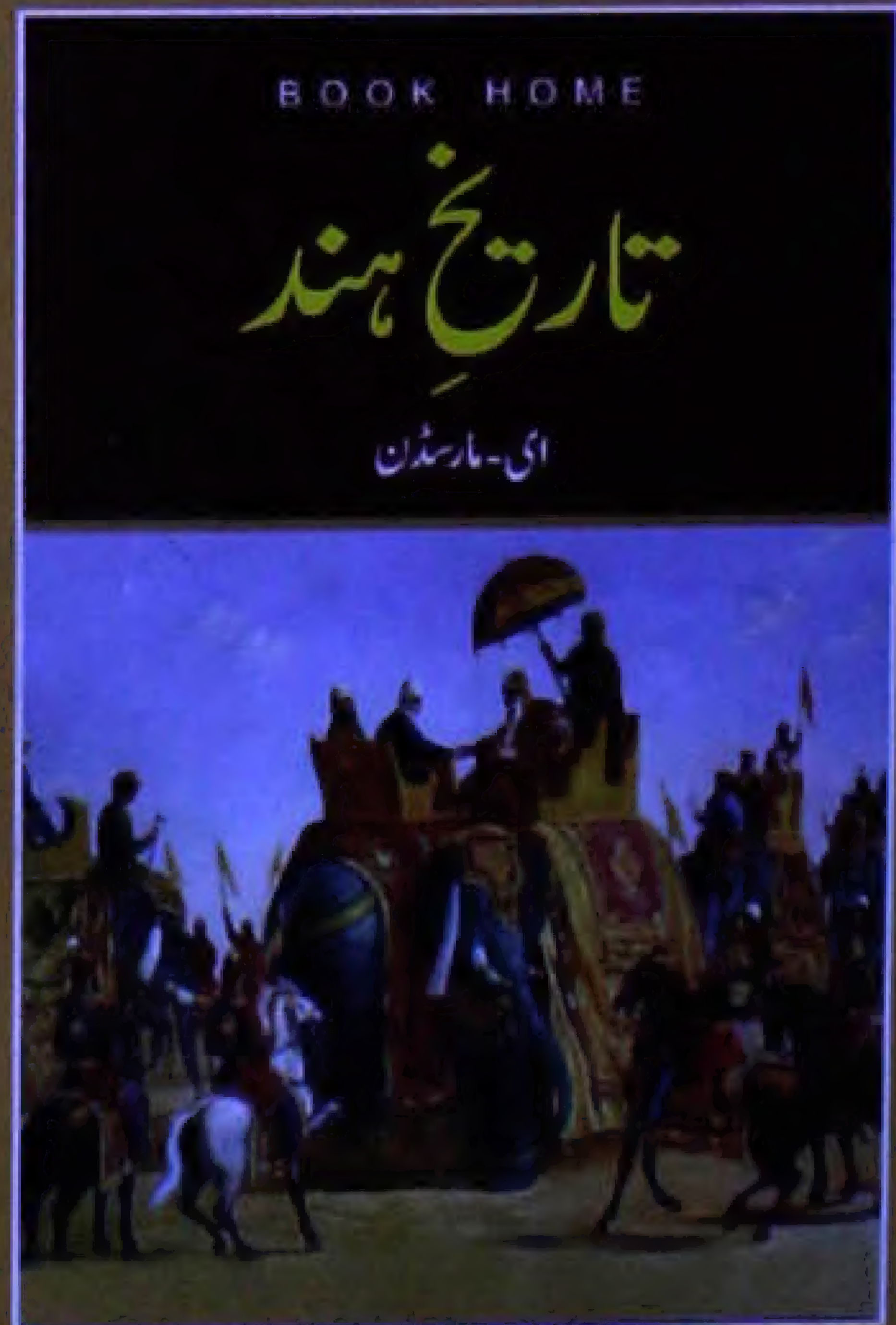


بک سٹریٹ 46- مزنگ روڈ لاہور، پاکستان
فون: 042-37231518-37245072 فیکس: 042-37310854
bookhome1@hotmail.com - bookhome_1@yahoo.com
www.bookhomepublishers.com











بک ہوم

بک سٹریٹ 46- مزنگ روڈ لاہور' پاکستان فون : 042-37231518 - 37245072 فیکس: 042-37310854

E-mail: bookhome1@hotmail.com - bookhome_1@yahoo.com
www. bookhomepublishers.com